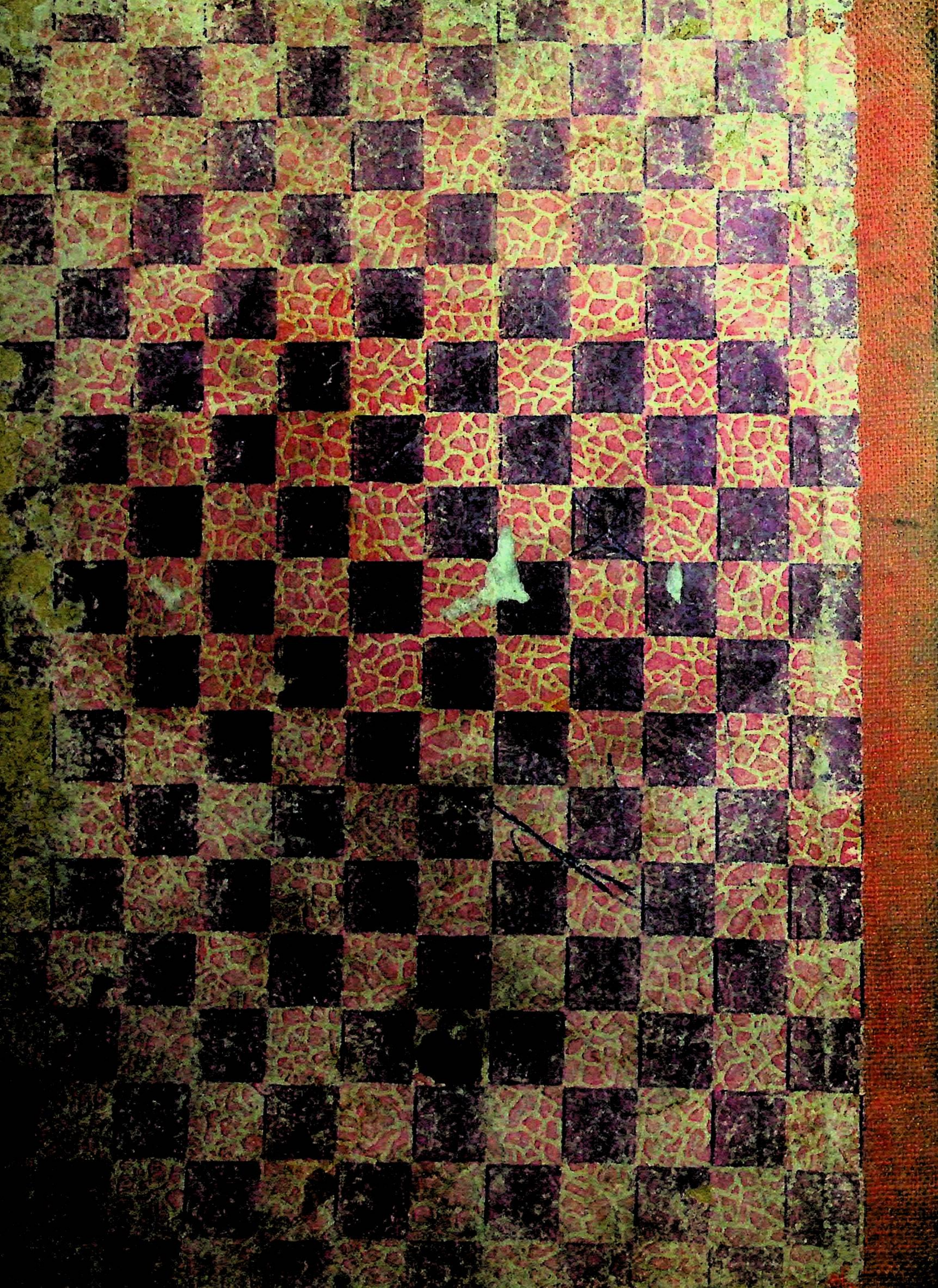
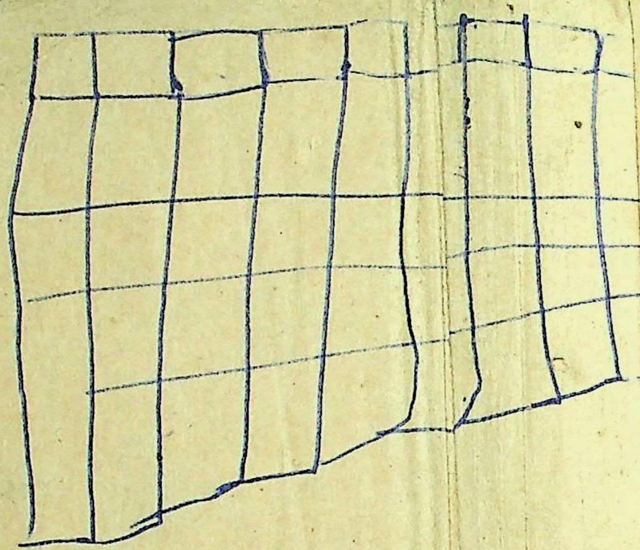
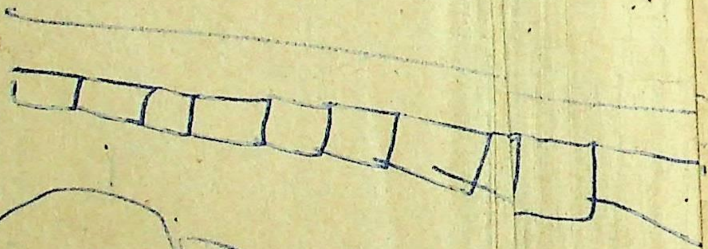
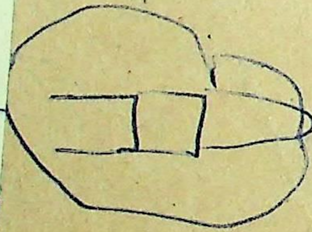
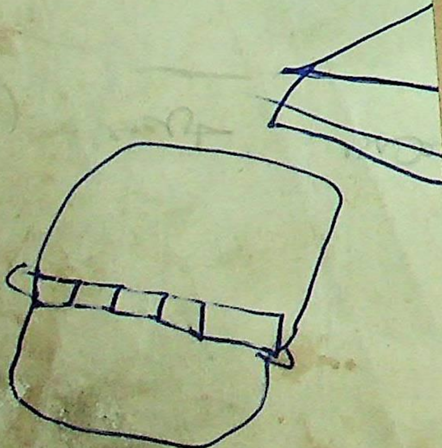














اوم

یوگ سمادھی اور ساکشاتکار

آتم سمرپن یا اُپاسنا یوگ

حصّہ ـــــ اوّل

از مہرشی آربندو گھوش ۔ برہم لین

ہم نے اپنی مانوی پرکرتی (انسانی خصلت) کو ترقی دے کر دیوی پرکرتی (ایشوری خصلت) میں تبدیل کرنا ہے۔ یہ تبدیلی باہر سے سیاسی یا سماجک اصولوں و سدھانتوں کے ذریعہ ممکن نہیں اس کا ایک ماتر سادھن اندر سے اپنے آپ میں اور جگت میں بھگوان کو انوبھو کرنا اور اس انوبھو کے مطابق زندگی کو نئے ڈھانچے میں ڈھال دینا ہے۔

گیان درشٹی سے اس کا سار یہ ہے کہ سب نظر آنے والی اشیا میں جن کا ہم کو گیان ہے۔ یعنی منشوں۔ دیووں، راکشسوں پشوؤں پکھشیوں اور دُنیا کے اور روز مرّہ کے واقعات میں ایک ہی برہم کو انوبھو کیا جائے۔

بودھا کے اور کرم درشٹی سے اس کا مطلب ہے "آتم سمرپن" یعنی اپنے آپ کو (اپنا تن من، دھن اور سب کچھ جس کو ہم اپنا سمجھتے ہیں) اُس سروسکتیمان، سروگیہ، سروا بیتت، انت وشو ویاپی، پرم پرش پرماتما کے مکمل طور پر سارا کا سارا ارپن یا حوالے کرا دیا جاتے۔ جو ویکت بھی ہے اور اویکت بھی، نزدیک بھی ہے اور دور بھی۔ ایک ہے اور انیک بھی اور جو اپنی طاقت سے دیووں اور منشوں سے لے کر کیڑے مکوڑوں تک سب جیووں اور جڑھ پدارتھوں میں بھی ویاپک ہے،

چونکہ آتم سمرپن ہمارے یوگ کا پہلا انگ ہے، پہلے اس کی وضاحت کی جاتی ہے۔ ضروری ہے کہ یہ "آتم سمرپن" پورن ہو۔ کچھ بھی بچا کر نہ رکھا جائے۔ کوئی اچھیا، کوئی واسنا کوئی ابھلاشا۔ کوئی رائے۔ کوئی وچار کہ ایسا ضروری ہونا چاہیے یا ایسا ہو نہیں سکتا یہ ہو اور وہ نہ ہو۔ نہ رہنے پائے سب کچھ ارپن کر دیا جائے۔ من میں کوئی بھی اچھیا اور بدھی میں کوئی ویکتی گت SELF WILL سنکلپ نہ رہے سب دوندوں کا تیاگ کر دیا جاوے۔ اور سارے نظر آنے والے اور نہ نظر آنیوالے جگت کو گیان شکتی، اور آنند کے گپت بھنڈار، پرمیشور کا ورات رُوپ اور پرم پرکاش دیکھا جاوے۔ اور اپنے شریر اور انتہ کرن کو بھگوان کے ارپن اس طرح کر دیا جائے۔ جیسے ایک ڈرائیور کے ہاتھوں میں انجن اپنے آپ کو ڈھیلا اور آدھین کر دیتا ہے۔ تاکہ بھگوان اپنے انت پریم اور طاقت سے اور اپنے پورے گیان کے ساتھ ہمارے اندر اپنا کام کر سکیں۔ اور اپنی ایشوری لیلا کو پورن کریں۔ اہنکار کا سروناش کرنا ہوگا تاکہ بھگوان کی اچھیا کے مطابق ہی ہم پورن آنند، پورن شانتی اور پورن گیان حاصل کر سکیں۔ اور ساتھ ہی چھن چھن میں یہ انوبھو کریں کہ ایشور کی شکتی ہی میں یہ سب

سنسکار اور کریا اوت پروت ... ہے۔

اگر آتم سمرپن کا یہ بھاو نامکمل طور سے بھی ستھاپن ہو جائے۔ تو پھر یقیناً ہی کسی اور یوگک کریا کی ضرورت نہیں رہتی کیوں کہ پھر بھگوان خود ہی ہمارے اندر سادھک اور سدھ ہو جاتے ہیں۔ ہمارے سادھن تو بناوٹی ہیں مگر بھگوت شکتی ہمارے اندر پیرا پرکرتی کے ذریعے کام کرتی ہے۔ جو سب کچھ دیکھتی سب کچھ جانتی اور سب کچھ کرنے کی طاقت رکھتی ہے۔ یہ سادھن سب سے زیادہ افضل ہے۔ راج یوگ کا بہت زیادہ بلوان سنیم۔ بہت زیادہ ترقی یافتہ پرانا یام اور انتھک دھیان اور آنند بھری بھگتی وغیرہ بھی بہت اونچے سادھن ہیں۔ مگر مذکورہ بالا آتم سمرپن کے آگے وہ سب ہیچ ہیں۔ کیوں کہ ان میں ہماری اپنی شکتی کام کرتی ہے جو محدود ہے۔

آتم سمرپن ان سے کہیں زیادہ اثر ڈالنے والا اور پھل دینے والا ہے۔ اس کی طاقت کی حد نہیں کیوں کہ اس میں بھگوت شکتی کام کرتی ہے۔ اور اگر کسی سادھک کو اس میں کوئی حد معلوم ہو تو وہ اس بھگوت اچھیا کی اپنی لگائی ہوئی ہے جو جانتی ہے کہ جگت کا اور (جگت میں یا اس سے الگ) ہمارا سرو اُتم کلیان کس بات میں ہے۔

اب یہ بتاتے ہیں کہ اس سادھن کا ابھیاس آپ نے کس طرح کرنا ہے اور رکاوٹوں کو کیسے عبور کرنا ہے۔

سنکلپ

پہلے پوری وِرڑھتا کے ساتھ آتم سمرپن کا سنکلپ کرو، پورے من اور پوری شکتی سے اپنے آپ کو بھگوان کے حوالے کر دو، کوئی شرط نہ لگاؤ کچھ نہ مانگو یہاں تک کہ اس یوگ میں سدھی کی خواہش بھی چھوڑ دو۔ صرف یہی چاہو کہ تمہارے اندر اور تمہارے ذریعہ بھگوت اچھیا براہ راست (DIRECTLY) اپنا کام کر سکے۔ جو شخص پرماتما سے کچھ مانگتے ہیں ... اُن کو وہی چیز دان کرتے ہیں مگر جو اپنا آپ اس کے سپرد کر کے کچھ بھی نہیں مانگتے اُن کو بھگوان بغیر مانگے ہی ایسے سب پدارتھ دیتے ہیں۔ جن کی اُن کو ضرورت ہے اور اس کے علاوہ اُن کو وہ اپنا آپ اور اپنے پریم کے سُندر سُدھ پرشاد بھی دان کرتے ہیں۔

اب بھگوان تمہارا چارج لے چکے ہیں۔ تم بے خوف اور بے فکر ہو گئے ہو۔ اب تم اسنگ ہو کر اپنے اندر دیوی شکتی کی کریا کو دیکھا کرو۔ اسنگ اور ساکشی رہنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ تم اپنے آپ کو شریر سے الگ آتما اور پرش جانو۔ اس سادھن میں سارا کاریہ بھگوان خود ہی "شکتی" کے رُوپ میں کرتے ہیں۔ یہ شکتی اپنے کاریہ کو بھگوان کے آگے یگیہ رُوپ میں ارپن کرتی ہے اور تم تو صرف یجمان ہو، جس کی حاضری یگیہ کی ہر ایک کریا کے لئے ضروری ہے، اور یگیہ روپ کے پھل کو بھوگنے والا ہے۔

جب وہ مہان البشوری طاقت ہمارے اندر کام کرنے لگتی ہے تو ہمارے شریر اور انتہ کرن میں کئی قسم کے دوش اور کشٹ ظاہر ہوتے ہیں۔ اس لئے پوری شردھا کی ضرورت ہے۔ اگرچہ پوری شردھا اچانک ہی حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ جو اشدھی تمہارے اندر ظاہر اور گپت رُوپ میں چھپی ہوئی ہے، وہ جاگرت ہو جائیگی۔ اور اس وقت تک بار بار سامنے آتی رہیگی جب تک وہ پورن رُوپ سے دور نہ ہو جائے۔ سادھن اوستھا میں شک کا پیدا ہونا تو ایک معمولی بات ہے۔ اگر شک کا حملہ بھی ہو تو بھاگو مت بلکہ اس کے نزدیک کھڑے ہو کر یا ساکشی ہو کر اس کے دور ہونے کی انتظار کرو۔ اگر ممکن ہو تو ان مہان پُرشوں کی سنگت سے فائدہ اٹھاؤ۔ جو اس راستہ پر آگے جا چکے ہیں۔ اگر ایسا ست سنگ حاصل نہ ہو تو آتم سمرپن کے اُصول پر مضبوطی سے ڈٹے رہو جب اندر سے کوئی دُکھ کلیش یا باہر سے کوئی کشٹ ہو تو گیتا کے اُن بچنوں کو یاد کرو۔

(اوم)

मच्चित्तः सर्व दुर्गाणि मत्प्रसादात् तरिष्यसि ॥१८।५८॥

یعنی مجھ میں من اور چت لگاتے ہوئے میری کرپا سے تو سب مشکلوں اور کشٹوں کو پار کر جائے گا۔

सर्व धर्मान् परित्यज्य मामेकं शरणं व्रज ।

अहं त्वां सर्व पापेभ्यो मोक्षयिष्यामि मा शुचः ॥१८-६६॥

"یعنی سب دھرموں (سب اُصولوں۔ بُدھیوں، سادھنوں اور دوستھاؤں کو جو چاہے تمہارے اپنے پہلے جنم کے سبھاو یا وشواس کا پھل ہوں) یا باہر سے تمہارے اوپر لگائے گئے ہوں) کو تیاگ کر صرف میری شرن کو پراپت ہو میں تمہیں ہر پاپ اور دوش سے چھڑا دوں گا فکر مت کرو،، دکھی من ہو کر اور دیاکل ہو کر اس طرح ہاتھ پاؤں نہ مارو۔ گویا کام کے پھل کے اُتر داتا (ذمہ دار) تم ہی ہو۔ یا اس کا نتیجہ تمہاری کوشش پر ہی منحصر ہے۔ کیوں کہ تم سے کہیں زیادہ شکتی شالی طاقت کام کر رہی ہے۔ اور نہ ہی تمہیں روگ مصیبت پاپ اور ناپاکی کے ظاہر ہونے پر کوئی ڈر ہونا چاہیے۔ صرف بھگوان کی شرن میں اٹل بھاؤ سے پڑے رہو، اُن کی پرتگیا ہے۔ کہ میں تمہیں سب پاپوں اور دوشوں سے چھڑا دوں گا۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ شرناگت ہوتے ہی بھگوان کسی چمتکار کے ذریعے ایک چھن میں تمہارے سب پاپوں اور دوشوں کو بھسم کر دینگے۔ یہ تو من کی شُدھی کی کرپا سے ہوگا۔ جس کو وقت لگے گا۔ اور روگ مصیبت، پاپ آدی کا ظاہر ہونا اس شدھی کی کریا کا ایک انگ ہے۔ یہ سارے دوش اور کشٹ اس دھول کی طرح ہیں جو بہت دیر سے بند کمرے کو صاف کرتے وقت بادل بن کر اُڑتی ہے۔ یہ دھول اگرچہ تمہارا گلا روکتی ہوئی دکھائی دے تو بھی اٹل رہو۔ فکر مت کرو۔

انومتی اور سمرتی

جب ایک بار آتم سمرپن کا سنکلپ کر لیا۔ تو پھر اس سارے سادھن کو بھگوان کی شکتی خود ہی پرکرتی کی ایک زبردست کریا کے ذریعہ پورا کرا دیتی ہے۔ تمہاری طرف سے تو صرف دو باتوں کی ضرورت ہے۔ (۱) انومتی اور (۲) سمرتی۔ انومتی کا ارتھ ہے۔ "منظوری" ہر ایک سادھک کے لئے شروع میں ہی پورن آتم سمرپن اور اس کیلئے ستھائی انومتی (پکی منظوری) دینا آسان نہیں کیونکہ انتہ کرن کی شدھی جلدی نہیں ہوتی۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ پہلے تم استھائی انومتی (کچی منظوری) دو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سنکلپ کرنے کے بعد تمہیں جو دماغی اور جسمانی احساس ہو۔ وہ چاہے تمہارے مطابق ہو یا مخالف ہو۔ اس میں ایک ہی حالت میں رہنے کی مشق کرو، شبھ کی پراپتی میں خوشی اور اشبھ کی پراپتی میں رنج نہ کرو۔ انکو اپنی سادھن اوستھا کا انگ جانو۔ من میں اس بات کی ویاکلتا چھوڑ دو۔ کہ دکھ اگر پراپت ہوا ہے۔ تو جلدی اس سے چھٹکارا ملے ایسا کرتے ہوئے اپنے لکش کی پراپتی اور سادھن کو من میں سدا ہی یاد رکھو اور پھر اسے اپنی "ستھائی انومتی" دیدو۔ تاکہ تمہارے سنکلپ کی مضبوطی میں کوئی شک باقی نہ رہ جائے۔

ستھائی انومتی میں تم کبھی پر پرنا سے سادھن اور سدھی کو سویکار تو کر لیتے ہو مگر اُن کے پھل اور نتیجہ کے لئے اگر وہ اشبھ اور دکھ دینے والا ہو تیار نہیں ہوتے۔ لیکن ستھائی انومتی تو ہر قسم کے پھل اور نتیجہ کو سادھن کے شروع میں ہی پورے طور پر سویکار کر لیتی ہے۔ اور سادھن بنا کسی خاص کوشش کے خود ہی وا سنا رہت اِچھا شکتی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ جو سادھک (جگیاسو) شروع سے ہی پورن آتم سمرپن اور ستھائی انومتی کر سکتے ہیں۔ اُن کا راستہ بہت تیز اور آسان ہے۔ اُن کے لئے کوئی شرط نہیں ہو سکتی۔

اس واسنا رہت اچھیا شکتی کا لگاتار استعمال خواہش، مقصد اور مارگ کی یادداشت ہی سادھک کا دھیریہ اور حوصلہ ہے۔ جو اس راستہ میں ضروری ہیں۔ جلدی سدھی حاصل کرنے کے لئے دیاکلتا، گھبراہٹ اور جوش تیز تو ہوتی ہیں۔ مگر ان کا بلی کم ہوتا ہے۔ یہ من میں دُکھ اور رکاوٹ پیدا کرتی ہیں۔ اور سادھک میں ہرش اور دُکھ کی حالت پیدا کرتی ہیں مگر لکش کی پراپتی میں کوئی خاص فائدہ نہیں کرتی۔ اس لئے اس راستہ کے سادھکوں کو پہلے زمانے کے رشیوں کی طرح دھیر گمبھیر ہونا چاہیئے۔

سمرتی۔ میں تمہیں ہوشیار رہ کر پرماد اور آلسیہ سے بچنا چاہیئے۔ تین گنوں (ست، رج، تم) کے حملے کے سبب سمرتی نشٹ ہو جاتی ہے۔ مگر جب پرماد چھا جائے یا گراوٹ اندھکار کی حالت درشٹی گوچر ہو تو تمہیں ذرا بھی دکھی نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ بھگوان تمہیں پورے طور پر اپنا بنا چکے ہیں۔ اور تمہیں کبھی بھی پاپی رہنے نہیں دینگے۔ اب اگر تم ٹھوکر کھاتے ہو۔ تو ٹھوکر ہی تمہارے لئے سب سے اچھی سدھی ہوگی۔ بچہ بار بار گرنے سے ہی چلنا پھرنا سیکھتا ہے جب تمہارے اندر سمرتی اتنی پختہ اور مضبوط ہو جائے کہ اپنے لکش اور سادھن کی نسبت بھگوان کا ہی سب چیزوں اور گھٹناؤں میں ہر وقت درشن اور احساس کرو پھر چنتن کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔ اس حالت کو ہی گیتا میں نتیہ انو سمرن نित्यनु स्मरण ॥ کہا گیا ہے۔

آتم سمرن کے دشمن

واسنا۔ دوند، اہنکار یہ تینوں آتم سمرن کے دشمن ہیں مکت اوستھا حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے۔ کہ واسنا رہت نردوند اور نراہنکار ہو جاؤ۔ اگر تم نردوند ہو تو تم واسنا رہت ہو سکتے ہو۔ اس کے بغیر مشکل ہے کیونکہ ہر ایک دوند من میں اس کے لئے سبھاؤ سے کسی نہ کسی شکل میں رغبت اور نفرت پیدا کرتا ہے، چاہے یہ دوند ادنے درجہ کے ہوں جو جسم کے ذریعے من پر اثر ڈالتے ہوں جیسے بھوک، پیاس، گرمی، سردی اور جسمانی سُکھ دُکھ چاہے درمیانہ درجہ کے۔ جو بھاؤ اور اچھیا کے ذریعہ من کو متاثر کرتے ہوں، جیسے کامیابی، ہار، جیت، خوش قسمتی، بد قسمتی، غمی، اُمید، نا اُمیدی، عزت، بے عزتی وغیرہ چاہے اعلیٰ درجہ کے ہوں جو وویک بدھی کے ذریعے انتہ کرن پر اپنا اثر رکھتے ہیں، جیسے تتیہ، پاپ پُنیہ، اچھے، سچ و جھوٹ وغیرہ۔

دوندوں کو جیتنے کے تین طریقے ہیں۔

(۱) پورن گیان۔ جو سب میں بھگوان کا درشن کراتا ہوا۔ اُسکے دھیان اور وشو ویاپی کرم میں پدارتھوں کے آپسمیں تعلقات کو سمجھ سکے۔ کہ ایک پرانی کا دوسرے پرانی کے ساتھ اور ایک واقعہ کا دوسرے واقعہ کے ساتھ کیا سمبندھ ہے۔

(۲) پورن بھگتی۔ جو تمام پدارتھوں اور حالات کو اس لئے خوشی کے ساتھ قبول کرتے ہیں کیونکہ سب کچھ پریتم کی طرف سے ہے۔

(۳) پورن کرم جس میں بے پرواہ ہو کر اپنے سارے کرموں کو یگیہ روپ سے بھگوان کے ارپن کر دیتا ہے اور نفع نقصان و عزت، بے عزتی وغیرہ۔ دوندوں کی طرف سے جو معمولی طور پر ہر ایک کرم کے پیچھے لگے رہتے ہیں بالکل بے فکر رہتا ہے۔ آتم سمرن کے سنکلپ اور ابھیاس سے آخر میں یقینی طور پر ایسے گیان ایسی بھگتی اور ایسے کرم کے پھل ظاہر ہوتے ہیں۔

اہنکار

سب دوندوں کی جڑھ اہنکار ہے۔ جو چیزوں کے تعلق اور اُنکے اثر کو جو ہم یا ہماری چیزوں پر ہوتا ہے۔ زندگی کا معیار بنا کر دوندوں کو ہمارے بندھن کی زنجیریں جوڑ دیتا ہے۔ ہماری زندگی اور سادھن پر اہنکار کا اثر [illegible]

اوم

راجسک، تامسک، ساتوک،

۱۔ راجسک اہنکار۔ یہ ہمیں کاموں کی طرف رجوع کر کے واسنا سے باندھ کر ہمیشہ کام اور اس کے پھل کے لیے بھٹکا رہتا ہے۔ اس راجسک اہنکار سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لیے گیتاجی کا اُپدیش ہے۔ کہ

मा कर्मफल हेतु र्भूः ॥२-४७॥

یعنی پھل کی واسنا سے کام مت کرو اور اپنے کرموں کو بھگوان کے ارپن کردو۔

۲۔ تامسک اہنکار۔ یہ کمزوری سستی اور بےکاری کے سلسلے میں باندھتا ہے۔ اس اہنکار کے قابو میں آکر ہم سدا سستی گھبراہٹ، اُداسی، ڈر، نااُمیدی اور کمزوری میں مگن رہتے ہیں۔ اس سے بچنے کے لیے گیتاجی کی آگیا ہے کہ

मातेसंगो ऽस्त्व कर्मणि ॥ یعنی اکرم کے ساتھ موہ نہ کرو اور اسی لیے شانتی شردھا اور دھیریہ، خوشی ذرا دو چیشٹا کے ساتھ ہمیشہ ہی یوگ یکت رہنے کا اُپدیش کیا گیا ہے۔ چاہے تم آگے بڑھتے ہوئے معلوم ہو چاہے اپنے ستھان پر کھڑے ہوئے یا پیچھے ہٹتے ہوئے دکھائی دو۔

۳۔ ساتوک اہنکار۔ یہ ہمیں گیان اور سُکھ کے ذریعے باندھتا ہے۔ یہ ہمیشہ اپنے نامکمل انُبھو و شبھ اِچھیا اپنی سمتی اور سدھانتوں کی شُدھی کے سوچ وچار میں پھنسا تا رہتا ہے! اور اپنی ترقی کی حالت میں بھی بھگوان کی اِچھیا کے مطابق آتم سمرپن کرنے کے اُلٹ ارجن کی طرح نیکی بدی، بنائے۔ اور سیوا کے اپنے ذاتی وچاروں کو کھڑا کرتا ہے۔ اسی ساتوک اہنکار سے مکت ہونے کے لیے گیتا میں پاپ اور پنیہ کے دونوں کے موہ سے آگے چلنے کی شکشا دی گئی ہے

उभे सुकृत दुष्कृते ॥२-५०॥

تینوں اہنکاروں کا اثر

اُس جگیاسو کے لیے جو آتم سمرپن کا سنکلپ تو کر چکا ہے، مگر اس سنکلپ کی پورتی کو ابھی نہیں پہنچا۔ اہنکار کے بھروسہ پر ہر کام کرنے والا ہر ایک گُن ایک خاص بھے رکھتا ہے۔

۱۔ رجوگن:۔ اُس وقت خوفناک ہو جاتا ہے جب جگیاسو کو یہ ابھیمان ہوتا ہے کہ میں بڑا سادھک ہوں۔ میں اتنی ترقی کر چکا ہوں۔ میں ایشور کے ہاتھوں میں ایک بڑا آلہ ہوں وغیرہ اور جب وہ اپنے کام کو بھگوان کا ایسا کام جاننے لگ جاتا ہے۔ ضروری پورا کرنا ہے۔ اور پھر اس میں غمگین ہو کر اس کے بارے میں دیاکل اور دُکھی ہوتا ہے۔ مانو یہ بھگوان کے کام میں بھگوان کی نسبت زیادہ رُوچی رکھتا ہے۔ اور اُن سے زیادہ خوبصورتی سے کر سکتا ہے۔ کچھ لوگ ایسے ہیں۔ جو راجسک بھاؤ سے کام کرتے ہوئے بھی اپنے آپ کو اس خیال سے سنتشٹ کیا کرتے ہیں۔ کہ وہ خود تو کچھ نہیں کر رہے صرف بھگوان ہی اُن کے ذریعے کام کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ یہ لوگ آتم سمرپن کے اصول پر صرف بدھی کے ذریعے دی گئی انومتی کو ہی کافی جان لیتے ہیں۔ اور اپنے سارے انتہ کرن اور زندگی کو اس اصول یا سدھانت سے رنگے جانے کی انتظار نہیں کرتے، اس ڈر سے بچنے کے لیے واسنا کا تیاگ اور سب میں بھگوان کی ستا کی لگاتار سمرتی ضروری ہے۔ اس کے علاوہ ہمیں اپنے اندرونی خیالات، بھاؤں اور کریا کا پوری کوشش کے ساتھ اُس وقت تک ہوشیاری سے مشاہدہ کرتے رہنا چاہیے جب تک بھگوان

ज्ञान दीपेन भास्वता ॥१०-११॥

یعنی آتم گیان کے پورن پرکاش کے ذریعے ہمارے سارے موہ اندھکار کو ناش نہ کر دیں۔

۲۔ "تموگن" کا ڈر دو طرح کا ہوتا ہے۔ پہلے یہ کہ پُرش اپنے اصلی رُوپ کو بھول کر تموگن سے موثر ہو کر یہ

کہنے لگتا ہے۔ کہ میں کمزور پاپی، دین ہین۔ اگیانی۔ نکما دوسرے آدمیوں سے زیادہ اُدھم اور نیچ ہوں۔ میرے ذریعے بھگوان کیا کام کر سکتے ہیں۔ اس کا مطلب تو یہ ہوگا کہ بھگوان کے کام کی کامیابی اُن کے نیتروں کے بل اور شکتی پر منحصر ہے۔ بھگوان کی شکتی محدود نہیں اننت ہے۔ یہ سچ ہے کہ بھگوان گونگے کو بولنے کی شکتی اور لنگڑے کو پہاڑ پر چڑھنے کی طاقت دے سکتے ہیں۔

मूकं करोति वाचालं पंगुं लंघयते गिरिम् ॥

تموگن کا دوسرا لچھن اُسوقت ہوتا ہے۔ جب سادھک آتم سمرپن کا ابھیاس ترک کر دیتا ہے۔ اور سوچ کے بوجھ سے ہلکا ہو کر ایک پر سُکھ کا انوبھو کرنے لگتا ہے۔ اس کو شوک سے چھٹکارہ مل جاتا ہے۔ اور ایک قسم کی شانتی حاصل کر کے زندگی کے سنگرام اور کرم سے منہ موڑ کر بیکاری اور آرام کی زندگی کو اچھا سمجھنے لگتا ہے۔ اس شانتی میں آنند نہیں ہوتا فکر کے چھوڑنے پر جو سکھ حاصل ہوتا ہے وہ منفی NEGATIVE شانتی کا ہے، یہ موہ ہے اور تامسک ہے۔

اس بات کو ہمیشہ یاد رکھو۔ کہ تم بھی برہم ہو۔ اور بھگوان کی دیوی شکتی تمہارے اندر کام کر رہی ہے۔ سدا یہ احساس کرو۔ کہ بھگوان سروشکتیمان ہیں...... اور یہ جاننے کی کوشش کرو کہ اس لیلا میں اُن کی خوشی کس بات میں ہے۔ اُنہوں نے ارجن کو بھی

लोक संग्रह(थाया ॥

یعنی سنسار کی لیلا کو جاری رکھنے کے لئے کرم کرنے کی آگیا دی ہے۔ کیوں کہ وہ یہ نہیں چاہتے۔ کہ یہ جگت پھر پرکرتی میں لے ہو جائے۔ اس لئے انہوں نے کہا ہے۔ کہ جیسے میں کرم کرتا ہوں اس طرح تم بھی کرو۔

उत्सीदेयुरिमेलोका न कुर्यां कर्म चेदहम् ॥३-२४॥

یعنی اگر میں کرم نہ کروں۔ تو یہ لوک۔ تموگن کے وش ہو کر پرکرتی میں لے ہو جائیں گے۔ بیکاری میں آسکت ہونے کا یہ مطلب ہے کہ ہم اپنے کرموں کو بھگوان کے ارپن کرنے کی بجائے انہیں تامسک اہنکار کے آگے بھینٹ کرتے ہیں

۳۔ وسانوک اہنکار: ستوگن کا خوف اُسوقت ہوتا ہے جب سادھک مندرجہ ذیل باتوں میں آسکت ہو کر ان کی واسنا کرنے لگتا ہے۔

۱۔ اپنی بدھی کا یک طرفہ فیصلہ یا بدھی یا وچار کے ذریعہ گرہن کیا ہوا ایسا سدھانت یا نتیجہ جو تعصب سے خالی نہ ہو۔
۲۔ سادھن کی کوئی ایسی کریا جس میں اُسے خاص آنند آتا ہو۔
۳۔ یوگ کی کسی سدھی کا ہرش۔
۴۔ یہ بھاؤ کہ میرا انتہ کرن بہت شدھ ہو گیا ہے۔ میں ستوگن کی پوترتا میں نمگن رہتا ہوں۔
۵۔ کسی آتمک شکتی کا ظاہر ہونا۔ جیسے دوسرے کے من کے وچاروں کو جان لینا یا دور کے شبدوں کو سن لینا وغیرہ۔
۶۔ بھگوان کا سہواس یعنی بھگوان کے ساتھ ملے رہنے کا آنند جو بھگتوں کی سنجیونی بوٹی ہے۔
۷۔ آزادی کا احساس یعنی جیون مکتی کا انوبھو۔

سادھک اوپر کی باتوں میں یا اُن میں سے کسی ایک میں ایسا لیایمان ہوتا ہے۔ کہ اس سے زیادہ اور کچھ چاہتا ہی نہیں وہ سمجھتا ہے۔ کہ اُسے سب کچھ مل گیا ہے۔ یا صرف انہیں کی واسنا کرتا ہے۔ یاد رکھو کہ یوگ صرف تمہاری آتم ترپتی کے لئے نہیں ہے۔ تم نے ادھیاتم انوبھو اور برہم کے ساکھشاتکار کے ذریعے دیوی جیون حاصل کر کے بھگوت اچھیا کا شدھ آلہ بن کر بھگوان کی خوشی کے مطابق کرم کرنا ہے۔ اوپر کی باتیں اگرچہ یوگ کی سدھی کا انگ ہیں اور ضرور حاصل ہوتی ہیں۔ لیکن اس کا مقصد نہیں ہیں۔ اور تم سادھن کے شروع میں ہی یہ سنکلپ کر چکے ہو۔ کہ

(اوم)

بھگوان سے کچھ نہیں مانگیں گے۔ وہی لیں گے۔ جو خود بھگوان پردان کریں گے۔
بھگوان کے ملاپ کے آنند کا تیاگ کرنا ایک بھگت کے لئے بہت مشکل بات ہے۔ لیکن سچ تو یہ ہے کہ یہ بھی ایک سوارتھ ہے۔ جس آدمی نے اپنے پربھو کے چرنوں میں پورن آتم سمرپن کیا ہوا ہے۔ جس نے ذرا بھر بھی سوارتھ نہیں رکھا۔ وہ بھگوان کی آگیا ہوتے ہی اُن کے مکمل درشن اور ملاپ کے آنند کا تیاگ کرنے کیلئے بھی تیار رہے گا اس لئے تمہیں بہت اونچے۔ ساتوک اہنکار سے مکت ہوکر مکتی کی اچھیا کے سوکھشم اگیان سے بھی بچ کر رہنا چاہیئے اور ہر قسم کے ہرش اور آنند کو حاصل کر کے بھی اُس کے موہ میں نہیں پھنسنا چاہیئے۔ تبھی تم بھگوت گیتا میں کہے ہوئے سدھ یا پورن پُرش کے پد کو پراپت ہوگے۔ اور تمہاری مانوی پرکرتی (انسانی خصلت) دیوی پرکرتی (ایشوری خصلت) میں تبدیل ہوگی۔ جو کام کئی سو برسوں میں ہونا تھا۔ وہ تھوڑے برسوں میں ہی پورا ہو جائے گا۔

کرم سمرپن اور ساکشاتکار

یہ اُوپر اچھی طرح واضح کیا جا چکا ہے کہ بھگوان کے چرنوں میں پورن آتم سمرپن کا ابھیاس ہی ایک ایسا سادھن ہے، جو منش کی آہنگت کا ناش کر کے سچے آتم گیان کی پراپتی کرا کر جیو آتما کو حقیقی معنوں میں آسنگ ساکھشی اور درشٹا (دیکھنے والا) بنا دیتا ہے۔ اس انوبھو کے بعد ہی منش سب چیزوں اور پرانیوں کو پرماتما کا روپ دیکھنے لگتا ہے۔
لیکن بھگوان کو سب پدارتھوں اور جانداروں میں دیکھنا ہی کافی نہیں۔ اُن کو سب واقعات میں، کاموں، وچاروں اور جذبات میں اپنے آپ میں دوسروں میں اور سب سنسار میں دیکھنا ضروری ہے۔ اس انوبھو کے لئے دو باتیں بہت ضروری ہیں۔ کیونکہ ان کا تعلق ہماری روزمرہ کی زندگی کے ساتھ ہے۔

۱۔ پہلے یہ کہ تم اپنے کرموں کے پھل کو بھگوان کے ارپن کردو۔
۲۔ دوسرے یہ کہ کرموں کو بھی بھگوان کے ارپن کردو۔

کرم پھل کے تیاگ کا یہ مطلب نہیں۔ کہ تم پھل کے بارے میں ویراگ دھارن کر لو یا کرم میں اور اس کے پھل میں غفلت پیدا کر کے اُسے چھوڑ بیٹھو۔ یا کسی مقصد کو سامنے رکھے بنا ہی کام کرنے لگ جاؤ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم نے کرم ضرور کرنا ہے۔ اس لئے نہیں کہ تمہاری یہ اچھیا ہے کہ فلاں نتیجہ کے لئے یہ کرنا ہے۔ یا تم یہ چاہتے ہو کہ فلاں بات ضرور ہونی چاہیئے۔ اور اس کی پورنتا کے لئے تمہارا کرم اور کوشش ضروری ہے۔ بلکہ اس لئے کہ یہ تمہارا فرض ہے۔ تمہارے جیون کے پربھو اسے چاہتے ہیں۔ اور اس کا پھل بھگوان چاہے کچھ ہی کیوں نہ دیں۔ یہ تو ضرور کرنا ہی ہوگا اپنی اچھیا کو ایک طرف الگ رکھ دو۔ اور یہ جاننے کی خواہش کرو۔ کہ بھگوان تم سے کیا چاہتے ہیں۔ جس بات کو تمہارا من تمہارے بھاؤ یا تمہاری سبھاوک رائے ٹھیک اور ضروری بتلائے اس پر وشواس نہ کرو۔ اُن کو چھوڑ کر آگے نکل جاؤ اور بھگوت گیتا میں ارجن کی طرح اُس بات کو جاننے کی جگیاسا کرو۔ جسے بھگوان نے ٹھیک اور ضروری سمجھا ہے یہ دِرڑھ وشواس رکھو کہ اگر تم اپنا فرض، کرم پوری طرح سے ٹھیک کروگے تو اس کا پھل نشچے ہی وہی ہوگا۔ جو ٹھیک اور ضروری ہے۔ چاہے وہ پھل تمہاری اچھیا اور آشا کے خلاف ہی کیوں نہ ہو جو شکتی اس سنسار پر حکومت کرتی ہے۔ وہ اتنی بدھیمان تو ہے ہی جتنے تم ہو اور کوئی ضروری نہیں۔ کہ سرشٹی کا پربندھ تمہاری رائے لے کر یا تم سے پوچھ کر کیا جائے۔ بھگوان خود اپنی سرشٹی کی خبر لے رہے ہیں۔

(اوم)

کرم سمرپن کی سیڑھی

کرم سمرپن کرنے کی سب سے اُتم بدھی اس بات کا احساس کرنا ہے۔ کہ پرکرتی ہی ہمارے سب کرموں کو بھگوان کی اِچھا کے مطابق کر رہی ہے۔ اور بھگوان ہمارے سبھاؤوں کے ذریعے ہمارے ہر ایک کام کا فیصلہ کرتے ہیں۔ ایسا پختہ نشچے اور انوبھو ہوتے ہی ہر ایک کام بھگوان کا ہوتا ہے پھر نہ تمہارا کوئی کرم ہے اور نہ کوئی بوجھ یا ذمہ داری ہے۔ نشچے ہی پھر تمہارے لئے کرم کا کوئی بندھن نہیں رہتا۔ کوئی ذمہ داری نہیں رہتی۔ کیونکہ بھگوان کسی قسم کا کوئی بندھن نہیں رکھتے۔ وہ ہر قسم سے آزاد اور مالک ہیں۔ اس حالت میں ہمارے کرم کسی شاستر کے مطابق چلنے والے آدمی کی طرح سبھاؤ کے ذریعے مقرر کئے ہوئے نہیں ہوتے۔ بلکہ ہمارے سبھاؤ کو بھی خود بھگوان ایک مشین کی طرح اپنے ہاتھ اور اپنے ادھیکار میں رکھتے ہیں۔ ہمارے لئے جو اگیان کے سنسکاروں سے بھرے ہوئے ہیں۔ گیان اور انوبھو کی اس اونچی حالت پر پہنچنا آسان نہیں۔ بلکہ تین درجے ہیں جن پر عمل پذیر ہو کر ہم جلدی سے اونچے انوبھو کی بلندی تک جا سکتے ہیں۔

(۱) پہلا درجہ یہ ہے۔ کہ اس شلوک کی بھاؤنا میں زندگی بسر کیجائے۔

त्वया हृषीकेश हृदिस्थितेन यथा नियुक्तो ऽस्मि तथा करोमि ॥

یعنی اے رکھی کیش! آپ میرے ہردیہ میں نواس کرتے ہوئے جس کام میں مجھے جسطرح لگاتے ہیں۔ اُس کام کو میں اسی طرح کرتا ہوں۔

(۲) جب یہ بھاؤ تمہارے روزمرہ کی زندگی میں داخل ہو جائیں گے تو دوسرے درجے پر چڑھنا آسان ہو جائے گا۔ دوسرے درجہ میں بھگوت گیتا کے نیچے لکھے گیان کے مطابق زندگی بنانا ہے۔

ईश्वर: सर्व भूतानां हृद्देशे ऽर्जुन तिष्ठति ।

भ्रामयन सर्व भूतानि यन्त्रारूढानि मायया ॥१८।६१॥

یعنی بھگوان سب بھوتوں کے ہردیہ میں بیٹھکر اپنی ترگنی مایا سے سب کو گھما رہے ہیں۔

ست، رج، تم

اب تم اپنے اندر تینوں گنوں (ست، رج، تم) کے کاریہ کو اور اپنے شریر روپی آلہ کو کرم کرتے دیکھتے ہوئے یہ نہیں کہو گے کہ

तथा करोमि ॥

یعنی میں کرتا ہوں (اسی کام کو جس میں بھگوان لگاتے ہیں)، بلکہ یہ کہو گے کہ

गुणा वर्तन्ते एव ॥

مایا کے گن ہی کام کر رہے ہیں۔ میں تو صرف ساکھشی ہوں،

مگر ان اسادھنوں میں گنوں کے کام کا گیان حاصل کرنے سے پہلے ایک بڑی مشکل یہ ہوتی ہے کہ ہمیں اپنے سبھاؤ کی اشدھی دکھائی دینے لگتی ہے۔ اور پاپ پنیہ کے وچار بار بار ظاہر ہوتے ہیں۔ اس مشکل سے چھٹکارا پانے کے لیے ہمیشہ یاد رکھو کہ جب تم نے اپنے آپ کو پورے طور پر بھگوان کے حوالے کر دیا ہے۔ وہ خود ہی تمہاری سب اشدھیوں کو دور کر دینگے۔ تمہارا فرض تو ہوشیار ہو کر اُن کی شرن میں پڑے رہنا اُن کو اور اپنے سنکلپ کو یاد رکھنا ہے۔ تم پاپ اور پنیہ میں آسکت نہیں ہو سکتے کیوں کہ بھگوان نے گیتا میں بار بار یہ بے خوف بچن دیا ہے۔

प्रति जाते न मे भक्ता प्रणश्यति

یعنی میں پرتگیا کرتا ہوں۔ کہ میرے بھگت کا ناش نہیں ہو سکتا۔

اوم

۳۔ دوسرے درجے کے لگاتار ابھیاس کے ذریعے ہی پرماتما کا پورن ساکھشات کار ہو کر ہم تیسرے درجے میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ ساکھشات کار نہ بھی ہو۔ تو بھی بھگوان ہمارے چرکال تک کئے گئے اس اونچے سے اونچے ابھیاس کی کامیابی سے خوش ہو کر اپنی خاص کرپا کے ذریعے خود ہی ہمیں تیسرے درجے پر پہنچا کرا دیتے ہیں۔ اس حالت میں پُرش تینوں گنوں سے الگ اور پرے ہو کر ترگُن اتیت ہو جائے گا۔ اور دَیوی پرکرتی کی طرح تینوں گنوں کا استعمال کرتا ہوا بھی اُن کے بندھن سے مُکت رہے گا۔

اب تینوں گنوں کا روپ بدل جائے گا ستّو کا روپ انتر ہو کر ایک شدھ پرکاش اور جیوتی پرگٹ ہوگی۔ اور ہماری پرکرتی ایک شدھ مکت اور اننت سوئم پرکاش میں نواس کریگی۔

تمس بھی اپنی موجودہ شکل کو کھو کر شدھ شم اور شانتی میں بدل جائے گا۔

راجس۔ تبدیل ہو کر شدھ تپس بن جائے گا۔ اور ہماری پرکرتی ایک شانت اور سورگیہ پرکاش کا سہارا لے کر دَیوی شکتی کے مکت اور اننت ساگر کی ہی ایک ترنگ بن جائیگی۔ اس اوستھا میں جو کرم تم کرو گے وہ پورے طور پر بھگوت اچھیا کے مطابق ہونگے اور اُنکے ذرّے ذرّے میں پرماتما کے پورے گیان کا پرکاش ہوگا یہی وہ اننت دھام او بھومایہ ہے جہاں تینوں مادہ او رسیمت گنوں ستو، رجس، اور تمس کی "ٹکر" سماپت ہو کر مکت، پرکاش، تپس اور شانتی کا مہان ملاپ ظاہر ہوتا ہے۔ یہ مکمل مکتی کی حالت ہے۔

اس حالت پر پہنچنے سے بہت پہلے ہی تم دیکھو گے کہ کوئی مہان شکتی جو تمہارے جسم سے باہر رہتی ہے۔ اس میں داخل ہو کر تمہارے لئے وچار۔ ہمدردی۔ اور کام کرنے میں لگی ہوئی ہے! اور تمہارا جسم من اور ہردیہ تمہارے بل سے نہیں۔ بلکہ اُس شکتی کے ذریعے چلتے ہیں۔ تم اس شکتی کے وچار بھاؤ اور کام کے ساکھشی روپ ہو کر دیکھتے ہوئے بہت خوش ہو گے لیکن اس میں کبھی آسکت نہیں ہو سکو گے۔ اور نہ ہی وہ شکتی تمہیں بدھ کر سکیگی۔ تمہارے کرم معمولی طور پر ہی ہوا کرینگے۔ اور تمہارے انتہ کرن پر اُن کا کوئی سنسکار یا نشان نہیں رہے گا جس طرح سمندر میں لہریں اُٹھتی اور ناش ہوتی رہتی ہیں۔ اور کمل کے پتّے سے پانی جھڑ جاتا ہے، اُسی طرح تمہارے کرم بھی لے ہوتے رہیں گے۔

कर्माणि प्रविलीयन्ते ॥

تمہارا من ہردیہ اور جسم تمہارے رہیں گے ہی نہیں بلکہ سچ مچ بھگوان کے ہو جائیں گے اور تم خود صرف ست چت آنند کا ایک مرکز بن کر بھگوان کے ہاتھ میں ایک شدھ یونتر آلہ بن جاؤ گے۔ اسی حالت میں ہی انسان پورے طور پر ست چت ہو کر بھگوان کا روپ ہو جاتا ہے۔ ایسے پُرشوں کے بارے میں ہی گیتا میں کہا گیا ہے۔

यस्य नाहंकृतो भावो बुद्धिर्यस्य न लिप्यते ॥

یعنی جس میں اہنکار کا ناش ہو گیا ہو۔ اور جس کی بدھی پھنستی نہیں ہے۔ یعنی کرم سمرپن ہے جس کو بھگوان نے گیتا میں بہت ضروری بتایا ہے۔

मयी सर्वाणि कर्माणि सन्यस्याध्यात्म चेतसा ।
निराशी र्निममो भूत्वा युध्यस्व विगत ज्वरः ॥३-३०॥

یعنی سب کرموں کو میرے ارپن کر کے ادھیاتم یوگ میں پورا چت لگا کر واسنا اور ممتا سے مکت ہو کر تم "تاپ سے رہت ہو کر (سنسار روپی رن کھشیتر میں) یدھ کرو یعنی کرتویہ کرم کرو۔"

یہ آتم سمرپن اور کرم سمرپن برہم کو حاصل کرنے کا بہترین مارگ ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی راستے ہیں مگر اس مارگ میں یہ خاصیت ہے کہ اس کا سادھن تم خود نہیں کرتے بلکہ بھگوان کی اننت شکتی تمہارے لئے کرتی ہے۔ جو چپ چاپ اپنا کام کرتی ہے کبھی ٹھہرتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ کبھی بہت زور سے اپنا بل ظاہر کرتی ہے۔ دوسرے راستے انسان کی بدھی سے

اوم

بنائی ہوئی چلتے ہوئے پانی کی نہریں ہیں۔ جن میں ایک چھوٹی سی کشتی میں بیٹھ کر بنا کسی خاص ڈر کے ایک جگہ سے دوسری جگہ تک جا سکتے ہیں، مگر چھوٹی حد کے اندر ہی۔ لیکن یہ راستہ ایک لمبا چوڑا سمندر ہے جس میں تم آزادی سے سارے سنسار میں وچرتے ہوئے اننت برہم کے موکش پد میں داخل ہوتے ہو۔

اُپاسنا

جگت کی سب چیزیں اور پدارتھ (جاندار اور بےجان) ایک اکھنڈ، ابناشی ہٹ رُدھ، سروویاپک برہم ہی ہے۔ جو جُدا جُدا پدارتھوں اور جیووں کے رُوپ میں بکھرا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ حقیقت میں وہ برہم سب چیزوں اور پرانیوں میں سم بھاو سے ہے اور علیحدگی اوپر کی سطح میں ہی دکھائی دیتی ہے۔ جب تک ہم اگیان اودیا کے بس ہو کر اوپر کی سطح میں نواس کرتے ہیں ہم اہنکار کے زیر اثر پرکرتی کے گنوں کے ذریعے سُکھ۔ دُکھ، نیکی بدی۔ شادی، غمی وغیرہ دوندوں کے بیچ میں ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ اور بےبس ہو کر مایا کے فولادی پنجے میں پھنسے ہوئے اُس کے آہنی چکر پر گھومتے ہیں۔ کرم کرنے میں ہماری سوتنترتا بہت تھوڑی۔ بالکل معمولی اور برائے نام ہی ہے۔ کیونکہ پرکرتی کے گن ہی ہماری اچھیا کو بنا کر ہم سے کام کراتے ہیں پرکرتی نے ہم کو پکڑا ہوا ہے۔ ہم اس کو نہیں پکڑ سکتے۔ وہ جس پرکار چاہتی ہے۔ ہم اسی طرح سوچتے اور کام کرتے ہیں۔ اپنی زندگی کے ایک ایک لمحہ میں ہم اس کے ادھین ہیں۔ ہمارا من یہ سمجھتا ہے کہ میں پوری آزادی سے اپنی مرضی کے مطابق کام کرتا ہوں۔ لیکن اس بیچارے کو یہ پتہ نہیں کہ اس کی تکمیل ایک گپت شکتی یعنی قدرت یا پرکرتی کے ہاتھ میں ہے۔ جس کا اس کو علم نہیں۔ صرف بھگوان کی اچھیا ہی سنسار میں سوتنتر ہے اور ہم اپنے دُنیاوی اور ویوہارک جیون میں بھگوت اچھیا DIVINE WILL کے آگے پورن آتم سمرپن کر کے ہی اہنکار اور واسنا کے تیاگ سے راجی پر ادھیکار کر سمتا اور ایکتا پراپت کر سکتے ہیں۔

اوپر بیان کی ہوئی اوستھا ہمارے اس جیون کی ہے۔ جو اگیان دوارہ پرکرتی کے گنوں میں جکڑا ہوا ہے۔ البتہ اگر اس جیون کے برعکس ہم برہم کی ادویت ستا میں نواس کرتے ہیں۔ تو ہم اہنکار کو پیچھے چھوڑ کر پرکرتی سے آگے نکل جاتے ہیں کیونکہ پھر اپنے اصلی سروپ "آتما" کو پراپت ہوتے ہیں۔ اور اس شدھ سروپ میں پرکرتی کے گنوں اور ادھیکار کا دخل نہیں۔ آتما من اور چت میں پورن سمتا پراپت کر کے ہم اپنے آپ میں اور تمام جگت میں اس بھگوان کی ایکتا انوبھو کرتے ہیں۔ جو ہم میں اس آتم درشٹی اور مکتی کے لیے آتم سمرپن اور کرم سمرپن ہی بہترین سادھن ہیں۔ یہی سچی اُپاسنا یا پرابھگتی ہے۔ جو ہمیں ایشور کا روپ بنا کر برہم آنند کی پراپتی کراتی ہے۔

لیکن ہمارا لکش (مقصد) صرف پڑھنا پڑھانا۔ باتیں بنانا اور سدھانتوں پر وچار کرنا ہی نہیں۔ بلکہ اُن کو انوبھو کرنا ہے ہمارے لیے حکم یہ ہے کہ "آتم اُنتی یعنی انتہائی روحانی ترقی حاصل کر کے بھگوان کا روپ ہو جاؤ۔ بھگوان میں نواس کرو۔ بھگوان کے ساتھ سہواس کرو۔ بھگوان کے آنند اور شکتی کی دھارا بن کر اُن کے کاریہ کا ینتر (آلہ) بن جاؤ"۔ ہم نے اہم کا پورن تیاگ کر کے پرم شدھ اور لونر ہو کر بھگوان سے ابھید تا پراپت کر کے ایشوری شکتی روپی بجلی کے ڈائنمو بن کر سنسار میں کام کرنا ہے اور اس بجلی کے پرکاش کو لہراتی ہوئی زبردست لہروں میں تمام منش جاتی میں پھیلانا ہے پھر جہاں ہم میں سے ایک بھی کھڑا ہو گا اسکے چاروں طرف کھڑے ہونے والے ہزاروں اشخاص پرماتما کی جیوتی اور شکتی سے بھر جائیں گے۔ اور پرم آنند روپی امرت کا پان کریں گے۔ (اوم تت ست)



ہمارا "پُورن یوگ" Integral Yoga. ویدوں کے سناتن اور ابناشی گیان کا سارا رہسیہ ہے۔ یہ پُورن بھکتی اور پورن گیان اور پُورن کرم کا باہمی ملاپ یا Synthesis. ہے۔ اس کے تین انگ ہیں۔

(۱) پرماتما کے چرنوں میں آتم سمرپن کا سنکلپ اور ابھیاس

(۲) آتم گیان دوارا اپنے آپ کو شریر سے علیحدہ آتما انوبھو کرتے ہوئے اسنگ اور ساکشی رہنا۔

(۳) پرماتما کا پُورن ساکشاتکار یعنی سب چیزوں کو پرماتما کا دیکھنا، ہر جگہ، ہر چیز اور ہر پدارتھ میں۔ ہر واقعہ میں بھگوان کو ہی دیکھنا اور کرم بھی اور کرم کو بھی بھگوان کے ارپن کرکے اگیان۔ اہنکار، دوند اور واسنا سے مُکت ہو کر اپنے آپ میں اور سارے برہمانڈ میں پرماتما کو انوبھو کرکے شُدھ، مُکت، بدھ ہو کر آنند سے بھرپُور رہنا۔

پہلے انگ "آتم سمرپن" کی وضاحت اس مضمون کے پہلے حصہ میں کی جا چکی ہے۔ کیونکہ آتم سمرپن ہی ہمارے یوگ کی ضروری اور زبردست بنیاد ہے، جو شخص اس کا سنکلپ اور ابھیاس کرنے کے لئے تیار نہیں۔ وہ ہمارے یوگ کا خیال چھوڑ دے۔ ہمارے یوگ نے صدیوں اور سینکڑوں جنموں میں مشکل ہونے والے کام کو چند سال میں پورا کرنا ہے۔ اسلئے ہمارے سادھن بھی اُتنے ہی اونچے ہیں۔

پہلے حصہ میں بتایا گیا تھا کہ اگر آتم سمرپن کا لگاتار ابھیاس ہمارے جیون میں سنتھاپن ہو جاوے۔ تو پھر کسی اور یوگک کریا یعنی یوگ کے کسی اور سادھن کی ضرورت برہم کے ساکشاتکار کے لئے نہیں رہتی۔ یہ بالکل صحیح ہے۔ کرم سمرپن ہی ساکشاتکار کا سہج مارگ ہے۔ لیکن تجربہ بتاتا ہے کہ سادھک عام طور پر اس ابھیاس میں پورے کامیاب نہیں ہوتے کیونکہ وہ صرف من اور بدھی کو ہی کام میں لاتے ہیں۔ جو واسناؤں سے بھرپور ہیں۔ اور آتمک شکتی کو بیدار کئے بغیر اہنتا کا ناش نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی پُورن سمرپن ہو سکتا ہے۔ اس لئے جیو آتما کی پوری شکتی کو پرگٹ کرنے کے لئے سہایک سادھنوں کی ضرورت پڑتی ہے۔

ہمارے دیش میں پراچین کال سے جیو آتما کو پرماتما سے یُکت کرنے کے لئے کئی یوگ پرچلت ہیں۔ ان سب میں پرانوں کو روکنا اور مستک یا سر کے کسی حصہ میں برسوں تک دھیان جمانے اور منتروں کے جاپ وغیرہ کا ابھیاس کرنا پڑتا ہے۔ اور یہ مارگ ہمارے جگیاسوؤں کی توجہ اپنی طرف بہت جلد اور زیادہ کھینچتے ہیں۔ ان کے سادھک کنڈلنی شکتی کے کھلنے کی انتظار میں مدتوں تک گھور تپسیا اور سخت ابھیاس کرتے رہتے ہیں۔ ان کا اپنا ذاتی پُرشارتھ ہی ان کا سادھن ہوتا ہے۔ اور جہاں تک ساکشاتکار کا تعلق ہے، یہ پراچین یوگ

سمادھی اوستھا میں آتما کے انوبھو کو سادھن کی آخری منزل بتا کر ساکشا تکار کے نام سے ختم کر دیتے ہیں۔

لیکن ہمارے یوگ میں ایسی کوئی سخت اور لازمی ودھی نہیں۔ نہ ہی دھیان کا کوئی خاص روپ یا منتر وغیرہ ہمارے سادھن کا حصہ ہیں۔ کسی آسن، پرانایام، کنبھک یا چت شدھی کی ابتدائی تیاری کی ضرورت بھی نہیں۔ ہمارا یوگ ایک عملی جیون ہے اور یوگ سادھن کے طور پر ہم صرف ہردے جیسکر پر جہاں جیو آتما کی شکتی مرکوز ہے۔ اپنی توجہ کو یکسو کر کے گہرے دھیان کے ابھیاس کی سفارش کرتے ہیں مستک اور سر پر دھیان کی مخالفت نہیں لیکن ہردے کے دھیان میں کامیابی جلدی ہوتی ہے اور ساتھ ہی بھگوت شکتی۔ Divine Foree. کو سر کے راستہ اپنے اندر پرویش کرنے کا ابھیاس ہمارے یوگ کی شرط ہے۔ اور جہاں تک ساکشا تکار کا تعلق ہے۔ جس منزل یعنی سمادھی اوستھا میں آتما کے انوبھو پر دوسرے یوگ ختم ہو جاتے ہیں۔ وہ ہمارے یوگ کا صرف ابتدائی درجہ ہے ہم نے اس کے بعد کئی درجہ اور عبور کر کے پورن ساکشا تکار پراپت کرنا ہوتا ہے۔ جیسا آگے بتایا جائے گا۔

ان سہاتک سادھنوں کی وضاحت جن کے ابھیاس سے ہم یوگ میں سدھی پراپت کر کے برہم کا پورن ساکشا تکار کرتے ہیں۔ اور کن منزلوں میں سے کس طرح ہم کو گذرنا پڑتا ہے۔ یہ مختصر روپ میں آگے بیان کیا جاتا ہے۔

ہماری ضرورت

سمندر کا سفر کرنے کے لئے ہمیں پانچ چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

۱۔ جہاز (۲) رفتار کو کنٹرول کرنے والا پہیہ Steering wheel. (۳) قطب نما Compass. (۴) جہاز کو چلانے والی طاقت Motive Power. اور (۵) ایک ماہر کپتان

پورن یوگ روپی مہا ساگر کی یاترا کے لئے بھی تمہیں یہی پانچ چیزیں درکار ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

(۱) تمہارا جہاز "برہم ودیا" اور آتم گیان ہے۔

(۲) شردھا Steering wheel. یا پہیہ ہے۔

(۳) "آتم سمرپن" قطب نما۔

(۴) موٹو یا ور یا چلانے والی طاقت "وہ مہان شکتی ہے" جو بھگوان کی آگیا سے سب لوکوں کو رچتی، چلاتی اور ناش کرتی ہے اور۔ (۵) بھگوان خود اس جہاز کے کپتان ہیں۔ ہر کام میں وہ اپنا خاص طریقہ اور وقت رکھتے ہیں۔ تم صرف اُن کے طریقہ کو دیکھا کرو، اور اُنکے وقت کی انتظار کرو۔

لیکن یاد رکھو انسان کے لئے یہ سفر آسان نہیں۔ بھگوت اچھا کے آگے پورن آتم سمرپن کرنے والے سادھک کیلئے ابتدائی اوستھا سے لے کر پورن اوستھا کی پراپتی تک کا وقت موت کی گھاٹی میں سے گذرنا ہوتا ہے۔ یہ ایک بھیانک مارگ ہے۔ جو آزمائشوں۔ دکھ۔ کشٹ، رنج، مصیبت، اندھکار، ٹھوکروں۔ غلطیوں۔ گراوٹوں اور گڑھوں سے بھرا ہوا ہے۔ اس کٹھن، اور بھیانک راستے کو پار کرنے کے لئے اور اس میں الہوری آنند کو پرویش کرنے کے لئے پوری شردھا کی ضرورت ہے۔ زیادہ سے زیادہ سمرپن، سچی لگن، اور تڑپ، جگیاسا، پورن اتساہ، صبر اور درڑھ ابھیاس سے ہی یہ مارگ پورا ہوتا ہے۔ شروع میں اس راستے پر چلتے ہوئے ہم کو اندر کے کشٹ تکلیف اور سنگرام کے روپ میں بہت کڑوی زہر کو بڑی مقدار میں پینا ہوگا لیکن اس پیالہ کے آخری گھونٹ امرت سے بھرے ہوئے اور شہد سے بھی زیادہ میٹھے۔ پرم نتیہ آنند سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔

ضروری بات۔ البتہ اگر شروع میں ہی آتمک شکتی جاگرت ہو کر "چیتیہ پرش" (جو جیو آتما کا ہی چھوٹا روپ اور نمائندہ ہے) فرنٹ میں

یعنی آگے اگر اپنے پوری شکتی اور جاہ و جلال سے سادھن کا لیڈر بن جائے۔ تو سادھن میں زیادہ کشٹ نہیں ہوتا۔ اور مخالف طاقتوں کو پچھاڑنا اور پراست کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ "جنینہ پُرش کی تشریح آگے کی گئی ہے۔

ایک سادھارن انسان میں آتما کی شکتی کا تقریباً ۹/۱۰ حصہ بیکار اور گپت ہی پڑا رہتا ہے۔ اور صرف ۱/۱۰ حصہ من اور بدھی کے ساتھ مل کر ایک و اسنا یُکت جیو کے رُوپ میں کام کرتا ہے۔ اسی شکتی کو پرگٹ کرنے کے لیے جو ہردہ کمل میں گپت پڑی ہوئی ہے اندر سے ہردہ میں گہرے دھیان اور باہر سے بھگوت شکتی Divine Force. کے پرویش کے ابھیاس کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہی ہمارے یوگ میں طریقت ہے۔ جس سے بہت جلد سپھلتا پراپت ہوتی ہے۔

جب تک یہ شکتی پرگٹ نہ ہو۔ کامیابی نہیں ہوگی۔ اور سادھن فیل ہو جائے گا۔ کیونکہ اس کے بنا نہ تو سچا آتم سمرپن ہو سکتا ہے اور نہ آہنکتا اور واسنا کا ناش۔ اس لیے یوگ کے ان طریقوں پر اب روشنی ڈالی جاتی ہے۔

یوگ شکتی Divine Force.

یوگ سے مُراد ہے۔ ایشور کے ساتھ ملاپ۔ ارتھات جیو آتما کا پرماتما سے مُکت ہونا۔ یہ ملاپ تین پرکار سے ہو سکتا ہے۔

(۱) اس نظر آنے والے جگت سے پرے پر برہم کے ساتھ۔

(۲) اس جگت میں ویاپک برہم کے ساتھ۔

(۳) ہمارے شریر کے اندر ہی انتریامی پرماتما یا برہم کے ساتھ۔

لیکن ہمارے یوگ میں یہ تینوں ہی اکٹھے کئے جاتے ہیں۔

یوگ سے مطلب چیتنا کی ایسی اوستھا کی پراپتی ہے۔ جس میں ہم اپنی چھوٹی اہنتا EGO ذاتی من، ذاتی پران، اور شریر کی حد سے پرے نکل پرم آتما کے ساتھ پورے طور سے مل کر تمام وشو کے ساتھ ایکتا انوبھو کرتے ہیں۔ یا اپنے اندر غوطہ زن ہو کر اپنے نج آتم سروپ اپنے آتما اور ابناشی ستا کو انوبھو کرتے ہیں۔ یوگ کی اوستھا میں ہماری چیتنا یا گیان اتنے اونچے ہو جاتے ہیں کہ ہمیں نہ صرف پدارتھوں کا ہی گیان ہوتا ہے بلکہ پرکرتی کی شکتیوں اور طاقتوں اور ان شکتیوں کے پیچھے چھپے ہوئے چیتن یا برہم کو بھی پرتیکش انوبھو کرتے ہیں۔

جب یہ نئی چیتنا یا نیا گیان ہمارے اندر پیدا ہوتا ہے اور بڑھتا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ ایک شکتی Force. بھی ہمارے اندر کام کرنے لگتی ہے جو اس گیان کے بڑھنے اور اُنت ہونے میں اُسکی مدد کرتی ہوئی اُسے پُورن انوبھو اور سدّھی کی طرف لیجاتی ہے۔ اس شکتی کو یوگ شکتی، کہتے ہیں۔ یہ شکتی ہمارے سوکشم شریر کے اندرونی چکروں اور کیندروں میں گپت یا سوئی ہوئی پڑی رہتی ہے۔ اور سب سے نیچے کے چکر میں یہ سانپ کی طرح بل کھائے ہوئے ایک کنڈل یا دائرہ کی شکل میں بند ہے اور اس مقام پر اُسکو "کنڈلنی شکتی"، کہتے ہیں۔ جو یوگیوں میں پرسدّھ ہے۔ ان چکروں کی تفصیل آگے دی جائیگی۔

لیکن یہ یوگ شکتی ہمارے شریر کے باہر ہمارے سر کے اوپر بھی موجود ہے! ور وہاں یہ بل کھائے ہوئے بند اور سوئی ہوئی نہیں ہے، بلکہ جاگتی ہوئی۔ گیان سے بھرپور طاقتور وشال اور دور دراز تک پھیلی ہوئی ہے! ور وہاں اس کا نام دیوی شکتی بھگوت شکتی یا ایشوری شکتی Divine Force. ہے۔ یہ وہاں پرگٹ یا ظاہر ہونے کے لئے انتظار کر رہی ہے کہ کب ہم تیار ہوں اور وہ ہمارے اندر پرویش کرے۔ اس مہان شکتی یا بھگوان کی شکتی کے لیے ہم نے اپنے آپ کو کھولنا ہے،

جب یہ شکتی ہمارے من میں داخل ہو کر کام کرتی ہے تو ہمارے من کی طاقت اتنی زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ ہم اس کے ذریعہ سب کام کر سکتے ہیں۔ جو

ہمارا اسادھارن من نہیں کرسکتا۔ اسی کو سدھیاں اور یوگی کی مانسک شکتی کہتے ہیں۔ اسیطرح جب یہ پران، اور شریر میں پرورش کر کے اپنی طاقت کا اظہار کرتی ہے۔ تو ہمارے شریر کو مرکز بناکر اندر۔ باہر اور چاروں طرف کام کرتی ہے۔

اننت اور ابناشی برہم کی یہ شکتی جب ہمارے وجود میں اُترتی ہے۔ تو ہمارے موجودہ خیالات اور سنسکاروں کو توڑ دیتی ہے۔ سب دیواروں کو چکنا چور کر دیتی ہے۔ ہمارے وچاروں کو بہت وسیع اور اونچے بناکر نئے شُدھ، پوتر۔ اور ستوگنی خیالات سے ہمارے انتہ کرن کو بھر دیتی ہے۔ ہماری وچار شکتی کو بہت بڑھا کر نئے رُوحانی جیون کی اُمنگیں پیدا کر کے بہت تیزی سے ہماری روح اور اس کے نیتروں میں انتہائی تبدیلی پیدا کرتی ہے اور برہم پراپتی کی اونچی منزلوں کی طرف لے جاتی ہے۔ انتہ کرن کی تمام خامیوں کمزوریوں، دوشوں کو باہر نکالکر ان کا ناش کرتی ہے۔ اور ہمارے جیون کو دیوی یا ایشوری بنا دیتی ہے۔ اس طرح جو کام بہت سے جنموں میں ہونا تھا اس کو یہ تھوڑے سے وقت میں ہی پورا کر دیتی ہے اسی شریر میں ہمارے نئے جنم ہوتے رہتے ہیں۔ جوں جوں درجہ بدرجہ روحانی ترقی ہوتی رہتی ہے؛

چونکہ اس کا کاریہ بہت وشال اور وسیع ہے۔ اس لئے یہ ہماری چیتنا اور گیان کو شریر کی حد اور قید سے آزاد کر کے باہر برہمانڈ میں لے جاتی ہے، یہی ہمیں سمادھی کا آنند دلاتی ہے! اور سمادھی کی حالت میں یا خواب کی حالت میں اور بعض دفعہ جاگرت اوستھا میں بھی ہمیں دوسرے لوکوں (مثلاً برہم لوک۔ دیولوک وغیرہ) کی سیر کراتی ہے۔ اور پھر وہاں حاصل کئے گئے تجربات کو واپس ہمارے شریر میں لے آتی ہے پھر ہمیں اپنا شریر ایک بہت چھوٹی سی چیز محسوس ہونے لگتا ہے، کیونکہ تمام برہمانڈ ہی ہمارا شریر بن جاتا ہے۔ جوں جوں بھگوتی شکتی کا کاریہ ہمارے اندر بڑھتا جاتا ہے۔ یہ ہمیں اونچے سے اونچے انوبھو اور برہم کے ساکشاتکار کی انتہائی منزلوں تک پہنچا دیتی ہے۔ اس شکتی کا ہم نے آواہن کرنا ہے۔ یہی ہماری یوگ شکتی ہے۔

لیکن اس شکتی کا پرورش ہمارے شریر کے اندر سوکشم شریر کے گپت چکروں کے راستہ ہوتا ہے۔ اُن چکروں کی انتہائی واقفیت سادھک کے لئے لازمی ہے۔ ہمارے یوگ میں یہ چکر یا سنٹر خاص مانسک اور آتمک کاریہ کے لئے مخصوص ہیں۔ جن کے اوپر یوگ کی ترقی کا دارومدار ہے۔

وہ یہ چکر ہیں۔

۱۔ مولادھار چکر:۔ یہ پیٹ کے نیچے ریڑھ کی ہڈی کے نچلے سرے کے ساتھ واقع ہے۔ اس میں کنڈلنی شکتی بند ہے۔ یہ چکر ہمارے شریر اور چت پر اثر کرتا ہے۔

۲۔ سوادھشٹھان چکر:۔ یہ پیٹ کے نچلے حصہ میں ہے۔ اور سوکشم پران کے ساتھ اس کا سمبندھ ہے؛

۳۔ نابھی پدم یا منی پورہ:۔ یہ ستھول پران کو کنٹرول کرتا ہے۔ اور نابھی یا ناف اس کا استھان ہے۔

۴۔ ہردہ پدم یا اناہت چکر:۔ اس کا مقام ہردہ یا دل ہے۔ یہ بھاؤ پریم اور جذبات کا مرکز ہے اس میں ہی اننت گیان اور جیوآتما کی شکتی اناذی کال سے بند ہے۔ یہ پھول کی بند کلی کی مانند ہے۔ اس کی پنکھڑیاں یکے بعد دیگرے کھلتی ہیں، جب ہمارا من سنسار کے جھوٹے پریم کو چھوڑ کر پرماتما کے ساتھ سچا پریم شروع کرتا ہے اور ایشور پراپتی کے لیے تڑپتا ہے۔ تو اس ہردہ کمل میں حرکت شروع ہوتی ہے۔ اور یہ کھلنے لگتا ہے۔ یہ چکر ہمارے یوگ میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔

۵۔ وشدھ چکر:۔ یہ کنٹھ یا گلے میں واقع ہے۔ اور بیرونی من پر اثر رکھتا ہے۔

۶۔ آگیا چکر:۔ یہ بھرکٹی یا دونو آنکھوں کی بھوؤں کے بیچ میں مستک کے نچلے حصے میں ہے۔ ہمارے من اور بدھی کی شکتی۔ قوت ارادی۔ زاویہ نگاہ اور مانسک سنسکاروں کے ساتھ اس کا سمبندھ ہے۔

اوم

۷۔ سہسر دل چکر یا ہزار پنکھڑیوں والا کمل یا پدم سب سے اوپر سر کے اندر اس کا استھان ہے۔ اس میں ادھیہ بدھی۔ پرا بدھی یا وگیان نواس کرتے ہیں۔ اس میں ہی وگیان کے کھلنے پر آتما کا انوبھو اور برہم ساکشاتکار ہوتا ہے۔ اسی کے کھلنے پر دوسرے لوگوں کے ساتھ براہ راست سمبندھ ہو سکتا ہے۔

ان چکروں کے راستہ بھگوت شکتی یا Divine Force. اوپر سے ہمارے اندر اُترتی اور کام کرتی ہے۔ لیکن یہ اُترتی اس وقت ہے، جب آتم سمرپن کے ابھیاس سے من کافی شانت اور ستھر ہو جاتا ہے۔ عام طور پر یہ پہلے سر میں داخل ہو کر من کے چکروں کو کھولتی ہے۔ اور پھر ہردہ چکر میں پرویش کر کے جیو آتما کی بند شکتی کو کھولتی اور پریم اور بھاؤ کے گپت خزانہ کو اُچھالتی ہے۔ اس کے بعد یہ نابھی اور پران کے چکر میں داخل ہو کر سوکشم پران کو حرکت میں لاتی ہے۔ اور پھر آخری یا مول دھار چکر میں پرویش کر کے کنڈلنی کو کھول دیتی ہے جس سے شریر اور سارے وجود میں نئی زبردست طاقت پیدا ہوتی ہے۔ اس پرکار سے دیوی شکتی ایک ہی وقت میں ہمارے انتہ کرن، پران اور شریر کی شدھی کیلئے اور ہماری پورنتا اور موکش کے لئے کام کرتی ہے۔ اور ہماری ساری پرکرتی یا خصلت کو بالکل ہی چاروں طرف سے تبدیل کر کے ایک نیا روپ یا نئی شکل دے کر دیوی یا ایشوری بنا دیتی ہے۔

لیکن شکتی کے آواہن، اور آگمن یعنی پکار اور پرویش کے لئے ابتدائی تیاری ہم نے اپنے پرشارتھ سے کرنی ہے۔ اس کے لئے انتہائی ایشور پریم بھگتی اور سمرپن کی ضرورت ہے۔ اور ساتھ ہی ہردہ کمل میں سے آتمک شکتی کو نکالنے کا یتن کرنا اس کا مددگار ہو کر شکتی کے اُترنے کے لئے انتہ کرن کو جلدی تیار کرتا ہے۔ جس رفتار سے جس مقدار سے ہمارے ہردہ میں پربھو بھگتی۔ ایشور کے ملاپ کی لگن اور تڑپ اور آتم سمرپن کا ابھیاس بڑھیں گے۔ اُسی رفتار سے اور اُسی مقدار میں بھگوان کی شکتی ہمارے اندر کام کریگی۔ یہ ہمارے سادھن کی بنیادی دلائل ہیں۔

یہ آتم سمرپن یا آتم نویدن کوئی نئی چیز نہیں۔ یہ گیتا میں بھگوان کرشن جی کے اُپدیش کا مدھیہ بندو یا مرکزی پیغام ہے۔ یہ پرسدھ "نودھا بھگتی" नवधा भक्ति یا نو پرکار کی بھگتی کی یہ نویں یا آخری سیڑھی ہے۔ جہاں عام طور پر اُپاسکوں کا بھگتی مارگ ختم ہوتا ہے۔ وہاں سے ہماری بھگتی مارگ شروع ہوتا ہے دوسری خصوصیت یہ ہے کہ دوسرے لوگوں کا سادھک ایک بندری کے بچہ کی مانند ہے۔ جو خود اُچھل کود کر اپنی ماں کی چھاتی سے لپٹتا ہے لیکن اُسے ڈر رہتا ہے۔ کہ کہیں نیچے نہ گر پڑے ہمارا سادھک ایک بلی کے بچے کی مانند ہے۔ جو صرف ایک جگہ پر کھڑا ہوا "ماں۔ ماں" پکارے جاتا ہے۔ اپنی جگہ سے نہیں ہلتا۔ بلی اس کی پکار کو سُنکر بھاگی آتی ہے۔ اور اس کو اپنے مُنہ میں اُٹھا کر جہاں چاہے با حفاظت لے جاتی ہے۔ بچہ کو پھر کوئی ڈر یا فکر نہیں۔ وہ اپنی ماتا کے مُکھ میں محفوظ ہے۔ اسی طرح ہمارا سادھک بھگوان کی جدائی میں تڑپتا ہے۔ اپنے آپ کو پورے طور سے اُن کے حوالے کر کے بالکل اُن کی شرن میں ڈال دیتا ہے۔ متواتر دھیان اور سمرن دوارا اُن کو پکارتا ہے۔ اُس کی پکار سُن کر جگدمبا ماتا کا دل پسیجتا ہے۔ اور بھگوان کی شکتی دوڑی ہوئی آکر اُسے اپنی گود میں لے لیتی ہے۔ اور اس کے سادھن کو خود چلاتی ہے۔ یہ بھگوان کی پرتگیا گیتا میں ہے۔

अनन्याश्चिन्तयन्तो मां ये जनाः पर्युपासते ।

तेषां नित्याभियुक्तानां योगक्षेमं वहाम्यहम् ॥ गीता (९-२२)

بھگوان گیتا میں فرماتے ہیں کہ جو لوگ کسی اور طرف چت نہ دے کر پورے من سے میرا چنتن کرتے ہوئے میری اُپاسنا کرتے ہیں۔ اُن نتیہ یکت ارتھات اکھنڈ برتی سے میرے ساتھ چت لگانے والے پرشوں کا یوگ کشیم میں خود اُٹھاتا اور پورا کرتا ہوں۔ ارتھات ایسے سادھکوں کے ہر کاریہ اور یوگ سادھن کو پورا کرنے کی ذمہ داری بھگوان کی شکتی خود اپنے اوپر لیتی ہے۔

اوم

(نوٹ: بھگوان کے سروپ کی پراپتی کا نام یوگ ہے۔ اور بھگوت پراپتی کیلئے کئے ہوئے سادھن کی کتھا کا نام "کشیم" ہے۔ مترجم۔

ہردہ کمل اور جیو آتما

ویدوں کا ابناشی اور سناتن گیان جو ہمارے یوگ کا مہان شاستر ہے۔ ہر ایک منشیہ کے ہردے میں گپت پڑا ہوا ہے۔ اننت گیان اور ابناشی پورنتا ایک کمل پھول کی شکل میں ہردے میں براجمان ہے۔ یہ کمل LOTUS. ایک بند کلی کی حالت میں ہے جسکو جلد از جلد کھولنا ہمارا مقصد ہے۔ کیونکہ اس کے کھلنے پر ہی ہمارا حقیقی اپنا آپ Our Real Self. آتم دیو اپنی شکتی پرگٹ کرسکتا ہے۔ اس کے بنا ہم پرکرتی یا مایا کے بندھنوں کو نہیں توڑ سکتے۔ اس کے کھلنے پر ہی ہم کو اپنے اندر لو اس کرنے والے پرماتما کا پتہ چلتا ہے۔ اور باہر سرو ویاپک برہم کا انوبھو ہو سکتا ہے۔ یوگ کا سب سے اونچا چکر سر میں ہے۔ جس کو سہسر دل پدم کہتے ہیں۔ لیکن سب سے گہرا چکر ہردے میں ہے اننت سرو ویاپک برہم کا پورن ساکشاتکار سہسر دل کے کھلنے سے ہی ہوتا ہے مگر اس جہان اور جیو ادھیاتمی پراپتی کی ابتدا ہردہ کمل سے ہوتی ہے۔ کیونکہ جب تک جیو آتما پورے طور سے ہماری چیتنا میں پرگٹ نہ ہو۔ برہم کے پورن ساکشاتکار کے لئے سادھن کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے ہم ہردہ کمل کے کھولنے پر زیادہ زور دیتے ہیں ہماری بدھی پرکرتی کا گیان پراپت کرکے نام روپ میں وچار دوارا برہم کو دیکھنے کا یتن (کوشش) کرتی ہے لیکن پرا بدھی یا وگیان کا طبقہ جو بند پڑا ہوا ہے سیدھا براہ راست برہم کو انوبھو کرتا ہے۔ اور یہ طبقہ آتمک شکتی کے بنا نہیں کھلتا جو ہردے میں مرکوز ہے۔

جیو آتما، شریر، پران، من اور بدھی سے پرے ہے۔ یوگ کے ابھیاس سے من اور بدھی میں پرکاش ہو سکتا ہے۔ اور پران کو بس میں کرنے سے کئی قسم کی سدھیاں حاصل ہو جاتی ہیں لیکن یہ من اور پران کی سدھیاں بالکل بے معنی ہیں۔ اگر جیو آتما گپت ہی پڑا ہے۔ بہت کم لوگوں کو اس کا علم ہے۔ کہ ان کی چیتنا کیسے مختلف ہستیوں کے روپ میں شریر میں کام کرتی ہے۔ اور اپنی اصلی ابناشی بشاہستا یعنی جیو آتما تک پہنچنے سے پہلے انہیں وہ روپ یکے بعد دیگرے چھوڑنے پڑتے ہیں۔ ان کی واقفیت کے لئے مختصر طور پر وہ روپ ذیل میں دیئے جاتے ہیں۔

(۱) جسمانی پرش Physical Being. جب ہماری چیتنا استھول دیہہ یا شریر میں اپنی اہنگتا رکھتی ہوئی کام کرتی ہے۔

(۲) پران مے پرش Vital Being. جب ہماری چیتنا پران شکتی دوارا کام کرتی ہے۔ یہ پران مے پرش اس وقت ظہور میں آتا ہے۔ جب ہم بھاؤ اور جذبات کے زیر اثر بڑے بڑے کام کرنے کو تیار ہوتے ہیں۔ ہم جوش طاقت اور حوصلہ محسوس کرتے ہیں۔ اوپر کی سطح میں اس پرش میں اگیان۔ تنگدلی۔ بری واسنائیں۔ سکھ دکھ وغیرہ ہوتے ہیں لیکن اس کی اندرونی تہ میں اُدارتا۔ شانتی۔ شکتی۔ مضبوط قوت ارادی اور شبھ واسنائیں ہوتی ہیں۔ اس لئے یہ پران مے پرش جہاں ایک طرف سوارتھ اور بری خواہشات کے آدھین ہو کر گراوٹ کی طرف اپنی طاقت کو استعمال کرتا ہے۔ دوسری طرف سیدھے راستہ پر لگ کر ایشور پراپتی کا مضبوط ہتھیار بھی بن جاتا ہے۔ اس حالت میں یہ ایک دیوی سپاہی رشدھ اور پوتر ہوتا ہے۔

(۳) منومے پرش۔ Mental being. اس میں من اور بدھی کام کرتے ہیں۔ اس پرش میں ہماری چیتنا ہمارے اندر وقوع میں آتی ہوئی ہر بات کو دیکھتی۔ غور کرتی وچار کرتی اور رائے زنی کرتی ہے۔ عموماً ہماری چیتنا کی اوپر کی

(اوم)

سطح پر منومئے پُرش اور پران مئے پُرش ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ جُدا ہیں۔ یہ سادھن کے ابھیاس سے پتہ چلتا ہے بعض اوقات ہمارا من اور بدھی تو بھگوان کے آگے آتم سمرپن کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں لیکن سوکشم پران میں چھپی ہوئی واسنائیں اس سے اور ضد کرتی ہیں۔ وہ وشیوں کے بھوگ اور دنیاوی سُکھوں کی کشش کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتیں۔ ایسی حالت میں بُدھی اور پران کی باہمی جدوجہد سادھن میں بہت مشکلیں پیدا کیا کرتی ہے۔

۴۔ چیتنیہ चैत्य पुरुष پُرش یا روحانی پُرش PSYCHIC Being or Soul. یہ جیوآتما کے نزدیک سے نزدیک ہے اور جیوآتما کا نمائندہ بن کر اندرونی مانسک، پران مئے اور جسمانی پُرشوں کو سہارا دیتا ہوا اُن کے بیرونی کاموں کا آدھار Support. ہوتا ہے۔ یہ اُس وقت پرگٹ ہوتا ہے جب ہماری چیتنا آتم گیان حاصل کر کے دیہہ ادھیاس کو چھوڑ کر آتما کے ساتھ رہنے کا ابھیاس کرتی ہے۔ اس کے پرگٹ ہونے پر ہی اہنتا اور واسنا کا ناس ہو کر سچّا آتم سمرپن ہو سکتا ہے، یہ ہماری بُدھی کے وچار اور رائے زنی کو خاموش رہ کر نہیں دیکھتا۔ بلکہ اس کو کنٹرول کر کے ستوگنی وچاروں اور کاموں کی طرف لگاتا ہے۔ اسمیں روحانی عنصر اور ستوگن ہے۔ لیکن پرکرتی کے رجوگن اور تموگن کے ساتھ اس کو ہمیشہ جنگ کرنی پڑتی ہے۔ اور عموماً کامیاب رہتا ہے۔ اس میں ستوگنی اہنتا सात्विक अहंता ॥ سوکشم رُوپ سے رہتی ہے۔ اور کبھی کبھی مایا کے رجوگن کا زبردست حملہ ایک ہی وقت میں اسے نیچے دبا کر پھر سے منو مئے پُرش یا Mental Being کے ہاتھ میں ہمارے جیون کی باگ ڈور دے دیتا ہے اس وقت یہ چیتنیہ پُرش Psyohic Being. بھگوت شکتی کی سہائتا سے اپنے منبع جیوآتما سے نئی شکتی حاصل کر کے ہماری چیتنا پر پھر قبضہ کرتا ہے۔ جب تک یہ روحانی پُرش ہمارے یوگ سادھن کو براہ راست اپنے ہاتھ میں نہیں لیتا۔ کامیابی ممکن نہیں۔ آتم گیان اور وچار کے علاوہ ہردہ میں دھیان اُس کے پرگٹ ہونے کا سادھن ہے۔ یہ چیتنیہ پُرش ہی ترقی کر کے ایشور کا روپ بنتا ہے۔

۵۔ جیوآتما۔ Central Being or Spirit یہ برہم یا پرماتما کا انش अमिन्नांश ॥ ہے۔ جو اننت سروویاپک برہم ایک ہوتا ہُوا بھی انیک رُوپوں میں سنسار میں پھیلا ہوا ہے۔ وہی ہمارے شریر میں جیوآتما کے رُوپ میں براجمان ہے۔ یہ ہمارا اصلی اپنا آپ ہمارا حقیقی سروپ ہے۔ شُدھ۔ پوتر اور پُورن ہے۔ یہ بطور ایک صدر، میر مجلس یا پریذیڈنٹ کے متذکرہ بالا چاروں پُرشوں کے کام کی نگرانی کرتا ہے۔ ہردہ اس کا صدر مقام ہے لیکن یہ گپت ہے اور پہلے تینوں کو اس کا گیان نہیں۔ چیتنیہ پُرش کا نکاس اسی سے ہوتا ہے۔ اسلئے اس کا ہی جیوآتما سے براہ راست سمبندھ ہے۔ کچھ لوگ چیتنیہ پُرش اور جیوآتما کو ایک ہی چیز سمجھتے ہیں کیونکہ دونو روحانی ہیں۔ دونو کا نواس ہردہ میں ہے۔ اور دونو ہی بھگوان کا انش ہیں ہماری مرکزی روحانی ہستی کے یہ دو روپ ہیں۔ نیچے کا رُوپ چیتنیہ پُرش "بدھی پران اور شریر کو سہارا دیتا ہوا اُن کے ذریعہ کام کرتا ہے اس کا پارٹ سرگرم کار ہے۔ اوپر کا حصہ اسنگ اور ساکشی ہو کر صدارت کرتا ہے۔

The Psychic Being supports the mani festation in life and leads it; the jivatman is above the manifestation in life and presides over it.

ان دونوں کا فرق سمجھ لینا ضروری ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ (۱) چیتنیہ پُرش: بھگوان کا انش ہوتا ہوا بھی اپنے آپکو بھگوان سے علیحدہ سمجھتا ہے۔ اور ایشور کا پُتر یا بیٹا بنکر ایشور کی بھگتی کرتا ہے۔ بھگوان سے لگن کا پریم کرتا ہے۔ اس کے برعکس جیوآتما ایشور کی ستا میں ہی نواس کرتا ہے۔ اور ایشور کے ساتھ ابھید ہو سکتا ہے جیوآتما ہی بھگوان پرماتمن دیو کے ساتھ اپنی ابھید ایکتا انوبھو کرتا ہے۔

۲۔ چیتنیہ پُرش ترقی کرتا ہوا BY EVOLUTION ایشور کا رُوپ بنتا ہے اور وگیان کی پُورن اُونچی اوستھا پراپت کر کے جیو آتما کے ساتھ ہی بل جاتا ہے لیکن جیو آتما نے کوئی ترقی نہیں کرنی۔ وہ شروع سے ہی پُورن ہے۔

۳ چیتنیہ پُرش ستوگُن کے بندھن میں ہے۔ اور موکش کی زبردست اِچھیا رکھتا ہے۔ جیو آتما تو گُناتیت ہے۔ اور سوتہ مُکت ہے۔ स्वतः मुक्त ॥ بندھن کا کھیل کھیلتا ہے۔

جیو آتما کے متعلق بھی ایک بات یاد رکھنی بہت ضروری ہے۔ اور وہ یہ کہ اپنی تنہا اور ذات میں مست ٹھہرا ہوا پر برہم کے ساتھ ابھیدتا اور ایکتا کا آنند لیتا ہے۔ لیکن جس لمحہ یہ ہماری زندگی کی مصروفیات اور کاموں کی نگرانی اور صدارت کرتا ہے Presides اُسی وقت اپنے آپکو اننت برہم کا صرف ایک سنٹر یا کیندر As one centre. ہی جاننے لگتا ہے۔ اپنے آپکو پرمیشور نہیں سمجھتا۔ اس بھید کو یاد رکھنا لازمی ہے۔ ورنہ خفیف سے خفیف یا سوکشم اہنتا کے بس ہو کر بھی کوئی مہا پُرش اپنے آپ کو اوتار خیال کرنا شروع کر سکتا ہے۔ یا اپنی بُدھی کا توازن کھو سکتا ہے۔

(نوٹ:۔ دویت واد، ایشور۔ جیو آتما اور پرکرتی کو شروع سے آخر تک ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ مانتا ہے۔ اس مت کے انوسار جیو آتما برہم سے ابھید نہیں ہو سکتا۔ یہ ہمارا سدھانت نہیں بلکہ جیو آتما ہی آتما یا برہم ہے۔ یہ ہمارا سدھانت ہے۔

دُنیا کی سب سے بڑی مصیبت تو یہی ہے۔ کہ انسان کو اپنے آپ کا یعنی جیو آتما کا پتہ ہی نہیں۔ وہ صرف اپنی اہنتا Ego کو ہی جانتا ہے۔ یا زیادہ سے زیادہ منومے پُرش یعنی من اور بُدھی کو ہی اپنا آپ سمجھتا ہے جو زندگی اور شریر کو کنٹرول کرتے ہیں جب وہ آتم گیان کی گہرائیوں میں اُترتا ہے۔ تو اُسے اپنے اصلی سنٹر یا مرکز، ہردے میں نواس کرنے والے پُرش یا آتما کا پتہ چلتا ہے۔ جو چیتنیہ پُرش کے رُوپ میں کام کرتا ہے۔ اس چیتنیہ پُرش کو بیدار کر کے اپنی چیتنا میں پُورے طور سے پرگٹ کرنا (جو اس وقت ہردہ میں تقریباً سویا پڑا ہے۔ اور جس کا بہت تھوڑا سا انش تقریباً ۱/۱۰ ہی ہردہ چکر کے چھوٹے سے سوراخوں سے باہر نکل کر بُدھی کے ساتھ مل کر کام کرتا ہے)۔ ہمارا فوری مقصد ہے۔ اور اس کے لئے ہردہ کمل کا کھولنا ضروری ہے۔

سادھن کا نچوڑ

جو کچھ ابتک لکھا جا چکا ہے۔ اُس سے اچھی طرح واضح ہو گیا ہے کہ ہمارے سادھن میں صرف دو چیزیں بہت ضروری ہیں۔ اندر سے کھولنا۔ اور اوپر سے کھولنا" اندر سے ہردہ کمل کو کھول کر چیتنیہ پُرش کو پرگٹ کرنا جس کا ذریعہ دھیان ہے۔ اور اوپر سے بُدھی کو کُشادہ کر کے بھگوت شکتی کو پرویش کرانا جس کا طریقہ پُورن آتم سمرپن۔ ایشور کا اکھنڈ سمرن، سچی جگیاسا، لگن، تڑپ اور شکتی کے لئے زبردست پکار ہے۔ یہ دونو سادھن ساتھ ساتھ ہی کئے جاتے ہیں کسی سادھک میں شکتی پہلے پرویش کر کے ہردہ کمل اور دوسرے چکروں کو کھول دیتی ہے۔ کسی میں ہردہ کمل دھیان اور وچار دوارہ پہلے کھل جاتا اور پھر شکتی کو جلدی ہی پرویش کرا لیتا ہے کسی میں پہلے من میں شانتی، گیان، پرکاش۔ اور آنند محسوس ہوتے ہیں۔ اور شکتی کا بعد میں انوبھو ہوتا ہے کسی کو پہلے شکتی کا احساس ہوتا ہے۔ اور شانتی، پرکاش اور آنند بعد میں انوبھو ہوتے ہیں کوئی خاص نیم یا قاعدہ مقرر نہیں جس سادھک کو جو کچھ بھی پراپت ہونے لگے۔ اُسی کو خوش آمدید کہنا چاہیے لیکن سادھن کی بہت بڑی منزل اُس وقت طے ہوتی ہے جب بھگوت شکتی DIVINE FORCE اُتر کر سب چکروں کو کھول دیتی ہے (نوٹ:۔ شکتی کا مفصل ذکر "یوگ شکتی" کے بیان میں کیا جا چکا ہے۔ اب دھیان کے طریقے کے متعلق لکھتے ہیں۔

دھیان کا طریقہ یا وِدھی Concentration.

{ جو دوسرے یوگیوں کے دھیان جانے کا طریقہ ہے۔ }

تقریباً وہی ہمارا ہے۔ اپنی بکھری ہوئی اور چاروں طرف ادھر ادھر دوڑتی ہوئی چیتنا۔ توجہ یا من کو ایک نقطہ Point. مقام یا خیال پر ایکاگر یا یکسو کرنا دھیان کہلاتا ہے۔ اور اس دھیان کو بہت گہرا لمبا اور تیز کرنا یوگیوں کا دھیان مارگ ہے۔ عام طور پر یوگی لوگ اُسے اس پرکار شروع کرواتے ہیں۔

(۱) کسی ایک چمکدار نقطہ (Point.) پر تراٹک کرنا۔ تاکہ سوائے اس نقطہ کے اور کوئی چیز نظر نہ آوے اور نہ ہی کوئی اور خیال من میں اُٹھے۔

(۲) کسی شبد یا ایشور کے نام کا دھیان کرنا۔ مثلاً شبد "اوم" ॐ اور نام "کرشن" یا شبد اور نام دونو کو ملا کر ان کا دھیان کرنا۔

(۳) اس کے بعد شریر کے کسی مقام مثلاً ترکٹی، مستک یا سر وغیرہ میں دھیان جمایا جاتا ہے۔ اس مقام پر اپنے دھیان کے مرکز یا کسی روپ کو دیکھنے کا ابھیاس کیا جاتا ہے۔ اور اس مقام سے دھیان کی جاننے والی وستو کے سمبندھ میں وچار اُٹھانے کی مشق کی جاتی ہے۔

اگر سادھک کو اس دھیان میں کامیابی ہو جائے تو کچھ عرصہ بعد تمام چیتنا یعنی Consciousness. اُسی ایک مقام پر کچھ وقت کے لئے ایکاگر ہونے لگتی ہے۔ اور پھر کچھ ابھیاس کے بعد یہ عمل بہت آسانی سے اور باقاعدہ ہونے لگ جاتا ہے۔

ہمارے یوگ میں بھی یہی کام کرنا ہوتا ہے۔ لیکن ترکٹی پر دھیان جمانا ضروری نہیں۔ چھاتی کے اندرونی سنٹر ہردہ کمل یا چکر پر دھیان جمانا زیادہ آسان، زیادہ لابھدائیک اور جلدی پھل دینے والا ہوتا ہے۔ البتہ جو سادھک چاہیں وہ سر میں یعنی سہسر دل پدم چکر پر بھی دھیان جمانے کا ابھیاس کر سکتے ہیں۔ جو زیادہ مشکل ہے۔

لیکن دھیان کرتے وقت صرف اس استھان پر توجہ کو یکسو کرنا ہی کافی نہیں۔ بھاو پیدا کرنا لازمی ہے۔ مثلاً سر میں دھیان کرتے وقت اپنے وچار کو اس قوت ارادی میں ایکاگر کرتا ہے۔ کہ میرے اندر اوپر سے شانتی، پرکاش اور شکتی اُتر کر پرویش کر رہے ہیں۔ یا بعض لوگ ایسا خیال کرتے ہیں کہ میری چیتنا اوپر کو چڑھتی ہوئی سر کی چوٹی میں برہم رندھر کو پھاڑتی ہوئی پرماتما میں لین ہو رہی ہے۔

ہردہ میں دھیان کرتے ہوئے سادھک نے یہ محسوس کرنا ہے کہ اس استھان میں پرماتما کا پرکاش گیٹ بڑا ہے۔ جو اس کیلئے آہستہ آہستہ کھل رہا ہے۔ یا اس مقام سے جیو آتما کی شکتی کو نکلتی ہوئی اور اس کی چیتنا میں پھیلتی ہوئی محسوس کرتا ہے۔ اور اگر ایشور کی کسی مورتی کے بغیر دھیان نہیں کر سکتا۔ تو ایشور کی اس مورتی کے روپ میں ہردہ میں تو اس کرنے والا جانتا ہوا اُس مورتی کا ہردہ میں دھیان کرتا ہے۔ ہردہ میں دھیان کرتے وقت ایشور کے کسی نام اور کسی شبد کا (اپنی شردھا اور عقیدہ کے مطابق) جاپ بھی کیا جا سکتا ہے لیکن ضروری ہے کہ من اور اس شبد یا نام پر پوری طرح سے ایکاگر ہو۔ اور نام کا جاپ بھی ہردہ چکر میں ہی ہو یعنی چھاتی سے اوپر نہ ہو لیکن اس ابھیاس سے شریر میں تھکاوٹ نہ ہو جاوے۔ اس لئے شروع میں اتنا ہی کرنا چاہئیے۔ جس سے من پران اور شریر سب ہی سکھ محسوس کریں۔

ہردہ کا مقام

ہردہ چکر چھاتی کے اندر اُس سنٹر کے قریب واقع ہے جس کو "فزیالوجی" (شریر کی ساخت کا علم) کے ماہر کارڈیاک سنٹر Cardiac Centre. کہتے ہیں (کارڈیاک سنٹر ریڑھ کی ہڈی کے تقریباً درمیان میں اعصاب کے اندر ہوتا ہے۔ جس کا تعلق دل اور چھاتی کی طرف جانیوالی Nerves. یا اعصاب کے ساتھ ہوتا ہے۔ ڈاکٹر لوگ اس کا مقام بتا سکتے ہیں (مترجم) ہم سادھکوں کو ہردہ میں ہی دھیان کرنے کا مشورہ دیا کرتے ہیں جس کی وجوہات پیچھے ذکر کی جا چکی ہیں۔

کنٹھ یعنی گلے کے نیچے دونو پستان کے بیچ میں اور پیٹ کے اوپر جو ہردہ دیش ہے جس کو برہم پور ارتھات پرمیشور کا نگر کہتے ہیں۔ اُس کے بیچ میں جو خلا ہے۔ اس میں کمل کے آکار یعنی شکل والا آکاش روپ (خالی) ایک استھان ہے (نابھی یعنی ناف سے چودہ انگل اوپر اور گلے سے دس انگل نیچے) اور جو سروشکتیمان پرماتما بھیتر ایک رس ہو کر بھر رہا ہے۔ وہ آنند سروپ پرماتما

اُسی پرکاشت استھان کے بیچ میں کھوج کرنے سے مل جاتا ہے۔ دوسرا اُسکے ملنے کا کوئی اُتم ستھان اور مارگ نہیں ہے اور اگر کوئی پوچھے کہ اس ہردہ آکاش میں کیا رکھا ہے جسکی کھوج کیجائے تو اس کا اُتر یہ ہے۔ کہ سنو بھائی اس ہردہ دیش میں جتنا آکاش ہے۔ وہ سب انترجامی پرمیشور ہی سے بھر رہا ہے۔ اور اُسی ہردہ آکاش کے بیچ میں سورج آدی کا پرکاش! اور پرتھوی لوک اگنی، وایو، سورج، چاند، بجلی اور سب نکشتر لوک (ستارے) بھی ٹھہر رہے ہیں اور جتنے نظر آنیوالے اور نظر نہ آنیوالے پدارتھ ہیں۔ وہ سب اُسی کی ستّا کے بیچ میں ستھر ہو رہے ہیں"

(العینہ:- یہی وہ ستھان ہے جس کا ذکر شری اروند گھوش کر رہے ہیں۔ مترجم)

دھیان کا نتیجہ یا پھل عموماً فوری نہیں ہوا کرتا۔ اگرچہ بعض لوگوں کا ہردہ کمل بہت جلدی اور اچانک ہی کھل کر شگفتہ ہو جاتا ہے۔ لیکن زیادہ مقدار سادھکوں کی ایسی ہے۔ جن کو اس کی تیاری میں اور اس کے ابھیاس کو معمول کا حصہ بنانے میں کم و بیش وقت لگتا ہے۔ خصوصاً اگر جگیاسا اور تپسیا سے سوبھاو یا خصلت میں پہلے ہی تبدیلی نہ کی گئی ہو۔ اس لیئے دھیان کا پھل جلد پراپت کرنے کے لئے اور اُسے زیادہ موثر بنانے کے لئے پرانے یوگ کا کوئی عمل بھی ساتھ کرنا فائدہ مند ہوتا ہے۔ ایسے دو طریقے ہیں جو ذیل میں دیئے جاتے ہیں۔ سادھک۔ اِن میں سے کسی کو دھیان کے ساتھ ملا سکتا ہے۔ (۱) ادویت ویدانت یا گیان مارگ کا آتم چنتن۔ اس میں سادھک اپنے آپ کو من، پران اور شریر کے ادھیاس سے بری رکھنے کا ابھیاس کرتا ہے۔ اور بار بار لگاتار یہی کہتا رہتا ہے۔ کہ "میں من نہیں ہوں، "میں پران نہیں ہوں۔ میں شریر نہیں ہوں" اور ان تینوں کو اپنے اصلی آتما سے علیحدہ دیکھتا ہے۔ ایسا ابھیاس کرتا ہوا کچھ عرصہ کے بعد وہ یہ محسوس کرنے لگتا ہے۔ کہ اس کے پران، من اور شریر کے کام اُسکے وجود کے بیرونی حصہ میں ہی ہو رہے ہیں۔ اور اندر سے وہ اُن سے جُدا اور اسنگ ہے۔ پھر اس کی چیتنا میں یہ خیال اور انوبھو پک جاتا ہے۔ کہ وہ ایک علیحدہ روحانی ہستی ہے۔ یہ پختہ یقین اور انوبھو وشو دیاپک پرماتما کے ساکشاتکار کے لئے اُس کی گپت شکتی کو کھول دیتا ہے۔

۲- **دوسرا طریقہ**:- سانکھیہ مت کا ہے۔ اور یہ بہت بلوان سادھن ہے، اس میں "پرش" اور "پرکرتی" کو علیحدہ کرنا ہے۔ سادھک اپنے من کو اس وچار سے پختہ کرتا ہے۔ کہ "میں صرف "ساکشی (دیکھنے والا) یا Witness. ہوں، من، پران اور شریر کے کام ایک بیرونی کھیل ہیں۔ جو میرے نہیں۔ اور نہ ہی ان میں میرا ہاتھ ہے۔ صرف پرکرتی ہی یہ سب کام کر رہی ہے۔ اور اُس نے ان کو میرے بیرونی وجود پر ٹھونس دیا ہے۔ میں ساکشی "پرش" ہوں۔ خاموش اور اسنگ ہوں۔ یہ کام مجھے بندھن میں نہیں ڈال سکتے۔ ایسا ابھیاس کرتے ہوئے سادھک کے وجود کے دو حصے ہو جاتے ہیں۔ اُس کے اندر ایک شانت اور خاموش چیتنا بڑھتی جاتی ہے۔ جو اپنے آپکو من، پران اور شریر یعنی اوپر کی سطح میں ہونے والے پرکرتی کے کھیل سے بالکل علیحدہ انوبھو کرتی ہے۔

عموماً جب یہ وقوع میں آتا ہے تو بہت جلدی وگیان کی روشنی نمودار ہوتی ہے، اور بھگوت شکتی کا کام بہت زور سے شروع ہوتا ہے۔ اور یوگ کا سفر بہت تیزی سے طے ہونے لگتا ہے۔ لیکن اکثر سچی پکار اور دھیان کے جواب میں شکتی Force. پہلے ہی اُتر آتی ہے۔ اور پھر اگر اوپر بتائے ہوئے وچار کے سادھن ضروری ہوں۔ تو شکتی خود ہی اُن کا ابھیاس کرا دیتی ہے۔ یا کسی اور مناسب اور ضروری عمل کا ابھیاس کراتی ہے۔

ایک بات اور:- اور وہ یہ ہے۔ کہ ہردہ کمل کو کھولنے کیلئے دھیان جانا ہر ایک سادھک کے لئے لازمی نہیں۔ جو لوگ شروع سے ہی پورن آتم سمرپن، کرم سمرپن، آتم چنتن، بھگوان کا نشکام پریم، اننیت بھگتی اور شکتی کے لئے زبردست جگیاسا اور پکار کرتے ہیں۔ اُن کے اندر بھگوت شکتی بہت جلدی بغیر کسی دھیان وغیرہ کے ابھیاس کے خود ہی پرویش کرکے اُن کے تمام چکروں کو کھول کر انھیں سمادھی اور ساکشاتکار کے لئے تیار کر دیتی ہے۔ لیکن ایسے لوگ بہت تھوڑے ہوتے ہیں۔

اوم

خطرہ:- اکثر دھیان اور آتم وچار کا ابھیاس کرتے ہوئے سادھک کے راستہ میں بہت وگھن پڑتے ہیں مایا کا جال بڑا زبردست ہے۔ اس سے باہر نکلنا آسان نہیں۔ اور باہر نکلتے ہوئے منشیہ کو مایا ہر ممکن طریقہ سے گھیر کر پھر اپنے جال میں پھنساتی ہے ہماری اہنکتا بےشمار بھیس بدل کر چھپ جاتی ہے! در موقعہ پا کر پھر پرگٹ ہوتی ہے۔ راکشسی مایا جس کو بھگوان نے گیتا میں "راکشسی، آسری۔ اور موہنی" بتایا ہے۔ بہت ہی ہوشیار اور چالاک ہے۔ ہماری بدھی رہنمائی کرنے کیلئے نا قابل ثابت ہوتی ہے، اور اکثر غداری کر کے دھوکا دیتی ہے۔ اُس کے علاوہ اندرونی گپت واسنائیں کسی پرلوبھن یا دُنیاوی کشش میں ہمیں پھنسانے کے لئے ہر وقت موجود اور تیار رہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اس یوگ میں ہم اپنی رہنمائی کے لئے آتم سمرپن پر یعنی اپنے آپ کو بھگوان کے حوالے کرنے اور پوری طرح اُن کی شرن لینے پر اتنا زیادہ زور دیتے ہیں بھگوان نے خود گیتا میں کہا ہے:-

दैवी ह्येषा गुणमयी मम माया दुरत्यया ।
मामेव ये प्रपद्यन्ते मायामेतां तरन्ति ते ।। गीता ७-१४

ارتھات:- جو میری ہی شرن لیتے ہیں۔ وہ ہی اس مایا کو پار کر سکتے ہیں۔ اس شبد سمرپن समर्पण کے پورے بھاو اور گہرائی کو اچھی طرح ذہن نشین کرنا اور اس پر دڑھتا سے عمل کرنا ہی خطروں، تکلیفوں اور مشکلوں سے بچاتا ہے۔ انگریزی میں اُس کیلئے لفظ Surreuder. استعمال کیا جاتا ہے لیکن وہ اس کے پورے بھاو کی ادائگی کے لئے ناکافی ہے۔

یہ وگھن اور رکاوٹیں اس وقت تک تنگ کیا کرتی ہیں جب تک ہردہ کمل پوری طرح کھل کر چیتنیہ پُرش، من، بدھی اور شریر کو کنٹرول نہیں کرتا۔ اس کے پرگٹ ہونے پر تمہارا سفر محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور وگھن بڑی آسانی سے دور ہو جاتے ہیں۔ لیکن مایا کی ایک زبردست لہر کسی لمحہ چیتنیہ پُرش کو بھی دبا سکتی ہے۔ بہت تھوڑے لوگ ان خطروں سے مبّرا ہوتے ہیں! اور یقیناً یہ وہی لوگ ہوتے ہیں جو بہت آسانی سے سمرپن کر سکتے ہیں۔ اور جن کے لئے یہ ابھیاس ایک معمول ہو جاتا ہے۔ ان الجھنوں اور مشکلوں میں پھنسے ہوئے سادھک کے لئے ایک ایسی کامل ہستی کی رہنمائی بھی جو خود اُن منزلوں کو طے کر کے ایشور کا روپ بن گیا ہو۔ ضروری اور لازمی ہو جایا کرتی ہے خصوصاً بھگوت شکتی کے پریوگ اور کاریہ کے عمل اور ابھیاس میں اپنی بدھی اور پرکاش رکھنے پر ہی بھروسہ رکھنا ٹھیک نہیں ہوتا۔ کسی انوبھوی رہبر سے ہدایات حاصل کرنا۔ اپنے تجربات سے اُس کو آگاہ کرنا۔ اور اس کے فیصلہ اور رہنمائی پر عمل کرنا ضروری ہے۔

سمادھی اور ساکشاتکار

Super-Consciousness and Realisation.

ہمارا اُدیش اور مقصد تو یہی ہے کہ دُنیا میں رہتے ہوئے ہر وقت سنسار اور گرہستھ کا کام کرتے ہوئے۔ چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے چھن چھن میں۔ ہر شے میں۔ ہر رنگ میں۔ ہر واقعہ میں اپنے اندر اور باہر۔ ہر جاندار اور بےجان میں کھلی آنکھوں بھگوان نارائن یشو منگل روپ۔ پر میشور۔ پرم پُرش پرماتما کا درشن کرتے ہوئے دیوی جیون Divine Life. کا انوبھو کریں لیکن اس پرم اوچیہ جیون مُکت اوستھا کی پراپتی کے نام روپ سے پرے نرگن ست چت، آنند برہم کا سمادھی میں انوبھو کرنا ضروری ہی ہوتا ہے۔ اس بنیادی انوبھو یا ساکشاتکار کے بعد ہی سگن ایشور کے روپ میں اس پر برہم کو ہر اوستھا میں کام کرتے ہوئے بھی سنسار میں دیکھ انوبھو کر سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ آتما پرماتما ہی تمام پرانیوں کے جیون یا جیون ستا میں ظاہر ہو رہا ہے۔ اُس پرماتما اور اس کی پیدا کی ہوئی سرشٹی کے ملی باہمی سمبندھ کو جاننا ہی زندگی کے گپت رہسیہ یا خفیہ راز کی

کنجی ہے۔ لیکن یہ گیان اگر صرف دماغی ہی ہے یعنی صرف بدھی کا ہی یہ لوگ ہے تو یوگ کے لیے اُسکی کوئی قیمت نہیں۔ اگر یہ گیان پھیکا اور بے تجربہ ہے۔ اور دماغی خیالات تک ہی محدود ہے۔ تو جگیاسو کے لیے کافی نہیں ہو سکتا۔ اُسے تو زندہ جاوید روحانی تجربات کی ضرورت ہے۔ اُس نے صرف یہ خیال ہی نہیں کرنا۔ کہ ایشور اُس کے اندر باہر چاروں طرف انگ سنگ ہے۔ بلکہ ایشور کو سچ مچ اپنے اندر باہر انگ سنگ ہر وقت موجود اس طرح دیکھتا ہے۔ جس طرح اور چیزوں کو دیکھتا یا محسوس کرتا ہے۔ تب ہی وہ ہر وقت ایشور میں نواس کر سکتا ہے۔ اور اس کی تیاری کے لیے سمادھی میں اُس کو انوبھو کرنا ضروری ہے۔

نوٹ :- از مترجم :- ایک جگیاسو نے اسی سمبندھ میں کسی مہاتما سے سوال کیا کہ مہاراج۔ ایشور کو سمادھی میں انوبھو کرنا تو بھلا ممکن ہوگا۔ لیکن کھلی آنکھوں سے کام کرتے ہوئے اُسے کیسے دیکھ سکتے ہیں۔ کیوں کہ ایشور آنکھوں سے نظر آنیوالی یا اندریوں دوارہ محسوس ہونے والی چیز تو ہے نہیں۔ وہ تو سوکشم سے بھی سوکشم ہے۔ مہاتما جی نے جواب دیا۔ جب تمہارے اندر پریم کرودھ، ڈر، شرم، حیا۔ وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ تو تم اُن کو دیکھ نہیں سکتے۔ اور نہ ہی اندریوں دوارا ان کو محسوس کرتے ہو۔ لیکن تمہیں یہ ضرور معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس وقت تمہارے اندر پریم ہے یا غصہ ہے۔ ڈر ہے یا لجا ہے۔ ان برتیوں کا علیحدہ علیحدہ گیان تمہیں ہوتا ہے۔ اسی طرح ہی وگیان کے اندر ایک خاص اونچی برتی اُٹھا کرتی ہے جس کے ذریعہ تم جاگرت اوستھا میں ایشور کو اپنے اندر باہر اسی طرح محسوس کرتے ہو۔ جس طرح۔ پریم یا کرودھ وغیرہ کو۔ جب تم اُس منزل پر پہنچو گے۔ تو تمہیں خود ہی معلوم ہو جائیگا کہ یہ برتی کیسی ہوتی ہے۔ وہ بیان نہیں کیجا سکتی (مترجم)

اس سمادھی اوستھا کی پراپتی جس میں سادھک برہم کا ساکشاتکار کرتا ہے۔ آسان نہیں کیسی بہت ہی خوش نصیب سادھک کو یہ بھگوان کی خاص کرپا سے اچانک ہی ہو جایا کرتی ہے۔ اور یہی بھگوان کے پریم کا سوتہ سدھ پرشاد ہے۔ جو بھگوان اس جگیاسو کو دیتے ہیں۔ جو صرف اپنے آپ کو پورے طور پر اُن کے حوالہ کر دیتا ہے۔ اہنکتا اور واسنا کا ناش کر دیتا ہے۔ اور اُن سے کچھ بھی نہیں مانگتا۔ وہ اپنا ساکشاتکار خود ہی کراتے ہیں۔ یہ ان کا چمتکار ہی ہوتا ہے۔

لیکن عام طور پر سادھک بہت محنت اور ابھیاس (یعنی آتم سمرپن۔ دھیان کا ابھیاس۔ آتم چنتن و وچار وغیرہ) کے بعد بھگوت شکتی کے پورے پریرنا سے سمادھی کا انوبھو کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ اس وقت گہرے دھیان کی اوستھا میں اُس کی چیتنا Consciousness. یکدم غائب ہو جاتی ہے۔ اُسے اپنے شریر وغیرہ کا گیان بالکل نہیں رہتا اور ایک خاص مہا چیتنا Super Conciousness. پرگٹ ہوتی ہے۔ جس میں وہ اننت جیوتی مے برہم کے اننت مہا پرکاش کے ساگر میں اپنے آپ کو ڈوبا ہوا انوبھو کرتا ہے۔ اس تجربہ کی یاد اُسے جاگرت اوستھا میں بھی رہتی ہے۔ اور اس کے جیون کو بدل دیتی ہے۔

گھر میں رہتے ہوئے یہ اونچیہ سادھن مشکل ہے، کیوں کہ اس کے لیے ایکانت اور ویریا ابھیاس کی ضرورت ہے۔ اس لیے جگیاسو کے لیے عارضی طور پر کچھ عرصہ کے لیے (ہمیشہ کے لیے نہیں) دُنیا کے شور و غل سے دور۔ اگیان اور اودیا کی زندگی سے پرے۔ ایکانت استھان میں رہ کر اپنے انتر آتما میں غوطہ زن رہنا ضروری ہو جاتا ہے۔ اس وقت تک جب کہ کوئی خاص اندرونی تبدیلی وقوع میں نہیں آتی۔ یا یوگ کی کوئی ایسی منزل طے نہیں ہوتی، جس کے بغیر زندگی پر کسی موثر عمل کی آیندہ ترقی مشکل یا ناممکن ہو گئی ہو۔ لیکن یہ ایکانت باس صرف ایک عارضی ضرورت اونچی روحانی بلندیوں پر پہنچنے کی تیاری کے لیے ہے۔ یہ ہمارے سادھک کے یوگ کا نیم یا اصول نہیں ہو سکتا۔

اوم

ساکشاتکار کے درجے

ساکشاتکار کا کوئی خاص نیم نہیں کسی سادھک کو پہلے اپنے اندر یا اپنے آپ میں برہم کا انوبھو پہلے ہوتا ہے اور بعد ازاں دوسرے پرانیوں میں برہم دیکھتا ہے۔ اس کے برعکس بعض سادھک (اور وہ اسے زیادہ آسان سمجھتے ہیں) پہلے اپنے باہر سنسار میں پرماتما کو سرو ویاپک انوبھو کرتے ہیں اور اپنے اندر یا اپنے آپ کو بعد میں کوئی سادھک شروع میں ہی اپنے سے باہر اور سنسار سے بھی اوپر پربرہم کا انوبھو کر لیتا ہے۔ اور اس نظر آنے والے جگت کو خواب کی مانند یا سنیما کی تصویروں کی طرح مِتھیا سا دیکھتا ہے۔ گیان مارگ کا یوگی اس بنیادی انوبھو کو اونچے سے اونچا مان کر یہیں ختم کر دیتا ہے۔

پورن یوگ کا ابھیاس کرنے والے سادھک کو وگیان کے جاگرت (طلوع) ہونے پر پرماتما کا ساکشاتکار اس طرح درجہ بدرجہ ہونے لگتا ہے۔

(۱) پہلے سادھک ایک نورانی اویکت ہستی سد آتما (چینن) کو ہر وقت میں اور ہر جگہ میں انوبھو کرنے لگتا ہے جو نراکار ہے، اچل ہے۔ اور نظروں سے غائب ہے، شانت اور ناقابل بیان ہے۔ اور اس میں یہ نام رُوپ والا نظر آنے والا جگت (ویکت) اسَت سا پرتیت ہونے لگتا ہے۔ آتم اور اناتم چینن اور جڑھ، ویکت، سَت اور اسَت، جُدا انوبھو ہوتے ہیں ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ سادھک صرف ایک چیتن سد آتما کو ہی انوبھو کرتا ہے۔ اور باقی سارے جگت کو مایا بے معنی .... اور ناقابل بیان دھوکا دیکھتا ہے۔

۲۔ لیکن یہ تو ابتدا ہی ہے۔ اور ویکت سد آتما کا انوبھو محدود ہے .... اس کے بعد تم انوبھو کرنے لگو گے کہ سرشٹی کے سب پدارتھ اسی آتما کے اندر اور اسی کے سہارے ہیں یہی نہیں۔ بلکہ یہ بھی اُن سب کے اندر ویاپک اور پورن ہے۔ اور آخر میں تم یہ انوبھو کرو گے۔ کہ یہ سب نام اور روپ بھی برہم ہی ہے۔

۳۔ اس کے بعد تمہارا جیون بدل جائے گا۔ اب تمہارا جیون اس نئے انوبھو کے رنگ میں زیادہ سے زیادہ رنگا جائے گا۔ اسے ہی اُپنشدوں اور بھگوت گیتا میں حقیقی زندگی کا نیم بتلایا ہے یعنی تم اپنے آپ کو تمام جانداروں اور چیزوں میں اور سب جانداروں کو اپنے آپ میں دیکھو گے۔ आत्मान सर्व भूतेषु सर्व मूतानि च आत्मनी ॥

اور تمہیں سب کچھ برہم ہی پرتیت ہوگا سर्वं खल्विदं ब्रह्म ॥ پرنتو ابھی تم نے اس سے بھی آگے جانا ہے۔

۴۔ پورن ساکشاتکار۔ اس یوگ کا اونچے سے اونچا اور آخری انوبھو اس وقت ہوگا جب تم تمام برہمانڈ کو ایک اننت دیوی ویکتی (نورانی ہستی) کا سوروپ کھیل اور لیلا دیکھو گے۔ جب تم پہلے پراپت یعنی حاصل کئے ہوئے انوبھو کے ذریعے سب میں صرف اویکت سد آتما یعنی نظر نہ آنے والے چینن آتما کو جو اس دکھائی دینے والے جگت کا آدھار یا سہارا ہے، ہی نہیں دیکھو گے بلکہ اس انوبھو کے رہتے ہوئے بھی جو تم پہلے پراپت کر چکے ہو، تم سب میں بھگوان پربرہم کا درشن کرو گے۔ جو ایک ہی وقت میں خود ہی یہ سب ویکت اور اویکت، آتم اور اناتم ہے، اس سے علیحدہ ہو کر خود ہی اس کا سہارا ہے۔ اور پھر اس سب سے پرے ہے۔ अव्यक्तो व्यक्तात्परः ॥

سد آتما کے انوبھو کے بعد اس سد آتما سے پرے سادھک ایک پرکار کا مون یا خاموشی انوبھو کرتا ہے۔ اور وہ "اسَت" ہے۔ بُدھ مَت والے لوگوں نے اس مون یا خاموشی کو شُونیہ کے رُوپ میں انوبھو کیا ہے، اور اس سے آگے نہیں گئے۔ لیکن اس مون (اسَت) سے بھی پرے "پرات پر پُرش" परात्पर पुरुष ॥ یعنی وہ پُرش ہے جو

اوم

پرے سے بھی پرے ہے۔ اس پُرش کو شرتی نے اس طرح ورنن کیا ہے۔

पुरुषो वरेण्यं आदित्य वरण स्तमसः परस्तात् ॥

ارتھات۔ اندھکار سے پرے سورج کے سمان پرکاش والا وہ پُرش ہے جس نے اپنے اندر سے ہی اس سنسار کو پیدا کیا ہے۔ اور جو اننت اور شانت ایشور کے رُوپ میں سرب ویاپک ہوتا ہوا۔ اس کا سہارا ہے۔ جو شونارائن اور لیلا مے بھگوان ہیں۔ جو ہم سب کو اپنے پریم سے اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ اپنی اپار شکتی کے ذریعہ ہم سے اس ناٹک میں پارٹ کراتے ہیں اور اس رنگا رنگ والے عجیب و غریب جگت میں اپنی آنند شکتی اور خوبصورتی کی ہمیشہ اننت لیلا کر رہے ہیں۔ یہ سنسار بھگوان کے ست۔ چت۔ آنند سرُوپ کی ہی لیلا ہے۔

تم ایک دن یہ بھی انوبھو کروگے کہ پرکرتی جڑ نہیں ہے، یہ کوئی پدارتھ نہیں بلکہ چیتنیا کا ہی ایک رُوپ ہے، اس کا گُن یہی ہے کہ اس کا گیان اناریوں (وارہ) پراپت ہو جاتا ہے۔ پدارتھوں کا ٹھوس پن بھی جو پرمانوؤں کے یعنی چھوٹے سے چھوٹے ذروں کے ملاپ کا نتیجہ ہے چیتن کی ہی ایک حالت ہے۔ اور کچھ نہیں، پرکرتی، جڑ چیتن، پران، من، اور جو من سے پرے ہے۔ یہ سب کچھ اننت گُن برہم ہی ہے۔ جو اپنے سچدانند رُوپ میں اس جگت میں لیلا کر رہا ہے۔

اس لئے صرف جانداروں میں ہی نہیں۔ بلکہ بے جان چیزوں میں بھی تم نے نارائن کا درشن کرنا ہے شبو کو انوبھو کرنا ہے۔ ماتا پرکرتی (بھگوت شکتی) سے بغلگیر ہونا ہے۔ جب ہماری آنکھیں جواب جڑھتا کے وچار سے اندھی ہوئی ہیں۔ پرم جیوتی کی طرف کھلیں گی۔ تو ہمیں یہ گیان ہوگا۔ کہ سنسار میں کوئی چیز بھی بے جان یا جڑھ نہیں ہے۔ بلکہ ہر چیز کے اندر اس چھپی ہوئی چیتنیا کے علاوہ پران، من، بدھی، آنند، چیت، ست بھی موجود ہیں۔ خواہ وہ گپت ہوں۔ یا ظاہر۔ سب چیزوں کے اندر خود ہی گیان سرُوپ پرماتما دیو ویاپک ہو کر اپنے گنوں کا آنند لے رہے ہیں۔ پھول پھل۔ پرتھوی، درخت اور معدنیات سب ایک آنند سے بھر پور ہیں۔ کیونکہ ان میں بھگوان پرویش کر کے نواس کرتے ہیں۔ بھگوان ان سب چیزوں میں جسمانی روپ سے نہیں بلکہ صرف اس چیت کے روپ میں پرویش کرتے ہیں جو ان کی اونچی سے اونچی پرم پوتر ستا میں ان کے ایشوری گیان کا سرُوپ ہے۔

ईशा वास्यमिदं सर्वं यत् किञ्च जगत्यां जगत् ॥

ارتھات۔ یہ سنسار اور اس جگت کی ہر ایک چیز ایشور کا نواس ستھان بنائی گئی ہے۔

ساکشاتکار کا پھل

جب ہم اس انوبھو کو پراپت کر لیتے ہیں۔ اور اس میں پوری طرح سے پختگی کے ساتھ قائم ہو کر اس میں نواس کرنے لگتے ہیں، تو شوک، پاپ، گھبراہٹ، بھرم، دھوکا، مانسک کلیش اور دُکھ کا امکان بہت زور کے ساتھ ہمارے من اور شریر سے باہر نکال دیا جاتا ہے تب ہم اپنے جیون میں اپنشدوں کے اس قول کو سچ محسوس کرتے ہیں۔

आनन्द ब्रह्मणो विद्वान् न बिभेति कुतश्चन ॥

ارتھات جس کو برہم کا آنند پراپت ہے۔ اسے سنسار میں کسی چیز سے بھی کوئی ڈر نہیں ہوتا پھر ایش اپنشد میں بیان کی ہوئی اس اوستھا یا حالت کو بھی پرتیکش یا بالکل صاف اور ظاہر انوبھو کرتے ہیں۔

यस्मिन् सर्वाणि भूतानि आत्मैवाभूद् विजानतः ।

तत्र को मोहः कः शोकः एकत्वमनुपश्यतः ।

اوم

اتفات :۔ جب وگیان کی برابتی پر سب جاندار برانی اور بے جان پدارتھ اپنے آتما کے ساتھ ایک ہو جاتے ہیں تو اس گیانی کو کیا موہ، کیا شوک ہو سکتا ہے۔ جو سب چیزوں میں اُن کی اندرونی ایکتا دیکھتا ہے۔

اس وقت ساری سرشٹی ہمارے سامنے ایک نیا روپ دھارن کر لیتی ہے تمام سنسار ایک نہایت خوبصورت ساگر یا سمندر نظر آنے لگتا ہے جس میں کلیان، نیکی پرکاش، آنند، خوبصورتی۔ اننت شکتی اور کبھی نہ ختم ہونیوالی شانتی کی نہریں کھیلا کرتی ہیں ہم سب چیزوں کو شبھ، شبھ منگل اور آنند سے بھرپور دیکھتے ہیں اور اپنے روپ میں سب جیوں کے ساتھ ایک ہو جاتے ہیں۔

सर्व भूतात्मा — भूतात्मा !!

اور اس انوبھو کے مطابق نیا جیون دھارن کرتے ہوئے ہمیشہ اسی حالت میں رہتے ہوئے اپنی سنگت، ایکتا اور پریم کے بل اور اثر سے یہی انوبھو اور لوگوں کو بھی پردان کر سکتے ہیں۔ اس طرح ہم اس "براہمی ستھتی" ब्राह्मी — स्थिति !! کے پرکاش کو تمام سنسار میں پھیلانے کا ایک سنٹر یا مرکز بن جاتے ہیں۔

سنسار اور برہم کے ساتھ اپنی ایکتا اور ابھیدتا انوبھو کرنے کے بعد ہماری اوستھا میں وہ مہان اور ناقابل بیان تبدیلی ظہور پذیر ہوتی ہے۔ جس میں ہماری انسانی چیتنا اور بُدھی بالکل غائب ہو کر ایشوری چیتنا میں بدل جاتی ہے۔ اپنے پُرش بھاو کی علیحدہ محدود اوستھا کی بجائے ہم وشو آتما کے آنند کی انتہائی مستی محسوس کرتے ہوئے پرم شانتی رُوپی امرت کا پان کرتے ہیں۔

ہمارے جیون کا ایک ایک لمحہ پرماتما کے پرکاش میں نواس کرتے ہوئے گزرتا ہے اور پھر انسانی چیتنا میں واپس گرنے یا اگیان اور اودیا کے حملہ کا کوئی خوف نہیں رہتا۔ یہ پُورن ساکشاتکار کا پھل ہے۔

God is your Guru. بھگوان ہی تمہارے گورو ہیں

جس طرح ہمارا مہان شاستر یعنی ویدوں کا ابناشی گیان ہر ایک منشیہ کے ہردے میں گپت پڑا ہے۔ اسی طرح ہمارا گورو بھی ہمارے ہردے میں چھپا ہوا ہے۔ اور وہ جگت گورو انتریامی پرماتما ہی ہیں۔ وہ خود ہی ہمارے اندر اپنے گیان کا پرکاش کرتے ہیں۔ اگیان کے اندھیرے کو دور کرتے ہیں۔ اور ہمیں موکش۔ آنند۔ پریم شکتی اور امرتا پردان کرتے ہیں۔ اس یوگ کا ابھیاس کرتے ہوئے تم محسوس کرو گے کہ بھگوان ہی تمہارے گورو ہیں۔ وہ کتنی خوبصورتی، لطافت اور اننت بُدھی یا گیان کے ذریعہ تمہاری زندگی کے ہر اندرونی اور بیرونی واقعات اور کاریہ کو یوگ کی سدھی کے لئے ظاہر کرتے ہیں۔ اور ہر ایک کاریہ کے طریقے اور اثر کا اس طرح سمبندھ رکھتے ہیں۔ کہ تمہاری تمام خامیوں اور کمزوریوں کو باہر نکال کر پُورنتا اور پوترتا کو اندر لایا جائے۔ ایک سروشکتیمان پریم اور گیان تمہاری اُنتی اور ترقی میں لگا ہوا ہے۔ اُس کا کام کرنے کا ڈھنگ نرالا ہے۔ وہ ہماری پرکرتی اور سوبھاؤ کے مطابق ہی ہمیں چلاتا ہے۔ اُس انتریامی ست گورو پرماتما پر وشواس رکھو۔ اُسے پہچانو۔ اور اگر پرماتما کا ساکشاتکار کرنے میں تمہیں زیادہ وقت لگتا ہے تو ویاکل نہ ہو کیوں کہ بھگوان نے تمہیں اس کے لئے تیار کر کے خود ہی ٹھیک وقت پر اپنا ساکشاتکار کرانا ہے۔

لیکن ہر ایک انسان اپنے اندر نواس کرنے والے پرماتما پر وشواس کرنے کے لئے جس کو وہ نہ اندر دیکھ سکتا اور نہ باہر۔ تیار نہیں ہوتا۔ ایسے لوگ اپنے سے باہر کسی ایسی ہستی پر شردھا رکھ سکتے ہیں جس کا تصور وہ کسی شکل میں کر سکیں اس لئے وہ ایشور کی کوئی مُورتی چاہتے ہیں یا اگر اُن کا اعتقاد ہو تو کسی اوتار یا پیغمبر مثلاً بھگوان کرشن حضرت عیسےٰ یا

یا جہاں تما بُدھ میں ایشور کی بھاونا رکھتے ہیں۔ اور بعض یہ بھی نہیں کر سکتے۔ انہیں تو جیتا جاگتا پرماتما انسان کے رُوپ میں چاہیئے
ان چھوٹے درجہ کے سادھکوں کی مشکل کا حل ہندو دھرم نے آسانی سے کر دیا ہے۔ اور ابتدا میں انکو اشٹ دیو۔ اوتار اور
گورو میں ایشور کی بھاونا رکھنے کی اجازت دیدی ہے۔ گویا کہ جس پرکار بھی کوئی سادھک ایشور پراپتی کے لئے چل سکتا ہو چلے۔
پورن یوگ کے سادھک کو بھی (اگر وہ نراکار، انتریامی ستگورو پرماتما کا دھیان اور سمرن کرنے کے بالکل ناقابل ہے)
اپنی شردھا، اعتقاد اور سوبھاؤ کے مطابق اوپر دی ہوئی تینوں چیزوں میں سے کسی کو اپنا سہارا بنانے کی شروع میں اجازت ہے،
لیکن یہ بہت ضروری ہے کہ اشٹ دیو ہو یا اوتار۔ ان میں ایشور کی بھاونا رکھنی ہے۔ اس سے کم کسی طاقت یا ہستی کی نہیں۔
اور اُن کے آگے پورن آتم سمرپن کا ابھیاس کرنا ہے۔ اگر وہ گورو پر ہی شردھا رکھ سکتا ہے اس سے اوپر نہیں اُٹھ سکتا تو
گورو کو بھی ایشور کا پرتی ندھی یا نمائندہ سمجھ کر ابھیاس کرنا ہے۔ ورنہ یوگ میں کامیابی نہیں ہوگی۔

The Guru may sometimes be the Incornation or World Teacher; but he should represent to the disciple the Divine wisdom. Convey to him something of the Divine ideal.

لیکن ایسے سادھکوں کو ہم یہ چیتاونی دیتے ہیں کہ اگر ان کے دل میں یہ تعصبانہ اور تنگ بات والا خیال پیدا ہو گیا۔ کہ
"میرا ایشور، میرا اوتار، میرا پیغمبر، میرا گورو" اور دوسرے فرقوں یا دھرموں یا مہاتماؤں میں کمتری یا دویش کا بھاو ہوا تو از حد
نقصان دہ ہوگا۔ اور ایشور پراپتی نہیں ہوگی۔ ہمارے یوگ کے سادھک نے تمام دُنیا کے اشٹ دیووں یا اوتاروں یا دھرموں
میں اپنے ہی اشٹ دیو یا اوتار یا گورو کا درشن کرنا ہے۔

خیال رہے کہ ہمارے یوگ کا نام "پورن یوگ" ہے۔ اس میں بھگتی یوگ، گیان یوگ، کرم یوگ اور دھیان یوگ
سب ملے ہوئے ہیں اس لئے اس کا نام انگریزی میں Integral Yoga یا Synthetic Yoga ہے۔
یہی بھگوت گیتا کا یوگ ہے۔ ہم نے اس میں بھگوت شکتی کو اپنے اندر اوتار نے اور اس کو سارے وجود میں تبدیل کرنے کا کام
سونپنے کا اضافہ کیا ہے۔ جو شخص اس یوگ کے سادھک کی رہنمائی کرنے کی ذمہ داری اپنے اوپر لے۔ ضروری ہے کہ وہ
اس کے نشیب و فراز سے بخوبی واقف ہو۔ اور اس کی سب منزلیں طے کر چکا ہو۔ اپنی مثال اور سپربھاو سے اس نے اپنے شِشیہ
(چیلے) کو اونچا اُٹھانا ہے۔ اور اس کے اندر بھگوت شکتی کو پرویش کرانا ہے۔ ایسے پُرش کی ایک نشانی یہ ہوتی ہے۔ کہ
اُس کے اندر گورو پن کا ابھیمان کبھی نہیں ہوتا۔ اور نہ وہ اپنے آپ کو گورو اور سادھک کو اپنا چیلا سمجھتا ہے۔ وہ یہی سمجھتا ہے
کہ یہ کام ایشور کی طرف سے اس کے سپرد ہوا ہے۔ وہ صرف یَنتر یا ذریعہ ہے۔ وہ ایک انسان ہی ہے۔ اور اپنے بھائیوں
کی مدد کر رہا ہے۔ ایک بچہ ہے جو دوسرے بچہ کو انگلی پکڑ کر چلاتا ہے۔ یا ایک چراغ ہے۔ جو دوسرے چراغ کو روشن کرتا ہے
جس سادھک کو ایسے رہبر کا ست سنگ پراپت نہ ہو سکے۔ وہ بغیر کسی پس و پیش کے اپنے آپ کو جگت گورو انتر
یامی بھگوان کے حوالے کر کے اُن پر پورا وشواس رکھتا ہوا سادھن میں لگا رہے بھگوان خود ہی اس کا یوگ کشیم
اٹھائیں گے اُن کی پرتگیا جھوٹی نہیں ہوا کرتی۔

اس یوگ کا سب سے بڑا آدھار اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا ہے۔ کہ بھگوان خود ہی ہمارا پرم انتر آتما بھی ہیں۔
اور بھید رُوپ سے ہمارے پربھو، سوامی، متر، پریمی، پریتم، گورو، پِتا، ماتا اور سنسار روپی لیلا گھر میں ہمارے ساتھ
کھیلنے والے کھلاڑی بھی ہیں۔ ساتھ ہی چھپ کر کبھی ہمارے دوست کبھی دشمن، کبھی مددگار کبھی مخالف کے روپ میں آخر تک

اوم

ہمارے اندر اور ہمارے ساتھ کام کرتے ہوئے ہمیں پورنتا اور موکش کی طرف لے جا رہے ہیں۔

چند ضروری ہدایات

(۱) چنتا اور فکر کبھی نہ کرو۔ اگر آتم سمرپن کا سنکلپ کرنے کے بعد بھی تم بے فکر اور نڈر نہیں ہوئے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم نے آتم سمرپن کیا ہی نہیں۔

(۲) اپنے من کو ہمیشہ خاموش، نشچل، ستھر، ہلکا اور خوش رکھو۔ خاموش من سے مُراد خالی من یا Vacant Mind. نہیں کیونکہ خالی تو یہ سوائے گہری نیند اور سمادھی کے کبھی ہوا ہی نہیں کرتا۔ خاموشی سے یہ مطلب ہے کہ اندر سے خیالات نہ اُٹھیں اور جو خیالات باہر سے آئیں۔ وہ اس میں بغیر کسی قسم کی ہل چل پیدا کئے آتے اور جاتے رہیں۔ جس طرح پرندوں کی قطاریں آسمان میں گذرتی رہتی ہیں لیکن اپنا اثر پیچھے نہیں چھوڑتیں۔

(۳) اگر تمہارے بہت ہوشیار رہنے پر بھی تمہارا من بس میں نہیں رہتا اور خیالات قابو سے باہر ہو جاتے ہیں۔ تو اس کی وجہ عام طور پر یہ ہوتی ہے۔ کہ راکششی مایا کی شکتیاں Hostile External Forces. جو ہمارے شریر سے باہر وایو منڈل میں پھرتی رہتی ہیں اور جن کا کام ہی انسان کی روحانی ترقی کو روکنا ہے۔ تمہارے من اور شریر پر حملہ کرتی ہیں۔ وہ تمہیں نظر نہیں آتیں۔ ایسی حالت میں بھگوان سے بار بار پُرزور پرارتھنا کرو کہ وہ تمہارے من کو شدھ ستھر اور شانت بنا دیں۔ تمہاری بُدھی کو روشن کریں۔ بھکتی بھاؤ کو تیز کریں۔ اور تمام اندرونی اور بیرونی مشکلوں کا مقابلہ کرنے اور یوگ کی آخری منزل تک پہنچنے کے لئے شکتی اور آتم بل دیں۔ یہ آزمائش کا وقت ہوتا ہے۔ اور بھگوان کی طرف سے تمہاری جگیاسا اور لگن کی پریکشا ہوتی ہے۔ لیکن اپنی کمزوریوں اور دوشوں کو زیادہ سوچتے رہنا بھی ٹھیک نہیں۔ زیادہ توجہ اپنی ترقی اور شبھ گنوں کی طرف دو بھگوان کی کرپا سے یہ دوش اپنی موت آپ ہی مرتے جائیں گے۔

(۴) شریر کی بیماری کو بھگوان کی اِچھیا سمجھ کر اسے قبول کر لینا غلطی ہے۔ یوگ سادھن کے لئے تین چیزیں بہت ضروری ہیں۔ شدھ اور بلوان من، تندرست اور طاقتور شریر اور زبردست جیون شکتی جس طرح من یا انتہ کرن کے دوشوں کو دور کرنا ضروری ہے، اُسی طرح شریر کے دوش یعنی بیماری کو دور کرنے کی پوری کوشش کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ لیکن بیماری سے تمہارے اندر گھبراہٹ، ڈر یا بے چینی نہیں پیدا ہونی چاہیئے۔

یوگ کا طریقہ اس کے متعلق یہ ہے کہ اپنی قوت ارادی کو بہت مضبوط بناتے ہوئے شریر کو پرکرتی کے حوالے کر کے سادھن میں لگ جاؤ۔ روگ کا خیال نہ کرو۔ پوری شردھا اور یوگ شکتی کے کاریہ سے بغیر کسی اوشدھی کے بیماریوں کا جڑ سے ناش ہو جاتا ہے۔ ہلکی اور بے ضرر اوشدھیوں سے مدد لی جا سکتی ہے۔ لیکن تیز دوا کا استعمال نہ کرو۔ پرکرتی پر بھروسہ رکھو اور اچل بھاؤ سے بھگوان کی شرن لو۔ شریر سے اسنگ ہو کر آتم چنتن کرتے رہو۔ موت کا کبھی ڈر نہ کرو۔

(۵) بعض سادھک ایک بڑی غلطی کیا کرتے ہیں کہ بھگوت اِچھیا کے آدھین ہونے کے بہانہ اپنے آپ کو سست، نکما، کمزور اور بیکار بنا لیتے ہیں جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ انہوں نے بھگوان کے آگے آتم سمرپن نہیں کیا بلکہ مایا کے تموگن کے آگے کیا ہے۔ اپنے کرتویہ کرم کو پوری تن دہی بلکہ پہلے سے زیادہ سرگرمی مگر نشکام بھاؤ سے کرنا اور خالی وقت کو بھگوان کی سرشٹی کی نشکام سیوا میں اسے ایشور کا کام یعنی Divine Work. سمجھتے ہوئے صرف کرنا سادھن کا انگ ہے۔

(۶) جو شخص اس یوگ پر چلنے کے لئے قدم اُٹھائے اُس کیلئے پہلے یہ مصمم ارادہ کرنا لازمی ہے کہ وہ اُس کے

اوم

رستہ میں آنے والی ہر مشکل تکلیف، دکھ مصیبت، غریبی، بیماری، بے عزتی وغیرہ سے بالکل نہیں گھبرائے گا۔ اور ہر تکلیف کا مردانہ وار مقابلہ کرتا ہوا کبھی بھی پیچھے نہیں ہٹے گا۔ اُس لئے ضرور اسی جنم میں اور تھوڑے عرصہ میں ایشور کا رُوپ بن کر یوگ کی پُورن سدھی کو پراپت کرتا ہے اور اس کیلئے ہر دنیاوی قربانی کرنے کو ہر وقت تیار ہے اس لئے سادھن شروع کرتے ہی اپنی اِستری بچوں، رشتہ داروں، دوستوں، جائیداد اور دیش میں سے اپنی اہنتا اور میراپن کو بالکل نکال کر ان کو ایشور کی ملکیت سمجھتا ہے۔ اور سنسار اور پریوار سے بالکل اسنگ ہو کر اپنے دھرم کا پالن کرتا ہے۔ اس لئے سنیاسی یا تپسوی نہیں بنتا اور نہ ہی سدھیوں والا یوگی یا ہر وقت سمادھی میں رہنے والا یوگی بنتا ہے بلکہ سنسار اور گرہست میں سچے دھرم پر چلتے ہوئے پُورن یوگ کے سادھنوں کے دِرڑھ ابھیاس سے اپنی مانوی پرکرتی یا انسانی خصلت کو ایشوری خصلت میں تبدیل کرتا ہے۔

(۷) من، بچن اور کرم میں سچائی اور ایکتا کی طرف پورا دھیان رکھنا بھی ازحد لازمی ہے۔ اس کے بنا سادھن صرف پاکھنڈ اور اپنے آپکو دھوکا دینا ہوگا۔ پورن یوگ سچا عملی جیون ہے۔ (اوم نت ست)

جانِ محفل

از قلم خلیق صاحب پاڑھانوی
خاص اُپاسنا انک کے لئے

دل رُبا میرا حریمِ دل میں ہے
کون کہتا ہے کہ وہ محمل میں ہے

کس لئے تنہائی میں ڈھونڈوں اُسے
جانِ محفل تو یہیں محفل میں ہے

قید ہے وہ مسجد و مندر میں کب
جلوہ اُس کا پھیلا آب و گِل میں ہے

کیوں میں چوموں دَیر کی چوکھٹ کہ وہ
چشم میں ہے دل میں ہے کا رکل میں ہے

جستجو میں ہے تو جس کی ناخدا
وہ یہیں آوازۂ ساحل میں ہے

ہے شعورِ خام کی غلطی کہ وہ
کب ہے حاصل میں وہ لاحاصل میں ہے

وہ چھپا ہے رنگ و بُو بن کر یہاں
جھر میں گُل میں مہِ کامل میں ہے

یاں مجسّم رحم ہے وہ۔ تو وہاں
چھپ کے بیٹھا خنجرِ قاتل میں ہے

آ بتاؤں کس جگہ ہے وہ خلیق
درد کی صورت دلِ بسمل میں ہے

خاص اُپاسنا انک کیلیے

اُپاسنا کے سادھن

از قلم۔ مہاتما دولت رام جی

اُپاسنا شبد سنسکرت بھاشا کے آس आस دھاتو کے ساتھ उप (اُپ) اُپسرگ لگانے سے بنا ہے۔ آس आस کا ارتھ استھتی یا بیٹھنا ہے۔ اور اُپ کا ارتھ بالکل سمیپ۔ ارتھات اُپاسنا شبد کا ارتھ ہؤا اپنے اشٹ دیو کے اتینت سمیپ ہوکر بیٹھنا یا قائم ہونا۔ خوب غور سے سوچا جائے کہ ہم کو اپنے پربھو سے کس نے دور کر دیا ہے تو معلوم ہوگا کہ جب ہمارا پربھو گھٹ گھٹ واسی اور سرب ویاپک ہے۔ سب جگہ، ہر وقت، ہر شے میں موجود ہے تو لازمی طور پر ہم میں، ہمارے دیہہ کی ایک ایک نس اور ناڑی ناڑی میں ہمارے روم روم میں، رکت کی ہر بوند میں وہ موجود ہے اور ہر وقت اور ہر جگہ موجود ہے۔ اسیطرح باہر کے اس جگت کے ہر ذرہ ذرہ میں اور بھومی جل، اگنی، وایو اور آکاش کے اس سارے استھول سوکشم سنسار میں لوک اور پرلوک میں وہ سدا سے ہر جگہ ہر چیز میں موجود ہے بلکہ وید تو کہتا ہے کہ سب جگہ وہی ہے۔ نہیں نہیں سب کچھ وہی ہے सर्वं खल्विदं ब्रह्म اور قرآن میں بھی یہی سدھانت ہر جگہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کہ سوائے پرماتما کے اور کچھ بھی ہے نہیں۔ انجیل کہتی ہے God is every where یعنی پرماتما ہر جگہ ہے اور اس کو Omni Potent اور Omni present کہہ کر سرو ویاپک اور سرو شکتیمان کہتی ہے۔ تو یہ کتنا اچنبھا ہے کہ اس کے سمیپ پہنچنے کے لئے ہم یتن کریں۔ اس کی پراپتی کی پرارتھنا کریں اور اس کے پانے کے لئے دن رات خون پسینہ ایک کر کے کٹھن تپسیا، یوگ، نیم ورت دان لوگ دھیان بھجن اور اُپاسنا کریں اور پھر بھی انیک جنموں میں جا کر کہیں کوئی وِرلا ہی اُس کو پا سکے۔

ہمیں اپنے مہاپرشوں کے جیون کے اتہاس سے یہ پتہ لگتا ہے۔ تجربہ بھی بتاتا ہے! اور شاستر بھی اس کا صاف اشارہ دیتا ہے۔ کہ کرنے والے کو ہی پھل ملتا ہے، چلنے والے کا ہی سفر ختم ہو سکتا ہے۔ کھوجنے والا ہی پاتا ہے مگر عمروں تک اتنا سادھن کرنے پر بھی یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ انیک سادھک منزل مقصود پر پہنچنے کی بجائے اس سے زیادہ دُور نکل جاتے ہیں۔ آخر اس کا کارن کیا ہے؟

غور کرنے پر معلوم ہوگا کسی بھی سادھن کو شروع کرنے سے پہلے اُسکا کسی عالم باعمل سے یعنی شروتری برہم نشٹھی ست گُرو سے اُس لکش کا اور اس کے راستہ اور زادِ راہ اور ضروری باتوں کا جان لینا ضروری ہوتا ہے۔ گو شاستر بھی ہم کو ایسی ہدایت دے سکتا ہے۔ لیکن اپنے آپ شاستر پڑھنے سے یہ کسر یا کمی رہ جاتی ہے کہ جو مضمون وہاں چل رہا ہے اُس کے متعلقہ کسی ضروری شنکا کو نِوارن شاستر دور نہیں کر دیتا۔ بلکہ جس ادھکاری کو نمت کر کے وہ گرنتھ لکھا گیا ہوتا ہے۔ اُسکے کئے گئے کسی پرشن کا اُتر یا جواب موقعہ مناسب پر ملتا ہے۔ مگر اس پڑھنے والے کے موجودہ اُٹھتے ہوئے شکوک کو وہ

اوم

گرنتھ تت کال ورنع نہیں کرتا۔ اور اس طرح پڑھنے والا بجائے تسلی کرنے کے بہت شکوک میں پڑ جاتا ہے۔ جب تک وہ گرنتھ کسی خاص یوگیہ انوبھوی مہاتما سے سمجھ کر نہ پڑھا جائے۔ وہ زیادہ سے زیادہ شکوک ہی پیدا کرتا جاتا ہے! اور اس طرح بُدھی بھرم جال میں اور زیادہ جکڑتی جاتی ہے ایسے ہی اس کی اصطلاحات بھی کسی گورو سے سمجھے بغیر مطلب حل نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح انیک گرنتھوں کے پڑھنے سُننے سے شکوک بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں اور منزل دُور ہوتی جاتی ہے۔

اب ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ اپنے اشٹ دیو کے ہر وقت اپنے انگ سنگ پاس ہوتے بھی اس کے پانے میں دیر کیوں؟ اور اُس کے سمیپ جانے میں ہمیں کون سا اُپائے یا سادھن کرنا چاہیئے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جب تک ہمارے اندر کسی کے وِیوگ یا ہجر کی تڑپ پیدا نہیں ہوتی۔ اتنی دیر وہ پاس ہوتا ہوا بھی ہمیں نہیں مِل پاتا۔ اور مِلا ہوا بھی جب تک ہم کو اس کی ٹھیک ٹھیک پہچان نہیں ہو جاتی۔ وہ تلاش سے پہلے مِلا ہوا بھی نہ مِلا ہوا ہی رہتا ہے۔

یہی حال یہاں اس پرماتم تتو کے سمبندھ میں ہے وہ ہر وقت ہمارے انگ سنگ اندر باہر موجود بھی ہے مگر ہماری دِرڑھ جگیاسا یا تڑپ کے نہ ہونے کے سبب ہم کو نہیں مِل رہا۔ اور وہ کیسا ہے اس کے لکشن کیا ہیں اور ہمارے لکشنوں سے اُس کے لکشن میں کیا فرق یا مطابقت ہے ایسا جاننے اور پہچاننے بنا بھی وہ ہم سے جُدا اور دور رہی ہے۔ اس کے سامانیہ لکشنوں کو پروکش رُوپ سے جان کر اور اس کے اپروکش ساکشاتکار نہ ہونے کے درمیان ہی یہ اُس کو مِلنے کی تڑپ، خواہش پیدا ہوتی ہے۔ اور اُسی میں متلاشی حق ماہی نیم جان کی طرح جُدائی کے زخموں سے گھائل ہونے سے تڑپتا اور بلبلاتا ہے، کبھی اُس کے دیالو ہونے سے پُر اُمید ہوتا ہے، کبھی اس کے نیائے کاری ہونے اور اپنے گھور پاپوں کو کر کے وہ گھبراتا ہے۔ اور کبھی مُسلسل سادھن کرنے اور اس کے درشن نہ کر سکنے پر اُس کو کٹھور اور بے پرواہ جان کر مایوس اور نااُمید ہو جاتا ہے اور نراش ہو کر مختلف آزمائیشوں سے گھبرا کر سادھن چھوڑنا چاہتا ہے۔ کبھی اُسے مناتا ہے کبھی اُس سے لڑتا جھگڑتا ہے اور کبھی خود اُس سے رُوٹھتا ہے اور تذبذب کے تلاطم میں غوطے کھاتا ماہی بے آب کی طرح اُس کے ہجر میں تڑپتا ہے اور کبھی کبھی تو گہرے بھنور میں پڑ کر نا اُمیدی میں ڈوبنے لگتا ہے۔ اور کبھی لوگ اس کا مذاق اُڑاتے ہیں کبھی اُسے پاگل سمجھتے ہیں کوئی اُسے مست جان کر سِدھ کہتے ہیں اور کوئی اُس کی سیوا کرتے ہیں۔ اور کئی اس کے ساتھ کئی طرح کی سختی اور تکالیف روا رکھتے ہیں اپنے بیگانے اور بیگانے اپنے ہو جاتے ہیں۔ نہ وہ خود کو جانتا ہے کہ میں کیا ہوں اور نہ ہی دوسرے اُسے جانتے ہیں۔ کہ یہ کیا اور کس استھتی میں ہے۔ ہاں اس کا معبود اُس کا اشٹ دیو اس کا اُپاسیہ اُسے خوب رُلاتا خوب ہنساتا ہے اور خوب کھلی اُڑاتا ہے۔ وہ اسی رنگ ورنگ میں اپنے جیون کو گذارتا چلا جاتا ہے اور اپنی لیلیٰ کی تلاش میں مجنوں بن کر جنگل اور صحرا، شہر اور بستی میں پاگل ہوا ڈھونڈھتا ہے۔ وہ رام تیرتھ بن کر جنگل کے ہر پودے، راوی کی ہر لہر، بادل کی ہر گھٹا، کوئل کی ہر صدا اور ہوا کے ہر جھونکے سے پکار پکار کر پوچھتا ہے کہ میرا من موہن بن مراری کہاں ہے! رام کرشن پرمہنس بن کر کالی میّا کے آگے آنسوؤں کی مالا پیش کرتا اور اپنے کو بلیدان کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ میراں بن کر کیرتن اور نرتیہ سے ہر کرشن اس کو رِجھانے کے لئے مجبور ہوتا ہے۔ اور زہر کا پیالہ پیتا اُسے امرت کر دیتا ہے۔ سانپ کو گردھر کی مورتی کی شکل میں بدل دیتا ہے۔ تلوار کو بے کار اور توپ کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ مہا پربھو چیتنیہ بن کر دن رات اُسکے وِیوگ کے دُکھ میں اس کی تڑپ میں جیون ارپن کر دیتا ہے۔ اور ایسے ہی بھگت پرہلاد اور دھرو کی طرح جیون کی بازی لگاتا ہے اور آخر میں اسے ہر ذرہ ذرہ میں ہر جڑ چیتن میں اس کو بسا ہوا اور اس میں ہر ایک کو بسایا ہوا پا کر محو ہو جاتا ہے۔ اب اس کی مستی اور محویت

بدل جاتی ہے۔ اُس آنند کی بھومکا میں اسے اپنے آپ ہی الیشوری سروپ کے ساکشاتکار کی یوگیتا پراپت ہو جاتی ہے۔

اس اوستھا تک پہنچنے کے لیئے ہر کس مجاز نہیں بلکہ بعض کی حالت تو ایسی ہوتی ہے کہ اس اُپاسیہ دیو پرماتم دیو کے سمیپ جانے کا خیال تک ہی پیدا نہیں ہوتا بعض صرف کسی مہاتما کے پاس رہ کر کچھ پربھو سمبندھی کیرتن آدی کر کے ہی اپنے کو دھنیہ سمجھتے ہیں۔ اور کسی کو ہی اس پرماتم تتو کے یتھارتھ سروپ جاننے کی سچی اچھیا یا لگن پیدا ہوتی اور اُسکے متعلقہ شروَن کر کے منن کرنے کی خواہش سے آگے قدم بڑھاتے ہیں۔ اور ندھیاسن کے درجے سے گذر کر آتم ساکشاتکار کر لیتے ہیں۔

اُپاسنا میں سب سے ادنیٰ درجہ تو یہ ہے کہ جب کبھی ست سنگ آدی میں پربھو سمبندھی کوئی بات سُنی من لگ گیا اور دل میں ولولے اُٹھنے لگے مگر باہر آکر سنسار کی ہوا لگتے ہی پھر سوکھے کے سوکھے۔ اس کی مثال پتھر ہے۔ جیسے کہ وہ پانی میں رہ کر بھیگا رہتا ہے مگر باہر نکل کر پھر خشک ہو جاتا ہے۔

متوسط درجہ کی مثال پانی میں رکھا ہوا کپڑا ہے جو پرماتم چنتن کے لئے کچھ عرصے کے لیئے میلان طبع قائم کر دیتا ہے، مگر جیسے جل سے نکل کر تھوڑے کال میں ہی وہ بھی سوکھ جاتا ہے۔ اسی طرح یہ ادھیکاری بھی سنسار کے کسی زبردست جھونکے فکر غم، دُکھ شکھ سے اصلیت سے بھٹک جاتا ہے اور اتنے کال کے لیئے اس کا شروَن بے کار ثابت ہوتا ہے۔

مگر جس طرح مصری پانی میں مل کر باہر پھر جُدا صورت میں نہیں آسکتی اسی اعلیٰ درجہ کا اپاسک ایسے رنگ میں رنگا جاتا ہے کہ اس کا اُترنا مشکل ہو جاتا ہے۔

درڑھ ابھیاس اگر پرتیک اُپاسنا प्रतीक उपासना میں کیا جائے تو اپنے اشٹ دیو کو ہر جگہ اپنی بھاونا کے بل سے پرگٹ کر کے انہیں ساکشاتکار کر سکتا ہے یعنی کسی بھی پرماتم کے رام، کرشن آدک اوتار سروپ کا یا ورات ہرنیہ گربھ آدی سگن برہم کا اپنے ادھیکار انوسار اور گورو کے اپدیش کے مطابق ابھیاس کرنے سے مہان لوگاپ اور پرمارتھ پھل کی پراپتی ہوتی ہے! اور اگر گورو دوارا اس کو اوم یا سوہنگ یا اہم برہم اسمی کے دھیان چنتن کی یوگیتا ملی ہے تو وہ نرگن اہنگرہ اُپاسنا کر کے پرماتم گیان کو یعنی اس کے بل سے اپروکش ساکشاتکار کو بھی پا سکتا ہے اور اگر ایسا سادھن کرتے ہوئے بھی کسی کمی کے سبب شرپرلیشٹ ہو جاتا ہے تو اگلے جنم میں پھر اسے مکمل کرنے کے لیئے اچھے اور یوگیہ گھر میں جنم لے کر پہنچ جاتا ہے۔ اور اگر کوئی کامنا اس کے من میں موجود ہو تو اُس کو پورا کرنے کے لیئے برہم لوک میں یا کسی شریمان یا سادھن سامگری والے گھر میں جنم لیتا ہے اور پھر اُسے بھوگ کر اگلا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔ اب اسکا انحصار اُس کے ادھیکار اور اس کے سادھن پر ہے کہ وہ کس قسم کی اُپاسنا کر کے کہاں پہنچے مگر نشکام اُپاسنا کرتے کرتے اگر اس کو ست سنگ میں نرگن سروپ اور اپنے برہم بھاو کا کسی شاستر اور مہاپرش سے علم ہو جائے تو وہ بمقابلہ سکام یا سگن اُپاسنا کے جلدی سے اس اوستھا کو پہنچتا ہے اور آخر کار دونوں ہی گیان کو پا کر موکش پد کو پراپت کر لیتے ہیں جہاں سے پھر اس کو جنم لے کر سنسار میں نہیں آنا پڑتا بلکہ پورن ہو کر سب میں سب کچھ ہوا ہوا بھی سب سے اتیت ہو جاتا ہے۔

چونکہ آج کل ویدک اُپاسنا کا پرچار کم ہے۔ اسلئے ایسی چت شدھی جتنی کہ ضرورت ہے نہیں ہوتی بلکہ پورا ناٹ اور سگن برہم کی ٹھیک طریقہ سے اُپاسنا بھی بہت کم ہوتی ہے اور کئی لوگ سیدھے ہی درشن شاستر اور خاص کر یوگ ویدانت آدی کو پڑھنے سننے لگ جاتے ہیں جبکی یوگیتا نہیں ہوتی اس لیئے پراچین کال کی طرح اعلیٰ پھل بھی نہیں پا سکتے اور موکش کا پانا تو درکنار موکش کی اچھیا بھی ان میں نہیں پیدا ہوتی صرف سنسار کیلئے ہی بھٹکتے رہ جاتے ہیں۔ اس لئے منشیہ کو چاہیئے کہ اپنے ادھیکار کے انوسار کسی مہاپرش کے دوارہ اپنے سادھن کا نشچہ کر کے عمل کرے ورنہ سب محنت برباد ہو جائیگی اس میں نہ تو شاستروں کا دوش ہے نہ مہاپرشوں کا اور نہ ہی کسی ٹیکا کے پربھاو کا۔ بلکہ محض کرنے کے طریقہ میں فرق ہے۔

اوم

از کوی لوک ناتھ جی دل

ایک آرزو

جو داغ کھا چکا ہوں وہ داغ سب مٹا دیں
جو رنج پا چکا ہوں وہ رنج سب بھلا دیں

شورش سے تنگ آ کر طالب سکوت کا ہوں
منظر حسین مرہم ہر زخم پر لگا دیں

خلوت وہ چاہتا ہوں جلوت فدا ہو جس پہ
قدرت کے ساز و ساماں الست سا بنا دیں

دامانِ کوہ میں ہو اک پر سکون مسکن
سر سبز ہو بچھونا جھونکے خنک ہوا دیں

قوسِ قزح کے جلوے، ابرِ رواں کے منظر
افسردہ دل کو آ کر پیغام دل ربا دیں

کالی گھٹائیں آئیں، جنگل کے مور ناچیں
ہرنوں کے جھنڈ آ کر آنکھوں سے مے پلا دیں

جب ہو سحر تو آئے دیدارِ گل کو بلبل
شبنم کے موتی، انجم افلاک سے گرا دیں

ہو کہکشاں چمکتی شبنم کی آرسی میں
دامانِ گل پہ اختر محفل نئی جما دیں

گیندا گلاب پھولے، چمپا چنبیلی مہکے
کھل کھل کے تازہ کلیاں دل کی کلی کھلا دیں

بھنورے کبھی تتلیاں کبھی پھولوں پہ جب فدا ہوں
ہنس ہنس کے پھول اس دم پژمردہ دل ہنسا دیں

بیٹھی سروں میں آ کر پی پی کریں پپیہے،
ہوں مست فاختائیں اور مست کن صدا دیں

کوئلیں ہزار گائن گا گا کے دل لبھائیں
دریائے معرفت میں دل کو مرے ڈبا دیں

تیتر چکور بن کے آزاد اڑ رہے ہوں
جوں جوں کریں جو چڑیاں تب مستیاں لٹا دیں

مانوس اس قدر ہوں صورت سے میری طائر
وہ میرے پاس آ کر مجھ کو مرا پتا دیں

کوہسار سے اتر کر ٹکرائیں جھاڑیوں سے
بہہ بہہ کے آبشاریں موسیقیاں بہا دیں

ہنسوں کے غول آئیں ٹھیلیں مٹک مٹک کر
کر کے کلول سارس منظر عجب دکھائیں

پیغام دے شفق جب آ کر عروسِ شب کا
ذریں قبائیں پھولوں کو رنگتِ حنا دیں

ٹھنڈی ہوا کے جھونکے دیدے کے لوریاں سی
آنکھوں میں نیند بکھیر دیں آ کر مجھے سلا دیں

رخصت ہوں جب ستارے اور آمدِ سحر ہو
تب بھولے بھالے پنچھی آ کر مجھے جگا دیں

نغمے سنا سنا کر بے خود مجھے بنا دیں
قدرت کے یہ نظارے افسردگی مٹا دیں

اس طرح جاگ کر میں سجدوں میں سر جھکاؤں
اور کاش! آتشنہ روح کی میں تشنگی بجھاؤں

اوم

رام اُپاسنا

شری سوامی رام تیرتھ جی مہاراج ایم اے

युयोध्यस्मज्जुहुराणमेनो भूयिष्ठान्ते नम उक्तिं विधेम ॥ शु० यजु० अ० ४०/३६

(ہے دیو! آپ ہم لوگوں کے پاپ کو ہم سے علیحدہ کریں۔ ہم آپ کی بار بار اُستتی کرتے ہوئے ڈنڈوت پرنام کرتے ہیں)

اُڑیں ٹیڑھی بانکی یہ دیا لاکیاں سب نہیں ڈھال تلوار اک آپ ہی اب

من کو دیو (ایشور) کے پاس بٹھانا اُپاسنا ہے یا اُپاسنا اُس حالت کا نام ہے جہاں روم روم میں رام رچ جائے من امرت میں بھیگ جائے۔ دل آنند میں ڈوب جائے۔ اس کے تین درجے ہیں۔

(۱) پتھر کی شلا (سل) کا گنگا میں شیتل (سرد) ہو جانا۔

(۲) کپڑے کی گڑیا کا اندر اور باہر پانی میں نچڑنے لگ جانا۔ (۳) مصری کی ڈلی کا گنگا روپ ہو جانا۔

کبھی کبھی بھجن (مناجات) دھیان (مراقبہ) آرادھنا (حمد) اور انوسندھان (غور و خوض) وغیرہ بھی اسی کو کہتے ہیں۔ ریت بھی سادی بول چال میں ایشور کو یاد (سمرن) کرنا اُپاسنا ہے۔ خبردار بھولنے نہ پائے۔

पश्यञ्शृण्वन्स्पृशञ्जिघ्रन्नश्नन् गच्छन्स्वपन्श्वसन् ।
प्रलपन्विसृजन्गृह्णन्नुन्मिषन्निमिषन्नपि ॥ गीता ५, ८, ९

دیکھتے، سُنتے، چھوتے، سونگھتے، کھاتے، پیتے، چلتے، پھرتے، سوتے، جاگتے، سانس لیتے، بولتے، چھوڑتے، پکڑتے، آنکھ کھولتے اور میچتے ہوئے بھی)

اٹل نیم (قانونِ بے بدل)

ناظرین! بہت باتوں سے کیا فائدہ؟ ایک ہی لکھتے ہیں۔ عمل میں لاکر آزما لو۔ ٹھیک نہ ہو تو راقم کے ہاتھ قلم کر دینا اور زبان نکال ڈالنا۔ ذرا کان کھول کر سُن لو۔ اور دل کی آنکھ کھول کر پڑھ لو

پیارے! چاہ (کنوئیں) میں کود کر نیچے نہ گرنا تو شاید کبھی ہو بھی سکے مگر دنیا کی کسی شے کی چاہ (خواہش) میں پڑ کر دُکھ درد سے بچ جانا کبھی نہیں ہو سکتا۔ آفتاب طلوع ہو اور روشنی نہ پھیلے، یہ تو شاید کبھی ہو بھی جائے۔ مگر چت میں پوتر بھاو (نیک خیالات و جذبات) اور برہم آنند (سرور ذات) ہونے پر بھی طاقت دولت وغیرہ گویا ہماری پانی بھرنے والی لونڈی نہ ہو جاویں کبھی

اوم

نہیں ہو سکتا، کبھی نہیں۔ مینار پر چڑھ کر نقارہ کی چوٹ سے پکار دو۔

सत्यमेव जयते नानृतम् ॥ मुण्डक उप० ३, १६

ستیہ (حق) ہی جیتتا ہے، جھوٹ (غیر حق) نہیں۔

सत्यं ज्ञानमनन्तं ब्रह्म ॥ तैत्ति० उप० २, १, १

سچدانند (ہستی و علم و سرور) برہم (حق) ہے۔ وہ ستیہ (حق) کیا ہے۔

तमेवैकं जानथ आत्मानमन्या वाचो विमुञ्चथ ॥ मुण्ड० २, २, ५

اسی ایک آتما کو جانو۔ اور باقی کل باتیں چھوڑ دو۔

بس ایک آتم گیان ہے — امرت رس کی کھان
اور بات بک بک بچن — جھک جھک مرنا جان

नान्यः पन्था विद्यतेऽयनाय ॥ श्वेत० उप० ३, ८

اس کے سوا راہ نجات۔ اور کوئی نہیں ہے۔

ज्ञात्वा तं मृत्युमत्येति नान्यः पन्था विमुक्तये ॥ (कैवल्य ९

(اس حق یا ذات کو جان کر موت کو ترجاتا ہے۔ سوائے اس کے نجات کا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے)

मृत्योः स मृत्युमाप्नोति य इह नानेव पश्यति ॥ कठ० ४/११

جو یہاں غیریت دیکھتا ہے۔ وہ موت کو جاتا یعنی بار بار جنمتا مرتا ہے۔

असन्नेव स भवति । असद् ब्रह्मेति वेद चेत् ।
अस्ति ब्रह्मेति चेद्वेद । सन्तमेनं ततो विदुरिति ॥
तैत्ति० २, ६, १

اَست کو جو برہم جانتا ہے۔ وہ خود اَست ہو جاتا ہے، اور سَت (حق) کو جو حق یا ہست مطلق جانتا ہے، اس کو لوگ سنت کہتے ہیں۔ سو کبھی نہ چھوٹے پیٹر دکھ سے ...... جسے برہم کا گیان نہیں

بے نر رام نام لو ناہیں۔ سو نر کھر کوکر شو کر سم
برتھا جیے جگ ماہیں (تلسی داس)

سُور سُجان سپوت سولکش گنیں گن گروائی
بن ہری بھجن اندرائن کے پھل تجت نہیں کروائی

سو سنگت جل جائے کتھا نہیں رام کی۔ بن کھیتی کے باڑ بھلا کس کام کی۔ جو نین کسب بے نیر ہیں، بے نور بھلے ہیں۔

اوم

لکشیہ (مُدعا یا منزلِ مقصود)

"आत्मानं रथिनं विद्धि शरीरं रथमेव तु ।
बुद्धिं तु सारथिं विद्धि मनः प्रग्रहमेव च" कठ उप० १-३-३

آتما یعنی ذات کو رتھ کا مالک جان۔ اور شریر یعنی جسم کو رتھ لیکن بُدھی یعنی عقل کو رتھوان اور من کو لگام سمجھ، جسم کی بگھی میں جیو آتما نے بیٹھ کر کوچوان عقل کے ذریعہ عنانِ دل سے حواس کے گھوڑوں کو ہانکتے آخر جانا کہاں ہے۔

— وشنوپرمنگ پدم "विष्णो परमं पदम्" (درگاہ باری تعالیٰ کو)

لکشیہ (مدعا) یا منزلِ مقصود تو برہم تتو (حق تعالیٰ) ہے۔ برہم سا کشاتکار (انکشاف ذات) کیئے بغیر بجھے گی نہیں۔ اناتم درشٹی دُکھ روپ ہے یعنی نگاہ ماسوائے حق رنج والم ہے۔ خوشی خوشی شوق کے ساتھ چت میں سنیہہ (موہ) یعنی دنیاوی الفت و محبت وغیرہ رکھتے ہو، کھائی جان! کالے ناگ کو گود میں (مارِ آستین کو) دودھ پلا پلا کر مت پالو۔

ست روپ ایک پرماتما (واحد لاشریک) کے سوائے کوئی اور خیال دل میں رکھتے ہو؟ بندوق کی گولی کلیجے میں کیوں نہیں مار لیتے؟ مارگ (راہ) میں کہاں تک ڈیرے ڈالو گے؟ راستہ میں کہاں تک دھانیاں کھاؤ گے؟ یہاں اس سرائے دنیا میں ہاں تو نہیں بیٹھی ہوئی! آرام اگر چاہتے ہو تو چلو رام کے دہام میں۔

اُپاسنا کی ضرورت

यस्तु विज्ञानवान भवत्युक्तेन मनसा सदा ।
तस्येन्द्रियाण्यवश्यानि दुष्टाश्वा इव सारथेः ॥

جو وگیان وان یعنی عالم باعمل نہیں ہوتا اور جس کا من ہمیشہ اُیکت یعنی مضطرب رہتا ہے۔ اس کی اندریاں نالائق کوچوان کے بے قابو گھوڑوں کے مانند ہوتی ہیں۔ عالم بے عمل و مضطرب دل والے کے حواس بے قابو بگڑے گھوڑوں کی طرح منزل تک پہنچانا تو درکنار رتھ کو اور رتھ کے سوار کو کنوؤں اور گڈھوں میں جا گراتے ہیں۔ جہاں رونا دانت پیسنا ہوتا ہے۔ اگر اسی زندگی کے سخت جہنم (نرک) سے بچنا مطلوب ہو، تو گھوڑوں کو سدھانے اور سیدھی راہ پر چلانے کے یم اور نیم (روک تھام) کی ضرورت ہے۔ مگر لاکھ تدبیریں کر دیکھو جب تک تمہارا کوچوان (رتھوان) دھندلی آنکھوں والا کانا سا ہے تب تک کیچڑ میں ڈبو گے۔ ریت میں دھسو گے، گڈھوں میں گرو گے۔ چوٹیں کھاؤ گے۔ چلاؤ گے۔ بابا! دُنیاوی عقل کو کوچوان بنانا، دُکھ ہی دُکھ پانا ہے۔ اب بات سُنو۔ فتح اسی میں ہے کہ اپنے دل کی باگ ڈوری دے دو۔ دے دو، اس کرشن کے ہاتھ۔ بس کوئی خطرہ نہیں۔ وہ اس سنسار روپی کورو کشیتر میدان جنگ (دنیا) سے فتح کے ساتھ لے ہی نکلے گا، رتھ ہانکنے میں تو وہ مشہور اُستاد ہے۔ ضرورت ہے ہری (بھگوان) کو رتھ گھوڑے اور لگام سپرد کر کے پاس بٹھانے کی یعنی اُپاسنا کی

सर्व धर्मान् परित्यज्य मामेकं शरणं व्रज ।
अहं त्वा सर्व पापेभ्यो मोक्षयिष्यामि मा शुचः ॥

اوم

سب دھرموں یعنی تمام فرائض چھوڑ کر مجھ ایک ہی کی پناہ لے۔ میں تجھے سب پاپوں سے چھڑا لوں گا۔ لہٰذا فکر مت کر۔

संगात्संजायते कामः कामात्क्रोधोऽभिजायते ॥ गीता २,६२.

لذاتِ دنیا سے خواہش نفسانی پیدا ہوتی ہے، خواہش سے کرودھ پیدا ہو جاتا ہے۔

مطلب۔ خواہشاتِ جسمانی اور لذاتِ نفسانی سے عوام الناس کی وہ حالت ہوتی ہے، جیسے پانی میں پڑی تونبی کی آندھی اور طوفان سے۔ اگر ایسی حرکت بیہودہ کا باعث صحبت بد تو ہر وقت بنی رہے اور اس مرض کے دور کرنے کی دوا (اُپاسنا) آتم انوسندھان (یعنی غور و خوض ذات) کبھی نہ کیجاوے، تو ایسی آتم ہتیا (خودکشی) کے عوض ضرور بھاری دوزخ (نرک) میں سخت تکلیفیں سہنا پڑینگی۔

असूर्यानाम ते लोका अन्धेन तमसावृताः ॥ ईश० उप० ३

گھور اندھکار سے ڈھکے ہوئے عالمِ تاریکی (نرک) میں جانا پڑیگا۔

اگر کانٹوں پر چلنے جانے سے پرمیشور یاد آتا ہو تو پیارے! جب دیکھو کہ سنسار کے کام دھندوں میں اُلجھ کر رام بھُولنے لگا ہے جھٹ پٹ اپنے تئیں کیلے کانٹوں پر گرا دو۔ اور کچھ نہیں تو درد کے بہانے یاد آ ہی جائیگا۔ پردہ میں رونا دل کو پیٹنا چھپ کر تمھیں مارنا بھی ضرور فائدہ کرے گا۔

اُپاسنا کی دو ۲ قسمیں

اُپاسنا دو ۲ قسم کی مشہور ہے۔ پرتیک اور اہنگرہ۔ پرتیک اُپاسنا میں باہر کے پدارتھوں میں پدارتھ درشٹی اُٹھا کر برہم کو دیکھنا ہوتا ہے۔ اہنگرہ اُپاسنا میں اپنے اندر جو ماو منی فرض کر رکھی ہے۔ اس سے پلّہ چھڑا کر (قطع تعلق ہو کر) برہم ہی برہم دیکھنا ہوتا ہے۔ اگر باہر کی پرتیک (شئے بیرونی) کو سچ جان کر اس میں ایشور فرض کیا جاوے تو وہ ایشور اُپاسنا یعنی حق پرستی نہیں۔ بلکہ تحریر پوجا یعنی بُت پرستی ہے اس پر ویاس جی کے برہم میمانسا درشن کے ادھیائے ۴ پاد۔ ۱ سوتر ۵ میں یوں حکم ہے۔

ब्रह्मदृष्टिरुत्कर्षात् " ब्रह्म सूत्र

یعنی باہری چیزوں (پرتیک) میں برہم درشٹی (نظرِ حقانی) ہو۔ برہم میں پرتیک بھاونا (خیال ماسوائے حق) مت کرو، اور اہنگرہ اُپاسنا کے بارے میں یوں لکھا ہے۔

आत्मेति तूपगच्छन्ति ग्राहयन्ति च " ब्रह्म मीमांसा ४,१,३

یعنی برہم کو اپنا آتما (اپنا آپ) بار بار خیال کرو۔ ویدکا یہی مت (عقیدہ) ہے اور یہی اُپدیش (حکم) ہے۔ ان دونوں قسم کی اُپاسناؤں میں مقصد اور مدعا ایک ہی ہے۔ وہ کیا؟

सर्वं खल्विदं ब्रह्म तज्जलानिति शान्त उपासीत " छान्द० ३,१४,१

یعنی شانت ہو کر اس ظاہری دُنیا پر یہ خیال جمانا چاہیے کہ یہ سب برہم ہے۔ کیوں کہ یہ دُنیا اُسی برہم سے پیدا ہو کر اُسی سے نشو و نما پاتی ہوئی اُسی میں جذب ہو جاتی ہے۔

اوم

अथ खलु क्रतुमयः पुरुषः ॥ छान्दोग्य० ३, १४, १

یعنی یہ پُرش (انسان) اپنی خواہشوں و عقیدوں کا پُتلا ہے۔
جیسا بھی انسان کا خیال و فکر رہتا ہے، ویسا ہی وہ ہو جاتا ہے۔ جب ایسا حال ہے تو برہم چنتن (فکرِ حق) ہی کیوں نہ مضبوط کیا جاوے یعنی اپنے آپ کو برہم رُوپ ہی کیوں نہ دیکھتے رہیں۔ اسی پر شرتی کا قول ہے۔

स यो ह वै तत परमं ब्रह्मवेद ब्रह्मैव भवति ॥ मुण्डक उप० ३, २

جو اس پرکار برہم کو جانتا ہے۔ وہ برہم ہی ہو جاتا ہے۔
اہنگرہ اور پرتیاک دونو اُپاسنا میں نام رُوپ سنسار کو ڈھانا لازمی ہوتا ہے۔ بنانا نہیں، جل برہم ہے، ستھل (زمین) برہم ہے، پَوَن برہم ہے، آکاش برہم ہے۔ گنگا برہم ہے وغیرہ وغیرہ پرتیاک اُپاسنا کے رُوپ درشاک واکیوں (صورت نما الفاظ) پانی زمین ہوا وغیرہ کے ساتھ برہم کو کہیں جوڑنا نہیں ہے، جیسے یہ سانپ کالا ہے" اس میں سانپ بھی ہے اور کالا بھی۔ بلکہ یہاں تو بادھ سمان ادھیکرن (مسئلہ نفی اثبات) ہے، جیسے کسی مغالطہ کھائے ہوئے کو کہیں۔ "یہ سانپ رسّی ہے" سانپ ہے نہیں اسی طرح سچّی اُپاسنا وہ ہے۔ کہ نہارا رُوپ جل نظر نہ رہے۔ برہم (ذاتِ مطلق) دل میں سما جاوے! اور چلنی ہوا نگاہ سے اُٹھ جاوے۔ برہم ستّا ماتری کھان ہو یعنی ذاتِ مطلق حقیقت محض محسوس ہو پرتما سے پرتما پن یعنی بُت سے خیال بُت اُٹھ جائے چنتن سو رُوپ بھگوان کی جھانکی ہو (حق الیقین) کا مشاہدہ ہو جیسے کسی پریم کے متوالے گھائل نے پیارے کا پریم پتر (محبت نامہ) پڑھا۔ اُس کی نگاہ تو پیارے کے سُرُوپ (اصل صورت) سے بھر گئی۔ اب پتر کس کو دیکھ پڑے، گوپیاں اُدھو سے کہتی ہیں۔ یہ پاتی (خط) اب کہاں رکھیں چھاتی سے لگاتی ہیں۔ تو جل جائیگی۔ آنکھوں پہ دھرتی ہیں۔ تو گل جائیگی۔
اُپاسنا میں مگن (مُستغرق) کیلئے اندریہ گیان (علم حواس) تو ایک چھیڑ جیسی رہ جائیگی، پیارے نے چٹکی بھری، چٹکی بذاتِ خود کوئی چیز نہیں ہے۔ پیارا ہی دراصل شے ہے، اسی طرح اندریوں کا گیان ایک ہی ایک پیارے کی چھیڑ چھاڑ رُوپ معلوم دے گی۔

آئی یوں جب ٹھمک ٹھمک لائی بُلا واشیام کا

بھائی! اُپاسنا تو اسی کا نام ہے جیس میں زبان کو تو کیوں ہلنا ہے، جسم کی اُستخوان و رگ تاک کے ذرہ ذرہ ہل جائیں یہ نہیں تو آنکھ مُوندو، کان موندو، مُنہ موندو، گاؤ چاہے چلاؤ۔ تمہاری اُپاسنا بس ایک تصویر محض ہے جس میں جان نہیں۔ نہایت خوبصورت تصویر سہی روی ورمانگی مان لو۔ پر خالی تصویر سے کیا ہے؟
اشیاء میں اسی برہم درشٹی (حق بینی) کو مضبوط کرنا اور خیال محسوسات کا مٹانا جو اُپاسنا ہے۔ وہ کچھ تصوّر کی قوت بڑھانا اور بڑتنا نہ جان لینا۔ جیسے شطرنج میں کاٹھ کے مُہرے کو بادشا، وزیر، فیل۔ اسپ، پیادہ مان لینا ہوتا ہے۔ پانی برہم ہے، آکاش برہم ہے، پران برہم ہے، اگنی برہم ہے، من برہم ہے۔ وغیرہ وغیرہ اُپاسنا کے رُوپ تو اوستو (غیر حق) کو مٹا کر وستو (حق) کا خیال جمانا ہے۔ اگر یہ خالی مان لینا اور تصوّر محض ہی ہو تو یہ ایسا تصوّر ہے۔ جیسا بچہ اُستاد کے کہنے سے ضرب دینے اور تقسیم کرنے کے قاعدوں کو مان لیتا ہے۔ ضرب دینے اور تقسیم کرنے کا یہ قاعدہ کیوں ایسا ہے اور کیوں ویسا نہیں"؟ اس طریقہ سے جواب ٹھیک آنے کا سبب کیا ہے"، یہ باتیں تو بعد میں سمجھ میں آئیں گی جب جبر مقابلہ (الجبرا) وہ پڑھے گا مگر اُستاد کے بتائے ہوئے طریقہ کو ہی

اور کا اور سمجھکر مت یاد کرو۔

پرتما (بت پرستی) کیا ہے؟ جس سے مان (پیمانہ) نکالا جائے، ناپا جائے، وزن کیا جائے۔ تولا جائے Unit of measurement جب تولنے کا بٹہ چھوٹا ہو تو تول کا مان بڑا ہوتا ہے، تو لنے کا بٹہ ایک پاؤ ہو پر اگر کسی چیز کا مان چار ہو تو بٹہ ایک چھٹانک ہونے پر مان سولہ ہوگا۔ اب ہندو دھرم کے یہاں پرتیک اور پرتما प्रतिमा کیا تھے۔ ایشور کو تولنے کا بٹہ ہندو دھرم میں نہایت اعلیٰ سورج، چاند روپی پرتیک (مورتیاں) بھی ہیں۔ ان سے اُتر کر پرتیک گورو اور براہمن (مرشد اور عالم) ہیں۔ گئو گنگا روپ بھی، پیپل اور تلسی روپ بھی، کیلاش اور گنگا روپ بھی۔ اور گھسنے سے گول مول کالے پتھر کو بھی پرتما (مورتی) روپ استھاپت (قائم) کر دیا ہے۔ یہ چھوٹے سے چھوٹا پرتیک کیا پرمیشور کو حقیر بنانے کے لئے تھا۔؟ نہیں جی۔ پرتیک کا چھوٹا کرنا اس لئے تھا کہ ایشور بھاؤ اور برہم درشٹی کا سمندر (بحر عشق ربانی اور نگاہ حقانی) بہہ نکلے جب اس ننھے پتھر کو بھی برہم دیکھا۔ تو باقی سب چیزیں۔ اور سارا جگت ضرور برہم روپ معلوم ہونے چاہئیں۔ مگر جس نے مورتی پوجا اس سمجھ سے کی کہ یہ ذرا سا پتھر ہی برہم ہے، وہ ہو گیا پتھر کا کیڑا۔

پرا پوجا (پرستش اولیٰ)

شے کی شکل و صورت و نام وغیرہ سے اُٹھ کر اُسکے آنند اور ستتا (سرور و حقیقت) کے رُخ میں خیال جمانا۔ پد یا شبد (لفظ) سے اُٹھ کر اُس کے ارتھ (معنی) میں لگنے کی طرح جسمانی آنکھ سے دیکھی جانے والی صورت کو بھولکر برہم (ذات مطلق) میں مستغرق ہو جانا روپی جو اُپاسنا ہے۔ کیا یہ کسی نہ کسی مقررہ پرتیک کے ذریعہ ہی کرنا چاہیئے:۔

پرتیک تو بچہ کی تختی کی طرح ہے۔ اسپر جب لکھنے کا ہاتھ پختہ ہو گیا۔ تو چاہے جہاں لکھ سکے۔ برہم درشن (دیدارِ حق) کا طریقہ جب آ گیا۔ تو جہاں نظر پڑی۔ برہمانند (سرورِ حق) لوٹنے لگے۔ پرتیک اُپاسنا تب سپھل ہوتی ہے۔ جب وہ ہمیں سب جگہ برہم دیکھنے کے قابل بنا دے۔ سارا سنسار مندر بن جائے۔ ہر شئے رام کی جھانکی کرائے۔ اور ہر فعل پرستش ہو جائے۔

جیتا چلوں تیتی پر دکشنا۔ جو کچھ کروں سو پوجا
گرہ اُدیان ایک سم جانیو۔ بھاو مٹائیو دوجا

سچی اور جیتی اُپاسنا (پوجا) جن کے اندر عالم شباب کو پہنچتی ہے۔ اُنکی حالت شُرتی (تیتری شاکھا) یوں بیان کرتی ہے۔

यावद् ध्रियते स दीक्षा यदश्नाति तद्धविः
यत्पिबति तदस्य सोमपानं, यद्रमते तदुपसदो,
यत्संचरत्युप विशत्युत्तिष्ठते च प्रवर्ग्यो,
यन्मुखं तदाहवनीयो, या व्याहृति राहुतिर्य दस्य विज्ञानं तज्जुहोति ॥
(महानारायणोपनिषद् खंड ६५)

(اوم)

جو اس طرح دھیرج یعنی تحمّل و استقلال اختیار کرتا ہے، وہی دیکھشا ہے۔ جو وہ بھوجن کرتا ہے وہی اس کی ہوی قربانی ہے۔ جو وہ پیتا ہے۔ وہی اُس کا سوم پان ہے۔ رمن کرنا اس کا اُپسد ہے۔ جو اُس کا چلنا بیٹھنا اور کھڑا ہونا ہے۔ وہی اس کا پروَرگیہ ہے۔ جو اس کا منہ ہے۔ وہ ہون کے قابل اگنی کنڈ ہے۔ جو وہ برتتا ہے وہی اُس کی آہوتی ہے۔ جو اس کا یہ گیان (عملی علم) ہے وہی اس کا ہون کرنا ہے)

مُکتی، شانتی، اور سُکھ چاہو تو بھید بھاؤ یعنی دوئی کا مٹانا اور برہم درشٹی یعنی حق بین کا جاننا ہی ایک ماتر سادھن ہے۔ یہ نظر کیوں ضروری ہے؟ کیوں کہ در اصل یہی بات ہے، ब्रह्म सत्यं जगन्मिथ्या ॥

برہم ہی ستیہ ہے یہ سب ستسار مِتھیا ہے۔ اگر گرمی، بھاپ، بجلی وغیرہ کے قانون کے مطابق ریل، تار، بیلون وغیرہ کلیں بناؤ گے تو چل نکلیں گی۔ اور قانون کو بھُلا کر لاکھ کوشش کرو۔ اندھیری کوٹھری سے کہاں نکل سکتے ہو؟ اب دیکھو یہ رُوحانی قانون ابھید بھاؤ تا یعنی خیال یگانگت تو سائنس کے سارے اُصولوں کا اُصول ہے۔ جو ویدیں دیا ہے۔ اسکو عمل میں لائے بغیر کیسے کامیابی ہوسکتی ہے۔

امریکہ کے مہاتما ایمرسن Emerson. نے اپنے رنج کے روزانہ روحانی تجربوں کو بلا تعصب دیکھ دیکھ کر کیا سچ کہا ہے۔ "کسی شے کو دل سے چاہتے رہنا اور دانت نکال کر عاجز گداگر کی طرح دوسرے کی محبت کا بھوکے رہنا یہ پاک محبت نہیں ہے۔ یہ تو نہایت نیچ موہ (ناپاک دُنیوی الفت) ہے۔" صرف جب تم مجھے چھوڑ دو اور کھو دو اور اس اعلیٰ حالت میں اُڑ جاؤ۔ جہاں نہ میں رہوں نہ تم۔ تب تو مجھے کھنچکر تمہارے پاس آنا پڑتا ہے۔ اور تم مجھ کو اپنے قدموں میں پاؤ گے۔ جب تم اپنی آنکھیں کسی پر لگا دو اور محبت کی خواہش کرو۔ تو اس کا جواب سوائے حقارت اور بے عزتی کے کبھی اور کچھ نہیں ملا اور نہ ملیگا۔ یاد رکھو۔

بھائی! اس میں پنتھائی (فرقہ بندی) کے جھگڑوں کی کیا ضرورت ہے، ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ دُکھ رُوپی موت اگر منظور نہیں تو شانتی کے ساتھ اپنے دل کی حالت اور اس کے ثمرہ رنج و راحت پر تنہائی میں غور کرنا شروع کر دو۔ سچ جھوٹ آپ ہی آپ نکل آئیگا۔ اگر تم میں وچار شکتی درست ہے۔ تو خود بخود یہ فیصلہ کرو گے۔ کہ دل میں ترک اور شُرودھا قائم ہوتے ہی اقبال عروج اس طرح ہمارے پاس دوڑتے آتے ہیں جیسے بھوکے بچے ماں کے پاس۔

यथेह क्षुधिता बाला मातरं पर्युपासते ॥ (सामवेद)

جب ہمارے اندر سچے گُن (وصف) اور شانتی کا وشتو ہوگا۔ تو لکشمی اپنے خاوند کی خدمت کو ہزاروں میں ہمارے دروازہ پر اپنے آپ کھڑی رہے گی۔ اکثر لوگ شکایت کرتے ہیں۔ کہ بھگتی اور دھرم کرتے کرتے بھی دُکھ اور افلاس اُنہیں ستاتے ہیں۔ اور ادھرمی لوگ ترقی کرتے جاتے ہیں۔ یہ بیچارے بھولے بھالے کارج و کارن (علّت معلول) کی تحقیقات کرنے میں طریقہ نفی و اثبات عمل میں نہیں لاتے۔ ان کو یہ معلوم ہی نہیں کہ دھرم کیا ہے اور بھگتی کیا؟ خود غرضی اور حسد، دیہ ابھیمان یعنی انانیت کو تو انہوں نے چھوڑا ہی نہیں جس کا چھوڑنا ہی دھرم کو عمل میں لانا تھا۔ اب ان کا یہ گِلہ، کہ دھرم کو برتتے برتتے دُکھ میں ڈوبے ہیں۔ کیوں کر ٹھیک اور سچ ہوسکتا ہے؟ اگر دھرم کو برتا ہوتا تو یہ شکایت جس میں خود غرضی اور حسد دونوں موجود ہیں کبھی نہ کرتے۔ وہ دان پُن بھی دھرم میں شامل نہیں ہوسکتے جن سے اہنکار اور ابھیمان (خودی اور تکبّر) بڑھ جائیں۔

جہاں پاپی پھلتا پھولتا پاتے ہو۔ وہاں سُکھ بھوگ (خوشحالی) کا باعث ڈھونڈو۔ تو اس شخص کا چت ستماکار (محمودات)

اوم

اور ایشور رہا تھا جس کو تم نے دیکھا نہیں۔ اُس کے پاپ کرم کا نتیجہ ڈھونڈو تو سخت تکلیف نکلے گی۔ جو ابھی تم نے دیکھی نہیں
اگر تم پر کسی نے بلا وجہ ظلم کیا ہے۔ تو خودی سے درگذر اور تعصب کو چھوڑ کر اپنے اگلے پچھلے حساب پر غور کرو۔
تم کو دیا یا اس لئے لگا ہے کہ تم نے کہیں نامناسب رجوگن (لذّات دنیاوی) میں دل دیدیا تھا۔ خود بجانب حق نہیں
رہے تھے۔ قانون الٰہی توڑ بیٹھے تھے۔ من کے برہم آکار (محوِ ذات) میں نہ رہنے سے یہ سزا ملی۔ اب اُس ظالم دشمن سے
جو بدلہ لینے اور لڑنے لگے ہو۔ ذرا ہوش میں آؤ۔ کہ اپنی پہلی بھول کو اور بھی چوگنا پانچ گنا کرکے بڑھا رہے ہو۔ اور ہر طرف
سے اُس مجرم دُنیا کی اشیاء کو سچا بنا رہے ہو۔ اور حق کو جھوٹا۔

بچہ! یاد رکھو۔ اینٹھو تو سہی۔ اُرد کے آٹے کی طرح ٹھکے نہ کھاؤ۔ اور بار بار ٹیکے نہ جاؤ۔ تو کہنا۔ اکثر لوگ اوروں
کے قصور پر زور دیتے ہیں۔ اور اپنے تئیں بے قصور ٹھہراتے ہیں، ہاں ذاتِ مطلق جو تم ہو، بالکل ہی بے عیب ہو۔
اپنے تئیں ذاتِ پاک کہلانے بھی تو رہو، چیتڑی اور دوکھو نکر بنتیں۔؟ آپ کو جسم۔ دل و عقل سے یکتائی کرنی اور رنج
دکھلانا بے گناہ، یہی گناہِ عظیم ہے، باقی سب گناہوں کی جڑ۔

اب دیکھو جو رُور یعنی رُلانے والا قانون تم کو ذاتِ مطلق سے بے رُخ ہونے پر رُلائے بغیر کبھی نہیں چھوڑتا۔ وہ ایشور
اس انتیا چاری تمہارے دشمن کی باری کیا مرگیا ہے۔ کوئی اس تریمبک ॥ त्र्यम्बक ॥ کی آنکھوں میں لون نہیں ڈال سکتا
یعنی کوئی باری تعالیٰ کی آنکھوں میں خاک نہیں جھونک سکتا بس تم کون ہو۔ ایشور کے قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے والے؟
تم کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو "بدلہ لینے کا خیال وشواس شونیہ ناستک پن ہے یعنی کفر بے اعتقادی ہے۔

اے پیارے میرے اپنا آپ گنبہ بیزور نادان! تو اوروں کو جتنا چنے چبانا چاہتا ہے۔ اُتنا اپنے تئیں برہم دھیان
(محوِ ذات) مراقبہ الٰہی کی کھانڈ کھیر کھلا۔ دشمن کی دشمنی ایک دم اُڑ نہ جائے تو سہی، برہم ہے اور برہم کو بھول جانا ہی دکھ روپ
پھیلا ہے۔ جو تمہارے اندر ہے وہی سب کے اندر ہے۔

यदेवेह तदमुत्र यदमुत्र तदन्विह ॥ (कठ उ० १,४,१०,)

(جو یہاں ہے وُہی وہاں ہے۔ اور جو وہاں ہے۔ وہی پھر یہاں ہے)

جب تم اندر والے سے بگڑتے ہو۔ تو جگت تم سے بگڑتا ہے۔ جب تم اندر کے انتریامی بن بیٹھے۔ تو جگت کے پتلی گھر میں فساد
کیسا، کسی کاٹھ کے ٹکڑے سے جنگ بھی ہو سکتی ہے۔؟

यो मनसि तिष्ठन्मनसोऽन्तरो यं मनो न वेद,

यस्य मनः शरीरं यो मनोऽन्तरोयमयति स त आत्मा-

ऽन्तर्याम्यमृतः ॥ (बृह० उ० ३, ७, २०)

(جو من میں بیٹھا من سے الگ ہے جس کو من جانتا نہیں۔ بلکہ من جس کا شریر ہے۔ وہ جو من کے اندر رہ کر من کو باقاعدہ کام
میں لگاتا ہے۔ یہ تیرا آتما انتریامی امرت ہے) جب تم دل کے مکر چھوڑ کر سیدھے ہو جاؤ تو تمہارے ماضی مستقبل اور حال تینوں
زمانے اُسی دم سیدھے ہو جائیں گے۔ پیارے! جیسے کوئی موٹا تازہ انسان بگھی میں جا رہا ہو، تو تم جانتے ہو
کہ اسکی موٹائی فٹن میں گدّے تکیوں سے نہیں آئی۔ اُس کے موٹا تازہ ہونے کا باعث ہنہناتی ہوئی خچریں نہیں ہیں
بلکہ غذا کو ہضم کرنے سے جسم بڑھا پھیلا ہے، اسی طرح جہاں کہیں اقبال و عروج دیکھتے ہو، اُس کا
سبب کسی کی چالاکی پھند فریب کبھی نہیں ہو سکتے۔ قسمیں دلا کر تو پوچھو جس حد تک چالاکی پھند فریب برتے گئے۔ اُس حد تک

ضرور کمی (ناکامیابی) ہوئی ہوگی۔ آنند، سُکھ یعنی سرور و راحت کا سبب کچھ اور نہیں تھا۔ سوائے دانستہ یا نادانستہ دل میں برہم بھاؤ (خیال حق) سمانے کے۔ یہ غذا کھاتے تم نے اُس کو نہیں دیکھا تو کیا۔ اور وہ خود بھی اس بات کو بھول گیا ہے۔ تو کیا۔ بچے کئی دفعہ رات کو دودھ پیتے ہیں۔ اور دن کو بھول جاتے ہیں۔) برادر! تیل تو تلوں ہی سے نکلتا ہے سُکھ، آنند، اقبال کبھی نہیں، کبھی نہیں آسکتا بغیر آتما کار برتی یعنی محو ذات رہنے کے۔

यदा चर्मवदाकाशं वेष्ठयिष्यन्ति मानवाः ।

तदा देवमविज्ञाय दुःखस्यान्तो भविष्यति ॥ (श्वेता० उप० ६-२०)

(یعنی جب لوگ چمڑے کی مانند آسمان کو لپیٹ سکیں گے، تبھی بغیر آتم دیو کو جانے اُن کے دُکھ مٹ سکیں گے)

مثلاً مثال، حوالہ، دلیل یا قیاس سے تو یہ ثابت ہے ہی۔ مگر میں اس وقت تدبیر و دبیر وغیرہ کو اپیل نہیں کرتا میں تو بہت قریب کا پتہ دیتا ہوں۔ یہ تم ہو۔ اور یہ تمہاری دُنیا ہے۔ اب دیکھ لو، خوب آنکھیں کھول لو، جب تمہارے دل میں دُنیا کے تعلقات بمقابلہ خیال حق زیادہ ہو جاتے ہیں جب ماوسنی کا خیال تیاگ اور شانتی کو نیچے دباتا ہے تو جس درجہ تک برہم ستیم جگت مِتھیا کی تم اعمال سے پہلو تہی کرتے ہو۔ اُسی درجہ تک تکلیف، آفت اور مصیبت تمہیں ملتی ہے۔ اور اندھیرے کنوئیں میں گرتے ہو۔ علم نباتات BOTONY اور علم کیمیا CHEMISTRY کی طرح ذاتی تجربہ اور مشاہدہ .... (observation And Experiment) سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔ دُنیا میں بیماری ایک ہی ہے۔ اور علاج بھی ایک ہی ہے، خیال سے اور اعمال سے برہم (حق) کو ناحق اور عالم (جگت) کو حق جاننا۔ ایک یہی خیال مخالف کبھی کسی مصیبت میں ظاہر ہوتا ہے۔ کبھی کسی میں۔ اور ہر آفت کی دوا جسم وغیرہ کو نیست سمجھ کر برہم اگنی میں شعلہ ہو جانا ہے۔ لوگ شاید ڈرتے ہیں۔ کہ دُنیا کی چیزوں سے محبت کیجاوے۔ تو محبت کا جواب بھی پاتے ہیں۔ مگر پرمیشور سے پریم تو ہوا پکڑنے جیسا ہے۔ کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ یہ دھوکے کا خیال ہے پرمیشور کے عشق میں اگر ہماری چھاتی ذرا دھڑکے تو اس کی ایک دم برابر دھڑکتی ہے، اور یہیں جواب ملتا ہے بلکہ دُنیا کے پیاروں کی طرف سے محبت کا جواب، تب ہی ملتا ہے۔ جب ہم اُن کی طرف سے مایوس ہو کر ایشور بھاؤ ہی کی طرف جُھکتے ہیں۔ کسی نے کہا۔ "لوگ تمہیں یہ کہتے ہیں"، کوئی بولا۔ "لوگ تمہیں وہ کہتے ہیں"۔ کہیں حاکم بگڑ گیا۔ کہیں مقدمہ آپڑا۔ کہیں بیماری آ کھڑی ہوئی۔

اے بھولے ہمیش! تو اِن باتوں سے اپنے دل میں شکن مت پڑنے دے۔ بھرے میں مت آ۔ تو ایک نہ مان۔ برہم بن درشیہ کبھی ہُوا ہی نہیں، چت میں ترک اور سرور ذات کو بھر تو دیکھو۔ سب بلائیں آنکھ کھولتے کھولتے سات سمندر پار نہ ہو جائیں۔ تو مجھکو سمندر میں ڈبو دینا۔ ایک بچے کو دیکھا کہ وہ دوسرے کو دھمکا رہا تھا "آج والد سے تو ایسا پٹے گا۔ کہ ساری عمر یاد کیا کرے"! دوسرے بچے نے شانتی سے جواب دیا۔ "اگر وہ مجھے ماریں گے تو بھلے ہی کو ماریں گے نا تیرے ہاتھ کب لگے گا"؟

اس بچے کے برابر وشواس تو ہم لوگوں میں ہونا چاہیئے۔ ذرا وفی وسیتناک شدنی کی خبر پا کر بگلے کی طرح گردن اُٹھا کر گھبرا کر "کیا کب"، "کیوں کرنے لگے"؟

آنند سے بیٹھ۔ میرے یار! وہاں کوئی اور نہیں ہے، تیرا ہی پرم پتا آتم دیو ہے۔ اگر مارے گا بھی تو بھلے کے لیے۔ اور اگر تم اُس کی مرضی پر چلنا شروع کر دو۔ تو وہ پاگل تھوڑا ہے۔ کہ یوں ہی پڑا پیٹے۔

اوم

یکسوئی میں رکاوٹیں

پہلی رکاوٹ مِتھیا کارن ستا میں وِشواس

(علّت کاذب میں یقین)

اپنے تئیں پورا پورا اور سارے کا سارا پرماتما کے حوالے کر دینے کا نرا تب تک تو نہیں آسکتا جب تک دُنیا کی چیزوں میں علّت پنا معلوم ہوتا رہے گا۔ یا جب تک ایشور ہی ہر بات کا ایک ماتر کارن (علّت محض) محسوس نہ ہونے لگے۔ عربی۔ فارسی، اردو میں کارن کو سبب کہتے ہیں۔ اور عربی میں سبب کے ابتدائی یا لغوی معنی ہیں، ڈور، رسّہ۔ مُلک روم کے سوامی جوال (جو اُن لوگوں کی زبان میں مولانا جلال کے نام سے مشہور ہیں۔ لکھتے ہیں۔ یہ علّت و معلوم کا رسّہ جو اس دُنیا کے کنوئیں میں سب گھڑوں کے گلے میں بندھا پاتے ہو۔ یہ کیوں پھرتا ہے؟ اس بے جان رسّی کو تو کیا پھرنا تھا، کنوئیں کے سر پر پرماتم دیو چرخی گھما رہا ہے۔ پر ہمیں رسّہ ہی سب گھڑوں کو چلاتا معلوم ہوتا ہے بسب کارخانوں کا کارن (مسبب الاسباب) تو پرماتم دیو ہی ہے۔

جب ڈھول، مردنگ، سنکھ، بینا، ہارمونیم وغیرہ کی آواز سب اپنے آپ ہی پکڑی جاتی ہے جب ہم ان باجوں یا آوازوں یا اُنکے بجانے والوں کو قابو میں کر لیتے ہیں اسی طرح دُنیا کی قوت علّت و معلول الیکدم ہمارے ماتحت ہو جائیگی جب ہم ایک پرماتم دیو کو مضبوطی کیساتھ پکڑ لینگے۔ کسی بڑے آدمی کی سفارش علم، طاقت، دھن دولت، مکان وغیرہ کو جو اپنی مطلب براری میں تم باعث اور سبب ٹھان بیٹھے ہو، وہ آتم درشٹی (حق بینی) کا سہارا نہیں لیتے۔ دھوکے میں گرتے ہو۔ دُکھ پاؤ گے۔

کہتے ہیں کہ کرشن جب گوپیوں کا دُودھ ماکھن وغیرہ کھاتا تھا تو کچھ دہی وغیرہ گھر میں بندھے ہوئے بچھڑوں کی تھوتھنی پر لگا دیتا تھا۔ گھر والے لوگ اپنے ہی بچھڑوں کو چور سمجھ کر اُن غریبوں کو بڑے مارتے پیٹتے اور اپنا ہی نقصان کرتے تھے۔

پیارے! کارن (سبب) تو ہر بات کا اکیلا بھگوان ہے۔ باقی سب کارن تو صرف چیٹی تھوتھنی والے بیچارے بچھڑے ہیں محتاج دیو دیویوں کے نام۔ ہزاری لال، لکھپت رائے، کروڑی مل وغیرہ رکھے ہوتے ہیں۔ کیوں چکر میں مارے مارے پھرتے ہو؟ باہری دُنیا دی جھوٹی علّت وغیرہ پرست بھولو۔ یہ اصلی علّت نہیں۔ جب تک لڑکی بیاہی نہیں جاتی تب تک گُڑیوں سے جی بہلاتی ہے مسبب الاسباب رُوپ (حق تعالیٰ جب مل سکتا ہے۔ تو جھوٹے سببوں سے جی بہلانا کیوں؟

بھان متی کا تماشہ ہوا۔ پُتلیاں ناچتی ہیں۔ ایک نے دوسری کو بلایا۔ اس لئے وہ آ گئی۔ ایک نے دُوسری کو پیٹا۔ اس لئے وہ مر گئی اس طرح کے رشتۂ علّت و معلوم پر اکثر لوگ بھول رہے ہیں۔ اصل سبب تو ایک پُتلی گر (انترجامی، سُوتر دھاری) ہے۔ گیت بانسری سننے لگے، ایک سُر کے بعد دوسرا سُر آیا۔ ان شبدوں اور سُروں میں ایک شبد کو ضرور لایا۔ ان شبدوں اور سُروں کا آپسمیں ضروری لگاؤ ہے۔ اس طرح کے علّت و معلولوں کے تعلقات پر لوگ بھول بیٹھے ہیں۔ اصلی سبب تو گانے والا منسی دھر ہے۔

भीषाऽस्माद्वातः पवते । भीषोदेति सूर्यः ।

भीषास्मादग्निश्चन्द्रश्च । मृत्युर्धावति पञ्चम इति ॥ (तैत्ति० उप० २, ८, १.)

اُس برہم کے خوف سے ہوا چلتی ہے۔ اُسکے خوف سے آفتاب طلوع ہوتا ہے! اور اسی کے خوف سے آگ، اِندر اور پانچواں ملک الموت دوڑا پھرتا ہے۔)

یہ ڈر سے مہر آ چکا اہاہاہا اہاہاہا اُدھر سر بیم سے لپکا آہاہاہا آہاہاہا

(اوم)

ہَوا اٹکھیلیاں کرتی ہے میرے اِک اشارے سے ہے کوڑا موت پر میرا اہاہا اہاہا

اے پیارے وشیوں کے وش (قابو) میں اپنا یعنی قید محسوسات میں پڑنا تو پرادھینتا (حالت مجبوری) میں مرنا ہے۔ اسلئے بے بسی کا جینا تو جسم کو قبر بنا کر مُردے کی طرح سڑنا ہے۔ निर्ममो निर्हंकारः ॥ (ماؔمتی و خودی سے الگ) ہوتے ہی آتم جیوتی اس طرح چمکتی ہے جس طرح فانوس میں سے روشنی۔

جب بیرونی اسباب کو دل میں نہ جما کر خود غرضی کے حصہ کو چھوڑ کر کوئی بھی کام اس خیال سے کیا جائے۔ کہ ہے رام یہ تمہارا ہی کام ہے۔ اس لئے میں اپنا ہی سمجھتا ہوں۔ جو تمہاری مرضی سو میری مرضی، کام کے نہ ہونے میں مجھے نقصان نہیں۔ فائدہ نہیں میرا آنند تو محض تمہارے ساتھ ابھید ہونے میں ہے۔ کام کو اگر سنوار دو تو واہ واہ، بگاڑ دو تو واہ واہ جب سچے دل سے یقین اور یہ نظر ہو تو کیا دُنیا اور دُنیا کے قانونوں کی شامت آئی ہے کہ خادموں کی طرح فوراً سب کام نہ کرتے جائیں؟ بھلا رام کے کام میں بھی رکاوٹ ہو سکتی ہے۔

अनन्याश्चिन्तयन्तोमां या जना पर्यु पासते ।
तेषां नित्याभियुक्तानां योगक्षमें वहाम्यहम् ॥ (गीता ९, २२)

جو اپنے دل کو کسی اور کی نذر نہ کرکے بلکہ محض میرے میں لگائے ہوئے میرا دھیان کرتے ہیں اُنکی کُل ضروریات و حفاظت کا ذمہ میں اپنے اوپر لیتا ہوں۔ (گیتا)

بھگوان کا یہ تمسک (اقرار نامہ) تب بھی جھوٹ نہیں ہوگا جب آگ کا شعلہ نیچے کو بہنے لگے! اور آفتاب مغرب سے نکلنا شروع کر دے اور مشرق میں غروب ہو۔

یار منش جنم پا کر بھی حیران و مغموم رہنا بڑے شرم کی بات ہے رنج و فکر میں وہ ڈوبیں جن کے ماں باپ مر جاتے ہیں۔ تمہارا رام تو سدا جیتا ہے۔ کم غم! ذرا تماشہ تو دیکھو جھوڑ دو جسم کی فکر کو مت رکھو کسی کی اُمید، پرے پھینکو خواہشات نفسانی۔ ایک آتم درشٹی کو مستقل رکھو۔ تمہاری خاطر سب کے سب دیوتا۔ (روحانی طاقتیں) لوہے کے چنے بھی چبا لیں گے:

स च ब्राह्म जनयन्यो देबा अग्रे तदब्रुवन् ।
यस्वैत्त्वं ब्रह्मणो विद्यात्तस्य देवो असन्वशे ॥ (शु० यजु० अ० ३१ मं २१)

دیوتا لوگ پرکاش سروپ برہم کو اپنے میں پرگٹ کرتے ہوئے بولے کہ جو برہم کو اس طرح اپنے باطن میں انوبھو کرے گا اس کے تابع میں سب دیوتا ہوں گے۔)

न पश्योमृत्युं पश्यति, न रोगं नोत दुःखतां ।
सर्वं ह पश्यः पश्यति, सर्वमाप्नोत सर्वशः इतिः ॥ (छा० उप० ७, २६, २)

جس کی نظر ایسی ہے کہ سب کچھ آتما ہی ہے، اُسکی نگاہ میں نہ موت روگ یعنی مرض اور نہ دُکھ ہی کہیں دکھائی دیتا ہے۔ ایسا دیکھنے والا سب کو دیکھتا ہے! اور سب طرف سے سب اشیاء اُسے آملتی ہیں کوئی مشکوک الفاظ میں تو دیدّلنے کہا ہی نہیں جب شرو آتم درشٹی ہوئی۔ تب بیماری۔ دُکھ اور موت پاس نہیں پھڑک سکتے، آتما کو جاننے کیا نہیں جانا جاتا۔ اور ہر طرح سے ہر چیز مل جاتی ہے۔

اوم

دوسری رکاوٹ دویش درشٹی

آنند دھام (منزل راحت) کیطرف دل چلا۔ تو دشمن اور مخالف کا خیال ڈاکو بن کر دل کو لے اُڑا۔ یوروپ میں ایکدن فلسفہ کا ایک لائق حکیم اپنے پاس آنے والوں کی کچھ ہجو سی کرنے لگا۔ اُس نے پوچھا کہ آپ شکایت کرتے ہو؟ تو بولا نہیں۔ میں اُنکے دلوں کی اندرونی حالت پر غور کرتا ہوں۔

دنیا میں ہم لوگ برا بھی تو کرتے ہیں غیریت اور خیال بد کو کوئی اچھا سا نام دیکر آنکھوں پر پردہ ڈال لیا۔ اور اس ناگن کو برابر سینہ سے لگائے پھرے، پھر جب کہا گیا۔ "پیارے ڈاکٹر! متعلقین کی اندرونی حالت کبھی قابل غور نہیں ہوتی۔ اپنی اندرونی حالت بھی اُسکے ساتھ قابل غور ہے۔ سانگھی جو بگڑے دل والے ملے ہیں، تو کیا آجکل آپکی اندرونی حالت بالکل بے عیب تھی؟ ڈاکٹر آدمی سچا تھا، کچھ دیر خاموش رہ کر بعد غور بولا۔

"سوامی جی! کہتے تو بالکل سچ ہو حقیقت میں جیسا میرا دل ہوتا ہے، ویسے ہی دل اور خیالات میرے پاس کھنچے چلے آتے ہیں۔ اور دل کی حالت پر برا بھلا خیال کرتے رہنے سے کبھی جھگڑا نپٹتا بھی نہیں۔ اُن لوگوں کو کیا بگڑوں سب منوں کا من میں ہوں۔ اندر سے ایسی اکتا ہے کہ اپنے تئیں شدھ کرتے ہی سب شدھ ہی شدھ پاتا ہوں۔ نزدیک کا علاج (اپنے تئیں برہم مے یعنی محوذات کر دینا) تو ہم کرتے نہیں۔ دور کے بندوبست (اوروں کے سدھار یا ریفارم) کو دوڑتے ہیں۔ نہ یہ ہوتا ہے نہ وہ۔ ایشور درشن تو تب ملے گا جب دنیوی نقطۂ نگاہ سے نظر آنے والے دشمن مخالف اور بدگو کو معاف کرتے ہیں ہم اتنی دیر بھی نہ لگائیں جتنی ندی گنگا جی تنکوں کو بہا لے جانے میں لگاتی ہیں۔ یا جتنی روشن کرنیں تاریکی کو اُڑانے میں لگاتی ہیں۔ جب تک سب چیزوں میں سم (برابر) دھی (بدھی) نہیں ہوتی۔ تب تک سمادھی کیسی؟ {سم + دھی = سمادھی} بھیم درشٹی رہتے یوگ کی سمادھی اور دھیان تو کہاں۔ دھارنا بھی ہونا غیر ممکن ہے۔ سم درشٹی یعنی نظر یکانگت تو تب ہوگی جب لوگوں میں بھلائی برائی کا خیال اُٹھ جائے۔ اور یہ کیوں کر اُٹھے؟ جب لوگوں میں خیال غیریت کا نہ رہے۔ اور لوگوں کو برہم سے علیحدہ مان کر جو اچھا یا برا فرض کر رکھا ہے۔ نہ کرے۔

تیسری روکاوٹ سوارتھ، کپٹ، خود غرضی، فریب

اُپاسنا کی جان آتم سمرپن اور آتم دان (ایثار نفسی اور قربانی) ہے۔ اگر یہ نہیں تو اُپاسنا بے ثمر و بے جان ہے بھی سچ پوچھو تو ہر کوئی لینے کا یار ہے۔ جب تک تم اپنی خودی اور اہنکار کو پرمیشور کے حوالے نہ کرو گے تب تک تمہارے پاس پہنچنا تو کیسا۔ کوسوں بھاگتا پھریگا۔ جیسے کرشن بھگوان، کال یمن سے۔

سوُرداس نے بلبلاتے بچے کی طرح کیا زور سے سچ کہا ہے۔

رکن تیرو گوبند نام دھریو

لین دین کے تم ہتکاری مو سے کچھو نہ سدھریو
سپر سدا ماں کیو اجامل تندل بھینٹ دھریو
دروپد ستا کی تم پت راکھی امبر دان کریو
گج کے پھند چھڑائے آکر لیشپ جو ہاتھ پڑیو
سوُر کی بریاں نیٹھر ہوئے بیٹھے۔ کان موند دھریو

اگر چاہو، امتحان تو لین کہ بھجن اُپاسنا سے پھل ملتا ہے یا نہیں، تو پیارے! یاد رہے کہ امتحان کا بھجن نادرجب ہے اور نا ممکن کیونکہ لشکیپٹ بھجن تو ہوگا وہ جس میں پھل کے چاہنے والے اپنے آپ کو اس طرح پرمیشور کے ندر کر دیں، جیسے اگنی میں آہوتی۔

(اوم)

یہ بنیتی رگھوُ بیر گوسائیں
اور آس بشواس بھروسو، ہر جیو جڑتائی
چاہوں نہ سُگتی سُمتی سمپت کچھ ردھ سدھ بپُل بڑائی
ہتیو رہت انوراگ رام پد
بڑھے انودن ادھکائی
یہ بنیتی رگھوُ بیر گوسائیں

اگر کوئی کہے آہوتی (قربان) ہوجانے میں مزا کیا رہا؟ تو ایسے سائل کو مزے (آنند یا سرُور) کی اصلیت کا علم ہی نہیں۔ خود (انانیت) کے محو ہوجانے کا نام ہے مزا (آنند) بچے نے جب اپنا ننھا سا تن اور بھولا بھالا من ماں کی گود میں ڈال دیا۔ تو سارے جہان میں اُس کے لئے کون سا آرام باقی رہا۔ اور کون سی فکر باقی رہی۔ آندھی ہو، بارش ہو، زلزلہ ہو، کچھ ہو۔ اُس کا بال بینکا نہ ہوگا۔ کیسا بے خوف ہے۔ کیا میٹھی نیند سوتا ہے۔ اور بیداری میں اُٹھتا ہے۔

چوتھی رکاوٹ، پرکرتی نیم بھنگ

(خلاف ورزی قانون قدرت)

جب تک تمہارے افعال جسمانی اُپاسنا رُوپ نہ ہوں، تمہارا اوپر سے اُپاسنا کرنا فضول دکھلاوا ہے۔ نشچل من ہو چاوا ہے افعال کی صورت میں اُپاسنا سے مراد ہے کہ کھانے پینے سونے ورزش وغیرہ میں جو قوانین قدرت ہیں نہ ایک ذرہ بھی نہ توڑے جاویں لذائذ محسوسات میں پڑنا حکم الٰہی کے عملاً خلاف چلنا ہے جس کی سزا بیماری مصیبت وغیرہ ضرور ملتی ہے، اور جب مصیبت کے قید خانے میں بیت پڑ رہے ہوں، تب اُپاسنا کہاں ہوسکتی ہے۔ جو شخص قدرت کے عین مطابق چلتا ہے اُسے دُکھ کہاں سے لگ سکتا ہے۔

نیند کیوں ضروری ہے

روز مرہ کام کاج کرتے انسان اکثر دُنیا اور جسم وغیرہ کو ستیہ ماننے لگ پڑتے ہیں مگر کاروبار کے لئے طاقت تو آنند رُوپ آتم دیو سے ہی آتی ہے جس کی ستا کے سامنے دُنیا کے نام اور رُوپ یعنی اسماء اور اشکال کی حقیقت یا غیریت رہ نہیں سکتی دُنیا کے دھندوں میں پھنسے ہوئے کو روز مرہ نیند گھیر کر زمین پر پھینک کر یہ سبق پڑھاتی ہے کہ یہ جگت ہے ہی نہیں، آتما ہی آتما ہے۔ کیوں کہ نیند میں دُنیا منتھیا ہوجاتی ہے۔ اور نادانستہ ایک آتما ہی آتما باقی رہ جاتا ہے۔

پون لکا یو جگت کا سُشپتی اوستھا میں ــ نام رُوپ سنسار کی جہاں گندھ بھی ناہیں

स यथा शकुनिः सूत्रेण प्रबद्धो दिशं दिशं पातत्वा
ऽन्यत्राय तनम लब्ध्वा बन्धनमेवोप श्रयतु, एवमेव
खलु सोम्य तन्मनो दिशं दिशं पतित्वाऽन्यत्राय तनम लब्ध्वा प्राणामेवोपश्रयते ॥
(छांदो० उप० ६, ८, २,)

جیسے تاگے سے بندھا ہوا پرندہ اِدھر اُدھر اُڑ کر اور کہیں پناہ یا سہارا نہ پاکر پھر اسی تاگے والی کھونٹی پر آ بیٹھتا ہے بعینہٖ اے پیارے! یہ من اِدھر اُدھر بھٹک کر اور کہیں پناہ یا آسرہ نہ پاکر پھر پران کی ہی پناہ لیتا ہے کیونکہ یہ من۔ پران رُوپی تار سے بندھا ہوا ہے۔

سُشپتی (خواب گراں) میں نادانستہ پرم تتو میں لین (محو) ہوجانے سے اس قدر شکتی آجاتی ہے تو اُپاسنا کے ذریعہ دانستہ پرم تتو (ذاتِ مطلق) میں لین ہونے سے شکتی بل۔ آنند کیوں نہ بڑھیں گے؟

(اوم)

جب دیکھو کہ چینتا، کرودھ، کام، گھیرنے لگے ہیں۔ تو چپکے اُٹھ کر پانی کے پاس چلے جاؤ۔ آچمن کرو۔ ہاتھ منہ دھوؤ یا نہا لو۔ ضرور
آجائیگی۔ اور پھر دھیان رُوپی کھشیر ساگر میں غوطہ لگاؤ۔ غصّہ کے دھوئیں کو گیان اگنی میں بدل دو۔

اُپاسنا میں اُدارتا (فیاضی) کی ضرورت

اُپاسنا کی لگن یجّیہ، کرم، اور دان سے لگنی شروع ہوتی ہے جب کچھ یجّیہ ہیں یا اور موقعہ پڑ گیا تو دل میں کھٹک اور شانتی آئی۔ یہ فراخ
کو دل چاہنے لگا۔ بیرونی اشیاء کثیف کو کبھی کبھی دیتے دلاتے نہایت اہم اور لطیف عطیات یعنی چت برتی کا ہر حرنوں میں کھو جانا بھی آہستہ
آجاتا ہے۔ اُپاسنا دھیان کا رنگ جمنے لگتا ہے۔ اُپاسنا دل کی اُس درجہ کی فیاضی کا نام ہے جس میں اپنا آپ تک اُچھال کر بھگوان کے نام پر نثار کر دیا جا
اُپاسنا کے آنند کو تنگ دل والا کبھی نہیں پا سکتا جس کا دل بادشاہ نہیں۔ وہ کیا جانے بھگتی رس کو۔ اور بادشاہ وہ ہے جس کا اپنے دل کے
ایک لنگوٹی کے ساتھ بھی دعوے نہ ہو۔ رگ وید اور یجر وید کے پُرش سوکت میں دکھایا ہے کہ جب رشی دیوتا، لوگوں نے وراٹ پُرش کی
دیدی۔ تو اُنکے سب کام آپ ہی سدھ ہونے لگ پڑے یعنی جب عالم با عمل لوگوں نے عالم کبیر کی قربانی دیدی تو اُنکے سب کاموں میں
کامیابی ہونے لگی یجّیہ (قربانی) سے دُنیا کی پیدائش ہوئی۔ برہدارنیک اُپنشد کے شروع میں تمام عالم کو گھوڑا مان کر اسکی قربانی
خوبصورتی سے بیان کی ہے۔ واہ واہ! جب تک نام رُوپ تمام سنسار (وراٹ رُوپی سارا جگت) پوری طرح سے دان نہ کر دیا جا
یجّیہ ہی میں آہوتی (بھینٹ) نہ کرا دیا جائے تب تک امرت یعنی آبِ حیات چکھنے کا مُنہ کہاں؟ सर्वं खल्विदं ब्रह्म ॥ یعنی
کی آتش معرفت میں دُنیا کی چیزیں اور اسکی خواہش جل بھن جائیں تو سامراجیہ (سوراجیہ) کے حصول میں دیر ہی کیا ہے۔

راجہ بلی نے جل کا کرُوا ہاتھ میں لے کر تینوں لوک بھگوان کو دان کر دیئے۔ تم سے ایک مُسر کے برابر بھی نہیں بنتا۔ اپنے کاسئہ سر
بدلے کر سارے عالم کو سچا دیکھنے کی نگاہ برہم (حق) کے حوالے کر دو۔ بلا ٹلی، بوجھ ہٹا پھر خدا کی خدائی دینے والے تم ہو سورج اور چاند تمہارے
لوگ کہتے ہیں۔ اجی! بھجن میں من نہیں ٹھہرتا۔ یاد الہٰی میں دل نہیں لگتا۔ یکسوئی نہیں ہوتی۔ یکسوئی بھلا کیسے ہو؟ کنجوسی
باعث بندر کی طرح مٹھی سے چیزوں کو تو چھوڑتے نہیں۔ اور مٹھی میں لیا چاہتے ہو۔ رام کو۔ آخر ایسا انجان بھولا تو وہ بھی
کہ اپنے آپ ہی ہتھے چڑھ جائے۔

جہاں کام تہاں رام نا ہٖ
جہاں رام نہیں کام

رام تو اس کو ملتا ہے، جو ہنومان کی طرح ہیروں، جواہروں کو کھوڑ کر پھینک دے۔ اگر اُن ہیروں میں رام نہیں ہے۔ تو
انعام کو کہاں، دھروں۔ کیا کروں؟
بھجن کرتے وقت بے شرم دل میں مکان کے، کھان پان کے اپنے مان کے۔ اپنی جان کے دھیان، آجاتے ہیں۔ جاہل کو اتنی
نہیں کہ یہ چیزیں دھیان کے قابل نہیں۔ دھیان میں لانے کے قابل تو ایک رام ہے۔

आत्मसंस्थं मनः कृत्वा न किञ्चिदपि चिन्तयेत् ॥ (गीता ६-२५)

(من کو ذات میں مقیم کر کے دیگر کچھ بھی خیال نہ کرے۔)

یہ کھوج کا ڈیرہ ہمارے چت میں لگے تو پھر کون سی اُمید ہے جو خود بخود پوری نہ ہو۔ جب تک شے میں سچائی دکھائی پڑتی
یا اس میں دل لگائے ہوئے ہو، سہر شک دو۔ شے کبھی نہیں ملے گی۔ اور نہ باعث مسرت ہوگی جب کوشش سے یا فطرتاً اس شے سے
اُٹھتا ہے یعنی آتما روپی اگنی کنڈ میں شے پڑتی ہے۔ من میں یجّیہ ہو جاتا ہے تو خود بخود شے مطلوبہ حاضر ہو جاتی ہے

اوم

…عالیہ ہوا کی ٹھوکر سے گیند کی طرح شائید کبھی اُچھلنے بھی لگ پڑے مگر اِس قانون میں بال کے برابر بھی فرق نہیں آسکتا۔

بات بات میں رام دکھلاتا ہے کہ میں ہی ہوں جگت ہے ہی نہیں۔ اگر جگت یعنی دُنیا کی چیزیں ہیں۔ تو صرف میری آنکھ کا …ض اشارہ ہے بھئی! سمادھی اور دل کی یکسوئی تو تب ہوگی۔ جب تمہاری طرف سے مال دھن، بنگلے، مکان پر گویا ہل پھر جائے …بوی بچے، دشمن، دوست پر سہاگا چل جائے سب صاف ہو جائے۔ رام ہی رام کا طوفان آجائے۔

جانے کو کوئی جگہ نہیں رہی تو پھر بھڑ دے من کو کہاں جانا ہے۔ سہج سمادھی ہے۔
جیسے کاگ جہاز کو سوجھت اور نہ ٹھور

کیا مانگنا بھی اُپاسنا کا جزو ہے

مانگنا دو قسم کا ہے۔ ایک تو حقیر بیں (مادّہ بینی) کو مقدم رکھ کر اپنی دُنیاوی ترقی اور خواہشوں کی سیری کے لیے مانگنا …ور دوسرا گیان پراپتی تتو درشن اور سہری سیوا (خدمتِ خلق) کو پیرم پریوجن ٹھان کر روحانی ترقی مانگنا۔ پہلی قسم کی پرارتھنا تو گویا …یشور کو حقیر اسمار و اشکال کا خدمت گار بنانا ہے۔ اپنی خدمت کے لیے ایشور کو بلانا ہے۔ اُلٹی گنگا بہانا ہے۔ دوسری قسم …کی پرارتھنا راہ راست پر جانا ہے۔

آتما میں چت لین ہونے پر جو بھی سنکلپ ہوگا یتھ (پورا) تو ضرور ہی ہو جائے گا۔ لیکن اگر وہ سنکلپ (ارادہ) جہالت، ادہرم …ور خود غرضی سے بھرا ہوا ہے۔ تو کٹیلے زہریلے انکر کی طرح اُگ کر نتیجہ قبیحہ کا باعث ہوگا۔ مادّہ بینی اور خواہشوں کی سیری کے لیے ایشور سے …ارتھنا کرنا، میلے تانبے کے برتن میں دودھ کو بھرنا ہے۔ دُکھ پاکر ہی سیکھو گے۔ تو پہلے ہی ناپاک خواہشوں کو کیوں نہیں دُور کر دیتے۔ خیالات …سے اوروں کا بھی بُرا ہوتا ہے۔ اور اپنی بھی خرابی، نیک ارادہ اور گیان و گیان کے حاصل کرنے میں نہ صرف اپنا ہی بھلا ہوتا ہے۔ بلکہ اوروں کا …ی من میں ستوگن، شانتی، آنند۔ اور زندگی ہو تو ہمارے کام خود خدا کے کام ہوتے ہیں اور اُنکے پورے ہوتے دیر لگ ہی نہیں سکتی۔ بھاگوت پران …یں ایک جگہ یہ شلوک دیا ہے۔

देवासुर मनुष्येषु येभजन्त्य शिवं शिवं ।
प्राय स्तेधनिनो भोजा न तु लक्ष्म्याः पतिं हरिम् ॥

دیو، اُسر اور منشیوں میں جو بد قسمت بھی شیو کی پوجا کرتے ہیں۔ وہ مالدار ہو جاتے ہیں۔ نہ کہ لکشمی پتی وشنو کی پوجا کرنے والے، یعنی جو بھی تیاگی شیو کی پوجا کرتے ہیں وہ اکثر صاحب دولت ہو جاتے ہیں۔ اور جو لکشمی پتی (وشنو) کے اُپاسک ہیں وہ اکثر غریب …رہتے ہیں۔ اس شلوک میں شیو اور وشنو کی چھوٹائی بڑائی دکھانے کا مطلب نہیں ہے۔ شیو اور وشنو تو اصل میں ایک ہی چیز …منشا یہ ہے کہ جن لوگوں کے دل میں شیو روپ تیاگ اور ویراگ (بے تعلقی) بسا ہے، نعمت دولت اور خوش قسمتی اُن کے …خود آتی ہیں۔ اور جن لوگوں کے دل دھن دولت کی لاگ میں پھنسے ہیں۔ وہ مفلس ہی رہتے ہیں۔ جیسے سورج کی طرف …ے رُخ پھیر کر جو اپنے سایہ کو پکڑنے دوڑتا ہے۔ سایہ اُس سے آگے بڑھتا جاتا ہے، کبھی قابو میں نہیں آتا۔ اور جو کوئی سایہ سے منہ …پھیر کر سورج کی طرف دوڑے تو سایہ اپنے آپ ہی پیچھے بھاگتا آتا ہے۔ ساتھ چھوڑتا ہی نہیں۔

بھاگتی پھرتی تھی دنیا جب طلب کرتے تھے ہم
اب جو نفرت ہم نے کی وہ بے اختیار آنے کو ہے

(اوم)

کون پرارتھنا ضروری سُنی جاتی ہے

وہ پرارتھنا ضروری سُنی جاتی ہے، جس میں ہماری خودغرضی کا حصہ اتنا کم ہو کہ گویا وہ سننیہ سوبھاو ایشور کا اپنا ہی کام ہے۔ یہ تو رہی نہایت اعلیٰ درجہ کی پرارتھنا۔ اُپاسنا کی ذرا ادنیٰ سی حالت بچے کا سا یقین اور اعتقاد ہے اور یہ نشٹھا بھی کیا پیاری پیاری اور زبردست ہے۔ بچہ اپنی ماں کو لاانتہا طاقت والا مانتا ہے۔ اور اس کی طاقت کو اپنی طاقت سمجھ کر ماں کی گود میں بیٹھا ہوا شہنشاہی کرتا ہے۔ ریل کو بھی دھمکا لیتا ہے، ہوا اور پرندوں پر بھی حکم چلاتا ہے۔ دریا کو بھی کوسنے لگتا ہے۔ اور کوئی چیز ناممکن جانتا ہی نہیں۔ ماہتاب اور آفتاب کو ہاتھ میں بھی لیا چاہتا ہے۔ ؎

چاند کھلونا لے دے ری میّا ۔ چاند کھلونا لے دے

مُبارک ہیں وہ خوش نصیب جن کا اس زور کا وشواس سچ مچ قادر مطلق باپ میں جم جائے، جو کچھ بھی درکار ہو فوراً دیو (پرمیشور) کا دامن پکڑا اور کروالیا۔ دودھ مانگنا ہو تو دلوے۔ روٹی کپڑا مانگنا ہو تو دیوے۔

دُکھی دُشٹ (پریشان بدمعاش) اور رنگیلے متوالے مست میں فرق صرف اتنا ہے کہ ایک کے دل میں خواہش کا جزو اوپر ہے اور عشق کا جزو نیچے۔ اور دوسرے کے دل میں رام اوپر ہے اور کام نیچے۔ جب پریم اور تیاگ کا انش اُپاسنا میں مانگنے کے جزو سے زیادہ ہو۔ تو وہ مانگنا بھی ایک طرح دینے ہی کے برابر ہے۔

پر بھائی! سچ بات تو یہ ہے یوں اکہ مانگنا سچی اُپاسنا کا کوئی جزو نہیں۔ ہاں وِبنا (فیاضی) تو عین اُپاسنا ہے جب اپنے مطلب کیلئے میں تمہاری خدمت کروں۔ تو اس میں نیکی کا ہے کی۔ وہ تو دکانداری ہے یا ڈھنگ بازی۔ گداگر بھکاری کو کوئی پاس نہیں پھٹکنے دیتا۔ پرمیشور تو بادشاہ ہے۔ بھکھ منگے کنگال بن کر اس کے پاس جاؤ گے تو دُور سے دُر دُر پڑی ہو گی۔ بادشاہ سے ملنے چلے ہو۔ یہ پھینکو میلے کُچیلے پھٹے پُرانے خواہشات کے چیتھڑے۔ خیالوں کے خان جہان جب تک تم بادشاہ نہ بنو گے۔ اس کے پاس نہیں بیٹھ سکتے۔ خواہش اور آرزو کی لُوٹ اُتار دو جسم کر بیٹھو، تیاگ (ترک) کے تخت پر۔ زیب تن کرو ویراگیہ کے موتی (لاتعلقی)، پہن لو گیان کا تاج۔ اور وہ تمہارے پاس سے کبھی ہل جائے تو مجھے باندھ لینا۔ ؎

ٹُونے کامن کرکے نی مَیں پیارا یار مناواں گی

اس ٹُونے نُوں پڑھ پھوکانگی	سورج اگنی جلاواں گی
سات سمندر دِلدے اندر	دِل سے لہر اُٹھاواں گی
بدلی ہو کر چاک ڈراون	بن بادل گھر جاواں گی

ٹُونے کامن کرکے نی مَیں پیارا یار مناواں گی

عشق انگیٹھی سپند تارے	سورج اگن جڑھاواں گی
لاسواں سنوہ لوگل اپنے	تدبیں نار کہاواں گی

ٹُونے کامن کرکے نی مَیں پیارا یار مناواں گی

نائیں بیاہی نائیں کنواری	بٹیا گود کھلاواں گی
مُبہا لامکاں دی پوڑی	اُتے بہہ کے ناد بجاواں گی

ٹُونے کامن کرکے نی مَیں پیارا یار مناواں گی

اوم
اُپاسنا اور گیان

गङ्गा तीरं हिमगिरि शिला बद्धपद्मासनस्य । ब्रह्मध्यानाभ्यसनविधिना योगनिद्रां गतस्य ॥
किं तैर्भाव्यं मम सुदिवसै र्यत्र ते निर्विशंकाः । कण्डूयन्ते जरठ हरिणाः शृङ्गमङ्गे मदीये ॥ (भर्तृहरि)

گنگا کنارے ہمالیہ کی شلا پر پدم آسن لگائے ہوئے برہم دھیان کا ابھیاس کرتے ہوئے یوگ ندرا میں مستغرق میرے جسم کو بوڑھے ہرن بے خوف ہوکر اپنے اجسام سے کھُجلاویں۔ کیا ایسے اچھے دن میرے کبھی ہوں گے۔

جب دل میں تیاگ (ترک) اور گیان بھرتا ہے اور شانت ساکھشی بنکر دچار شکتی آتی ہے۔ تو ہی دُنیا جو مایا کا پردہ ہو رہی تھی۔ رام کی جھلک کی لگاتار دھارا بن جاتی ہے۔ "درشن دھارا" کہلا سکتی ہے۔ ایک رس (لگاتار) مظہر حق ہو جاتی ہے۔ وہ لوگ جو بھید واد (بیگانگت بیگانگیت) کے مباحثوں میں محو ہیں۔ اُن کو جھگڑنے دو۔ اُس حالت کے لئے یہ عقل کی چھان بین بھی بے جا نہیں۔ مگر جب عقل یعنی شوکشم شریر کی تہ سے اُتر کر کارن شریر میں شمع عرفان جلتی ہے تو یہ جھگڑے طے ہوتے ہیں۔ اور جب تک انسان کے اندرون دل (گویا ساتوں پردہ) میں رام کا ڈنکا نہیں بجتا۔ تب تک اُسے نہ اُپاسنا ہی مزا دیگی نہ گیان۔ نہ وید کی سنگھتا کا ارتھ آئے گا نہ اپنشد کا۔

جیسے بھوکے کے بھوک اناج | تر کھاونت جل سیتی کاج
جیسے کامی کامنی پیاری | ویسے نانک نام مُراری

ٹیلیفون کے ذریعہ پیارے نے باتیں کیں ٹیلیفون پیاری لگنے لگی جب تک موہن دوسری جگہ ہے ٹیلی فون کی بڑی قدر ہے جب موہن اپنے گھر آ گیا تو اب ٹیلیفون سے کیا؟ یہ دوست متعلقین، راج، دھن دولت سب ٹیلیفون ہیں جن کے ذریعہ رام ہم سے بولتا تھا۔ جب تک رام نہیں ملا تھا۔ دل کانپتا تھا کہ ہائے! اِن کے بغیر کیسے نبھے گی؟ وہ پیارا گھر آ گیا۔ آ ہلا۔ اب تو اے دوستو! مجھکو بھلے چھوڑ دو۔ متعلقین! تیاگ جاؤ۔ دھن دولت لُٹ جاؤ۔ بھاگ جاؤ۔ عزت آبرو! بےشک پیچھا دکھاؤ۔ یہاں بیٹھے کیا کرتے ہو۔ راجہ جی! نکال دو اپنے دیش سے۔ دھر رکھو اپنی دُنیا۔

راجہ روٹھے نگری راکھے اپنی | ہریں ہری روٹھے کہاں جانا

اب دل پر گھر آیا ہے | نینوں کا فرش بچھاؤں گی
گن اوگن پر دھر چنگاری | یہ میں دُھوپ دُھکاؤں گی
پرانوں کی میں سیج کرونگی | ہری کو گلے لگاؤں گی

شوہم بھاو یعنی ادویت درشٹی کے بغیر سمیک شُدھی نہیں ہو گی

شوہم (انالحق) تو سب ہی کہتے ہیں۔ کیا بھید وادی۔ کیا ابھید وادی۔ کیا بھگت کیا کرم کانڈی کیا ہندو کیا اور کوئی۔ سب ہی اپنے دل کے اندر سے اپنے آپ کو بڑے سے بڑا مانتے ہیں۔ اور ثابت کرتے ہیں۔ وہ بھید وادی بھگت جو بھی مندر میں دیو کے سامنے اپنے تئیں نیچ پاپی ادھم مورکھ، گنہگار، حقیر اور جاہل کہتے کہتے تھکتا نہیں تھا۔ جب باہر بازار میں نکلا۔ تو

اوم

اُسے کوئی "ارے او نیچ" کہکر پکارے تو سہی پھر دیکھو تو تماشہ، بجلیوں میں کیا کیا حالت ہوتی ہے، اندر کا شِووہم (انا الحق) کبھی مری نہیں سکتا۔ مرے کیوں کر؟ سانچ کو آنچ کہاں! پرہاں اپنے تئیں جسم وغیرہ دیکھکر جو شِووہم کا ملمع اوپر چڑھاتا ہے۔ یہ تو پانڈرک کی طرح جھوٹا وِشنو بنتا ہے۔

پینڈرک وَنگش کا ایک راجہ تھا۔ جو جراسندھ کا رشتہ دار تھا۔ اس کے باپ کا نام بھی وسُودیو تھا۔ اس لئے یہ اپنے آپ کو واسُودیو کہتا تھا۔ راجسُو یگیہ میں بھیم نے اسے ہرایا تھا۔ یہ اپنی شکل شری کرشن کی طرح بنائے رکھتا تھا۔ رشی نارد سے شری کرشن کی تعریف سُن کر یہ بہت ناراض ہوا اور کہنے لگا کہ سوائے میرے کوئی دوسرا واسدیو ہے کہاں؟ اس نے ایکلویہ وغیرہ بہادروں کے ہمراہ دوارکا پر چڑھائی کی لیکن شری کرشن کے ہاتھ سے مارا گیا۔

اس طرح واسُودیو وہم (خدا ہم) ساری دُنیا خودی کی زبان میں بول رہی ہے۔ یہ تو پیلے تانبے کے برتن میں کھیر پکانا ہے۔ اور زہر سے مر جانا۔ ویدانت کا اُپدیش تو یہ ہے۔ کہ دودھ تو پیا جائے مگر پیلے تانبے کے برتن میں نہیں۔ دیہہ ابھیمان (انانیت) تو اندر۔ اور شِووہم کا اوپر اوپر سے ملمع تو ہو نہیں۔ بلکہ شِووہم (انا الحق) تو اندر ہو۔ اور اندر سے بطور آگ بھڑک بھڑک کر دیہہ ابھیمان (خیال انانیت) کو جلادے۔ پھر تو پھر دیہہ ابھیمان، تنگ دلی، خوف و غم کی جگہ کہاں! آپ بھید (راز)۔ نہیں نہیں ابھید یعنی یگانگت کو جس نے جانا بے دھڑک ہو گیا۔ فیاضی مجسّم بن گیا۔ قوت، طاقت اور جلال کا دریا ہو کر بہ نکلا۔ کوئی بھی بل (زور) ہو۔ کہاں سے آتا ہے؟ اُس فیاض دل سے جس میں جسم و جان کی قربانی دینے کو ہم تیار ہیں۔ ہتھیلی پر لئے چلیں۔ دیکھو یارو! جب جیوتی شانگ جیوتی ज्योतिषां ज्योतिः ॥ نور النّور اپنے آپ کو پایا۔ تو سر سے گذر جانے کی بہادری خود بخود کیسے نہ آجائے گی۔ اب ذرا دھیان دے کر سُننا۔ یہ تم سے کچھ مانگتا تو نہیں!

بُوت کہے اودھوت۔ رجپوت کہے جُلہا ہے کوؤ

کاہُو کی بیٹی سے بیٹا نہ بیاہوں — کاہُو کی جات بگاڑوں نہ سوؤ
مانگ کے کھاؤں شمشان میں سوؤں — لینے کو ایک نہ دینے کو دوؤ

کسی کے ٹکے دینے نہیں۔ کسی سے کوڑی لینی نہیں۔ لاگ لپیٹ سے کیا؟ کڑوا مانو، میٹھا مانو، سچ ہی کہوں گا۔ پہاڑ کی بلند ترین چوٹی پر پکار کر رام سناتا ہے۔ دُنیا کو سچ مان کر اُس میں کودتے ہو۔ بھوگوں کی آگ میں سُلگ سُلگ کر مرتے ہو۔ یہ سخت ریاضت کیوں اس سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔ دیہہ ابھیمان (جسمانیت) کے کیچڑ میں تم اپنے شدھ چدانند سوروپ کو کھول کر پھنستے ہو۔ دلدل میں دھنستے ہو۔ نگل جاؤ گے۔ برہم کو کنگلا کر سوکھوں بلاتے ہو۔ سر پر لُولے برسانے ہو۔

اوگل! جل جاؤ گے۔ سنتیہ کو جواب دے کر جھوٹے نام رُوپ میں کیوں دھکے کھاتے ہو۔ جن کو سفید ماکھن کا پیڑا سمجھے ہو۔ یہ تو چونے یعنی قلعی کے گولے ہیں۔ کھاؤ تو سہی، کھٹ جائیں گی۔ انتڑیاں۔ جھوٹ بولنے والے کا بیڑا غرق، میں سچ کہتا ہوں۔ دُنیا کی چیزیں دھوکا۔ ہوش میں آؤ۔ برہم ہی برہم سنتیہ ہے۔ جیٹھ۔ اساڑھ کی دوپہر کے وقت بھاڑ کی طرح تپے ہوئے ریگستان میں ہنکی مُنی جب بہت زیادہ بے تاب ہو رہا تھا اور اُس نے پاس کے ایک گاؤں میں جا کر آرام کرنا چاہا۔ اُسوقت اُسے وششٹ بھگوان کے درشن ہوئے۔

وششٹ جی کہتے ہیں۔ "بے شک۔ اس گرمی میں ہزار بار جل مر، پر وہاں مت جا۔ جہاں تن کے تندور میں پڑے گا۔ یہاں پر تو جسم ہی جلتا ہے۔ وہاں جہالت کی تپش سے تو سارے کا سارا سڑے گا۔

वरमंध गुहा हित्व शिलान्तरः कटिता वरम् ।
वरं मरौ पंगु, मृगो न ग्राम्य जन संगमः ॥ (योगवासिष्ठ)

اوم

اندھیرے غار کا سانپ ہونا، پتھر کے اندر کا کیڑا ہونا، یا ریگستان میں لنگڑا ہرن ہونا بہتر ہے بمقابلہ اسکے کہ گنواروں کے ساتھ سنگت ہو)
آپ بیتی کہوں یا جگ بیتی جب کبھی بھولے سے کسی دنیوی شے میں رغبت یا نفرت کا خیال جماتا ہوں یعنی نفع نقصان، چھٹائی بڑائی میں دل لگاتا ہوں۔ تندرستی (صحت جسمانی) وغیرہ کو بڑی بات گردانتا ہوں۔ کسی آدمی کو یگانا یا بیگانا ٹھانتا ہوں۔ کسی شے آئندہ یا موجودہ کو سچ مانتا ہوں۔ اپنے آپکو محدود جسم وغیرہ جانتا ہوں۔ تو ضرور بالضرور مصاحب ثلاثہ میں سے کوئی نہ کوئی آن گھیرتی ہے۔ میری نظر تھوڑی گرے تو مصیبت بھی تھوڑی ہوتی ہے۔ بہت گرے تو مصیبت بھی بہت۔ اس کوتاہ نظری حقیر خیال کا نتیجہ غم و الم بلے بغیر کبھی نہیں رہتا۔ جب جسم وغیرہ کے خواب کو پرے پھینک غیر ہستی کو اڑا کر آتم درشٹی کھولتا ہوں تو دنیا کے عناصر ایسے ہوجاتے ہیں۔ جیسے کسی کے اپنے ہاتھ پیر۔ جس طرح چاہے ہلالے۔ قدرت کی چال میری آنکھوں کا اشارہ ہوجاتی ہے۔ یہی قانون دیکھیہ تمام لوگوں کے دکھ سکھ لانے میں بھی حاوی ہے۔ اس کو نہ جان کر لوگ مرتے ہیں۔ یہ قانون کہیں کچا سوت نہ سمجھ لینا۔ اناڑی کا کاتا ہوا۔

یہ وہ لوہے کا رسہ ہے جس سے اندر۔ اور سورج بھی باندھے پڑے ہیں۔ بحر عالم میں یہ وہ ایک پتھر کی چٹان ہے۔ جس کو نہ دیکھ کر مہاراج۔ پنڈت۔ دیو اور دانو اپنے جہازوں کو توڑ بیٹھے ہیں۔ خاندانوں کے خاندان۔ قوموں کی قومیں ملکوں کے ملک اس قانون کو بھلا کر خاک میں مل چکے ہیں۔
اجگر (اژدھا) نے سمجھا کہ کرشن کو کھا ہی لوں گا۔ اور پچا جاؤں گا۔ لو کھا گیا۔ پر پیٹ کے اندر چلیں کٹاریاں ٹکڑے ٹکڑے ہوکر آتشبازی کے انار کی طرح اژدھا اُڑ گیا۔ اور کرشن ویسے کا ویسا باقی رہا۔ کیا تم بھی ستیہ روپی قانون کو کھاسکتے ہو؟ دبا سکتے ہو؟ چھپا سکتے ہو؟ اس ستیہ (حقیقت) کو محول میں اڑا نے لگے اور اپنی طرف سے گویا اُسے رگڑ رگڑ کر ریت میں ملا بھی گئے تب بھی یہ ستیہ خاک میں مل کر پھیر اُگا۔ اور کیا کرشن اور کیا یادو سب کے سب کو ٹہپ کر گیا۔ دوارکا پر پانی پھر گیا۔ بھائی مردہ کو اٹھا کر جو جلایا کرتے ہیں۔ رام رام ستیہ ہے۔ آج پہلے ہی سمجھ جاؤ۔ ابھی سمجھ لو تو مروگے ہی نہیں۔ مرنے کیوقت گیتا تمہارے کس کام آئے گی؟ اپنی زندگی کو ہی بھگوت گیتا (نغمۂ یزدانی) بنادو، مرتے وقت دیوا (چراغ) تمہیں کیا اجالا کرے گا۔ دل میں عرفان حق کی شمع ابھی روشن کردو۔

कृष्ण त्वदीय पद पंकज पञ्चरान्ते ।
अधैव मे विशतु मानस राजहंसः ॥
प्राण प्रयाण समये कफवात पित्तैः ॥
कण्ठावरोधन विधौ स्मरणं कुतस्ते ॥　　(पाण्डव गीता)

اے بھگوان کرشن! آپ کے چرن کملوں میں میرا طائر دل آج ہی بیٹھ جائے کیوں کہ بروقت نزع کف، وات، پت سے گلا رک جانے کے سبب صحت دل نہ ہونے پر آپ کی یاد کیسے ہوسکے گی۔

पतितः पशुरपि कूपे निः सर्तुं चरणा चालं कुरुते ।
धिक्त्वा चित्त भवाब्धेरिच्छामपि नोबिभर्षि निः सर्तुम् ॥

کنوئیں میں گرا ہوا حیوان بھی وہاں سے نکلنے کے لئے پیروں کو چلاتا ہے لیکن اے دل! اس بحر عالم میں پڑے ہوئے تم اس سے نکلنے کی خواہش تک نہیں کرتے۔ اس لئے تمہیں دھکار ہے۔

اوم

ایک جولاہا بھوکوں مر گیا۔ اُس کی ماں اس مُردے کے مُنہ اور پاخانہ کے مقام میں گھی لگا کر سب کو دکھاتی تھی "دیکھو لو میرا پُتر بھوکا مرا۔ گھی کھاتا اور گھی ہگتا گیا ہے"۔

پیارے، اُدھاری نجات تو جولاہے کا گھی ہے۔ رو کڑ مکتی (نقد نجات) یعنی جیون مُکتی جب مل سکتی ہے تو کیوں نہ لیں۔

سچّا اُپاسک (عاشق صادق)

بھی بستی کہیں؟ اُپاسک اور بھگت ہونے کا درجہ ہم کو نصیب نہیں۔ ہم نے تو سچّا اُپاسک ساری دُنیا میں ایک ہی دیکھا ہے۔ باقی بھگتوں، رشیوں، مُنیوں، پیروں، پیغمبروں کا "پریم مے اُپاسک" کہلانا ایک کہنے ہی کی بات ہے۔ وہ سچّا اُپاسک کون ہے؟ جس کو لوگ اُپاسیہ دیو کہتے ہیں۔ کیوں کر؟ عاشق یار کی طرح چھُپ چھُپ کر چھیڑتا ہے۔ آہستہ آہستہ خیال کا دامن (چیر کا آنچل) کھینچتا ہے۔ طرح طرح کے بھیس بدل کر رنگ و رُوپ دھارن کر کے سوانگ بھر کے پردہ کی اوٹ میں نینوں کی چوٹ مارتا ہے۔ جب دل ماسوائے حق میں کہیں لگ جاتا ہے۔ تو ہا! پھر اُس کے ناز کرنے یعنی روٹھنے کا کیا کہنا؟ ابرو خم کئے کیسا کیسا دکھاتا ہے۔ جب خیال کہیں راستہ میں رُک جائے۔ تو چٹکیاں بھرتا ہے۔ دم تو لینے نہیں دیتا۔ صرف اُس رام ہی کے لشکام بستر استراحت کے علاوہ آرام تو نام کو بھی اور کہیں نہیں ملنے پاتا۔

اے پیارے! اب عاشق ہو کر روٹھنا مچلنا کیسا؟ اب ذرا جھجھک کر بھاگتے ہو۔ ہے پران ناتھ! اِدھر دیکھو! وہ دیکھو شُدھ شُدھ بال اُبرا۔ چھین کرکے چلا تمہاری رُکمنی (حقانی) کو۔ کچھ شرم و حیا بھی ہے؟ یہ تو وقت ناز کرنے کا نہیں۔ آؤ۔ آؤ۔

त्वमसि मम भूषणं त्वमसि मम जीवनं, त्वमसि मम जलधिरत्नं ।
भवतु भवतीह मयि सतत मनुरोधिनस्तव मम हृदय मति यत्नं ॥ (जयदेव)

آپ ہی میرے زیور ہیں۔ آپ ہی میری زندگی ہیں۔ آپ ہی میرے سمندر سے نکلے رتن ہیں۔ آپ ہی اس دُنیا میں میرے اُوپر لگاتار مہربانی کرنے والے ہیں۔ لہٰذا آپ میں میرا دل نہایت کوشش سے لگ جائے۔

سورج کو بادہ جیسے روشنی دے دی مُفت میں۔ ہم کو آٹھوں پہر سچدانند (سرورِ ذات) دینے کنگال تو نہیں ہو چلے۔ اے پربھو! اب تو تجھ سے دو باتیں نہیں نبھ سکتیں۔ کھانے پینے کپڑے کُٹیا کا بھی خیال رکھوں اور دُلارے کا بھی مُنہ دیکھوں چولہے میں پڑے پہننا، کھانا، جینا، مرنا کیا ان سے میرا نباہ ہوتا ہے؟ میری تو مدھوکری (روٹی) ہو تو تم کملی ہو تو تم۔ کُٹی ہو تو دوا ہو تو تم۔ جسم ہو تو تم۔ جان ہو تو تم۔ جسم وغیرہ کو رکھنا چاہتے ہو تو پڑے رکھو۔ اگر نابن رہے ہو نکمے بیٹھے کیا کرتے ہو۔ کرو سیوا۔

آنکھیں لگا کے تجھ سے نہ پلکیں ہلائیں گے
کھیلیں گے کھیل ہم نہیں آگے بجائیں گے

वय ॐ सोम व्रते तव मनस्तनूषु बिभ्रतः ॥ (यजुर्वेद)

تمہاری خاطر ہے پربھو! یہ من تھا تن بیچ

لے لو اپنی چیز۔ وار وار کر پھینک دوا پتے "بے نام" پر تھالی بھر بھر کر۔ ہیرے جواہرات تجھ پر نثار کر کے پھینکے گئے جن کو لوگ تال

اوم

نکشتر، گرہ، چاند، سورج اور دنیا کہتے ہیں۔ لوٹ لو نجومیوں! لوٹ لو سائنسدانو! لوٹ لو سوداگرو! راجاؤ۔ لوٹ لو۔ پیر ہائے! مار ڈالو تو بھی میں تو یہ مال نہیں لونگا۔ ڈولی پہ وار کر پھینکا ہوا ٹکا لوٹنا کوئی اور لوگوں کا کام ہے۔ میں تو وہی لوں گا۔ وہی پردہ والا۔ دُلارا پیارا۔

اُپاسنا کے منتر

تاثیر اُس اُپاسنا کی ہوتی ہے، جو دل سے نکلے۔ گلے کے اوپر سے نکلے ہوئے اُپاسنا کے کلام تو گویا مخول بازی ہیں۔ اور پرمیشور کو جھٹلانا ہے۔ جیسی دل کی حالت ہو گی۔ سچی اُپاسنا کی ویسی صورت ہو گی۔

यज्जाग्रतो दूरमुदैति दै तदुसुप्तस्य तथैवेति।

दूरंगमंज्योतिषां ज्योतिरेकं तन्मेमनः शिव संकल्पमस्तु ॥ (यजुर्वेद)

مطلب :۔ کیا بیداری کیا خواب۔ کیا غفلت۔ تینوں حالتوں میں میرا دل کسی اور خیال کی طرف نہ جانے پائے۔ سوائے شُدھ سُروپ آتم چنتن کے۔ چلتے پھرتے۔ بیٹھے کھڑے میرا دل شُدھ روپ آتما کے سوائے اور کوئی چنتن نہ کرنے پائے۔ اسی طرح شکل یجُروید کے اگلے پانچ منتر بھی یہی بھاؤ پرگٹ کرتے ہیں۔

گائیتری منتر!

ॐ भूभुवः स्वः तत्सवितुर्वरेण्यं भर्गोदेवस्य धीमही

धियो यो नः प्रचोदयात् (गायत्री मंत्र)

("اوم" جو بھو، بھوہ، سوہ یعنی تینوں لوگوں یا کُل کائنات میں ویا پک ہے۔ وہ سورج دیوتا ہے۔ یا اس کا مظہر وہ سوتا یعنی سورج دیوتا ہے اس دیوتا کے قابلِ التعظیم یا پیارے تیج (جلال یعنی سروپ) کا جو ہماری بدھیوں کو متحرک کرتا ہے ہم دھیان کرتے ہیں۔)

یہاں پر پہلے تو دیکھنا ہے کہ دھی ہی धीमही اور نہ نः دونوں صیغہ جمع ہیں تنہائی میں اکیلے تو اس ہر ہم گائیتری کا دھیان ہے! اور ہم دھیان کرتے ہیں" ہماری بُدھیاں " ایسا کیوں! " میں دھیان کرتا ہوں اور " میری بُدھی " کیوں نہیں لکھا۔؟

اس میں وید کا حکم یوں ہے۔ کہ اول تو دیہہ ابھیمان (جسمانیت) کی صورت میں خود غرضی اور محدودیت کا ترک کرنا ہے۔ سب جگت کے لوگوں کو اپنا سروپ (ذات) جان کر سب اجسام کو اپنا جسم مان کر سب کے ساتھ ایک ہو کر ابھید بدھی (یگانگت) کیساتھ دھیان کرنا ہے۔ وہ سوتا دیو! ہماری عقلوں کو متحرک کرتا ہے۔ اُسکا قابلِ تعظیم جلال (تیج) کا ہم دھیان کرتے ہیں۔

پرچودیات प्रचोदयात्, میں مہی دھر اور سائینا چارج نے व्यत्यय, (مضارع) مانا ہے اور یہ ٹھیک بھی ہے۔ سورج روپی سوتا دیو کو ہماری عقلوں کا متحرک مانا ہے۔ وہی جو سورج کو پرکاش کرتا ہے۔ وہی بُدھیوں کو پرکاشتا۔ یا روشن کرتا ہے۔ وہی آتما ہے۔

योऽसावादित्ये पुरुषः सोऽसावहम् ॥ (यजुर्वेद)

(اوم)

وہ جو سورج میں پُرش ہے۔ وہی میں ہوں)

اُس کا دھیان کرنے سے کیا فائدہ۔ بڑی آفت آن پڑی اور سندھیا کرتے وقت پرمیشور کو بھُلا یا نہیں لیکن سچ مُچ بار
دبدھا دُشٹی (آنانیت) کو دور کر کر جو یہ دھیان کیا کہ "میں تو سورج کے پیارے تیج یا جلال والا ہوں" پھر تو وہی دھام (مقام)
تو کہئے فکر جل نہ جائے گی۔ ہر روز تین وقت یا دو ایک ہی وقت سہی۔ سچے بھاؤ (عقیدہ) کے ساتھ جو اس حقیقت میں محو ہو
کہ ان عقلوں کا چلانے والا آتم دیو ہوں۔ میں تو وہی ہوں جس کا جلال آفتاب اور ماہتاب میں چمک رہا ہے"۔ تو کہئے کون
اندھیرا کھڑا رہ سکتا ہے؟

وہ یا کچھ سے ہیں یا کوئی کار عظیم ہاتھ میں ہے۔ اور ہر روز خلوت میں بیٹھ کر سب طرف سے خیال کو کھینچ کھینچ تیج کے
میں ایک ہوتے ہیں۔ تو یارو! دُہائی ہے۔ اگر عزت اور شہرت کھینچ کر تمہارے سامنے ناچ نہ کیا کریں کیا شرتی نے
खलु क्रतु मयः पुरुषः ॥ (یہ پُرش سنکلپ مئے یعنی خیال مجسم ہے) جھوٹ ہی کہہ دیا تھا؟

جب دل دُنیا میں ڈوب جائے۔ قانون روحانی ٹوٹ جائے۔ پاپ کرم ہو جائے۔ آتم دیو بھُول جائے۔ تب آنسو بھ
آنکھ جوڑے ہوئے ہاتھ۔ گرتے ہوئے گھٹنے۔ خاک میں گھستی ہوئی پیشانی جلتا ہوا دل۔ اگر اس طرح کی اُپاسنا کریں تو
کون پاپ ہے۔ جو دھل نہ جائے گا؟

سونے کا گرہ چھوڑ کر دھسوں نہ کانٹوں بیچ
ہیرے موتی پھینک کر لوں نہ ماٹی کیچ

اب دیا ہے رام اب دیا! میں بھُولا۔ میں اُڑا۔ میں پڑا۔ میں گرا۔ میں مرا۔ اب دیا ہے رام اب دیا!
جب تک جسم میں محبت اور کسی قسم کی آرزو بنی رہتی ہے تب تک تو بھید اُپاسنا ہی دل سے نکلے گی۔ پر
انُوراگ (جذبۂ محبت) جب بہت بڑھے گا۔ تو اُپاسنا کی یہ شکل ہو جائیگی ؎

तंत्वा भग प्रविशानि स्वाहा स मा भग प्रविश स्वाहा ॥

तस्मिन्सहस्र शाखे निभगाहं त्वयि मृजे स्वाहा ॥ (तैत्ती० उप०)

اے سب کے بنج رُوپی اوم! میں تجھ میں داخل ہوتا ہوں۔ سواہا!
اے سب کے کارن رُوپ اوم! تو مجھ میں داخل ہو جا۔ سواہا!
تیری جو ہزاروں شاخیں (روپ) ہیں۔ اُن میں غسل کرتا ہوں۔ سواہا!
یہ بھید اُپاسنا اعلیٰ درجہ کو پہونچ جائے تو اس کا ڈھنگ کچھ یوں ہوگا۔

गणानांत्वा गणपति ꣳ हवामहे । प्रियाणांत्वा प्रिय पति
ꣳ हवामहे । निधीनांत्वा निधिपति ꣳ हवामहे ॥

वसोमम आहमजानि गर्भधमात्वम जासि गर्भधम् ॥ (शु० यजु० संहिता-२३-१९

ارتھ۔ اے گنپتی گنیش! گنوں میں گنوں کے مالک! ہم آپکو مدعو کرتے ہیں۔ پیاروں میں پیارے کے مالک! ہم آپ کو مد
ہیں۔ اے بسُو دیوتا! اے پرجاپتی! میری پرورش کیجیے۔ مثل حمل تمام عالم آپ اپنے میں لئے ہوئے ہیں۔ اے سب کو اپنے
دھارن کرنے والے دیو! میں آپ کو سب طرح سے موجود دیکھتا ہوں اور آپ سب طرح سے سامنے موجود ہوتے ہیں

اوم

ہے روکر یہ تکرارِ اُلفت تو تجھ سے | کہ اُنس یہ ہو میری قسمت تو تجھ سے
میرے جسم و جہاں میں ہو حرکت تو تجھ سے | اُڑے ماؤ منی کی یہ شرکت تو تجھ سے
ملے صدقہ ہونے کی عزت تو تجھ سے | سدا ایک رہنے کی لذت تو تجھ سے
رقیبوں میں گر ہے مروت تو تجھ سے | عزیزوں میں گر ہے محبت تو تجھ سے
خزانوں میں جو کچھ ہے دولت تو تجھ سے | امیروں میں ہے جاہ و صولت تو تجھ سے
حکیموں میں ہے علم و حکمت تو تجھ سے | ہے رونق جہاں یا ہے برکت تو تجھ سے

महे चन त्वाद्रिवः परा शुल्काय देयाम् । (सामवेद एन्द्र पर्व,
न सहस्राय नायुताय वज्रिवो न शताय शतामघ ॥ अ० ३० ख०६- मं० ६)

اے بجر والے اندر! میں تجھے بیش بہا دولت کے عوض نہیں بیچتا ہوں، نہ ہزار اور نہ دس ہزار مُہر کے لیے میں تجھے بیچتا ہوں اے بے شمار دولت والے اندر! میں بے حد دولت کے عوض بھی تجھے نہیں بیچتا۔ یعنی کتنی ہی دولت مجھے کیوں نہ ملے لیکن میں آپ کا پوجن تیاگنے کو تیار نہیں ہوں۔

یہاں۔ جو لوگ ہمیشہ کے لیے ادنیٰ درجہ کی اُپاسنا کا پیشہ بنا لیتے ہیں۔ بیجا کرتے ہیں کیونکہ اگر کوئی پیار تھا ایک دفعہ بھی سچے دل سے نکلی ہوتی ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ چیت کی حالت بدل نہ گئی ہوتی۔ اور دل کا درجہ بڑھ نہ گیا ہوتا۔ اگر من دوسرے درجہ میں چڑھ گیا۔ تو پہلے درجہ میں رونا کیوں؟ اگر نہیں چڑھا تو وہ پڑھنا جھوٹی تھی اس لئے اب جھوٹی بات کو پیشہ بنانا چاہتا ہے۔

اُپاسنا کا مدعا خاص یہ تھا کہ جسم کی محبت سے چیت مُڑے اور آتما کے ساتھ جُڑے۔ اُپاسک کو جب جسم سے کیا ہوا گناہ یاد آتا ہے تو وہ دُنیوی اپنے آپ سے بھاگنا چاہتا ہے۔ ہری کی شرن میں آتا ہے اور آتما سے ایک ہو جاتا ہے۔ ایسا دھیان ایک دفعہ نہیں دو دفعہ بھی ہو جائے تو فائدہ ہے۔ کوئی ڈر نہیں مگر جو لوگ पापोऽहं पाप कर्माऽहं पापात्मा पाप सम्भवः ॥ میں گنہگار ہوں۔ گناہ کرنے والا ہوں۔ گناہ میری ذات ہے۔ اور گناہ مجھ سے سرزد ہوتے ہیں" اسی کو ہر روز پڑھے رٹتے ہیں۔ اُن کی اس طرح کی عادت نہ صرف جسم سے اُنکا تعلق پختہ کر دیتی ہے۔ بلکہ پاپ سنسکار (گناہ کا تصور) دل میں مضبوط جما دیتی ہے۔ صاف باطن اور سچے دل والوں سے کبھی اُپاسنا کبھی نہیں ہو سکتی۔ جیسے ایم۔ اے کلاس کے طالب علم کا دل مڈل کلاس والوں کی کتابوں میں کبھی لگ ہی نہیں سکتا۔

گیانی (عارف)

اب ذرا چوکنے ہو کر سُننے کا موقع ہے۔ لو اب پھر کھوڑتے ہیں۔ بھانڈا (کھولتے ہیں قلعی)۔ بے خوفی جیون مُکتی سامراجیہ، سوراجیہ اور کسی کو کبھی بھی نہیں نصیب ہوتے بسوائے اس شخص کے جو اپنے آپکو شاک و شبہ دور کر کے پورن برہم شُدھ سچدانند، نت مُکت جانتا ہے۔ جو سب جگہ اپنے ہی سروپ کو دیکھتا ہے۔ کیوں ہلے گا اس کا دل۔ جو ایک آتم دیو کے علاوہ کچھ اور دیکھتا ہی نہیں؟ بڑی ہیبت ناک بُلند آواز ہوئی، پر شیر کیوں ڈرے، وہ تو شیر کی اپنی ہی گرج تھی۔ لوہا تلوار کے جوہروں سے کیا خوف مانے۔ وہ تو اُسی کی تیز آب و تاب ہے۔ آگ اپنے شعلے سے آپ کیوں خائف ہو؟ تارے ٹوٹ پڑیں۔ سمندر جل اُٹھے ہمالیہ اُڑتا پھرے۔ سورج مارے سردی کے برف کا گولہ بن جائے۔ آتم درشی گیان وان

(اوم)

کو کیا حیرانگی ہوسکیگی جس کے حکم سے کچھ بھی باہر نہیں ہو سکتا ہے۔

तत्र को मोहः का शोक एकत्वमनुपश्यतः ॥ (ईश० उप० ७)

اس کو شوک اور موہ کہاں۔ جبکہ وہ ایک ہی ایک دیکھ رہا ہے۔
سورج اُسی کے حکم سے چلتا ہے، اندر اسی کا پانی بھرتا ہے۔ ہوا اُسی کا قاصد ہے۔ اُسی کے آگے دربار میں ماتھے رگڑتے ہیں۔ راجے مہاراجے۔ دیوی۔ دیوتا۔ وید کتاب جو کچھ بھی ہے۔ ایک آتم درشی کا سنکلپ ماتر ہے۔ ہر سہ عالم و ہر چہار طبقات زندگی (جمادات۔ نباتات۔ حیوان۔ انسان) جنگل ہیں جن پر رونق صرف ایک جنیتن پُرش روپ گیان وان (عارف کامل) کی ہے۔ ترلوکی لالٹین ہے جس میں جیوتی رُوپ گیانوان ہے۔ یعنی ہر سہ عالم بمنزل ایک فانوس کے ہیں۔ عارف بمنزل ایک شمع کے۔ چودہ طبق عالم ایک جسم ہے جس کی جان عارف ہے۔ بس وہی ست یا حق ہے اور کچھ بھی نہیں۔
زمین غلہ پیدا کرتی ہے۔ کہ کبھی برہم نشٹھ (عارف کامل) کے قدم پڑیں۔ موسم بدلتے ہیں۔ کہ کبھی آتم سروپ مہاتما کے درشن نصیب ہوں یعنی دیوتاؤں، انسانوں اور ناگوں کی عورتوں کو پیٹ میں بوجھ اُٹھانے پڑے۔ ذرہ ذرہ سہنے پڑے۔ اُس ایک عارف کو ظاہرہ دیکھنے کے لیے جو پیدائش اور موت سے مبرا ہے۔ دُنیا کے راج کاج اس کے لیے تھے۔ وہ آیا۔ تو راج کاجوں کی ڈیوٹی پوری ہوگئی۔ گھر بنتے رہے تھے کپڑے بنے اور پہنے جاتے تھے۔ برہم نشٹھ کی تشریف آوری کے لیے۔ وہ آیا۔ ساری محنتوں کا ثمرہ مل گیا۔ ریلیں چلتی تھیں۔ جہاز تیرتے تھے۔ کبھی برہم نشٹھ تک پہونچنے کے لیے یدھ (جنگ) ہوتے تھے۔ لوگ مرتے تھے۔ کبھی جیون مُکت کی بھلائی کے لیے۔ طرح طرح کے وکاس کا کھیل (Evolution) ایک عارف پیدا کرنا تھا۔ اُپاسنا۔ پرارتھنا۔ بھگتی، ناک رگڑنا۔ آنکھ آنسو رونا۔ پریم کی زردی کب تک تھی۔ جب تک گیان کی لالی نہیں آئی۔

پرسنکھیاں (نظر ثانی)

ابھید اُپاسنا کی وِدھی۔ منن ندھیاسن

شاستروں میں سے اُن واکوں کو چن لیا جو من میں کھبتے ہیں۔ دل میں چبھتے ہیں۔ اور اُن کو گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر حسب ذیل طریقے سے عمل میں لائے۔ جیسے شنکر کے آتم پنچک ستوتر کو لے لیا۔

नाहं देहो नेन्द्रियाण्यन्तरङ्गं । दारापत्यं क्षेत्र वित्तादि दूरः ।
नाहंकारः प्राणवर्गो न बुद्धिः । साक्षी नित्यः प्रत्यगात्मा शिवोऽहं ॥

نہیں دیہہ اندریہ نہ انتہ کرن
نہیں کھیتر گھر بار ناری نا دھن

نہیں بدھی، ہنکار یا پران من،
میں شیوہوں ہوں ساکشی، چدانند گھن

اوم

جو کہ پدا مصرع کو بار بار دُہرایا اور اسے دِل کے خیال سے دُہراتے گئے۔ یہاں تک کہ من ساکن ہوجائے بیشک ایسی تحقیقات سے جیو، پرماتما، وکلپ (وہم) کو کبھی خواب میں بھی گنجائش نہیں۔ میں جسم وغیرہ نہیں، تب جسم کے وہم کو اپنے میں کیوں آنے دونگا؟ دیہہ ابھیمان (خیال انانیت) کرنا دلیل کے خلاف چلنا ہے۔ بالکل نادانی ہے، بے عقلی ہے۔

میں شو ہوں۔ میں شو ہوں چدانند گھن

یہ تنک وید ویدانت کی آخری نچوڑ اور کچھ نہیں۔ وید اور ست شاستر مجھ کو جسم وغیرہ سے الگ بتاتے ہیں۔ میرا اپنے تئیں جسم وغیرہ ماننا ڈھور نا سنک یا کافر بننا ہے۔ یہ گناہ میں کیوں کروں؟

میں شو ہوں۔ میں شو ہوں چدانند گھن

گورو جی نے مجھے اپنے ساکھشاتکار (انکشاف ذات) کے بل سے کہا۔ "میں جسم وغیرہ نہیں" پھر میرا دیہہ ابھیمان (خیال جسمانیت) رکھنا قابل التعظیم مرشد کے منہ اور زبان پر جوتے مارنا ہے۔ ہائے یہ پاپ میں کیوں کروں۔

میں شو ہوں۔ میں شو ہوں چدانند گھن

جسم وغیرہ کی تکالیف اور تعلقات۔ لوگوں کے حسد و بغض۔ مذمت اور عزت سے مجھے کیا؟ کوئی بُرا کہے۔ کوئی بھلا کہے میں ایک نہیں مانوں گا۔ جو آپ بھولے ہوئے ہیں۔ اُنکا کیا بھروسہ؟ کیول شاستر اور پرمان ہی مانیہ ہیں۔ مجھ میں کوئی تکلیف نہیں کوئی ستم نہیں۔ حسد و نفرت نہیں۔ رغبت نہیں۔ پیدائش نہیں موت نہیں۔ تن نہیں من نہیں۔

میں شو ہوں۔ میں شو ہوں چدانند گھن

ماں چھوٹے بچے کو آم کا پھل کھیلنے کو دیتی ہے۔ بچہ حسب دستور ہاتھ سے پکڑ کر منہ کے پاس لے جاتا ہے۔ اور لگتا ہے چوسنے۔ چوستے چوستے آخر وہ پھل پھوٹ پڑا۔ اور بچے کے ہاتھ پر۔ منہ پر۔ کپڑوں پر رس ہی رس پھیل گیا۔ اب نہ تو کپڑے یاد ہیں۔ نہ ماں یاد ہے۔ نہ ہاتھ منہ کا ہوش ہے۔ رس ہی رس ہو رہا ہے۔ اُسی طرح شرتی ماتا کا دیا ہوا یہ مہاواکیہ کی صورت میں پکا ہوا آم کا پھل گوشۂ تنہائی میں دل کی تہ کے ساتھ دہراتے دہراتے آخر پھوٹ پڑتا ہے۔ اور پرمانند سمادھی آجاتی ہے یعنی سرورِ ذات کی محویت طاری ہوجاتی ہے۔

جب سب دیش (مقام و مکان) اپنے آپ میں پانے لگے۔ تو پردیش یعنی دُور کیا رہا؟ اور گھر بار کے متعلق فکر کیوں اُٹھے؟ جب سب کال (زمانوں) میں اپنے تئیں دیکھا۔ تو کل پرسوں وغیرہ کی فکر کہاں رہی؟

جب سب وستو (انسان اور اشیاء) سچ مچ اپنی ہی ذات جانے گئے تو یہ دھڑکا کیسے ہو کہ ہائے! فلاں شخص مجھے کیا کہتا ہوگا۔ جب کارن کاریہ سنتا (علت و معلول کی حقیقت) خود آپ ہوئے تو چت برتیوں کا بیڑا کیسے نہ ڈوبے من پارہ کھائے ہوئے چوہے کی طرح ہلنے جھلنے سے رہ جائے گا۔ گویا من کے بچے ہی مرگئے پھر سمادھی تو خود ہونی ہی ہوگی۔ سہ

کیا سوچے کیا سمجھے رام
تین کال کا واں کیا کام

کیا سوچے کیا سمجھے رام
تین کال نہیں اُپجا دھام

نتیہ ترپت سُکھ ساگر نام
کیا سوچے کیا سمجھے رام

اس سر سے گذر جانے میں جو لذت، شانتی اور طاقت آتی ہے۔ وہی جانتا ہے جو اس مزے کو چکھتا ہے۔

پیتا ہوں نور ہردم جام سرور پیہم
ہے آسماں پیالہ وہ شراب نور والا

ہے جی میں اپنے آتا وہی جو ہے جسکو بھاتا
ہاتھی غلام گھوڑے، زیور زمین جوڑے

لے جو ہے جس کو بھاتا، مانگے۔ بغیر داتا
پیتا ہوں نور ہردم جام سرور پیہم

اوم

ہر قوم کی وحدتیں، محبت کی التجائیں
جیسے اڑاتی گھٹائیں، ہنگال سے گھر کو آئیں
آتی ہیں پاس سب کیا دیر کیا سویرے
پیتا ہوں نور ہر دم ....

سب خواہشیں نماز، پوجا، کرم اور فرائض
ہاتھوں میں ہے گھماتا، دنیا ہوں یوں بناتا
ہاتھوں میں تیا ہوں پھیرتا، ستارے جیسے اینٹیں
پیتا ہوں نور ہر دم ....

دنیا کے سب بکھیڑے، جھگڑے فساد جھیڑے
گویا گلال ہیں یہ، سرمہ مثال ہیں یہ
ٹل ہی نہیں ہیں سکتے، نہ ذرہ بدل سکتے
پیتا ہوں نور ہر دم ....

نیچر کے لاز سارے، احکام ہیں ہمارے
ہیں دست دیا ہر اک کے مرضی پہ میری چلتے
کیا مہر کیا ستارے ہیں، سب انکے اشارے
پیتا ہوں نور ہر دم ....

کشش ثقل کی قدرت میری ہے مہر والفت
بجلی شفق انگارے سینے کے ہیں شرارے
ہے نگاہ تیز میری اک نور کی اندھیری
پیتا ہوں نور ہر دم ....

میں کھیلتا ہوں ہولی، دنیا ہے گینہ گولی
خواہ اس طرف کو پھینکوں خواہ اُس طرف ہٹا دوں
پیتا ہوں جام ہر دم، ناچوں مدام دھم دھم
دن رات ہے ترنم، ہوں شاد و رام بے غم

پیتا ہوں نور ہر دم جام سرور پیہم

اوم! اوم!! اوم!!!

راقانون

ادوم

ابھید اُپاسنا

(از۔ ویدانت کیسری سوامی وویکانند جی۔ برہم لین)

اس پرتھوی کی آبادی کے نوّے فیصدی انسان بھید اُپاسنا کرتے ہیں یعنی اپنے آپکو ایشور کا سیوک۔ داس یا بھکت سمجھتے ہوئے اُس کی اُپاسنا، پوجا اور بھکتی کرتے ہیں۔ یوروپ، امریکہ اور مغربی ایشیا کے لوگوں کا یہی مذہب ہے۔ اور ہمارے دیش میں عام جنتا کا بھی دھرم ہے۔ بہت لوگ ڈر سے یہ اُپاسنا کرتے ہیں۔ اور کچھ پریم کے بس ہو کر۔ یہ سب دویت وادی کہلاتے ہیں۔ یہ دویت واد یا بھید اُپاسنا ابتدائی اوستھا میں اکثر ضروری ہوتی ہے۔ اور مجھے اس کی بہت سی باتیں پسند ہیں مثلاً ہر چیز کو ایشوری کی سمجھنا ایشور سے صرف پریم کرنا اور کچھ نہ مانگنا۔ اپنے آپ کو ایشور کے حوالے کر کے بے فکری کی زندگی گذارنے کی کوشش کرنا وغیرہ۔ لیکن یہ سب اونچی اُپاسنا کی باتیں نہیں۔ اور اصلی سچائی سے یہ دویت وادی ہمیشہ دور ہی رہتے ہیں۔ اس بھید اُپاسنا کے کئی نقصوں پر مجھے خاص اعتراض ہیں۔ جب یہ لوگ اپنے آپکو پاپی، کمزور اور موکھ وغیرہ کہتے ہیں اور ہر سمے ایشور کے آگے یہی رٹ لگائے رہتے ہیں۔ تو میں دیکھ نہیں سکتا۔ یہ خیالات بڑے خطرناک سنسکار پیدا کرتے ہیں اور انسان کے من کو اتنا کمزور اور اسکی قوتِ ارادی کو اتنا ناقص بنا دیتے ہیں کہ اس کیلئے اصلی سچائی کو گرہن کرنا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔ میں ایسی ہر تعلیم کے سخت برخلاف ہوں، جو کمزوری پیدا کرتی ہو

طاقت شکتی اور بل۔ ہماری زبردست ضرورت ہے۔ طاقت ہی دنیا کی بیماری کی اوشدھی ہے۔ ایک غریب آدمی کو امیر کے ظلم سے بچنے کیلئے۔ ایک ان پڑھ کو ودوان کے دباؤ سے باہر نکلنے کے لئے اور پاپیوں کو دوسرے پاپیوں کے ظلم سے بچنے کے لئے طاقت یا بل ہی ایک بہت بڑی دوائی ہے۔ دنیا کی اور کوئی چیز ہمیں اس قسم کی طاقت عطا نہیں کر سکتی، جیسا ادویت کا وچار اور سدھانت۔ ہمارے آچار اور اخلاق کو اونچا اٹھانے کے لئے ادویت ہی بہترین ذریعہ ہے۔ میں آپ سب کو چیلنج کرتا ہوں۔ کہ ادویت کے سدھانت کو اپنا کر ابھید اُپاسنا کا ابھیاس کریں۔ اور دیکھیں کہ آپ کا کیرکٹر اور خصلت کتنی جلدی تبدیل ہوتی ہے۔ اور انتہ کرن کتنی تیزی سے شدھ ہوتا ہے۔

یہ ابھید اُپاسنا ہی ویدانت کی پرارتھنا ہے۔ جو کہ ہم کو ہر وقت کرنی چاہئے۔ اور وہ اس پرکار کی ہوتی ہے۔

"میں شدھ پوتر آنند روپ آتما ہوں۔ میں امر ہوں۔ اس لئے مجھے موت کا ڈر نہیں۔ میری نہ کوئی ذات ہے نہ فرقہ، نہ نر ہوں نہ مادہ نہ میرا کوئی پتا ہے نہ ماتا۔ نہ بھائی نہ دوست نہ دشمن کیونکہ میں ست چت آنند روپ ہوں۔ میں آنند روپ ہوں۔ نہ میں نیکی بدی ا[illegible] شادی غمی کے بندھن میں ہوں۔ اور نہ ہی تیرتھ، گرنتھ اور رسومات مجھے اپنی قید یا بندھن میں رکھ سکتے ہیں۔ مجھے نہ بھوک ستا سکتی ہے نہ پیاس۔ یہ شریر میرا نہیں اور نہ ہی شریر کی تبدیلیاں (بچپن، جوانی اور بڑھاپا) مجھ پر کوئی اثر کرتی ہیں۔ میں ست چت آنند ہوں میں آنند روپ برہم ہوں"۔

صرف یہی ایک طریقہ منزل پر پہنچنے یعنی برہم پراپتی کا ہے۔ کہ ہم اپنے آپ کو اور دوسروں کو بھی یہی کہیں کہ ہم ایشور کا ہی روپ

(اوم)

ہیں۔ جُوں جُوں ہم اس کو دہراتے جائیں گے۔ ہمارے اندر طاقت بڑھتی جائے گی جو پہلے پہل ایسا کہنے سے جھجکتا ہے۔ وہ بھی کہ جائے۔ آہستہ آہستہ اس کی طاقت بڑھے گی اور آخرکار یہ سچائی اس کی رگ رگ میں اور نس نس میں پرویش کر جائیگی اس کے پرویش سے اگیان کے موٹے پردے ناش ہو جائیں گے اور گیان کا سورج چمکے گا۔

لیکن جب یہ بات لوگوں کو بتائی جاتی ہے۔ تو جواب ملتا ہے۔ سوامی جی یہ بات تو ٹھیک ہے لیکن یہ سدھانت سنیاسیوں کے لئے ہے۔ جنہوں نے دُنیا کو چھوڑ دیا ہے۔ اور جنگلوں میں رہتے ہیں۔ انکے لئے یہ بالکل ٹھیک ہے۔ مگر ہم تو غریب "گرہستی" ہیں سب کو ضرور کسی قسم کا ڈر ہونا چاہیئے اور ہماری اُپاسنا بھی دھارمک رسومات کے مطابق ہی ہونی چاہیئے۔ سب سے بڑی دلیل جو لوگ دیتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ یہ کہنا کہ میں شدھ پوتر اور آنند روپ ہُوں "تو سچ ہے لیکن اپنے جیون میں ہمیشہ اس کا اظہار نہیں کیا جا سکتا۔ ان لوگوں کی کائرتا کم ہمتی اور ڈر کا یہی کارن ہے کہ دوہیت کے وچاروں نے عرصہ قدیم سے لوگوں کے دلوں پر تسلط جما رکھا ہوا ہے اور اُنکو بہت کمزور بنا دیا ہے۔ اب نئے تجربہ کی ضرورت ہے۔ پرانے توہمات کو چھوڑو اور ادویت کی حقیقی سچائی کو گرہن کرنے کیلئے اپنے دل کو کشادہ کرو! اور پھر اس کا نتیجہ دیکھو۔ اگر چشمہ کا صاف پانی پینے کے لئے پہاڑ پر چڑھنا مشکل معلوم ہوتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ نیچے تالاب کے گندے پانی کو ہی استعمال کرتے رہو۔

وید کہتے ہیں۔ "جگت میں ایک ہی چیتن ستا۔ ایک ہی ہستی ہے۔ جو سدا آنند روپ بسر و دیا یک رتر گیہ اور جنم مرن سے رہت ہے اس کے حکم سے آکاش پھیلتا ہے۔ ہوا سانس لیتی ہے سُورج چمکتا ہے، اور تمام جاندار زندہ رہتے ہیں۔ وہ تمہارے آتما کا بھی آتما یعنی انترآتما ہے تم اسکے ساتھ ایک ہو" شرتی پکار کر تمہیں کہتی ہے तत्त्वमसि تت توم اسی یعنی وہ ستا یا برہم تم ہی ہو۔

جہاں دو ہوں گے وہاں ڈر خطرہ۔ لڑائی اور جھگڑا ہوگا جب سب ایک ہی ہے۔ تو کس سے دویش کریں اور کس سے جھگڑا کریں جب سب برہم یا پرماتما ہی ہیں تو تم کس سے لڑ سکتے ہو۔ یہی زندگی اور ہستی کی اصلی سچائی ہے جب تک تم سب کو علیحدہ علیحدہ دیکھتے ہو تو دُکھی ہو۔ شرتی کہتی ہے۔ کہ اس جگت میں جو شخص کثرت میں وحدت دیکھتا ہے۔ اور ہمیشہ تبدیل ہونے والی دنیا میں اُس پرماتما کو دیکھتا ہے وہی مکت ہے۔ اور بھاگیہ شالی ہے، وہ منزل تک پہونچ گیا ہے۔ اس لئے سمجھو کہ تم وہی برہم ہو۔ یہ خیالات کہ میں مرد ہوں۔ یا استری ہُوں۔ بیمار ہُوں یا تندرست ہُوں، کمزور ہوں یا طاقتور ہُوں۔ میں پریم کرتا ہُوں یا نفرت کرتا ہُوں۔ یہ سب بھرم ہیں۔ ان سب کو باہر نکال دو۔ تمہیں کمزور کون بناتا ہے۔ تمہیں ڈر کون دیتا ہے۔ تم ایک ہی ہستی سنسار میں ہو۔ اُٹھ کھڑے ہو جاؤ۔ اور اپنی آزادی کو محسوس کرو۔ دُنیا میں بدی کہیں نہیں ہے۔ صرف جو باتیں انسان کو کمزور بنا کر ڈر پیدا کرتی ہیں وہی ایک بدی ہے جس سے بچنا ہے۔

تمہیں کونسی چیز خوفزدہ کر سکتی ہے۔ اگر سورج نیچے گر پڑے۔ چاند کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں تو تمہیں کیا۔ تم چٹان کی طرح اٹل ہو۔ تمہارا ناش نہیں ہو سکتا۔ تم آتما ہو۔ برہمانڈ کا ایشور ہو۔ کہو میں ست چت آنند ہُوں سوہم اور شیر ببر کی طرح دھاڑ لگاتے ہوئے اپنی زنجیروں کو توڑ دو۔ اور پنجرے کو پھوڑ دو۔ اور ہمیشہ کیلئے آزاد ہو جاؤ۔ صرف اگیان۔ دھوکا اور بھرم تم کو ڈراتے ہیں۔ اور کوئی چیز تم کو باندھ نہیں سکتی۔ تم شدھ اور آنند سے بھرپور ہو۔

بیوقوف۔ بدھو لوگ تم کو کہدیتے ہیں۔ کہ تم پاپی اور گناہ گار ہو۔ اور تم ایک کونے میں بیٹھ جاتے ہو۔ اور روتے ہو۔ تمہیں پاپی کہنا بے وقوفی۔ شرارت اور صاف بدمعاشی ہے۔ تم سب برہم ہو۔

(نوٹ)۔ پاٹھک یہ نہ سمجھ لیں کہ مترجم نے اوپر کے فقرے میں سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اس لئے سوامی جی کے انگریزی کے فقرے نیچے دیئے جاتے ہیں)

(اوم)

"Silly fools tell you that you are sinners, and you sit down in a corner and weep. It is foolishness, wickedness, downright rascality to say that you are sinners. You are all God.

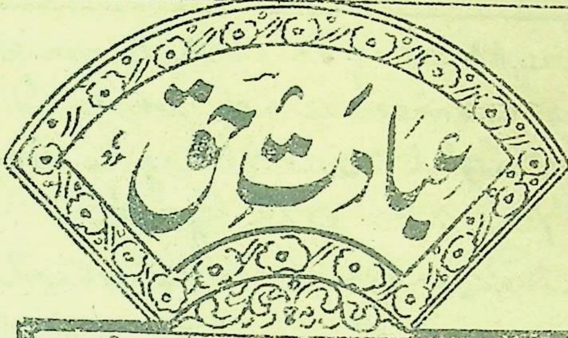
کیا یہ ٹھیک نہیں کہ تم پرماتما کو دیکھتے ہو۔ اور اس کو انسان کا نام دیتے ہو۔ اٹل ایک رس سدھانت پر کھڑے ہو جاؤ۔ اور اپنی تمام زندگی کو اسی سانچے میں ڈھال دو۔

پاپ یا بدی کوئی چیز نہیں۔ سنسار کے اندر سادھو بھی اور گنہگار بھی سب با خبر یا بے خبر برہم پراپتی کی چڑھائی پر سفر کر رہے ہیں۔ اور مایا نے انکے راستے میں گڑھے کھودے ہوئے ہیں۔ اور پتھر رکھے ہوئے ہیں۔ جو شخص زیادہ بار گرتا اور ٹھوکر کھاتا ہے۔ اس کو ہم برا کہہ دیتے ہیں۔ اور جو تھوڑی ٹھوکریں کھاتا ہے اسکو ہم نیک کہہ دیتے ہیں۔ گرتے سنت بھی ہیں۔ اپنی زندگی میں بہت دفعہ گرا ہوں لیکن میں اپنا گرا دینوں کے لیے شرمندہ نہیں کیونکہ وہ گرا دینے ہی مجھے اس اوستھا تک لے جانے کا موجب بنی ہیں۔ گراوٹیں اور ٹھوکریں جنکو تم پاپ یا گناہ کہتے ہو۔ رہبر کا کام کرتی ہیں۔

بہت دفعہ میرا انتر پر موت کے مُنہ میں پڑا ہے۔ بھوکا رہا ہے۔ پاؤں پھٹے ہیں۔ اور انتہائی تھکاوٹ آئی ہے۔ لگاتار کئی دن تک مجھے کھانا نہیں ملا۔ اور اکثر میں ایک قدم بھی نہ چل سکتا تھا۔ میں درخت کے نیچے بیٹھ جاتا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب پران نکلے نہ بول سکتا تھا نہ وچار کر سکتا تھا۔ آخر میں میرا من اس وچار پر لوٹ آتا۔ مجھے ڈر کہاں ہے کیسے مر سکتا ہوں سوہم۔ یہ تمام سنسار مجھے کچل نہیں سکتا۔ وہ تو میرا داس ہے۔ مجھے نہ کبھی بھوک لگتی ہے نہ پیاس ہے میں تو برہم ہوں۔ اے بادشاہوں کے بادشاہ اور ایشوروں کے ایشور تو اپنی حکومت چلا۔ اور کھوئی ہوئی سلطنت پھر سے حاصل کر۔ میں اور بیچ میں کھڑا ہو جاتا "ایسا وچار لوٹ آنے پر میرے شریر میں نئی زندگی اور طاقت آ جاتی۔ اور میں اٹھ کھڑا ہو جاتا۔ اور اب جیتا جاگتا ہوں۔ اسی طرح جب جب تکلیف کا حملہ ہو۔ تو اپنے آتما کی حکومت چلاؤ۔ مخالف حالات نشٹ ہو جائیں گے۔ مصیبتیں پہاڑ جیسی کیوں نہ ہوں سب جگہ اندھیرا ہی دکھائی دینے لگا ہو یہ سب مایا ہے۔ آتما کی حکومت کے سامنے ٹھہر نہیں سکتی۔ ڈرو مت۔ فکر نہ کرو۔ آگے بڑھو۔ بار بار اپنی حکومت چلاؤ۔ کسی کی بھی پرارتھنا کرو۔ تمہیں کون آ کر مدد دیگا۔ صرف اکھنڈ اُپاسنا کا ابھیاس کرو۔ پھر تم دُنیا کے شہنشاہ ہو۔

آنسو درد سے بھری ہوئی پیالی کو پیو۔ جب ہاتھ کام کرتے رہیں۔ تو من کو کہنا چاہیئے "سوہم سوہم"، سوچو تو یہی سوچو۔ خواب دیکھو تو اسی کا۔ یہاں تک کہ یہ تمہاری ہڈیوں کی ہڈی اور گوشت کا گوشت بن جائے۔ دور کمزوری۔ دکھ اور برائیوں کے سب بھیانک خواب بالکل غائب ہو جائیں۔ پھر تم دیکھو گے کہ وہ پرماتما یا برہم جس کی تلاش تم مندروں اور شوالوں میں تیرتھوں اور جنگلوں میں آسمانوں میں اور زمین پر کرتے تھے وہ تمہارے نزدیک سے بھی نزدیک۔ تمہارے اندر تمہارا آتما۔ تمہارا اپنا آپ ہی ہے۔ جسے ملنے کے لیے تم مندروں میں جا کر دنڈوت اور پرارتھنا کرتے تھے۔ تم اُسکے ساتھ ابھید ہو۔ تم خود وہی ہو۔ ست توم اسی"

(اوم تت ست)



شری خلیق صاحب بڈھانوی

عبادت قربِ حق کی راہ انساں کو دکھاتی ہے
عبادت قطرے کو سمندر سے ملاتی

عبادت دائمی راحت کی صورت گنگناتی ہے
عبادت اک خوشی بن کر دلوں کو گدگداتی

عبادت حق و باطل سے ہمیں آگاہ کرتی ہے
عبادت فانی دنیا کے علائق سے چھڑاتی

عبادت خاک کو بھی ایسا درجہ بخش دیتی ہے
فلک کے رہنے والوں کو بھی جو نیچا دکھاتی

مٹا کر تیرگی مکر و ریا و ظلم کی دل سے
عبادت نورِ حق سے دل کو تابندہ بناتی

عبادت اطمینانِ قلب کرتی ہے عطا دل کو
عبادت ہر شعورِ خام کو کیسے پکاتی

عبادت کاشفِ اسرارِ حق ہے اے جہاں والو
عبادت رازِ سربستہ کو وا کر کے دکھاتی

عبادت کھول دیتی ہے زمیں کی ساری گہرائیاں
عبادت آسمانوں کی خبر ہم کو سناتی

عبادت سب خیالاتِ کہن و نو کو مٹاتی ہے
عبادت پریم اور الفت کی گنگا سی بہاتی

عبادت پھونک دیتی ہے تمیزِ مذہب و ملت
عبادت آشتی اور امن کے ہی گیت گاتی

عبادت میں گلوں کی اور نہ شکووں کی ہے گنجائش
عبادت پھول کی مانند ہر دل کو ہنساتی

عبادت ہی میں مخفی ہے نجاتِ دائمی اپنی
عبادت ہی تو ہم سب کو گناہوں سے بچاتی

عبادت ہی اخوت کی ہمیں راہیں دکھاتی ہے
عبادت ہی مروت کے نئے نغمے سناتی

عبادت ہی بُرے افعال سے دل کو بچاتی ہے
چلن کی پستیوں سے یہ عبادت ہی اٹھاتی

ہوائے طلبِ زر سے دور رکھتی ہے بنی نوع کو
عبادت ہی تو تسلیم و رضا و صبر لاتی

بھٹکتے ہی رہو گے یونہی دلبر ڈھونڈنے والو
عبادت ہی حریمِ یار کا رستہ بتاتی

صفا و صدق و تسلیم و رضا و ترک و حق بینی
عبادت ہی تو یہ انمول سے موتی لٹاتی

خلیق اپنا قلم عاجز۔ بیاں عاجز لکھوں تو کیا؟
عبادت وہ دوا ہے جو ہر اک غم سے چھڑاتی ہے

(اوم)

جو ان کا دھیان دھرتا ہے وہ اسکا دھیان کرتے ہیں
پریم جانتی کی پرواہ وہ انگوں کا مان کرتے ہیں

پریمی بھگتوں کی اپنے اپنی شان کرتے ہیں

شعر

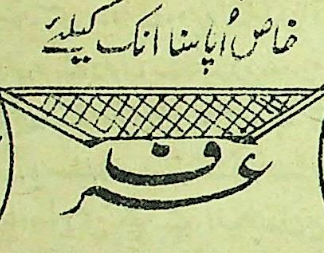
(اُپاسیہ اور اُپاسک کا سمبندھ)

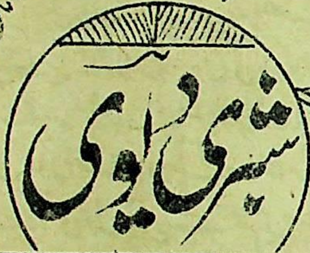
سچی اُپاسنا کا پھل۔ سچے اُپاسک کی شان،

(پہلی دفعہ ناٹکی دنیا میں آنیوالا اچھوتا اور انوکھا ڈرامہ صدیوں کی چھپی ہوئی داستان

خاص اُپاسنا انک کیلئے







از قلم حقیقت رقم مصور جذبات اوم آشرت سوامی الکھنند آتم آنند جی پارس پریم ہنس ستیاسی

پرارتھنا

تو مکھ سے سدا اُچاری ہی شبری کرشن ہرے شبری رام ہرے
ہے سار جگت میں ساری ہی شبری کرشن ہرے شبری رام ہرے

معشوق یہی دلداری ہے جوبن کا آدھاری ہی
بے پردہ پردہ داری ہی شبری کرشن ہرے شبری رام ہرے

ہے دین یہی داتاری ہے پالن مارن ہاری ہی
ہے کرتا سب سنساری ہی شبری کرشن ہرے شبری رام ہرے

ہے میراں کی سرکاری ہے دروپدی کار کھواری ہی
ہے سارتھی کا ہتیاری ہی شبری کرشن ہرے شبری رام ہرے

ہے نرسی کا داتاری ہے سانول شاہ ساہوکاری ہی
ہے سکھیوں کی جھنکاری ہی شبری کرشن ہرے شبری رام ہرے

یُگ یُگ میں لے اوتاری ہی ساکاری ہی نراکاری ہی
پارس شبری کا ہے پیاری ہی شبری کرشن ہرے شبری رام ہرے

پہلا سین (نٹ اور نٹی کا آنا)

۔ بھگوان آج کی پرارتھنا پریم کا پروا بہا رہی ہے، جنتا دل ہی دل میں جھوم جھوم کر اب تک گا رہی ہے۔ کیا آج کوئی کھیل بھی ایسا ہی کھیلا جائے گا جس سے رسک سماج ہچکولے لے کر پریم کے گیت گائے گا۔

۔ دیوی! ایسا ہی ہوگا آج پریم کا گیت کھید بتایا جائے گا۔ صدیوں کی چھپی ہوئی داستان سے پردہ اُٹھایا جائے گا اور حاضرین کو یہ اوبھت نظارہ دکھایا جائے گا۔ کہ پریتم (اُپاسیہ) پریمی (اُپاسک) کی جات پات نہیں جانتا ہے۔ وہ تو فقط پریم (اُپاسنا) ہی کا ناطہ مانتا ہے۔ بس

بڑے پن جاتی دھن کا کیا پرکھو بے کار سمجھے ہے۔
بڑے پن پریما بھگتی کا ہری سرکار سمجھے ہے

۔ ذرا کھول کر بتا دیجئے۔ کچھ مختصر سی کہانی سُنا دیجئے۔

(اوم)

نٹ :۔ آج مجسّم اُپاسنا شری شبری دیوی (بھیلنی) کی وچتر اُپاسنا کا درشیہ دکھایا جائے گا۔ اور بتایا جائیگا کہ کس طرح بھگت وتسل بھگوان سچے اُپاسکوں کا مان بڑھاتے ہیں۔ اپنے پریمیوں کی شان بڑھاتے ہیں۔

نٹی ۔ سچ مچ بھیلنی کی داستان محبت ہے بھیلنی کی شان بڑھانا شانِ محبت ہے۔ درحقیقت بھگوان بھی بھگوانِ محبت ہے لیکن ایسی داستان کا لکھنے والا کون سا نگہبانِ محبت ہے۔

نٹ :۔ اجی وہی پریم دیوانہ مشہور زمانہ ڈاکٹر پارس ورمانی جویلوی۔ جنکے بے مثال ڈراموں بھرت کا بھراتری پریم۔ پاپ کا باپ، دیوالی راوندھکا۔ آنسو۔ دیوگی رام۔ تیاگی رام، ویر ابھیمنیو، ستی ساوتری، ویربالا جیندی اوتار، پورن گورو وغیرہ وغیرہ نے ناٹکی دنیا میں تہلکہ مچا دیا تھا۔ پرانے ڈرامہ نویسوں کی یاد کو عوام کے دلوں سے بھلا دیا تھا۔ پاکستان بن جانے اور ہندوستان ہجرت کر آنے کے بعد اب تک گوشہ نشین رہے۔ مگر شری نند جی ایڈیٹر اوم بھی بھولے نہیں رہے۔ آخر انہیں خواب سے جگا ڈالا گوشہ نشینی سے کھینچ نکالا۔ اور امسال اوم کے سالنامہ اُپاسنا انک کے لئے ڈرامہ پریم دیوانی عرف شبری دیوی لکھوا ڈالا۔

نٹی ۔ پارس جی کی تحریر واقعی دلپذیر ہے۔ قلم میں جادو کی سی تاثیر ہے۔ اب جلدی پردہ اٹھائیے اور درشیہ دکھائیے۔

نٹ ۔ بہت اچھا!

(نٹ اور نٹی کا جانا) (ڈراپ سین)

دوسرا سین (جنگل)

(شبری کا دیوانہ وار بڑبڑاتے نظر آنا)

شبری)۔ ہیں اتنا غضب! اتنا اندھیر! ایک کنیا کے بیاہ پر اتنی ہتیا۔ سینکڑوں زندگیوں کا خون! کیا؟ اس کا حساب نہیں ہوگا۔ دوسروں کا خانہ خراب کرنیوالوں کا خانہ خراب نہیں ہوگا؟ ہوگا! اوشیہ ہوگا! میں تو اب نہ گھر جاؤنگی۔ نہ ہی بیاہ کراؤں گی! اب تو جگت پتی کو پتی بناؤں گی ...... اری پگلی! وہ تجھے کب اپنائیں گے اپنا بنائیں گے۔ تو نیچ جات استری اور اتی کشل منا اور بنانا چاہے جگت پتی کو اپنا پتی! کہاں! دھرت کہاں آکاش۔ کہاں کا رہنا کہاں کی آس! نہیں نہیں! وہ دیالو ہیں کرپالو ہیں اپنالیں گے لیکن کہیں نظر بھی آئیں گے تو! درشن بھی ہو جائیں گے تو! ہونگے اوشیہ ہونگے! جس نے ڈھونڈھا اس نے پایا۔ آپ گنوائیے تاں شوہ پائیے۔ جنگل کا کونہ کونہ چھانونگی۔ پتہ پتہ دیکھونگی۔ اس ہستی کی تلاش میں اپنی ہستی تک مٹا دونگی لیکن اس ہستی کو کہیں نہ کہیں سے ڈھونڈھ نکالونگی ...... ابھی گھر یا آئیں گے ڈرائیں گے، دھمکائیں گے مار پیٹ کر باندھ کر گھر لے جائیں گے نہیں نہیں ہرگز نہیں جو بندھن توڑ چکا اُسے کون باندھ سکتا ہے۔ جو گھر بار چھوڑ چکا۔ اُسے کون ڈانٹ سکتا ہے۔

(گانا)

سجن جس کا رکھویر ہے اُسے دشمن کا ڈر کیا ہے
جو اُس کے نام لیوا ہیں انہیں خوف و خطر کیا ہے

لگی جن کو لگن سر اُن کمل چرنوں پہ دھرنے کی
اُٹھا سکتا خلاف اُنکے بھلا کوئی بھی سر کیا ہے

عنایت کی نظر جن پر وہ پریتم پیار رکھتا ہے
بِن پریتم کے سوا اُن کو بھلا آتا نظر کیا ہے

مِرا دکھ تک جب ہوگا وہ جو دکھ شاک ہے زمانہ کا
ڈرائے یا کہ دھمکائے بھلا تاب بشر کیا ہے

نہ روٹھے روٹھنے والا جو اس ناچیز شبری سے
ستا سکتا جہاں سارا یہ پارس روٹھ کر کیا ہے

(شبری کا گاتے گاتے گھنے جنگل میں چلے جانا)

(ڈراپ سین)

اوم

تیسرا سین (آشرم متنگ رشی)

(متنگ رشی کا سوچ بچار میں غرق نظر آنا)

متنگ۔ (دل ہی دل میں) حیرانی ہے۔ پریشانی ہے۔ اس بھیانک جنگل میں ایسا کون سا اُپکاری جیو آتا ہے جو اتنی رات رہتے ہوئے میرے سوتے ہوئے خونخوار جنگلی جانوروں کا خوف بھلا کر اس آشرم میں کئی دن سے روزانہ آکر سوکھی لکڑیوں کا گٹھا دھر جاتا ہے اپنی گیت کریا نہ سامنے آنا نہ پرسنشا کرانا۔ کوئی بہت ہی تجربی تپسیہ آتما ہے.......... بہو نہ ہو آج رات بھر جاگ کر اُسے پکڑنا ہے اگر اسکی کچھ اچھیا ہو تو اُسے اوشیہ ہی پورا کرنا ہے۔

رشی کا چھپ کر بیٹھ جانا۔ تھوڑی دیر بعد شبری کا لکڑیوں کا گٹھا اُٹھائے دبے پاؤں واپس لوٹ جانا۔ رشی کا چپکے سے پیچھے سے جاکر پکڑ لینا۔ شبری کا سہم کر مُڑ کر دیکھنا اور گھبرا کر گڑگڑا کر کہنا۔

شبری۔ مہاراج! مہاراج!! انرتھ ہو گیا۔ مجھ ادھم پاپن نیچ شودرا کو سپرش کر کے آپ نے اپنے آپکو اپوتر کر لیا میرے سر پر پاپ چڑھا یا مجھے اس پاپ کرم کے ڈنڈ کا بھاگی بنایا۔ کشما کیجیے!! کہیں کرودھ میں آکر کوئی شاپ نہ دے دیجیے۔ ویسے سچ پوچھو میرا کوئی دوش ہی نہیں۔ کیونکہ کلین یا کلہین بننا میرے بس کا روگ ہی نہیں۔ یہ تو سب اُسکی اپنی ہی مایا ہے جس نے ایسے رنگ برنگی تفرقات سے یہ گلشن عالم سجایا ہے۔ ؎

بخش دینا اے رشی ور میری سمجھو گر خطا — بے سمجھ نادان ان پڑھ تھا نہیں کچھ بھی پتا

اس لئے ہی رات کے پردہ میں میں آتی تھی روز — رکھ کے سوکھی لکڑیاں چپکے چلی جاتی تھی روز

کیا خبر تھی آپ چپکے سے ہیں پیچھے آرہے — اور سپرش کر کے مجھے کیا غضب ہیں یہ ڈھا رہے

اب کے جو ہو جان بخشی پھر کبھی آؤنگی نہ — اور یہ منحوس چہرہ آپ کو دکھلاؤں گی نہ

اور جو نہ مانو تو جو جی میں آئے دو سزا
سُکھ کہاں پاؤں ملے گا آپکو کر کے خفا

رشی:۔ پتری غم نہ کر الم نہ کر بھگوان کے دربار میں اونچ نیچ کا بھاؤ بھید نہیں ہے۔ یہ چھوا چھات کا سب جھگڑا رگڑا یہیں ہے ؎

جات پات نہیں پوچھے کوئے۔ ہر کو بھجے سو ہر کا ہوئے۔ تو اپنے یہاں آنے کا کارن بتا۔ اس کٹھن سیوا کے بیڑا اُٹھانے کا کارن بتا۔ اپنا نواس ستھان اور اپنی دلی آرزو بیان کر اور بالکل بے خوف ہو کر دل کی لگن ہو بہو بیان کر ؎

ڈر نہیں پتری ذرا بھی ماجرائے دل بتا — اور سرتاپا حقیقت اپنے دل کی دے سُنا

تیرے دل کی آرزوئیں پوری کر دی جائیں گی
کھول دے جلدی زباں سب خواہشیں بر آئینگی

شبری۔ (پرے ہٹ کر ہاتھ جوڑ کر) بھگون میں ایک بھیل کنیا ہوں۔ شبری میرا نام ہے۔ اسی جنگل کے کنارے اپنا گام ہے۔ پچھلے دنوں ماتا پتا میرے بیاہ کی تیاریاں کرنے لگے۔ اور آنے والے مہمانوں کی خاطر داری کے لئے ضروری سامان اکٹھے کر کے کوٹھے بھرنے لگے۔ ایکدن میری نگاہ کے سامنے ایک ایسا درشیہ آیا کہ حوصلہ چھوٹ گیا۔ دل کا تاگا ٹوٹ گیا۔ کیا دیکھا ہے شکار کئے ہوئے جانوروں کا انبار دیکھا جو کہ میں لت پت لاشوں کا ذخیرہ بے شمار دیکھا۔ پوچھنے پر پتہ چلا کہ یہ سب اتیاچار میرے بیاہ کے بہانے کیا جا رہا ہے۔ اور سینکڑوں بے زبان بے گناہ جانوروں کا خون پیا جا رہا ہے۔ دل دہل گیا۔ خیال آیا کہ ایسے بیاہ کرانے سے کنوارہ رہنا اچھا۔ ایسے اتیاچاری گھر سے کنارا کرنا اچھا۔ بس خیال آتے ہی بھاگ آئی۔ گھر والوں اور سکھیوں سہیلیوں کو تیاگ آئی۔ اس جنگل کے کونوں میں

(اوم)

امان پائی۔ چھپ چھپ کر جان بچائی۔ گھر والوں نے بہتیرا ڈرایا دھمکایا ڈر خوف دکھایا مگر یہاں تو بدلنے والا دل ہی بدل ڈالا تھا کسی کی پیش نہ چلی میں اپنے ارادے سے نہ ٹلی۔ اسی جنگل میں رہنے لگی۔ گرمی سردی بھوک پیاس سہنے لگی۔ نیچ شودرا ہونے کے کارن رشیوں کے سمکھ ہونے سے خوف کھاتی رہی اور اپنے سیوا بھاؤ سے چھپ چھپ کر آشرموں میں ایندھن پہنچاتی رہی، آج گرفت میں آگئی بہت گھبرا گئی ہے۔

بے گن ہوں میں ان پڑھ ہوں اور شودرا ناری ہوں ایسی کوئی ترکیب بتا دو جس سے ہر کو پیاری ہوں

ہے یہی اک چاہ دل میں اس کی پورتی چاہتی ہوں ہردیہ مندر میں رکھنی پربھو مورتی چاہتی ہوں

کہدو ہے گر سادھن کوئی ادھم کے اُدھار کا

جب تپ نیچ نہیں کر سکتی ہے کوئی ڈھنگ اُدّھار کا

رشی۔ کون کہتا ہے کہ شبری شودرا ہے نیچ ہے تجھ پہ جو کیچڑ اُچھالے اُس کے مُنہ پر کیچ ہے

پریم کی ہے مورتی تو پریم کا اوتار ہے پریم کے رہتی نشہ میں ہر گھڑی سرشار ہے

آج سے پُتری تو میرے آشرم میں کر نواس کون کہتا ہے پتت تجھ کو رہو تو میرے پاس

آشرم کی ہر طرح سے تو رکھا کر دیکھ بھال ہر گھڑی بھگوت بھجن میں ہو مگر تیرا خیال

کچھ دنوں کے سادھ سنگ سے پچھلے دُھل جائنگے پاپ

شُننے میں بھی پارس تجھکو نہ کبھی تائیں گے تاپ

شبری۔ (سا اشٹانگ ڈنڈوت کر کے) اُپکار ناتھ اُپکار! مجھ اناتھنی کی نیا کے کھویا ذرا نیو الگا ہے ڈوبتی کنارے پہنچایئے۔ سد اُپدیش دیجئے، میرا اُدھار کیجئے۔ میں آپکی آگیا کا پالن کرونگی یہیں جیونگی یہیں مروں گی۔

رشی:۔ اچھا پُتری ایسا ہی ہوگا۔

(دونوں کا آشرم میں جانا)

~~~~~~~ (ڈراپ سین) ~~~~~~~

چوتھا سین (آشرم متنگ رشی)

(متنگ رشی کا آسن پر لیٹے لیے لمبے سانس لینے شبری کا آنکھوں میں آنسو بھرے پاس بیٹھے نظر آنا)

رشی۔ پُتری سادھان ہو، چنتا نہ کر اس پنچ بھوتک شریر کا اتنا ہی سنجوگ تھا اب اسے تیاگنا ہی پڑے گا۔ اور تجھے بھی اپنے آپ میں جاگنا ہی پڑے گا۔ یوگیان دان ہے یہ شریر ناشوان ہے تیرا ہمارا آتمک سمبندھ ہے جو کبھی چھوٹ نہیں سکتا اور یہ رشتہ کبھی ٹوٹ نہیں سکتا۔ ہے

تو وِیر تھا سوچ کرنا چھوڑ دے ہوشیار ہو آتما پر رکھ نظر تو بیڑا تیرا پار ہو

یہ بگڑتے بنتے پنچ بھوتک سبھی اجسام ہیں اور ایسی لیلا کرنے والے پیارے رام ہیں

آتما اوناشی اس کا نہ کبھی بھی ناش ہو ناشوان اجسام ہیں ان کا اوشیہ ہی ناش ہو

چھوڑ دے افکار سب تو رکھ حقیقت پر نظر تو مجسم بھگتی تجھ میں ہے نہیں کچھ بھی کسر

آچکا مجھکو پیارے رام کا سندیش ہے

شبری پارس میرا یہ ہی آخری اُپدیش ہے۔
~~~~~~~

(اوم)

شبری۔ (دردناک لہجہ میں) بھگوان! آپ نے مجھ اناتھ کو سناتھ کیا تمام رشی منڈل کی حفاظت کے باوجود مجھ ادھم کا ساتھ دیا۔ سارا بھومنڈل میری نیچتا سے میرے خلاف رہا لیکن آپکی اُوارتا سے اب تک معاملہ صاف رہا۔ آپ کے بعد میرا یہاں رہنا دشوار ہوجائیگا، میرا جیون مجھ پر بھار ہوجائے گا۔ اس لئے آپکی آنکھوں کے سامنے ہی اس ادھم شریر کا تیاگ کرنا چاہتی ہوں۔ آنیوالی کٹھن مصیبتوں کے خیال سے گھبرا کر آج ہی مرنا چاہتی ہوں ؎

یہ تیرو بھومی پر بھو مجھ سے چھڑادی جائیگی یا مری ناپاک ہستی تک مٹادی جائیگی

جو ہے کل کو پیش آنی آج کر دکھلاؤں میں

ہے یہی بہتر تمہارے سامنے مرجاؤں میں

رشی۔ شبری! اُداس نہ ہو۔ آتم گھات مہاں پاپ ہوتا ہے جنم جنمانتروں تک اس کا سنتاپ ہوتا ہے! اور پھر تُو تو پر بھو پریم کی دیوی ہے بھگتی اور اپاسنا کی چلتی پھرتی نشانی ہے۔ دُکھ کے بعد ہی سُکھ بلا کرتا ہے، آنیوالے دکھوں سے گھبرانا نہیں پربھو پریم کو ہردیہ سے بھلانا نہیں میں تجھے دلاسا دلاتا ہوں! اور ڈنکے کی چوٹ سے یہ خوشخبری سناتا ہوں۔ کہ تیری پریما بھگتی اور اُپاسنا سے پرسن ہوکر خود اودھ پتی بھگوان رام تیرے آشرم میں آئیں گے تیرے ہردے کی تپت مٹائیں گے تیرا مان اور شان بڑھائیں گے۔ تجھے اپنے پوتر درشنوں سے پاون بنائیں گے۔ تجھے اپنا دھام دیکر آواگون گنوائیں گے۔ بس میں اب اپنے لوک کو جارہا ہوں۔ ا ..... و ..... م ..... ش ..... ا ..... ن ..... ت ..... ی

(رشی کا شریر تیاگ کرنا) (ڈراپ سین)

پانچواں سین (سرور کا رستہ)

(شبری کا راستہ صاف کرتے اور گاتے نظر آنا) ~~~ (گانا) ~~~

شبری۔ میری آنکھوں میں تیرا پیار پربھو میرے دل کا تو ہی دلدار پربھو

تو اودھ پتی دھنودھاری ہے، تُو نے ادھم اہلیا تاری ہے، مجھ پاپن کو بھی تار پربھو۔ میرے دل کا .....

تیری راہ پر آنکھ بچھاتی ہوں، تیرے ہجر میں مرتی جاتی ہوں، دے درشن کرا اُپکار پربھو۔ میرے دل کا .....

تیری باٹ نہارے رہتی ہوں، تو آجا آجا کہتی ہوں، او سانولیا سردار پربھو۔ میرے دل کا .....

شری ستگور کا فرمانا ہے، گھر رام رگھوبر آنا ہے، پھر ہے کیسی انتظار پربھو۔ میرے دل کا .....

دے درشن دینڈیال مجھے۔ ہے ہر دم یہی خیال مجھے۔

ہو پار ہس کب دیدار پربھو۔ میرے دل کا تو ہی دلدار پربھو۔ میری آنکھوں میں تیرا پیار پربھو۔

نثر (دل ہی دل میں) گورو مہاراج کا وردان۔ تجھے ملیں گے بھگوان نا معلوم کب پورا ہو۔ یہ رشی منڈل میری صورت تک سے نفرت کرتا ہے، اور میرا نشچے یہ ہے کہ جن کی سیوا سے ساجن ملتا ہے رگھوبر پریمیوں کی سیوا سے پربھو درشن ملتا ہے۔ اسی لئے چپ چھپ کر بہت رات رہے سرور کے رستہ پر بہارو لگاتی ہوں۔ کانٹے کنکر ہٹاتی ہوں کہ اشنان کرنے جانے وقت پربھو بھگتوں کے کومل پگوں کو دکھ نہ سکیں گشٹ پہنچا سکیں۔

{ اچانک سرور کی طرف سے ایک رشی کو آتے دیکھکر سہم کر ایک طرف چُپ چاپ کھڑے ہو جانا۔ رشی پر اسکی پرچھائیں پڑنا۔ رشی کا حیران ہو کر اُس کی طرف دیکھ کر پوچھنا۔ }

اوم

رشی۔ کون؟ **شبری۔** کھشما! بھگون کھشما! میں ہوں ادھم شبری

رشی۔ (آگ بگولہ ہوکر) اری دُشٹا! اری پاپن۔ اری نیچ تیرے دل میں یہ کیا سمائی۔ جو اتنی رات رہے اس طرف آئی۔ اپنی چھایا سے مجھے بھرشٹ کر دیا۔ میرا سارا جپ تپ نشٹ کر دیا۔ اب بچ کر کہاں جائیگی (پکڑ کر پیٹتے پیٹتے) ایسی مار دونگا کہ پھر اس طرف کبھی نہ آئیگی۔ (شبری کا پٹتے پٹتے بے ہوش ہو جانا۔ رشی کا بڑبڑاتے ہوئے سرو ور پر دوبارہ نہانے جانا کپڑے اُتار کر جونہی پانی کو سپرش کرنا پانی کا خون کی صورت میں بدل جانا اور اس میں کیڑے ہی کیڑے نظر آنا۔ رشی کا حیران ہو کر کہنا)

رشی۔ بھگون! یہ کیا اسرار ہے؟ کیا شبری اتنی گناہگار ہے۔ اُس کی پرچھائیں کا یہ پرنیام۔ اُس سے سپرش کا یہ انجام! ہا! ڈالتے ہی پانی کا خون اُسمیں کیڑوں کا ہجوم۔ جب سرو ور کا یہ حال۔ تو میرا کیا تال۔ جو اُسے سپرش کر بیٹھا۔ کرودھ میں آکر اپنے سر اپوتر تا کا بوجھ دھر بیٹھا۔ اب پرائشچت کیسے کیا جائے گا۔ میرا برسوں کا جپ تپ بھنگ کر دیا ہے

کس طرح اس دوش سے خود کو بچایا جائے گا — کس طرح اپوترتا کو اب ہٹایا جائے گا

میرے چھونے سے سرو ور کا ہوا کیا حال ہے — پوتر ہونا اب تو میرا ایک خواب و خیال ہے

ہو گیا ثابت ہے اب تو شبری ہے پاپ آتما — جسکی پرچھائیں نے جپ تپ کا مرے کیا خاتمہ

اب چلوں چل کر سبھا رشیوں کی ایک منواؤں میں — حل سمسیا اس کٹھن کا ان سے جا کرواؤں میں

کیسے ہو یہ شدھ سرو ور کیسے اُترے پاپ یہ

کیا سزا شبری کو دیں یا رس کہیں گے آپ یہ

(رشی کا اسی طرح بغیر نہائے دھوئے چل دینا) (ڈراپ سین)

چھٹا سین (تپو بن)

(بھگوان رام کے آگمن کی خبر سُن کر تمام رشیوں کا انتظاری میں بیٹھے وارتالاپ کرتے نظر آنا)

ایک۔ اہو بھاگیہ! او دھنیہ بھاگ! بھگوان رام ساکھشات وِشنو بھگوان پرتھوی کا بوجھ اُتارنے دُشٹ آتماؤں کو سنگھارنے ہم دُکھیوں کے دُکھ نوارنے کے لئے بن باسی بن کر چکر لگا رہے ہیں۔ آج ہمارے شبھ کرم پھل سے یہاں تشریف لا رہے ہیں۔

دوسرا۔ کیا ہی سندر درشیہ ہو گا جب بھگوان رام لکشمن کے پوتر چرن کمل اس بھومی پر آئیں گے۔ اور اسے پاون بنائیں گے۔

تیسرا۔ اب دیر ہی کیا ہے۔ وہ تو ابھی آئے کے آئے اور ان ترستے ہوئے نینوں نے درشن پائے کے پائے۔

چوتھا۔ لیکن جل کی بہت بڑی کٹھنائی ہے۔ دُشٹا شبری کی اپوترتا نے سرو ور کی ایسی بُری دشا بنائی ہے۔ کہ لاکھوں اُپائے جپ تپ ہون آدی سے بھی جل نرمل نہ ہوا۔ شُدھ را کو۔ اس بھومی سے لگا دیا تو عقدہ حل نہ ہوا وہی خون وہی کیڑے پربھو کو جل بہت دُور سے لانا پڑے گا۔ اور جب خود سرو ور پر جانا چاہیں گے تو اُنہیں بھی بہت دُور جانا پڑے گا۔

یگیہ ہون جپ تپ کیا لیکن سنبھی نشپھل ہوا — سب کی سب کریاؤں سے شدھ تال کا نہ جل ہوا

ہے نیتیا خاک اپنی منہ کیا دکھلائیں گے

نہ کر سکے شُدھ تال جل ہم کس طرح بتلائیں گے

پانچواں۔ جو ہوا سو ہوا جو ہو گا سو ہو گا اب وقت باتیں بنانے کا نہیں ہے۔ رونے چلانے کا نہیں ہے۔ بھگوان آنے والے ہیں۔ پتت آتماؤں کی پتت مٹانے والے ہیں۔ اجی اُن کے آگمن کے ویشے میں کچھ راگ رنگ ہو جانا چاہیئے۔

اوم

چھٹا۔ بہت ٹھیک، بہت ٹھیک، اپنے اپنے ساز سنبھالئے اور اُس نرالی شان والے کی شان میں کچھ نہ کچھ کہہ ڈالئے۔

(گانا)

دکھا درشن ہمیں اب سانولی سرکار تھوڑا سا ۔۔۔ پیاسے نین پی لیں شربت دیدار تھوڑا سا
خبر سُن کر ترے آنے کی آنکھیں لگ گئیں راہ پر ۔۔۔ دکھا جھانکی دھنش دھاری بے پردہ کیواڑ تھوڑا سا
تڑپتے انتظاری میں ہیں یہ قلب و جگر دونو ۔۔۔ ملے آ سکین دونو کو جو ہو اِک بار تھوڑا سا
ہیں چھوڑے راگ دُنیا کے لیا بیراگ تجھ سے ہے ۔۔۔ بگڑتا ہے کیا تیرا جو تو دیدے پیار تھوڑا سا
دِل پارس کا گلشن ہے، ہجر کی آگ نے جھلسا
برس ابرِ کرم بن کر کھلے گلزار تھوڑا سا

پٹاخے کی آواز پر بھگوان رام لکشمن کا سامنے آنا اور سب کا مِلکر آرتی اُتارنا (آرتی)

اوم جے رگھوناتھ ہرے سوامی جے رگھوناتھ ہرے ۔۔۔ نام جپت پھل کامی نام جپت پھل کا بھوساگر پار ترے
اودھ ناتھ تم تم کوشلیا نندن سوامی تم ۔۔۔ تم رگھوکل منی پیارے تم رگھوکل... تم رگھوکل چندن

اوم جے ....

دینا ناتھ دیالو دینن کے ہتکاری سوامی دینن .... بھگتن کے رکھوارے بھگتن کے ... دانو دُشٹ سنگھاری

اوم جے ....

کر کملوں میں دھنش براجے شوبھا اتی بھاری سوامی شوبھا ... جٹا جوٹ سر مکٹ براجے جٹا جوٹ
سندر چھبی پیاری۔ اوم جے ....

رام لکھن دوؤ بھراتا سوہے سندر جوڑی سوامی سوہے سندر جوڑی
شیام گور چرنن میں پارس، شیام گور چرنن میں پارس نیہ کرے جوڑی ..... اوم جے
جے رگھوناتھ ہرے سوامی جے رگھوناتھ ہرے ۔۔۔ نام جپت پھل کامی نام جپت پھل کامی بھوساگر پار ترے

(آرتی کی سماپتی پر بھگوان رام لکشمن کا رشیوں کو پرنام کرنا)

بھگوان رام۔ رشی ورو! آپ کے چرنوں کے پرتاپ سے اِدھر آنا ہوا۔ آپ لوگوں کا تپوبل ہی اِدھر لانے کا بہانہ ہُوا۔ اب نشچے ہی آپکی آپا رکرپا سے پاپیوں کا ناش ہوگا۔ اور ایشور پریمیوں کا کارج راس ہوگا ؏

آپ کی ٹیڑھی نظر سے دُشٹ کھل مٹ جائیں گے ۔ اور پریمی بھگتوں کے بندھن سبھی کٹ جائیں گے۔
دو ہمیں وردان یہ ہم ہوں سپھل اس کام میں ۔۔۔ بھر دو شکتی اب تپوبل کی لکھن اور رام میں

رشی۔ بل کے تم بھنڈار ہو کر ہم کو دیتے مان ہو ـــــ مانگتے وردان ہم سے ساکشات بھگوان ہو
اِک اشارے سے تمہارے پرلے ہو جائے جہاں ـــــ ہو سکیں تیرے مقابل دُشٹوں میں شکتی کہاں
پھر بھی ہم سب کی دُعائیں رام تیرے ساتھ ہیں ❊ دین پارس کے لئے جب آپ دینا ناتھ ہیں

بھگوان۔ (دل ہی دل میں) ان رشیوں نے پرم پوتر آتما شری کا اپمان کیا ہے۔ اپنے جپ تپ اُرجاتی کُل کا ابھمان کیا ہے اُسے کُلہین سمجھکر بہت ہی کشٹ دیا ہے جس سے سرو ورکا پانی خراب ہوگیا۔ اور انہیں اپنے جپ تپ کے بل سے اُسے نرمل کرتے سے کورا جواب ہوگیا پھر بھی انہیں دھیان نہیں ہوا کہ یہ شبری کے اپمان کا پھل ہے۔ اب ذرا بھگت کا مان بڑھانا چاہئے اور انکا اہنکار مٹانا چاہئے۔ اس طرح دونوں کا کلیان ہو جائے گا۔

(اوم)

(ظاہرا) یہاں ایک سُندر سروور تھا جو اب نرمل جل تھا ہم ذرا وہاں جانا چاہتے ہیں۔ نرمل جل کے سنان پان سے رسنے کی تکان مٹانا چا...

رشی۔ انتریامی بھگوان! سب کچھ جانتے ہوئے ہمیں بہکاتے ہو بھول بھلیوں میں ڈالنا چاہتے ہو سروور کا جل تو دُشٹا شود راشبری کے...
خراب ہوگیا اور ....

بھگوان:۔ (بات کاٹ کر دیوانہ وار) شبری ... شبری ... شبری کہاں ہے (اِدھر اُدھر دیکھتے اور بھاگتے ہوئے) اچھا بتادو ....
درد بتادو ...... میرے ہردیہ کی تپت مٹادو ...... میری پریم تو تیر پریمن شبری سے مجھے ملا دو۔ ہاں ..... ہاں ..... کیا کہا شب...
ارے شبری کی تو چرن رج سے پاپیوں کا اُدھار ہوگا۔ اُس کا نام لینے سے ادھموں کا بیڑا پار ہوگا۔ لاؤ .... لاؤ .... شبری کو...
یا مجھے اُس کے پوتر آشرم پر لے جاؤ۔ میرا دل دھڑک رہا ہے ...... کلیجہ پھڑک رہا ہے۔ آنکھیں ترس رہی ہیں پریم کی بوندیں برس رہی ہیں
دیکھے قرار نہیں ... اب زیادہ تاب انتظار نہیں .... شبری ..... پیاری شبری .... آجا .... آجا ..... تڑپتے ہو...
دل کی تڑپ مٹا جا ....

(بھگوان کا غش کھا کر گرنا رشیوں کا جل کے چھینٹے دینا لکشمن کا ہوا کرنا)

لکشمن (گھبرائی ہوئی آواز میں) جاؤ .... جاؤ .... بھگوان کے پیارو جاؤ ...... اُس پریم مورتی شبری کو کہیں سے...
...... مجھ سے ...... بھگوان کی .... یہ حالت .... دیکھی نہیں جاسکتی ...... اور جب تک شبری نہیں آئیگی
تسکین نہیں ہوسکتی۔ (رشیوں کا شبری کو ڈھونڈنے بھاگنا)

(ڈراپ سین)

ساتواں سین (شبری کا آشرم)

شبری۔

(گانا)

درد دل کی میرے تجھکو کچھ خبر ہے کہ نہیں — رام پیارے مجھ پہ تیری کچھ نظر ہے کہ نہیں
آہیں بھرتے دن گذرتا تارے گنتے رات ہے — میری آہوں کا ترے دل پر اثر ہے کہ نہیں
ہے اجامل اور اہلیا گنکا کو تارا پربھو — پاپیوں کی لسٹ میں میرا ذکر ہے کہ نہیں
خونِ دل ہوں پی رہی ہوں کھا رہی لختِ جگر — رام تیرا اس طرف ہونا گذر ہے کہ نہیں

زندگی کی چاہ نہیں ہے، درشنوں کی چاہ مجھے
پوری ہوگی چاہ پارس سیتا ور ہے کہ نہیں

نثر:۔ نہ آئے ...... نہ آئے ...... اننگ پران پیارے نہ آئے .... دشرتھ دُلارے نہ آئے ....
نہ آئے .... بھگتن کے رکھوارے نہ آئے۔ بہت دُکھ اُٹھا چکی بہت ٹھوکریں کھا چکی۔ اب تو اس برہی جی...
چکی۔ آتم گھات کرنا چاہتی ہوں، مگر گورو ور کے بچن یاد آتے ہی رُک جاتی ہوں۔ کچھ آشا سی بھی ہے رام ا...
پدھاریں گے اور مجھے تاریں گے آج تو بائیں آنکھ بھی پھڑک رہی ہے۔ چھاتی بھی زور زور سے دھڑک رہی ہے
کملوں میں لوٹنے کو تن من مچل رہا ہے شوقِ ملاقات آنسو بن کر آنکھوں سے نکل رہا ہے ہو نہ ہو اُس دربار عالی...
ہو رہی ہوگی کچھ کچھ داد فریاد ہو رہی ہوگی (سامنے سے رشیوں کو آتے ہوئے دیکھ کر بھاگنا رشیوں کا آوازیں دینا)

اوم

رشی: شبری۔ اری شبری۔ ٹھہر جا۔ ٹھہر جا۔ ہم تجھے بلانے آئے ہیں۔ بھگوان رام نے بھیجا ہے۔ وہ تجھے یاد کر کے رو رہے ہیں۔ بہت ویاکُل ہو رہے ہیں۔

شبری: نہیں نہیں مجھے پکڑنا چاہتے ہو۔ رسیوں سے جکڑنا چاہتے ہو۔ پہلے کی طرح مارنا چاہتے ہو۔ شاید موت کے گھاٹ اُتارنا چاہتے ہو مجھے یونہی بہکا رہے ہو۔ بھگوان رام کے آنے کا بہانہ بنا رہے ہو۔

رشی: شبری سو ہم تینتیس کروڑ دیوی دیوتاؤں کی سوگندھ کھاتے ہیں۔ اور تجھے وشواش دلاتے ہیں۔ کہ بھگوان رام آئے ہیں۔ تجھے بلا رہے ہیں۔ تیری یاد میں گھبرا رہے ہیں۔

شبری: (آپے سے باہر ہو کر) ہیں بھگوان رام! اودھ بہاری رام! دشرتھ دلارے رام! کوشلیا کے پیارے رام! نہیں نہیں ابن باسی رام! گھٹ گھٹ واسی رام! سچ مچ آ گئے۔ اور مجھے بلا رہے ہیں۔ ایک ادھم نیچ شودرا کے لئے گھبرا رہے ہیں (آنکھیں مل مل کر) کیا جاگ رہی ہوں یا خواب دیکھ رہی ہوں۔ پربھو تیری لیلا اپار ہے تیرا انت جاننا بہت دُشوار ہے۔ آئی۔ آئی...... بھگوان آئی.. ...... ابھی آئی۔

پربھو تیرے درشن کو میں بھاگی بھاگی آؤنگی
جاگے بھاگ ادھم شبری کے درشن تیرا پاؤنگی

شرط لگا کر پون سے میں پون کو شرماؤنگی
تھک گئیں ٹانگیں چلنے سے تو آنکھوں کے بل دھاؤنگی

اکسمات انتظاری کرنا اب نہ دیر لگاؤں گی
پارس چھوڑ جنجال جگت تیری ہی بن جاؤں گی

(شبری کا بے تحاشہ تپو بھومی کی طرف بھاگنا۔ رشیوں کا پیچھے پیچھے دوڑنا)

(ڈراپ سین)

آٹھواں سین (تپو بھومی رشی آشرم)

(بھگوان رام کا ہوش میں آ کر دیوانہ وار ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے)

بھگوان: نہیں آئی ...... نہیں آئی ..... اب تک نہیں آئی ..... پریم کا اُوتار نہیں آئی..... بھگتی کا بھنڈار نہیں آئی..... میری سرکار نہیں آئی .... شبری ...... کیوں تڑپا رہی ہے .... کیوں انتظار دکھا رہی ہے ...... کس بات سے ڈر رہی ہے ...... کس بات کی چنتا کر رہی ہے۔

جو مجھ پر ہیں فدا ہوتے میں اُن پر ہوں فدا ہوتا
میں روتا دیکھ کر بھگتوں کو خود بھی ہوں سدا روتا

ہے جس دل میں تڑپ میری وہ دل مجھ کو ہے تڑپاتا
مجھے جو ڈھونڈتا ہے اُس کو میں ہوں ڈھونڈنے جاتا

مرا سب وسو اُن کا جو مجھے سب وسو دیتے ہیں
میں اُن کا وہ میرے جو آسرا میرا ہی لیتے ہیں

میں اُن کی راہ تکتا ہوں جو میری راہ تکتے ہیں
میں اُنکا نام جپتا ہوں جو میرا نام جپتے ہیں

مرے دل میں ہیں بستے جو مجھے دل میں بساتے ہیں
میرے بنتے ہیں پارس جو مجھے اپنا بناتے ہیں

{شبری کا بھاگے بھاگے آ کر دور ہی سے بھگوان رام لکشمن کے چرن کملوں میں ساشٹانگ ڈنڈوت کرنا بھگوان رام کا بھاگ کر اُسے اُٹھانے کو ہاتھ بڑھانا شبری کا پیچھے ہٹ کر کہنا۔}

شبری: ناتھ آپ کیا کر رہے ہیں؟ مجھ ادھم پاپی نیچ شودرا کو ہاتھ لگا رہے ہیں۔ اپنے آپ کو اپوتر بنا رہے ہیں بس کرا کیجیے۔ اتنی

اُدار ناکو رہنے دیجئے۔ میں تو دور ہی سے چرن کملوں کو نہار کر دل کی تڑپ مٹالوں گی لیکن اپنے سپرش سے آپکو اپوتر نہ ہونے دونگی

کمل نین کچھ سوچو من میں ایسی ہُوں شودرا ناری ... نیچ اتی نیچ متی مند مُورکھ اور ہُوں نپٹ گنواری

مجھ اچھوت سے چھوُت لگے جو چھوت نہ پھر وہ جائے ... ہیری چھوُت کے کارن سوامی رِشی مُنی گھبرائے

نرمل جل لہو میں برلا اچھُوت لگی جب میری ... چھُوکر تجھ کو ہیرتیم پیارے کیا دشا ہو تیری

کرو دُور سے کرپا مجھ پر اور مجھے بَن تارو ... چرن کمل کی بھگتی دے کر بھوساگر سے تارو

تڑپ ہی رہی تھی درشن کو میں اچھا ہوگئی پُوری

دُور رکھو چرنوں سے پارس دل سے ہو نہ دُوری

بھگوان۔ (ایک کر ہردے سے لگاکر) بھامنی کیا کہا؟ تو اُدھم ہے! نیچ ہے! مَلِچھن ہے! اچھوت ہے! گنوار ہے! میرے دل سے تو پُوچھ۔ او بھگت شِرومنی ذرا میرے دل سے تو پوچھ۔ تو تو بھگتی کا بھنڈار ہے! پریمیوں کی سردار ہے! تجھے اچھوت اور گنوار سمجھنے والا مُورکھ خود اچھوت اور گنوار ہے۔ سہ

چھُوت نہیں ایمان سے تیرے شامت سب کی آئی ... نرمل جل لہو میں برلا ان کو ہوئی کٹھنائی

جب تپ اور ہون یگیہ آدی کر کر کے یہ ہارے ... سرو ور صاف ہُوا نہ ان سے زور لگائے سارے

پھل ایمان تیرے کا شبری ان کو مِل گیا بھاری ... مان مٹی میں رِل گیا سارا گئی تپسیا ساری

اب نرمل جل تال ہوگا پاکر چرن رَج تیری ... اور دوسرا نہیں کوئی سادھن ستیہ بانی ہے میری

بخشدے سب خطائیں ان کی یہ مُورکھ اگیانی

پارس پریما بھگتی کی نہ ان نے رمز پچھانی

شبری (چرنوں سے لپٹ کر گدگد کنٹھ سے) آہا! آہا!! پریمیوں کی جان ...... پریمیوں کا مان ...... او دھنی بھگوان ...... تیرے چرنوں پر قربان ...... ایک اُپکار ...... کرنے والی نیچ پر ...... اتنا اُپکار ...... ایک مُورکھ ابلا ناری کا اتنا سنکار ...... او پریم پد کے متوالے پریم کا اتنا چمتکار ...... کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ رشیوں مُنیوں سے بھی اونچا اُٹھا دیا۔ سہ

دیا سندھو دیا ساگر دیا کیسی دِکھائی ہے ... او بانکی شان والے شان بھگتوں کی بڑھائی ہے

نہ دیکھا دین خود سا ہے نہ تجھ سا ناتھ دیکھا ہے ... سدا سر پر اناتھوں کے تیرا ہی ہاتھ دیکھا ہے

نگاہ اونچی نہیں اُٹھتی تیرا اُپکار اتنا ہے ... دھرے رکھ پگ یہ ہردیہ میں مجھے درکار اتنا ہے

اُٹھانا نہ مجھے داتا مجھے جی بھر کے رونے دے ... چھوڑانا نہ چرن مجھ سے چرن اشکوں سے دھونے دے

جو پارس کے پر بھو منظوری دو خندہ پیشانی سے

ذرا غم ہلکا ہوجائے ان اشکوں کی روانی سے

بھگوان (شبری کو پریم سے دوبارہ ہردیہ سے لگاکر) دیوی! تو دھنیہ ہے۔ تیری اگادھ پریما بھگتی دیکھ کر میرا من اتی پرسن ہے تریلوکی بھر میں تیرے لئے کچھ اسنبھو نہیں ہے۔ جو کچھ بھی تو چاہے وہ نہ ہو یہ سنبھو نہیں ہے (رشیوں سے) رِشی ورو آپ کا نیوبل جگت وکھیات ہے۔ لیکن جاتی بھید جاتی ابھمان کی وجہ بھگت کا اپمان کرنے کا یہ اُتپات ہے۔ کہ نرمل جل خون ہو

گیا۔ اور تمہارا جپ تپ سب شُونیہ ہو گیا۔ اب جھوٹے ابھمان کا تیاگ کر کے شبری کو مناؤ۔ اسے سرودر پر لے جاؤ۔ اس کے چرن سپرش سے جل نرمل ہو جائے گا۔ اور پھر یہ سرودر امرت سرودر کہلائیگا۔ (رشیوں کا شبری سے پرارتھنا کرنا شبری کا نکوچ وش نیچی نگاہ کئے بھگوان کی ہمراہی میں سرودر پر جانا۔ وہاں پہنچکر بھگوان کا رشیوں کے سامنے شبری سے کہنا)

بھگوان۔ شبری! ذرا سرودر کے جل سے اپنے چرن چھوائیے اور اسے اتی نرمل بنا دے۔

شبری۔ بھگوان آپ کیوں مجھ کو شرمسار کرتے ہو۔ کیوں آپ اپنے پنیت پاون چرن چھو لیجئے۔ اور اسے امرت کنڈ بنائیے۔ (رشی منڈل کا دُکھ مٹائیے (بھگوان کا جل سے چرن چھوانا۔ مگر جل کا جُوں کا تُوں ہی خراب بنے رہنا)

بھگوان۔ شبری! جو بھگت کا مان ہے۔ وہ میرا کہاں! جو بھگت کی شان ہے، وہ میری کہاں! بھامنی! تُو ہی اُپکار کر اور کنڈ کا اُدھار کر

شبری۔ (لجاتے ہوئے دھیمی آواز سے) اچھا بھگون! لیلا دھاری بھگون! اگر یہ آہاری بھگوان! جو آگیا! اسے

سر تسلیم خم ہے یہ تیرے ارشاد کے آگے　　جھکا دُوں سر اشارے پر پربھو جلاّد کے آگے

(شبری کا جل سے چرن سپرش کرنا (جل کا تت کال نرمل اور شدھ ہو جانا۔ سب کا جے جے کار کرنا۔ بولو بھگوان کے بھگت کی جے۔ سب کا آشرم کو چلنا۔)　　ڈراپ سین)

نانواں سین　(شبری کا آشرم)

(شبری کا بھگوان رام لکشمن کے چرن دھو کر چرن امرت لینا بھگوان کو سندر آسن پر بیٹھا کر کند مول بھینٹ کرنا)

شبری —

تیری بھینٹا میں لائی ہوں پربھو کند مول تھوڑے سے　　مرا من شانت ہو جائے جو ہوں مقبول تھوڑے سے

لائی چن چن کے چکھ چکھ کر رکھے میٹھے اکٹھے کر　　لگاؤ بھوگ ان سب کا مرے پیارے لکھن رگھبر

اگر ہو کچھ شبہ اس میں تو اب چکھ چکھ کے دیدو نگی

رسیلے پھل کھلا کر آپ کو آنند لے لونگی

(شبری کا چکھ چکھ کر بیر آدی پھل دیتے جانا۔ بھگوان رام کا پریم میں مگن ہو کر کھاتے جانا۔ لیکن لکشمن جی کا نظر بچا کر پیچھے کی طرف زور سے پھینکتے جانا۔ اور ترکال درشی بھگوان کا من ہی من میں مسکراتے جانا)

شبری۔ (چکھ کر دیتے ہوئے) مہاراج! یہ بہت میٹھا ہے۔ اسے کھائیے۔

بھگوان۔ (پریم سے کھاتے ہوئے) ہاں شبری یہ تو بہت مزیدار ہیں۔

شبری۔ (پھر دے کر) اجی یہ اُس سے بھی زوردار ہے۔

بھگوان۔ (کھاتے ہوئے) سچ مچ یہ بہت رسیلا ہے۔

شبری۔ لیلا دھاری مہاراج یہ سب آپ کی ادبُھت لیلا ہے۔ ورنہ ان رُوکھے سُوکھے بیروں پھلوں میں ایسا سواد کہاں۔

مرا دل رکھنے کی خاطر سواد شٹ یہ بتاتے ہیں　　پربھو ایسے چٹخارے جو جُھوٹے بیر کھاتے ہیں۔

بھگوان۔ نہیں شبری نہیں۔ میں سچ کہتا ہوں ایسا میٹھا ایسا رسیلا ایسا خوش ذائقہ کھانا میں نے جنم سے آج تک کوئی نہیں کھایا جیسا آنند جیسا مزہ تیرے ان جُوٹھے پھلوں بیروں کا آیا (دل ہی دل میں) لیکن لکشمن اس راز کو نہیں سمجھا۔ پریم کے ساز کو نہیں سمجھا۔ جوٹھے سمجھ کر نظر بچا کر پھینکتا جا رہا ہے۔ اور انہیں دروناچل پربت پر پہنچا رہا ہے۔ وہاں یہ سنجیونی بُوٹی کے رُوپ میں نمودار ہوں گے۔ لکشمن جی کو بھگت کے بھوگ کے اپمان کا پھل اوشیہ بھوگنا پڑے گا اور جب

یہ میگھناد شکتی سے گھائل ہو کر سخت لاچار ہوں گے۔ تو یہی سنجیونی منگائی جائے گی۔ اور اسی سے لکشمن جی کی جان بچائی جائے گی
انہیں خود دھیان ہو جائے گا۔ اپنے اس انوچت کرم کا گیان ہو جائے گا (ظاہر)

تیرے ان جُوٹھے بیروں نے عجیب مستی چڑھائی ہے ۔ نہ رسنا ایسی ترلوکی کی وستوؤں میں پائی ہے ما
ترستی یہ زباں رہیگی ہمیشہ ایسے کھانے کو ۔ تجھے ڈھونڈوں گا یُگ یُگ میں یہی کھانا کھلانے کو
تیرے اس پریم کے بھوجن کی جوں جوں یاد آئے گی
جہاں ہوں گا وہیں پارس وہ دیوانہ بنائے گی

شبری۔ (ہاتھ جوڑکر) بھگوان! نیچ سے نیچ ناری! اور اس پہ بھی مجھ سی مورکھ گنواری! بھلا کیسے ہو سکے اُستت تمہاری
ابھی سے گھبرا رہی ہوں۔ دل کی لگن کو دل ہی میں چھپے جا رہی ہوں۔

بھگوان۔ نشپاپ پریم مورتی! میں تو ایک بھگتی کے ناطے کو ہی مانتا ہوں، جات پات کُل دھرم بڑائی دھن بل اور نیچ کنگال
نربل اَن پڑھ بھگت کا جل بھرے بادل کے سمان سمان ہوتا ہے ۔

شبری ۔ کیا سمجھوں میں بھگتی کو بھگت کی سار کیا سمجھوں ۔ تیرے اس گیان گُوڑھے کو مرے داتار کیا سمجھوں
اگر سمجھوں تو یہ سمجھوں تری نظر عنایت ہے ۔ وگرنہ میری کُل جاتی کی ہر جا پر شکایت ہے
نہیں کوئی گُن نہ چترائی نہیں جپ تپ نہ بھگتی ہے ۔ نہ جاتی کُل نہ زور و زر نہ ہی کچھ اور شکتی ہے
کروں میں کیا تری سیوا تجھے کیسے رجھاؤں میں ۔ اَنیتی نیتی سمجھوں نہ کیا بھینٹا چڑھاؤں میں
کروں کیسے تری اُستت ہوئی گُنگ ہے زباں میری
چھپی تجھ سے نہیں پارس حقیقت مہرباں میری

بھگوان ۔

نو دھا بھگتی تجھکو شبری کر وستار سناتا ہوں ۔ دھیان دے کر سُن رکھ من میں لو گیہ جان بتلاتا ہوں
ست سنگ، کتھا پر رنگ، گرو سیوا اور ہر گن گانا ۔ رکھ وشواس اٹل جب منتر مجھ میں دھیان لگانا
ویبر ودھی سے روک کے اندرے پریم دھرم میں ہونا ۔ رام روپ سنسار سمجھ کے پگ سنتوں کے دھونا
سرل سبھاؤ نشکپٹی ہو کے رکھنے بھروسہ میرا ۔ آنند، دینتا نہ گھٹ نہ آوے اک سم سانجھ سویرا
اک بھگتی ان میں سے جو ہو تو بھی مجھے پیارا ۔ چراچر ہو پُرش یا ناری ادھم نیچ ہو بھارا
سب پرکار کی بھگتیوں میں درڑھ ہے بھگتی میری ۔ یوگی جنوں کو جوگت مشکل وہ گت ہوگی تیری

نثر:۔ میرے درشن ماتر سے ہی جیو اپنے اصل سُروپ کو پا لیتا ہے۔ آواگون کے چکر کو مٹا لیتا ہے، اس میں سندیہ مت جان
میرا کہا پتھر کی لکیر مان۔ ہاں ہاں شبری دیوی! مجھے اگر کچھ گامنی جنک نندنی کا کچھ پتہ ہو تو بتا دیجئے۔ کچھ سماچار معلوم ہو تو بتا
دیجئے۔ کیونکہ ہم اُس کی تلاش میں حیران ہو رہے ہیں ڈھونڈتے ڈھونڈتے پریشان ہو رہے ہیں۔

شبری۔ ہے رگھوناتھ! آپ تو چراچر کے سوامی ہیں۔ ترکال درشی انتریامی ہیں۔ اب تو میں تجھے خوب پہچان چکی تیرے مایا چکر
کو جان چکی۔ پر خیر! اگر مجھ سے ہی کہلوانا ہے۔ تو سنئیے آپ یہاں سے سیدھے پمپا سر جائیے۔ وہاں کے دُکھی بانر راج سگریو سے متر تا کر لیجئے
وہ سب سماچار سنا دے گا۔ اور شری جانکی جی کا پورا پورا پتہ بتا دے گا۔ پہلے آپ اُس کا دُکھ ہرن کرتا پیچھے وہ آپ کو ہر ایک قسم
کی سہائتا دے گا بس اب مجھے آگیا پردان کیجئے۔ اور یہی وردان دیجئے۔ کہ آپ کے پرم پوتر چرن کملوں کو ہردیہ میں دھارن کر کے یوگ
اگن دوارہ شریر تیاگ کر کے آپکے چرنوں میں لین ہو جاؤں ۔

مٹ گئیں اب حسرتیں ارمان سارے مٹ گئے درشنوں سے آپ کے دُکھ درد پیارے مٹ گئے
بس یہی ہے خواہش باقی پوری کر یہ رام دو
بین کر لو چرنوں میں پارس کو اپنا دھام دو

بھگوان۔ تتھا استو

جو گتی تپ یوگ سے بھی یوگیوں کو نہ ملی جو گتی بنیٹہ دان سے بھی دانیوں کو نہ ملی
سہج میں ہی وہ گتی دیوی تجھے مل جائے گی
آتما پارس تیری اب دھام میرا پائیگی

شبری کا یوگ اگن دوارہ شریر تیاگ کر ہری چرنوں میں لین ہونا آکاش سے پھولوں کی ورشا ہونا بوان کا آنا۔ اور کنچن دیہہ شبری کو پربھو دھام کو لے جانا۔
ڈراپ سین

بولو بھگوان کے بھگت کی جے (ڈرامہ سماپت) ادم شانتی

عشق صادق (یہی اُپاسنا)

(از قلم ادم آشرت پارس۔ سنیاسی)

عاشق ہوا ہیں خود پر جب بیخودی میں آیا
اپنے ہجر میں تڑپا اپنے وصل کو ترسا
دیر و حرم میں ڈھونڈھا جنگل پہاڑ دیکھے
دلمیں تھا درد زردی چہرے پہ سرد آہیں
دن بھر تھی آہ و زاری اختر شماری شب بھر
نظر کرم سے بخشی نظر حقیقی مجھکو

اپنا ہی حسن تاباں ہر اک حسیں میں پایا
اپنے ہی رُخ سے جبتک پردہ نہیں اٹھایا
پایا نشاں کا خود کا خود کو تھا یوں چھپایا
اپنے ہی عشق نے تھا مجھپہ یہ رنگ چڑھایا
ہا بے بسی نے دل کی کیا ناچ تھا نچایا
ستگور نے خود کو خود میں بیٹھا ہوا دکھایا

پارس کو انتظاری بے صبری بیقراری
ہے ستگورو نے اپنے کرمعجزہ بچایا

بھگوان شنکر کے چرنوں میں

شردھا کے پھول

شو بھکتوں کیلئے پوتر شوراتری کا امرت پرشاد

از شو بھگت پنڈت کالیداس جی جھنگن

بسا جس کے ہردے میں بھگوان ہوگا ۔۔۔ وہ کیوں دربدر جا کے حیران ہوگا

بسی ہو تیری مورتی جس کے دل میں ۔۔۔ بیابان اُس کو گلستان ہوگا

جو ہر روز کرتا ہے شمبھو کا پوجن ۔۔۔ بڑا بھاگیہ شالی وہ انسان ہوگا

جو شوراتری کو کرے شو کا پوجن ۔۔۔ یقیناً اُسے مکتی وردان ہوگا

تیرے چرن کملوں پہ اے میرے بھولے ۔۔۔ میری زندگی کا بلیدان ہوگا

نہ کر عمر ضائع بنا یاد شنکر ۔۔۔ وگرنہ تو رو رو پریشان ہوگا

دکھاؤ گے نہ درشن گر وقتِ آخر ۔۔۔ تو پھر ورشن کب میرے بھگوان ہوگا

میری پاپ نیّا جبھی پار ہوگی ۔۔۔ دیاوان جب کہ دیاوان ہوگا

میرے بھولے شنکر سے منکر ہوا جو ۔۔۔ وہ انساں نہیں کوئی شیطان ہوگا

بنا لو ذرا دل کو تم اپنا مندر ۔۔۔ تو پھر دیکھنا اُس میں بھگوان ہوگا

قلق مرتے دم آرزو ہوگی پوری
تیرے سامنے تیرا بھگوان ہوگا

جین دھرم میں دھیان کی ودھی

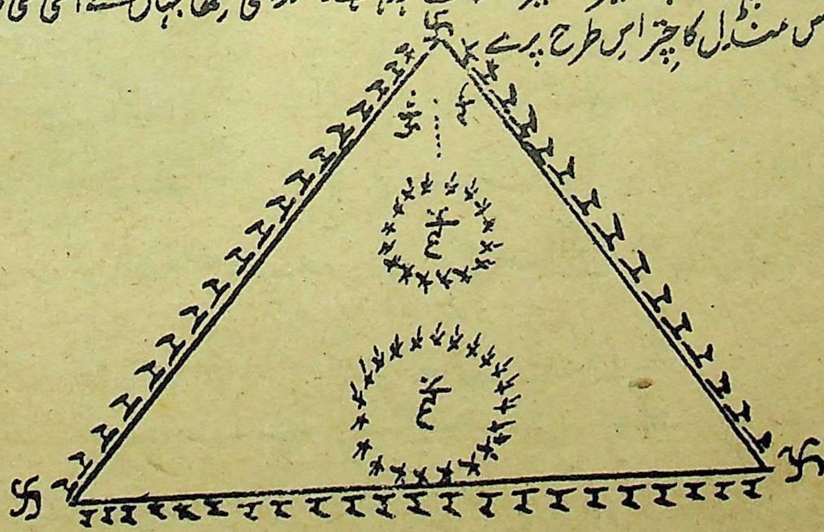
دھیان کرنے والا من - وچن اور شریر کو شدھ کرکے ایکانت استھان میں جاکر پدم آسن لگائے اور اپنے شریر میں وراجت آتما کا دھیان کرے - اور مندرجہ ذیل پانچ دھارناؤں کو گرہن کرے -

۱- پرتھوی دھارنا - اس مدھیہ لوک کو کھیر سمندر کے سمان نرمل دیکھکر اُسکے مدھیہ میں (درمیان) ایک لاکھ یوجن والے جمبودوپ کے سمان تپے ہوئے سونے کے رنگ کا ایک ہزار پنکھڑی کا ایک کمل وچارے - اس کمل کے درمیان میں سمیرو پربت کی طرح پیلے رنگ کی اونچی کرنیکا (چوٹی) کا دھیان کرے - پھر اس پربت کے اُوپر پانڈک بن میں پانڈوک شِلا پر ایک سپھٹک منی کا سنگھاسن تصور کرے اور یہ نسچے کرے میں اسی پر اپنے کرموں کو ناش کرنے کے لئے بیٹھا ہوں - اس طرح بار بار دھیان کرے اور جب ابھیاس ہو جاوے تو دوسری دھارنا کا منن کرے -

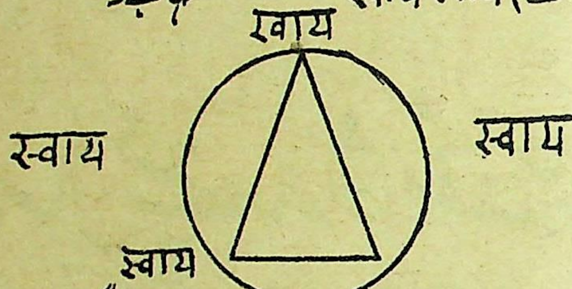
۲- اگنی دھارنا - اُسی سنگھاسن پر بیٹھا ہوا دھیان کرنے والا یہ سوچے کہ میرے نابھی استھان میں کھلا ہوا ۱۶ پنکھڑی کا ایک سفید کمل ہے، اُس کے ہر ایک پتے پر آ آ - ای - ای ۱۱ :

अ आ इ ई उ ऊ ऋ ॠ ऌ ॡ ए ऐ ओ औ अं अः

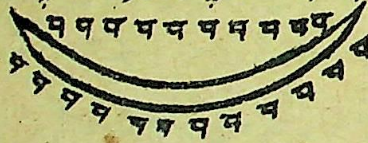
ایسے سولہ شور پیلے رنگ سے لکھے ہیں - درمیان میں ہُم پیلا لکھا ہے - اسی کمل کے اوپر ہردے استھان میں ایک کمل اوندھا (الٹا) کھلا ہوا ۸ پتے کا کالے رنگ کا وچارے - جو گیان آورن، درشن آورن، ویدنیہ، موہنیہ، آیو، نام، گوتر - انترائے، ایسے آٹھ کرم رُوپ ہیں - ایسا سوچے - پہلے کمل کے ہُم کے شبد سے دھُواں نکل کر پھر اگنی شکھا نکل کر بڑھی - اور وہ دُوسرے کمل کو جلانے لگی جلتے ہوئے شکھا اپنے مستک پر آگئی - اور پھر وہ اگنی شکھا شریر کے دونوں طرف ریکھا رُوپ آکر نیچے دو کونوں سے مل گئی - اور شریر کے چاروں طرف تکون رُوپ ہو گئی - اس تکون کی تینوں ریکھاؤں پر (ر ر ر) اگنی کی طرح لکھے ہوئے ہیں - اور اس کے تینوں باہر کے کونوں میں سواستک چنہہ ہے - اُس کے اندر تینوں کونوں میں اگنی سے ॐ ہُم لکھے ہیں - ایسا وچارے - یہ منڈل اندر تو آٹھ کرموں کو اور باہر شریر کو دگدھ کر کے راکھ رُوپ بناتا ہُوا دھیرے دھیرے شانت ہو رہا ہے - اور اگنی شکھا جہاں سے اُٹھی تھی وہیں سما گئی ہے ایسا سوچے یہی اگنی دھارنا ہے اس منڈل کا چتر اس طرح پر ہے



۳- پَون دھارنا- دُوسری دھارنا کا ابھیاس ہونے کے بعد یہ سوچے کہ میرے چاروں طرف پَون منڈل گھوم کر راکھ کو اُڑا رہا ہے اُس منڈل میں سب طرف (سوائے) स्वाय स्वाय لکھا ہے۔



۴- جل دھارنا- تیسری دھارنا کا ابھیاس ہونے پر یہ سوچے کہ میرے اوپر کالے کالے بادل آگئے اور خوب پانی برسنے لگے جس سے میری آتما کے سب کے سب پاپ دھل گئے प प प اردھ چندرا کار (آدھے چندرما) جل منڈل پر سب طرف لکھا ہے۔ (پا - پا - پا)



۵- تتّو رُوپ وتی دھارنا - جب چوتھی دھارنا کا ابھیاس مکمل ہو جاوے- تب اپنے کو سرو کرم اور شریر رہت شدھ سدھ سمان نِرمل آکار دیکھتا رہے- یہی پنڈستھ آتما کا دھیان ہے۔

پدستھ دھیان- یہ دھیان بھی ایک بھِن مارگ ہے، سادھک اِچھا انُوسار اِس کا بھی ابھیاس کر سکتا ہے- اِس میں بھِن بھِن پدوں کو ودراجمان کرکے دھیان کرنا چاہیئے- جیسے ہردے ستھان میں آٹھ پنکھڑی کا سفید کمل سونچ کر اُس کے آٹھ پتوں پر مندرجہ ذیل آٹھ پد پیلے لکھے-

(१) णमो अरहंताणं	(२) णमो सिद्धाणं
(३) णमो आइरीयाणं ॥	(४) णमो उवऽझायाणं ॥
(५) णमो लोए सव्व साहूणं	(६) सम्यग्दर्शनाय नम: ॥
(७) सम्यग्ज्ञानाय नम: ॥	(८) सम्यक चारित्राय नम: ॥

اور ایک ایک پد پر رُکتا ہوا اُس کا ارتھ وچارتا رہے- اتھوا اپنے ہردے پر یا مستک پر یا دونوں بھؤوں کے مدھیہ میں (آنکھوں کے درمیان ناک کے اوپر) یا نابھی میں ह्रीं یا ॐ کا چمکتے سُورج کی طرح دیکھے- یا ارہنت अरहंत سِدھ کا سوُرُوپ وچارے- وغیرہ

رُوپستھ دھیان- دھیاتا اپنے چت میں یہ سوچے کہ میں ساکھشات تیرتھنکر بھگوان کو انترکش دھیان میں پرم ویت راگ چھتر چنور آدی آٹھ پراتی ہاریہ سہت دیکھ رہا ہوں- بارہ سبھائیں ہیں- جن میں دیو- دیوی، منش، منی، پشو آدی بیٹھے ہیں بھگوان کا اُپدیش ہو رہا ہے- اتھوا دھیاتا کِسی بھی ارہنت کی پرتما (مُورتی) کو اپنے چت میں لاکر اُس کے دوارہ ارہنت کا سرُوپ وچارے

نوٹ:- تیرتھنکر اُن آتماؤں کو کہتے ہیں- جو پرماتم پد پر پہنچ چُکے ہیں- اور اوتاروں کو ارہنت بولتے ہیں۔

اُپاسنا انک، جنوری و فروری سنہ ۱۹۵۴ء دو ماہ کا مشترکہ پرچہ ہے، فروری میں کوئی علیحدہ پرچہ شائع نہیں ہوگا

ایک سال کیلئے رسالہ "اوم" مفت جاری کرائیں

نیز خاص رعایتی قیمت پر اردو میں مکمل مہابھارت بھی حاصل کریں۔ باتصویر دو حصّص۔ سہ رنگے خوبصورت ٹائیٹل کی مضبوط جلدوں میں ملبوس، ایکہزار تین صد بڑے صفحات پر مشتمل، قیمت ۰-۰-۲۳ روپے۔ ڈاکخرچ ۰-۰-۲ روپے۔ چندہ رسالہ "اوم" ۰-۰-۶ روپے۔ کُل مبلغ ۰-۰-۳۱ روپے۔ لیکن اس اشتہار کا حوالہ دینے پر گیارہ روپے کی خاص رعایت صرف مبلغ ۰-۰-۲۰ روپے پیشگی ارسال کر کے رعایتی قیمت پر مکمل مہابھارت اور سال بھر رسالہ "اوم" مفت حاصل کریں۔ یہ رعایت صرف چند ہفتوں کیلئے ہے اس لئے فوراً آرڈر دے کر اس موقعہ سے لابھ اُٹھا دیں۔

اگر آپ یکمشت ۰-۰-۲۰ روپے ادا نہ کر سکتے ہوں تو دو برابر اقساط میں بھیجدیں، مبلغ ۱۰ روپے پہنچنے پر مہابھارت حصّہ اوّل بھیجا جائیگا اور ساتھ ہی "اُپاسنا انک" سے رسالہ "اوم" بھی جاری کر دیا جائیگا۔ تین ماہ کے اندر دوسری قسط ادا کر کے آپ حصّہ دوم حاصل کر سکیں گے۔

ہمارے مقدّس گرنتھوں میں مہابھارت کو اعلیٰ ترین جگہ حاصل ہے۔ یہاں تک کہ اسے پانچواں وید کہا جاتا ہے۔ دھرم اور نیتی کے تمام گوڑھ تتو اس میں درج ہیں۔ تمام دُنیا سے خراج تحسین حاصل کرنے والی شریمد بھگوت گیتا بھی اسی کا حصّہ ہے۔ اسلئے اس سے محروم رہنا گویا ایک نعمت غیر مترقبہ سے محروم رہنا ہے فوراً منگوالیں تاکہ بعد میں مایوس نہ ہونا پڑے۔ مینیجر رسالہ "اوم" اندرون اجمیری گیٹ دہلی

(ادم)

میں گرہست نہیں کرونگا

از لالہ کانشی رام جی چاولہ

مہرشی ویدویاس جی کو ایک بار خیال آیا کہ ایک پتر پیدا کرکے پتری رن سے مُکت ہونا چاہیئے، چنانچہ اُنہوں نے جابالی مُنی کی کلیان منی کنیا وٹکا سے شادی کی اور اس کے پاک بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جب یہ بالک ابھی گربھ میں تھا۔ تو اس کی ماتا سب شاستر پڑھتی اور سُنتی رہتی تھی پھر مہرشی ویدویاس اس سے دھرم کے گوڑھ تتوں پر بات چیت کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ وہ سارے سنسکار گربھ کے بالک پر پڑتے رہے۔ اس لئے یہ بالک جنم سے ہی بڑا ذیرک اور زود فہم تھا۔ ان پوتر سنسکاروں کی وجہ سے وہ بہت جلدی سب شاستروں کا پنڈت بن گیا۔ چونکہ یہ بالک طوطے کی طرح پھر پھر پڑھائی کر لیتا تھا۔ اس لئے اس کا نام ہی شُک رکھا گیا (شک سنسکرت میں طوطے کو کہتے ہیں) یہی بالک بڑا ہو کر شکدیو سوامی ہوا جس نے راجہ پریکشت کو چند دنوں میں گیان پراپت کرایا۔

جب شُکدیو جی کچھ بڑے ہوئے تو تیرتھ یاترا کو گئے۔ واپس آ کر اُنہوں نے شری ویاس سے آتم گیان کے متعلق کئی باتیں پوچھیں تب مہاراج ویاس جی نے بہتر سمجھا کہ اس کی شنکاؤں کی نورتی کسی اور گیانی سے کرائی جائے، چنانچہ انہوں نے شکدیو جی کو مہاراج جنک جی کے پاس بھیجا۔ جنک جی نے اس کی آزمائش کرنے کے لئے کچھ دن تک اسے باہر ہی انتظار کرایا۔ وہ بالکل شانت بھاؤ سے انتظار کرتے رہے۔ پھر ان کے سامنے وشئے بھوگ کا اعلیٰ سے اعلیٰ سامان بھجوایا۔ لیکن شکدیو جی نے ان پدارتھوں اور سندریوں کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ تب جنک جی نے سمجھا کہ یہ نوجوان گیان کا پورا ادھیکاری ہے۔ . . . . تب اُسے اپنے پاس بُلا کر کہا کہ اے یووک! تم تو پہلے ہی گیانی ہو، تم اتنے بُردبار اور اتنے پوتر آتما ہو کہ گیانی بھی اس پر رشک کر سکتے ہیں۔ پھر جنک جی نے شُکدیو جی کی سب شنکائیں سُنیں اور ان کا سمادھان کر دیا۔ اور شکدیو جی واپس اپنے پتا کے پاس چلے گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد شری شکدیو جی نے کہا کہ میں بستی چھوڑ کر جنگل میں جانا چاہتا ہوں۔ مجھے سنسار کے بھوگ دُکھدائی معلوم ہوتے ہیں۔ میں بن میں جا کر ایکانت میں تیاگ کا جیون بسر کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر شری ویدویاس جی نے شکدیو جی کو گھر رہنے کے لئے بہت سمجھایا پر یہ نہیں مانے۔ جو بات چیت اور سوال و جواب اس وقت باپ بیٹے میں ہوئے۔ ان کا ذکر سکند پوران میں آیا ہے اُس کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

بیاس جی۔ بیٹا تم گھر میں رہو۔ میں تمہارے وواہ سنسکار وغیرہ کروں گا۔ اس سے ہم سب کو خوشی ہو گی۔

شکدیو۔ منی دیو! ہزاروں جنموں میں میرے ہزاروں سنسکار ہو چکے ہیں۔ انہی سنسکاروں نے مجھے اس جنم مرن کی قید میں ڈالا ہے کیا آپ مجھے اس چکر میں پڑے رہنا دیکھنا چاہتے ہیں اور میرا کلیان نہیں چاہتے؟

بیاس دیو۔ جو انسان گرہست دھرم کا تیاگ کرتا ہے۔ وہ پتری رن نہیں اُتار سکتا۔ جو بیٹا اپنے باپ کے کہنے میں نہیں چلتا وہ نرک میں جاتا ہے۔ اس لئے اے بیٹا تو میری بات مان کر گھر میں ہی رہو

"ادم"

شنکدیو۔ اس بار جیسے آپ نے مجھے پیدا کیا ہے۔ اسی طرح پچھلے جنموں میں آپ کو میں نے پیدا کیا ہوگا۔ یہ تانا پڑ
تو بدلتا ہی رہتا ہے، پھر آتما تو سوتنتر ہے وہ نہ کسی کا پتر ہے نہ پتا۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ میں بھی بیٹا پیدا کرکے پتر
سے فارغ ہوؤں لیکن میں تو کسی جیو کو سنسار چکر میں نہیں ڈالنا چاہتا۔

بیاس جی۔ اچھے گھر میں اور اچھی کُل میں پیدا ہو کر وید وکت سنسکاروں کے ذریعہ موکش حاصل کر سکتا ہے۔ ایسے کُل میں
ایسے گھر میں تو بڑی خوش قسمتی سے جنم ملتا ہے۔ جیسے کہ تم ہم کو ملا ہے۔

شنکدیو۔ اگر نیک اعمال نہ کرکے صرف سنسکاروں سے ہی مکتی ملتی تو ڈھونگی برت دھاری شیچھ کرموں سے دور رہنے
لوگ بھی محض سنسکار کرا کے اپنی مکتی کرا لیتے لیکن اس طرح مکتی ملنا ممکن نہیں۔

بیاس جی۔ سنسکار کئے ہوئے منشیہ پہلے برہمچاری، پھر گرہستی پھر بان پرستی اور پھر سنیاسی ہو کر مکتی پاتے ہیں
سب آشرموں کا پالن کرنا بھی لازمی ہے۔ یہ موکش پراپتی کی سیڑھیاں ہیں۔

شنکدیو۔ اگر محض برہمچریہ یعنی استری سنگ نہ کرنے سے مکتی مل سکتی تو نامرد اور ہیجڑے لوگ سب سے پہلے اس کے
بنتے۔ اگر گرہست مکتی کا یقینی سادھن ہوتا تو سارا سنسار ہی مکت ہو جاتا۔ بن باسی اگر موکش کے حقدار ہیں
تو سبھی جنگلی جانور اس زمرے میں آ جاتے اور اگر دھن کا تیاگ ہی موکش دلانے والا ہوتا تو سبھی کنگال لوگ
پا جاتے۔

بیاس جی۔ جو گرہستی سدمارگ پر چلتے ہیں ان کا یہ لوک بھی سدھر جاتا ہے اور پرلوک بھی، منو مہاراج نے
لکھا ہے۔

شنکدیو۔ جو لوگ گرہست میں پڑ کر دولت کماتے ہیں اپنی عقل اور اپنا وقت خرچ کر دیتے ہیں، جو کمائے ہوئے
حفاظت کے لئے اور اس کو بڑھانے کے لئے بھاگ دوڑ اور اُدھیڑ بُن کرتے رہتے ہیں۔ پھر استری بچوں کی پرورش کا
میں پڑے رہتے ہیں۔ رشتہ داروں کے ساتھ برت برتاؤ میں لگے رہتے ہیں۔ گھر کھڑا کرتے اس کے لئے سامان مہیا کر
اس کی دیکھ بھال کرنے میں غلطاں و پیچاں رہتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے دھندھوں میں جکڑے رہتے ہیں۔ ان کو
کرموں کے لئے وقت ہی کہاں ملتا ہے۔

بیاس جی جنگل میں جا کر انسان کو بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ وہاں تو نتیہ کرم بھی نہیں ہو سکتے۔ دیوتاؤں اور پتروں
لئے جو کرم کئے جاتے ہیں۔ وہ سب رک جاتے ہیں اس لئے گھر میں رہنا ہی سود مند ہے،

شنکدیو۔ جنگلوں میں رہنے والے مہاتپسوی بھاؤ بھاوت منیوں کو سب قسم کے تپوں کا نیک پھل از خود مل جاتا ہے۔ اس
لئے زیادہ سود مند بات یہ ہے کہ انہیں بُری صحبت میں پڑنے کا کوئی موقعہ ہی نہیں ہوتا۔ نہ ہی کسی سے جھگڑا تکرار کرنے
ضرورت پڑتی ہے۔ اس لئے وہ لوگ بڑے سُکھ سے اپنا وقت گزارتے ہیں۔

بیاس جی۔ گرہستی لوگ اپنے پُرشارتھ سے بہت سا دھن مال اکٹھا کر سکتے ہیں۔ اس سے اول تو وہ اس دنیا میں ہر
کے عیش و آرام کے سامان مہیا کر سکتے ہیں۔ اور پھر دھن کو دان پُنیہ میں لگا کر پرلوک کے سُکھ کے بھاگی بن جاتے ہیں
لئے گرہستی کے دونوں ہاتھوں میں لڈو ہوتے ہیں۔ یعنی یہاں بھی سُکھ اور آگے بھی سُکھ۔

شنکدیو۔ منی دیو! آپ تو اتنے ودوان اور انوبھوی مہاتما ہیں۔ کیا آپ سچ مچ یہ یقین رکھتے ہیں کہ دھن آدمی کو سُکھ
ہے۔ شاستر نے تو واضح طور پر بتایا ہے۔ کہ دولت کے جمع کرنے میں بھی کشٹ۔ اس کی حفاظت کرنے کی بھی چنتا

ادم

کے چلے جانے پر بھی افسوس ہوتا ہے۔ پھر میں کیسے مان لوں کہ دھن انسان کے سُکھ کا کارن بن سکتا ہے۔ میرا تو عقیدہ ہے کہ سورج سے برف کے تودے کے تودے گرنے لگیں اور چندرماں سے آگ کے گولے برسنے لگیں تو یہ شاید ہو جائے لیکن دھن سے انسان سچا سُکھ حاصل کرے یہ ممکن نہیں ہے۔

بیاس جی۔ بیٹا! یہ منش شریر انسان کو بڑے پُنیہ کرموں سے ملتا ہے۔ اور اس شریر کو پاکر جو انسان گرہست دھرم کو ٹھیک جانتا ہے۔ اور گرہست میں شاستروں میں کہے ہوئے ڈھنگ سے عمر گذارتا ہے۔ وہ کیا کچھ پراپت نہیں کر سکتا یعنی اسے سب کچھ مل جاتا ہے۔

شُکدیو۔ مُنی راج! یہ ٹھیک ہے کہ انسانی جامہ جیو کو جنم جنمانتروں کے بعد ملتا ہے، لیکن یہ پُنیہ جنم پاکر بھی اگر دھن بٹورنے میں لگا دیا تو پھر تو اسے برباد ہی کر لیا اور نئے سرے سے ماتا کے گربھ روپی کمبھی نرک میں جانے کے سامان تیار کر لئے۔ اگر منشیہ شریر پاکر بھی مکتی حاصل نہ کی تو لُف ہے ایسے انسان پر۔ یہ جیو جب تک ماں کے گربھ میں رہتا ہے تب تک اسے پچھلے جنموں کی باتیں یاد ہوتی ہیں۔ اور یہ عہد لیتا ہے کہ اس دفعہ اگر اس کمبھی نرک سے باہر نکل جاؤں تو پھر اس نرک میں جانے کے سامان پیدا نہیں کروں گا۔ بلکہ مکتی حاصل کرکے اس چکر سے رہائی پاؤں گا، لیکن جونہی جیو گربھ سے باہر اس سنسار میں آتا ہے۔ اپنا گیان اور اپنے نیم برت سب بھُلا دیتا ہے۔ اس سنسار کی تو ہوا ہی ایسی ہے۔ لیکن جو انسان دھن مال جمع کرنے میں لگ جاتا ہے۔ وہ تو گویا پھر اسی نرک میں جانے کا پاسپورٹ لے لیتا ہے، سُکھ پرانتی کی بات تو دور رہی۔

بیاس جی۔ اے بیٹا! انسان کو سنسار میں کئی چیزیں سُکھ دیتی ہیں۔ لیکن بیٹے کا سُکھ تو بہت زیادہ ہوتا ہے بیٹا اگر مٹی دھول سے لپٹا ہوا ہو تو بھی اُسے دیکھ کر سُکھ ملتا ہے۔ بیٹا اگر پیٹھ سے لپٹ جائے تو سُکھ چھاتی میں محسوس ہوتا ہے۔ بیٹا ایسی پیاری شے ہے۔

شُکدیو۔ اے منشور! یہی موہ تو انسان کو جنم مرن کے گھیرے کے باہر نہیں آنے دیتا۔ آپ کو علم ہے کہ رشیوں نے آخری عمر میں ہرن وغیرہ جانوروں سے موہ رکھتے ہوئے اپنے شریر کو چھوڑا وہ اسی جانور کا شریر لے کر پھر اس دنیا میں آئے۔ جو لوگ یہاں کے پدارتھوں اور جیووں سے موہ بڑھاتے ہیں وہ مورکھ ہیں۔ موہ کے جال میں پڑا ہوا تو کوئی انسان رہا ہو ہی نہیں سکتا۔ یہی جال تو مایا نے یہاں بچھایا ہوا ہے۔ آپ مُنی ہو کر اور گیانی ہو کر بھی مجھے اس جال میں جکڑے رہنے کا مشورہ دیتے ہیں آپ کو تو مجھے کلیان مارگ پر جاتے ہوئے میرا حوصلہ بڑھانا چاہیئے۔ نہ کہ مجھے اُدھر سے روکنا چاہیئے۔ اگر مجھے لاکھوں میں سے دو آدمی بھی ایسے دکھلا دیں جو دھن سنتان پاکر آنند پراپت کر رہے ہوں تو میں آپ کے مشورہ میں کچھ وزن جانوں لیکن دیکھا جاتا ہے کہ ان کے حاصل کرنے کے لئے تو آدمی کُتّے کی طرح مارے مارے پھرتے ہیں اور پھر دونوں یعنی دھن اور سنتان ان کو لات مار کر چلے جاتے ہیں۔ اور یہ جیو روتے چلاتے ہائے ہائے کرتے رہ جاتے ہیں پھر میں کیوں نہ ایسی سنتان سے ناطہ جوڑوں جو مجھے کبھی چھوڑے نہ اور کسی صورت میں بھی میرے دُکھ کا باعث نہ ہو۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ دھن بھی انسان کے پران تک لئے جانے کا کارن بنتا ہے۔ اور کیا یہ سچ نہیں ہے کہ جس بیٹے کے جنم سے باپ اتنا خوش ہوتا ہے وہی اس کو جوتے لگاتا ہے۔ دھکے مار کر باہر نکال دیتا ہے۔ بڑھاپے میں اسے کُتّے کی طرح دروازے سے باہر بٹھاتا ہے، اور کبھی کبھی تو اس کے پران بھی لے لیتا ہے واہ! موہ کا پھندا کتنا زبردست ہے۔ کہ یہ سب کچھ دیکھتا ہوا بھی انسان بیٹے کی خواہش کرتا ہے۔

ادم

بیاس جی۔ بیٹا! تم نے دیکھا اور سُنا نہیں کہ ایسے بھی بیٹے ہوتے ہیں جو باپ کا حکم مان کر آگ میں بھی کودنے کو تیار ہوتے ہیں۔ راج پاٹ تک چھوڑ دیتے ہیں۔ اُن کی سیوا میں تن من دھن سب کچھ لگا دیتے ہیں، ان کو کندھوں پر اُٹھا کر پھرتے ہیں۔ اُن کے درشنوں سے ہی خوش ہوتے ہیں۔ انہیں ذرا بھی تکلیف نہیں اُٹھانے دیتے ان کی آنکھ کے اشارے پر کام کرتے ہیں۔

شنکدیو۔ منی راج! ایسے کتنے بیٹے ہوئے ہیں یا کتنے اس وقت ہیں۔ لاکھوں میں کوئی ایک۔ دیکھنا یہ ہے کہ زیادہ تر بیٹوں کا اپنے ماں باپ سے سلوک کیا ہے۔ لاکھوں میں ایک اچھی چیز ہونے والی کی ابھلاشا کرنا جوا کھیلنا ہے۔ کہ شاید داؤ پڑ جائے۔ لیکن اکثر تو تین کانے ہی پڑتے ہیں۔ ایسا جوا کھیلنے سے کیا لابھ۔

بیاس جی۔ بیٹا! تم نے تو کبھی شاستروں کا مطالعہ کیا ہے۔ کیا تم نے پڑھا نہیں کہ یم راج کے ہاں ایک پُت نامی جہان نرک ہے۔ اس نرک سے ترانے والا پُتر ہوتا ہے۔ جس کا ارتھ ہی یہ ہے کہ پُت نامی نرک سے ترانے والا۔ اس لئے پُتر کا ہونا تو بڑا ضروری ہے۔ جس کے ہاں بیٹا نہ ہو وہ اس نرک سے کیسے بچے گا۔ اور مُکتی کیسے پائے گا۔ ؟

شنکدیو۔ اے رشی ور! میں آپکی اس دلیل کو سُن کر بڑا حیران ہوا ہوں۔ اگر صرف پُتر کا ہونا ہی نرک سے بچانا اور مُکتی کا سادھن ہوتا تو آج تک دُنیا ختم ہونے والی ہوتی کیونکہ انسانوں کے علاوہ سؤر، کتے، گدھے اور بیل بھی مُکتی پا جاتے پھر جن کے ہاں آٹھ آٹھ دس دس بیٹے ہوتے ہیں اُنکو تو اتنی مُکتیاں ملتی ہوں گی۔ یہ تو ایک معمولی حساب کی بات ہے۔ کہ اگر ایک بیٹے سے ایک مُکتی تو جتنے بیٹے اتنی مُکتیاں۔ مجھے اشچریہ ہے کہ آپ جیسے عالم فاضل بزرگ بھی اس قسم کے ڈھکوسلوں میں یقین رکھتے ہیں۔ پُتر کے ہونے سے مُکتی مل جاتی تو کرم، بھگتی، گیان یوگ اور دوسرے سادھنوں کی ضرورت ہی کیا ہے۔؟

بیاس جی۔ شنکدیو! تم باتیں تو صفائی کی کرتے ہو۔ لیکن ابھی ناداں ہو۔ شاستروں کی باتوں کے مرم کو ٹھیک نہیں سمجھتے۔ انسان پر کئی قرضے یا رن ہوتے ہیں۔ ان کا اُتارنا اس کے لئے لازمی ہے ورنہ اسے پاپ لگتا ہے ان میں سے ایک رن پُتر پیدا کرنا ہے۔ یہ رن اس لئے اُتارنا ضروری ہے۔ کہ انسانی نسل چلتی رہے۔ اسے پِتری رن کہتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بھی بتایا ہے۔

شنکدیو۔ منی ور! بے شک میں تو ناداں ہوں لیکن آپ دانا ہو کر جو باتیں کہہ رہے ہیں۔ وہ میری حیرانی کو زیادہ سے زیادہ بڑھا رہی ہیں۔ بیٹا پیدا کرنا قرضہ اُتارنا نہیں بلکہ پاپ ہے۔ انسان کی کوشش تو یہ ہونی چاہیئے۔ کہ اول وہ خود موکش حاصل کرے۔ اور دوسروں کو موکش پراپت کرانے میں سہائی بنے۔ آپ تو اس کے الٹ کرنا اچھا سمجھتے ہیں۔ کسی جیو کو سنسار میں لانے کا کارن بننا تو ایک پاپ کرم ہے ہمیں تو واجب ہے کہ جتنے جیوؤں کو جنم مرن کے چکر سے رہائی دلانے میں مدد کر سکتے ہیں کریں۔ اور اس پُنیہ کے بھاگی ہوں۔ اس لئے میں تو پُتر کا پیدا کرنا پاپ سمجھتا ہوں جتنے زیادہ پُتر پیدا کئے جائیں گے اتنا زیادہ پاپ ہو گا۔ میں اس پاپ میں پھنسنا نہیں چاہتا۔ پھر کیا بال برہمچاری اس قرضہ کے بھار سے دبے رہتے ہیں؟

بیاس جی۔ بیٹا! کیا تم شاستروں کی باتوں کو جھوٹا مانتے ہو۔ شاستر تو کہتا ہے۔ کہ اس لوک میں انسان پُتر کے ہونے سے پِتری رن سے، پوتا ہونے سے دیو رن سے اور پرپوتا ہونے سے سب رنوں سے خلاصی پا جاتا ہے۔

اوم

شکدیو ۔ اے منیشور! اس دلیل کا جواب میں پہلے ہی دے چکا ہوں ۔ یہ اصول تو سد شاستروں میں کہے ہوئے کلیان کے سادھنوں کو ملیا میٹ کر دیتا ہے ۔ اگر تین پشت ہو جانے سے اتنا کلیان ہونا ممکن ہو تو کچھووں چیلوں گدھوں کوؤں اور مچھلیوں کا موکش حاصل کر لینا تو یقینی امر ہو جاتا ۔ کیوں کہ ان جانوروں کی عمر بہت لمبی ہوتی ہے اور ممکن کیا یہ تو شاید اپنے جیتے جی چار یا پانچ پشتیں بھی دیکھ لیتے ہوں ۔

ویاس جی ۔ اچھا شکدیو اگر یہ سب باتیں تم ماننے کو تیار نہیں تو کیا تمہارے خیال میں گرہست کرنا بری بات ہے ۔ اب تم اپنا مت بتاؤ تاکہ میں بھی تمہاری بات سمجھ سکوں ۔

شکدیو ۔ جن لوگوں کو گرہست اچھا لگتا ہے ۔ وہ کریں لیکن گرہست میں رہ کر بڑا محتاط رہنا پڑتا ہے ۔ اگر گرہست میں رہ کر انسان موہ کے جال میں نہ پھنسے ۔ ممتا سے دور رہے ۔ دھرم کی کمائی کرے ۔ دھرم کاموں میں اسے لگا دے کرم کرتا ہوا پھل کی اچھا نہ رکھے ۔ کرتویہ کرم سدا کرتا رہے ۔ کرتا پن کے بھاؤ کو چھوڑے ۔ دین دکھیوں کی سیوا کرتا ہوا ۔ اہنکار بھاؤ نہ لائے ۔ بیوہار کا سچا رہے ۔ دھوکہ ، چھل ، فریب ، جھوٹ ، دمبھ سے پرے رہے ۔ پردھن اور پرائستری کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھے ، راگ دویش سے بچا رہے ، کسی کو دکھ نہ پہنچائے ۔ سب سے پریم رکھے سیوا دھرم کو اونچا جانے ۔ تب وہ سکھ اور شانتی کو حاصل کر سکتا ہے ۔ اگر کوئی ایسا گرہست کر سکتا ہے تو بڑی اچھی بات ہے لیکن میں تو پھر بھی گرہست کو جال سمجھتا ہوں ۔ میں اس گورکھ دھندے اور بھول بھلیاں کے پھیر میں پڑنا نہیں چاہتا ۔ بس آپ نے اب میرا مت سن لیا ۔ اب میں آپ سے آگیا چاہتا ہوں ۔

یہ کہکر سوامی شکدیو بغیر کوئی چیز ساتھ لئے جنگل کو چلے گئے ۔ اور سنسار والوں کے لئے اپنا سندر اپدیش غور کرنے کے لئے چھوڑ گئے ۔

اوم شم

فاختہ

(راشٹری لونت رائے جی شوخ)

اک حسیں جنگل میں جو [illegible] تھا تصویر بہار ۔ اک درخت سایہ دار

ایک دن کوئی شکاری آ گیا بیٹھا [illegible] پہ بیٹھی [illegible] فاختہ زار

[illegible] آہ ظالم [illegible] فاختہ [illegible]

[illegible]

فاختہ بیٹھی [illegible]

[illegible]

وہ [illegible]

چوڑیاں

از شری نوبت رائے جی شوخ -

ہے آمد جارج پنجم کی بصد شوکت و لائبت سے ✣ ہے رشک صد ولایت آج دہلی زیب و زینت سے

طلب راجے مہاراجے ہوئے دربار دہلی میں ✣ تھی شرکت لازمی دربار گوہر بار دہلی میں

اودے پور کے مہارانا کو تھا انکار آنے سے ✣ قسم پرتاپ کی زنجیر پا معذور جانے سے

یہ وائسرائے نے سن کر لکھایا اُن کو پروانہ ✣ بغاوت پر ہو آمادہ اطاعت سے ہو بیگانہ

اگر شرکت نہ فرمائیں گے آپ اس جشن دعوت میں ✣ ریاست ضبط ہو جائیگی انجام بغاوت میں

مہارانا کی اسپیشل ہوئی تیار چل نکلی ✣ وقار غیرت پرتاپ کو ظالم کچل نکلی

کھلا سنڈاس کا دروازہ نکلی اک جواں لڑکی ✣ مہارانا کے پاس آئی لئے کچھ چوڑیاں لڑکی

کہا سرکار لے لو چوڑیاں، یہ چوڑیاں لے لو ✣ پسند آئیں جو ان میں سے سفید و ارغواں لے لو

مہارانا نے غصہ سے کہا کہتی ہے کیا لڑکی ✣ میں تجھ سے چوڑیاں لے لوں ترا سر پھر گیا لڑکی

وہ بولی مرد ہو کر دب گئے داب حکومت سے ✣ پہن کر چوڑیاں گھر بیٹھیے آرام و راحت سے

نکل آئیں گی ہم میدان میں جنگ آزما ہو کر ✣ نہ آنے دینگی ہرگز آنچ اپنی آن و غیرت پر

جو ہے پرتاپ کی سوگند ہم سر خوں بہا دینگی ✣ نہ ہم دلّی کو بیں جب تک کبھی دلّی نہ جائینگی

ہوئی واپس سپیشل مسکرا دی چوڑیاں والی
چلی پرتاپ کی جے جے مناتی چوڑیاں والی

ادوم

پرم وشواسی اُپاسک

(مہابھارت کی ایک پرسدھ کتھا)

(لیکھک شری آسانند شرما معدوم)

دھیان مگن ایک لویہ (एकलव्य) کی کئی بار سمادھی بھنگ ہوئی۔ بہت منع کرنے پر بھی کتا بھونکتا جارہا تھا اب تو مارے کرودھ کے اپنے آپ کو نہ سنبھال سکا۔ اور جھٹ دھنش بان اُٹھا کر کتے کے پیچھے بھاگا۔ چاہتا تھا کہ ایک ہی بان سے اُس کو ہلاک کردے۔ مگر ایسا نہ کرتے ہوئے اُس نے ایسی کُشلتا سے بان چھوڑے کہ اُن میں پھنس کر کتے کا منہ بند ہوگیا۔ اور خود نشچنت ہو کر آسن پر بیٹھ کر اُپاسنا میں لین ہوگیا۔ کتے کے لئے یہ ایک عجیب آفت تھی۔ بہتیرا سر پٹکا یا مگر تیروں کو نہ کھول سکا اور بیقرار ہو کر ادھر اُدھر بھاگتا ہوا اپنی جھونپڑی سے دور نکل گیا۔ کورو اور پانڈو کمار گورو درونا چاریہ کے ساتھ ادھر ہی بن میں گھوم رہے تھے۔ کتے کو اس حالت میں دیکھ کر بڑے متعجب ہوئے گورو جی بھی گہری سوچ میں پڑ گئے کہ کون ایسا پراکرمی ہے جس نے تیروں سے کتے کا منہ بند کر دیا ہے۔ انجام کار اسی کھوج میں سب ایک لویہ کی کٹیا پر پہنچے۔ دیکھا تو وہ لنگوٹ، اکھیت، چندن سے یکت ایک مورتی کو سامنے رکھ کر اُپاسنا میں لین ہے۔ اور پاس ہی دھنش بان رکھا ہُوا ہے،

ہو نہ ہو اسی نے کتے کا منہ بند کیا ہے۔ یہ سب کو سندیہہ ہوا مگر ارجن مارے ایرشا اور کرودھ کے کانپنے لگا اور ایکدم جوش کھا کر بول اُٹھا۔ گورو دیو! یہ وہی نرادھم شودر ہے جو ایکدن آپ کے چرنوں میں دھنش وِدیا سیکھنے کی غرض سے آیا تھا۔ اور آپ نے اِس کو اندھکاری کہہ کر لوٹا دیا تھا... نہیں سہی جائیگی اس پامر کی یہ دھرشتتا! کشتریوں کے ہاتھ میں شوبھا دینے والا دھنش شودر اپنے ہاتھ میں اُٹھائے! کلنک ہے یہ کشتری کے لئے!! گورو دیو! آگیا دیجئے۔ میں ابھی ایک ہی بان سے اس نیچ کا ابھیمان چور کرتا ہوں۔ اب یہ جیتا نہ رہ سکیگا۔

گورو درونا چاریہ نے ارجن کو ہاتھ کے سنکیت سے شانت ہونے کے لئے کہا، بیٹا! دھیرج دھرو یہ بھاری اپرادھ ہے۔ تھوڑی دیر میں سمجھ لوگے، وشیش کرودھ میں دویک نہ چھوڑو۔ ایسا نہ ہو تمہیں لجت ہونا پڑے۔

جیسا کہ کسی نے جھٹکے سے ایک لویہ کی سمادھی بھنگ کردی۔ سامنے دیکھا تو ساکشات گورو دیو پدھارے ہیں اجن کی مورتی بنا کر سامنے رکھی ہوئی تھی۔ جھٹ اُٹھ کر گورو مہاراج کو ڈنڈوت پرنام کیا۔ دردان جی نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر منگل کامنا کا آشیرواد دیا اور کہا، ایک لویہ! تم ہی نے کیا (کتے کیطرف اشارہ کرکے) اس کتے کا منہ بانوں سے بند کیا ہے۔

جی ہاں، بھگوان! یہ بہت بھونکتا تھا۔ جس سے میری اُپاسنا میں بادھا پڑتی تھی (سر نیچا کئے ونمر بھاؤ سے ایک لویہ نے جواب دیا۔)

ادم

تو یہ بان وِدیا تم نے کس گورو سے پراپت کی ہے؟ (وسمیہ سے۔ آچاریہ جی نے اس سے پوچھا) مہاراج! آپ کے
کون اس تُچھ داس پر کرپا کر سکتا ہے۔ اس سیوک کو آپ کا ہی یہ پرشاد پراپت ہوا ہے ...... چھما کیجیے بھگوا
میں نے کرودھ وش اس نے اس کتّے کا منہ بند کر دیا۔ ابھی ایک ہی بان سے اسے چھڑاتا ہوں۔

ایک لویہ نے ایک دم بان چھوڑا جس سے کتّے کے مُکھ کے آس پاس اڑے ہوئے بان چھوٹ کر گر پڑے۔ ک
پانڈو کمار آشچرج چکت ہو کر درون آچاریہ کا منہ تاکنے لگے۔ آچاریہ جی بھی شودر بالک کی اس کاریہ کُشلتا کو د
ہکا بکا رہ گئے۔ ایک لویہ ہاتھ جوڑ کر سامنے کھڑا تھا۔

کرودھ میں آکر درونا چاریہ جی نے کہا۔ تمہیں اس پرکار مجھے گورو کہہ کر میرے مان مردن کرنے کا ادھیکا
تمہیں ادھکاری نہ جان کر تو میں نے پہلے ہی ششیہ بنانا سویکار نہیں کیا تھا۔ اب تم ان شبدوں
مجھے کلنکت کرنا چاہتے ہو (نیچے ہو کر) ایک لویہ! میں تم سے اس بات کا ثبوت چاہتا ہوں، تم د
کو اس نرجن بن میں کون سکھانے آتا ہے۔ یہ بھی جھوٹ ہے۔ کہ تم نگر کی سیما اُلنگھن کر سکتے ہو، تم شودر
راجو چت دھنش وِدیا سکھانے والا کون ایسا مُور ....

(بیچ میں ٹوک کر) نہ بھگوان! شانت ہوجیے۔ میں سارا رہسیہ پرگٹ کرتا ہوں۔ اس سیوک کو آپ
ادھیکاری نہ سمجھ کر لوٹا دیا تھا لیکن میں نے سچے ہردیہ سے آپ کو گورو مان لیا۔ تبھی سے میں آپ کی مور
کر نت پرتی اس کی پوجا کرتا ہوں (مورتی کی طرف دونوں ہاتھوں سے اشارہ کر کے) وہ دیکھیے میری پرن کٹیا
کو بڑھانے والی آپ گورو دیو کی دویہ مورتی پرتشٹھت ہے۔ داس کی شردھا اور وشواس سے سنتشٹ ہو کر
اس تُچھ پوجا سامگری کو سویکار کرتے ہیں۔ اور سمیہ سمیہ پر مجھے دھنش وِدیا کے چمتکار دکھا کر اُن کی شکشا
پردان کرتے ہیں۔ اس داس نے شری چرنوں سے اُن کلاؤں کو سیکھا ہے، جس سے گورو اور با
ابھی تک واقف ہی نہیں۔ اگر آپ پرمان چاہتے ہیں تو داس کو آگیا کیجیے (ایک لویہ نے گڑگڑا کر کہا)
تو دیکھوں تمہاری کشلتا کہ تم کنوئیں میں پڑی ہوئی گیند کو بانوں دوارہ کس طرح باہر نکال سکتے ہو۔ یہ ک
آچاریہ سب کے ساتھ ایک کنوئیں کے سمیپ گئے۔ اور اس میں ایک گیند پھینک کر ایک لویہ
باہر نکالنے کے لئے کہا۔

ایک لویہ نے آنکھیں بند کر لیں۔ اس کے مُکھ پر ایک دویہ پرکاش جھلک اٹھا، تھوڑی دیر بعد مانو ا
وندنا سماپت ہوئی اور تیجسوی نیتروں سے بکھیل) کاٹ اٹھا ایک الوکک پرکاش نے چکا چوند پیدا کر دی۔ بڑی پ
میں دھنش پر بان رکھے۔ اور اس تیزی کے ساتھ پھینکنے شروع کئے کہ ٹھیک سیدھی بان پر پیچھے ایک دیگرے با
لگ گئے اور اوپر تک آپہنچے۔ ایک لویہ نے ہاتھ بڑھا کر آہستہ آہستہ بانوں کو اوپر اٹھایا اور گیند نکال کر
جی کے چرنوں پر پرنام کیا۔

آچاریہ جی چکت رہ گئے۔ اس شودر بالک کی شردھا، وشواس اور اپورو گورو بھگتی کو دیکھ کر بہت پر
ہوئے اور کہا۔ وتس! میں آج تمہارے جیسے اننیہ وشواسی ششیہ کو پا کر دھنیہ ہوں، مگر اس ودیا میں سپھل
اب تمہیں گورو دکشنا دینی ہوگی۔ کہو! مانگ لوں؟ دینے میں انکار تو نہ کرو گے؟

یہ شریر بھی آپ کا ہے پربھو! انکار کیا ہوگا (ایک لویہ گدگد ہو کر بولا) تو دائیں ہاتھ کا انگوٹھا کاٹ کر گورو د

ادم

نے دو دس - (یہ آچاریہ کے وچن تھے) ایک لویہ نے جھٹ کٹار سے انگوٹھا کاٹ کر گورو کے چرنوں پر رکھدیا۔ ایکلویہ کی بھگتی - وشواس اور شردھا دیکھکر تحیّت سے ہو گئے - اور درون جی نے موہ وش اُس کو کنٹھ سے لگا لیا - پھر پریم کے آنسو بہا کر بولے - پتر! تم نے آج آدرش گورو بھگتی اور اُپاسنا کا پرمان سنسار کے سامنے رکھا ہے - تمہارے اِس پوتر ہردیہ اور پرم شردھا کو دیکھکر میرے روم روم سے تمہاری لیشو وردھی کی آشیرواد نکلتی ہے - تمہاری کیرتی سنسار میں امر رہیگی - تمہارے آدرش سے کروڑوں منشوں کا کلیان ہوگا - تم نے وہ کار یہ کیا ہے - جو نہ بھوتو نہ بھوشیہ تی - "ادم شرم"

ذِلّت کا احساس

(بھگوان سے)

(از شری آسانند شرما معدُوم نابھہ)

زندگی میں آہ! کیا اپنے نہ کچھ ایمان سے ؛ گر چلا یُوں آج اپنے رُتبۂ انسان سے

کون ہُوں ہستی ہے کیا میری نہیں اتنا پتہ ؛ وُہ بھی کیا انسان؟ جو بھُولا ہو خود پہچان سے

تیرگیٔ جہل میں سُوجھے نہ راہ عاقبت ؛ کاش! پا جاتا نشاں کچھ اپنے روشن گیان سے

لطف اس مرنے میں کیا! مر کر نہ جب جینا ملا ؛ وہ بھی کیا جینا؟ نہ جس میں جی لگا بھگوان سے

چل پڑی بے ناخدا یہ کشتیٔ عمرِ رواں ؛ ڈوب جائیگی فقط اِک جھونکۂ طوفان سے

ہے کہاں لے جا رہا انجام ہے جانے نہ کیا ؛ پڑ گیا پالا ہے ایسے نفس نافرمان سے

اپنی ذِلّت کا ہوا احساس اب معدُوم کو

ایشورا! لینا بچا اِس پنجۂ شیطان سے

اوم

حضرت عیسےٰ مسیح کا امر اُپدیش

(Christ's Sermon at the Mount)

(از ایڈیٹر)

عیسائی مذہب کی دھرم پُستک بائیبل یا انجیل میں لکھا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ اپنے دیش میں گھوم کر سچی ایشور اُپاسنا۔ آتم گیان اور برہم گیان کا پرچار کر رہے تھے۔ اور اپنی لوگ سِدھیوں کے ذریعہ ہر قسم کے مریضوں مثلاً اندھوں۔ کوڑھیوں۔ لنگڑوں اور موت کے منہ میں پڑے ہوئے بیماروں کو پُوری شفا اور صحت دیتے جاتے تھے۔ تو اُنکی شہرت چاروں طرف پھیل گئی۔ اور دُور دراز سے بھاری تعداد میں مریض روزانہ اُن کے پاس آنے لگ پڑے اور بہت لوگ صرف اُن کا درشن کرنے اور اُن کے وِیاکھیان سُننے کے لئے جمع ہونے لگے۔ ایک دن ہجوم اتنا زیادہ اکٹھا ہو گیا کہ اس بے پناہ ہجوم کو دیکھکر حضرت عیسےٰ ایک پہاڑی پر چلے گئے۔ اور وہاں گوشہ نشین ہو کر یوگ ابھیاس میں بیٹھ گئے۔ اُن کے چیلوں نے اُن کا پیچھا کیا اور اُن کو سماددھی میں ٹِکے ہوئے پایا۔ یہ خبر ملتے ہی وہ عظیم ہجوم بھی پہاڑی پر چڑھ کر اُن کے پاس جا پہونچا حضرت عیسےٰ کی سمادھی کھُل گئی۔ اور انہوں نے سب لوگوں کو اپنے چاروں طرف بٹھا کر اُپدیش کرنا شروع کیا۔ یہ اُپدیش بائیبل کی جان ہے۔ اور دُنیا بھر میں "سرمن آن دی ماؤنٹ" SERMON ON THE MOUNT یعنی "پہاڑی پر دیا ہُوا اپدیش" کے نام سے مشہور ہے۔ "اوم" کے پاٹھکوں کی واقفیت کے لئے ذیل میں دیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

ایشور پراپتی کا راستہ

حضرت عیسیٰ مسیح نے فرمایا:-

(۱) اے غریب لوگو تم مُبارک ہو۔ تم دھنیہ ہو۔ کیونکہ تمہیں کو ایشور کے راجیہ کی پراپتی ہوگی۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو بھُوکے ہیں کیونکہ وہ مالا مال ہونے والے ہیں۔ مُبارک ہیں وہ جو آج روتے ہیں۔ کیونکہ یہ خوب ہنسیں گے۔ ان کو ہنسانے کا سامان بن رہا ہے۔ یاد رکھو۔ کہ تمہارے لئے وہ دن بہت ہی مبارک ہوگا۔ جب سچے "دھرم" پر چلنے کی وجہ دُوسرے لوگ تم سے نفرت کریں گے۔ اگر وہ تمہیں اپنی برادری سے باہر نکالیں گے۔ تمہیں گالیاں دیں گے۔ اور تم کو بُرے ناموں سے پکاریں گے۔ تو وہ دن تمہارے لئے بہت ہی اچھا ہوگا۔ تم خوشی میں مست ہو کر اُچھلو اور کُودو۔ کیونکہ ایشور کی طرف سے تمہیں اس کا بہت بڑا معاوضہ ملے گا۔ اُن لوگوں کے بزرگ بھی ایشور بھگتوں اور پیغمبروں کے ساتھ ایسا ہی بدسلوک کیا کرتے تھے۔

لیکن اے امیر لوگو! تمہارے بُرے دن آرہے ہیں۔ تمہارے اُوپر لعنت پڑنے والی ہے۔ کیونکہ تم بہت سُکھ بھوگ چکے ہو۔ بدنصیب ہیں وہ جن کے گھر دھن دولت سے بھرپور ہیں۔ کیونکہ کل کو یہ بھوکے مریں گے جو آج امیری کے نشہ میں بے فکر ہو کر ہنستے پھرتے ہیں۔ اُن کے سر پر مصیبتیں منڈلا رہی ہیں۔ اُن کے گھروں میں صف ماتم بچھے گی۔ اور وہ روئیں گے۔ میں کہتا ہُوں کہ ایک اونٹ کے لئے سُوئی کے سوراخ میں سے گذرنا شاید ممکن ہو سکے۔ لیکن ایک امیر اور دولتمند شخص کے لئے ایشور پراپتی کرنا بالکل ناممکن ہے۔

۲۔ اگر لوگ تمہارے پاس آکر تمہاری تعریف کرتے ہیں۔ تمہاری عزت کرتے ہیں۔ تو سمجھو کہ یہ شگون اچھا نہیں کبھی آنے والے دُکھ کی نشانی ہے۔ جھُوٹے، خود ساختہ بھگت ہی اپنی تعریف اور عزت سے خوش ہُوا کرتے ہیں

(۳) لیکن جو میرا بہت ضروری پیغام ہے اُسے غور سے کان کھول کر سُن لو۔ اور وہ یہ ہے:۔ بدی کا جواب بدی سے مت دو۔ اپنے دشمنوں سے پریم کرو۔ جو تمہیں نفرت کرتا ہے۔ تم اس کے ساتھ نیکی کرو۔ جو تمہیں گالی دیتا ہے۔ تم اُسے آشیرواد دو۔ اور جو تمہیں ذلیل کر کے تمہارے ساتھ حقارت آمیز بدسلوکی کرتے ہیں۔ تم اُنکی بھلائی کے لئے دُعا کرو۔

۴۔ جو تمہارے ایک گال (رُخسار) پر تھپڑ مارتا ہے، اُس کے آگے دوسرا رُخسار بھی کر دو۔ (یعنی جو شخص بہ امر مجبُوری کوئی ایسا کام کرتا ہے، جس سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے۔ تو تم بڑی خوشی سے اُس کے لئے اُس سے دُگنی تکلیف برداشت کرنے کو تیار رہو)

۵۔ جو شخص دھرم کے نام پر تمہارے اُوپر دعویٰ کرتا ہوا تمہاری قمیص اُتارنے آتا ہے۔ تم اُسے اپنا کوٹ بھی دے دو۔ (یعنی جو شخص کسی دھارمک یا سماجک اُلجھن میں پھنسا ہوا تمہاری عقل سے فائدہ اُٹھانے کے لئے تمہارے پاس آتا ہے۔ تو تم صرف اُس کی بات کا ہی جواب نہ دو۔ بلکہ اس سے زیادہ جو بھی تم جانتے ہو اُسے سمجھا دو۔)

۶۔ اگر کوئی ضرورتمند شخص تم سے کوئی چیز مانگتا ہے تو کبھی انکار نہ کرو۔ ہمیشہ دوسروں کے ساتھ وہی سلوک کرو جو تم چاہتے ہو کہ وہ تمہارے ساتھ کریں۔

۷۔ اگر تم اُن لوگوں سے محبت کرتے ہو جو تمہارے ساتھ پریم کرتے ہیں۔ یا اُن کے ساتھ نیکی کرتے ہو جو تمہارے ساتھ نیکی کرتے ہیں۔ اور اُن کو قرض دیتے ہو جن سے اس کے عوض بہت کچھ لینے کی اُمید رکھتے ہو۔ تو تم کسی تعریف کے مستحق نہیں۔ کیونکہ ایسا تو پاپی اور گنہگار لوگ بھی کرتے ہیں۔ لیکن میں کہتا ہُوں کہ تم اپنے پرم پتا پرماتما کی پیروی کرو۔ وہ ناشُکروں اور بدکاروں پر بھی مہربانی ہی کرتا ہے۔ اُن کو بھی کھانے کو دیتا ہے اور اُن کے ساتھ بھی محبت ہی کرتا ہے، اسیطرح تم بھی نیک و بد سب کے ساتھ نیکی کرو صرف دوستوں سے ہی پریم نہ کرو بلکہ دشمنوں سے بھی۔ اور کسی عوضانہ کی اُمید نہ رکھتے ہوئے ضرورتمندوں کی ہر طرح مدد کرو۔ تمہیں اس کا عوض پرماتما کیطرف سے بہت زیادہ ملے گا۔

۸۔ نکتہ چینی نہ کرو پھر تمہاری نکتہ چینی بھی کوئی نہیں کرے گا۔ کسی کو بُرا مت کہو اور تمہیں بھی کوئی بُرا نہیں کہیگا دوسروں کے قصوروں کو معاف کر دو۔ تو تمہارے قصور بھی پرماتما کے دربار میں معاف ہو سکیں گے۔

۹۔ تمہیں اپنے بھائی کی آنکھ کا تل نظر آتا ہے۔ مگر اپنی آنکھ کا شہتیر دکھائی نہیں دیتا۔ او پاکھنڈی! پہلے اپنی آنکھ کا شہتیر نکال لے پھر دوسروں کی آنکھ کا تنکا نکال سکیگا۔ پہلے اپنے دوش دُور کر۔

۱۰۔ اب تک بزرگوں نے تم کو یہ بتایا ہے کہ غیر عورت سے صحبت کرنا گناہ عظیم ہے، لیکن میں کہتا ہوں کہ جس شخص نے کسی عورت کو بُری نظر سے صرف دیکھا ہی ہے۔ اُس نے اپنے دل میں اُس عورت سے زنا کر لی ہے۔ اور گناہ کا مرتکب ہو چکا ہے۔

۱۱۔ جب تم دان یا خیرات کرو۔ تو اس طرح کرو کہ اگر تمہارا دایاں ہاتھ دان کرتا ہے، تو تمہارے بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہ لگ سکے۔

۱۲۔ اگر سفر میں کسی ہمراہی مسافر کے ساتھ تمہارا جھگڑا ہو جائے۔ تو اُس کے جُدا ہونے سے پہلے ہی اُس کے ساتھ صلح کر لو۔ ورنہ وہ تمہارے برخلاف ہمیشہ کے لئے نفرت اور غصے کے سنسکار لے جائے گا۔

۱۳۔ اگر تمہارا کوئی بھی بھائی کسی بات سے تم سے ناراض ہے۔ تو سارے کام چھوڑ کر یہاں تک کہ پوجا اور پرارتھنا کو بھی پیچھے رکھ کر پہلے اُس بھائی کے دل کو اپنی طرف سے صاف کرو۔

۱۴۔ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے، کیکر کے درخت کو سیب نہیں لگتے۔ اور انگور کی بیل کو کریلے نہیں لگ سکتے۔ اسی طرح ہی جس قسم کے خیالات انسان کے دل میں ہوتے ہیں۔ ویسے ہی اُس کے بچن اور کرم ہوتے ہیں۔

۱۵۔ اگر تمہاری دائیں آنکھ تمہیں تکلیف دیتی ہے، تو اس کو نکال دو۔ اگر تمہارا دایاں ہاتھ تمہیں دُکھ دیتا ہے تو اس کو کاٹ دو۔ کیوں کہ بہتر ہے۔ کہ تمہارا ایک حصہ ضائع ہو جائے۔ بجائے اس کے کہ تمہارا سارا جسم دوزخ میں پھینکا جائے۔ یعنی اپنے کسی بُرے دوست یا بندھو کا تیاگ کر دو جو ایشور پراپتی کے راستہ میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔

۱۶۔ قسمیں کبھی نہ کھاؤ۔ پرماتما کی قسم کھانا اُس کا اپمان کرنا ہے۔ اور اپنی قسم کھانا کم عقلی ہے۔ کیونکہ تم تو ایک بال کو بھی سفید یا سیاہ نہیں کر سکتے۔ صرف "ہاں" یا "نہ" میں جواب دیا کرو۔

۱۷۔ کتوں کے سامنے موتی مت پھینکو اور گدھوں کے سامنے راگ مت گاؤ۔ یعنی برہم گیان کی باتیں ادھیکاریوں کے ساتھ ہی کرو۔

۱۸۔ تمہارے چلنے کے لئے دو راستے ہیں ایک راستہ کا دروازہ کشادہ ہے اور راستہ بھی چوڑا ہے لیکن بربادی کی طرف لے جاتا ہے۔ اور بہت لوگ اسی راستے پر چلتے ہیں دوسرے راستہ کا دروازہ تنگ ہے۔ اور راستہ بھی کٹھن ہے لیکن یہ سیدھے ایشوری جیون کی طرف لے جاتا ہے۔ اور بہت کم لوگ اس کا رُخ کرتے ہیں۔ تم ہمیشہ اس تنگ دروازے میں ہی داخل ہوا کرو۔

۱۹۔ پرماتما سے مانگو اور وہ ضرور دے گا۔ اُس کی کھوج کرو اور وہ تمہیں ضرور ملے گا۔ اُس کا دروازہ کھٹکھٹاؤ اور وہ تمہارے لئے ضرور کھولدے گا۔

۲۰۔ جب پرارتھنا کرو تو لوگوں کو دکھا کر گذرگاہوں کے پاس یا مندر کے چبوترے پر بیٹھ کر مت کرو۔ بلکہ ایک بند کمرے میں بیٹھ جاؤ۔ اور اس کا دروازہ اندر سے بند کر لو۔ پھر اپنے پتا سے پوشیدگی میں باتیں کرو۔

۲۱۔ پرارتھنا کرتے وقت اپنے فقروں کو بار بار نہ دہراؤ۔ نادان آدمی سمجھتے ہیں۔ کہ زیادہ بولنے سے پرماتما اُنکی جلدی سنتا ہے، بھولے انسان تیرے پتا کو تو تیری ضروریات کا بہت اچھی طرح علم ہے تیری زبان پر آنے سے پہلے ہی

اوم

خیالات کو جان لیا ہے۔ اِس لئے صرف مندرجہ ذیل پرارتھنا کیا کرو۔

○ اے پرم پتا پرماتما تیرا نام دُنیا میں سب سے زیادہ پوتر ہے۔ میرے اندر تیرا ہی راجیہ ہو اور میں تیرے اندر ہی نواس کروں۔ مَیں صرف یہی چاہتا ہوں کہ تیری مرضی ہی میرے اندر اور تمام سنسار میں پوری ہو۔ ہمیں خرچ کے لئے روزمرہ کی روٹی اور بُدھی کے لئے روحانی خوراک عطا کر ہم کسی کے قرض دار نہ ہوں۔ ہمیں بدی اور پاپ سے بچا۔ ہم تیری بادشاہت کو ہی اپنے اندر حاصل کریں۔ اے پِتا تُو سرو شکتیمان ہے۔ اور یہ سب تیرا ہی ظہور اور شان ہے۔

(۲۲) کوئی شخص دو آقاؤں کا داس نہیں ہو سکتا۔ یعنی پرماتما اور مایا (دھن دولت یا لکشمی) دونوں کی ایک ہی وقت میں سیوا نہیں کر سکتا۔

۲۳۔ اپنے کھانے پینے اور پہننے کا کبھی فکر نہ کرو۔ اس کا فکر تمہارے پتا پرماتما کو تم سے زیادہ ہے۔ کیا جنگل کے پرندے اور حیوان ذخیرہ اکٹھا کر کے رکھتے ہیں یا کل کا فکر کرتے ہیں، ایشور پرماتما سب کو روزی دیتا ہے۔ تم بھی کل کا کبھی فکر نہ کرو۔ صرف یہی فکر کرو کہ دن بھر میں کوئی بدی یا پاپ نہ ہو جائے۔

۲۴۔ ایشور کا راجیہ یا خُدا کی بادشاہت KINGDOM OF GOD تمہارے اندر ہی ہے۔ اس کو کھوجو اور حاصل کرو، باقی سب چیزیں پھر تم کو خود ہی مِل جائینگی۔

۲۵۔ جو شخص ایشور پراپتی کے راستے میں اپنی جان کو بچا کر رکھے گا وہ اسے کھو دے گا۔ اور جو پرماتما کی خاطر اپنی جان کھو دیگا۔ وُہی اُسے بچا سکیگا۔ اور کامیاب ہو گا۔

(نوٹ) ایک امریکن عیسائی وِدوان نے "ایشور کے راجیہ" کی تشریح اس طرح کی ہے "ایشور کا راجیہ ہمارے جسم سے باہر کسی اور جگہ نہیں ہے، ایشور کو اپنے اندر باہر ہر وقت موجود انوبھو کرنا اور اپنے آپ کو رُوح یا آتما یعنی ایشور کا ہی عکس اور رُوپ سمجھنا اور دیکھنا۔ اِس اونچی روحانی حالت کا نام ہی ایشور کا راجیہ یا خُدا کی بادشاہت ہے۔" "ایڈیٹر"

نوی نعو

(از کوی لوکناتھ جی ہمدم)

[illegible]

ادوم

"پیارے"

(از شری وکنا تھ جی)

تیری جُدائی میں پیارے اُداس رہتے ہیں

یہ کہکشاں یہ اُفق یہ شفق یہ قوسِ قزح ❊ یہ مہر و ماہ و ستارے اُداس رہتے ہیں

تیری جُدائی میں پیارے اُداس رہتے ہیں

یہ موتیا یہ چمیلی یہ کیوڑہ یہ گلاب ❊ یہ پھُول سارے کے سارے اُداس رہتے ہیں

تیری جُدائی میں پیارے اُداس رہتے ہیں

یہ سبزہ زار یہ کہسار یہ ندی نالے ❊ یہ شالزار نظارے اُداس رہتے ہیں

تیری جُدائی میں پیارے اُداس رہتے ہیں

یہ کوئلیں یہ ہرن یہ پپیہے یہ طاؤس ❊ تڑپ تڑپ کے بچارے اُداس رہتے ہیں

تیری جُدائی میں پیارے اُداس رہتے ہیں

نہ دن کو چین نہ شب کو قرار آتا ہے ❊ بہا کے اشکوں کے دھارے اُداس رہتے ہیں

تیری جُدائی میں پیارے اُداس رہتے ہیں

اُپاسنا شکتی

از شری ہری رام جی جیٹھ!

(۱)

انگلستان کا فیاض اور فرشتہ سیرت بادشاہ آرتھر جب مُلکِ عدم کے لئے الوداع لینے لگا۔ تو اُس کا سب سردار بیڈی وئیر پھُوٹ پھُوٹ کر رویا اور سسکیاں بھر بھر کر یُوں کہنے لگا "آہ پیارے آقا! تم تو جا رہے ہو۔ میں جاؤں؟ میں اپنا منہ کہاں چھپاؤں؟ میرے ہمرکاب، سب ساتھی پہلے ہی چلے گئے تھے اب میرا کون ہے؟ یہ دن یہ ساری دُنیا مجھے سیاہ نظر آتے ہیں۔ اس دُنیا میں رہ کر اب مجھے نت نئے چہرے اور نئے نئے انسانوں سے پالا پڑیگا۔ ساتھ ختم ہو رہا ہے۔ مجھے اپنے گذشتہ زمانہ سے ناطہ توڑنا ہوگا۔ اور زندگی کے باقی لمحے نامعلوم انسانوں کے بیچ کاٹنے آہ میرے آقا!"

اس پر دلاسہ دیتے ہوئے آہستہ آہستہ بادشاہ آرتھر اُسے سمجھانے لگے ..... میرے عزیز دوست بھگوان کی اچھیا ہے کہ پُرانا نظام زندگی بدلے اور اس کی جگہ نیا نظام حیات لے۔ اس بدلتی ہوئی

ہیں امر کچھ بھی نہیں۔ انسان آتے ہیں چلے جاتے ہیں۔ ایک اچھا دستور بھی زیادہ عرصہ تک رہ کر زنگ آلودہ ہو جاتا ہے۔ بھگوان اپنی اِچھیا کئی طرح سے پوری کرتے ہیں۔ تمہیں اِس طرح زار و قطار نہیں رونا چاہیئے میں اپنی زندگی کا کام ختم کر کے جا رہا ہوں۔ اب ہم پھر نہیں مِل سکیں گے۔ اِس لئے تم میری مُکتی کے لئے دُعا کرتے رہنا۔ دُعا میں اَلوکِک شکتی ہے، اِس سے وہ کام سرانجام ہو سکتے ہیں۔ جِس کی آدمی کلپنا تک نہیں کر سکتا۔ اِس لئے اے پیارے دوست! جب مَیں نہ رہوں گا۔ تب تم میری روح کی شانتی کے لئے اُسی طرح دُعا کرتے رہنا۔ جِس طرح آبشار کے پانی کی آواز لگاتار سُنائی دیتی رہتی ہے، اسی لئے اپنی بہتری کے لئے اور اپنے ساتھیوں کے فائدے کے لئے ہمیں سچے دِل سے دُعا کرنی چاہئے۔ ساری دُنیا ایسی سُنہری زنجیر سے بھگوان کے چرنوں سے بندھی ہے، بھگوان پریم ہے، اور دُعا ایک پُل ہے جو انسان کو اُس تک پہنچانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے، دُعا سے ہی انسان خدا تک رسائی حاصل کر سکتا ہے، اِس لئے اے بیڈی وزیر! تم ہمیشہ دُعا کرتے رہنا ...." یہ کہکر بادشاہ مُلکِ عدم کو چلے گئے۔

(۲)

بلخ کے بادشاہ خوارظم اب بوڑھے ہو چکے تھے۔ ایک دِن اچانک بادشاہ نے اپنے وزیر اعظم کو حکم دیا۔" میرے حرم کی سب ماہ جبینوں کو سولہ شرنگار کر کے میرے سامنے آنے کا حُکم دو۔ میرے خزانوں کی ساری دولت کو میرے سامنے اکٹھا کرو۔ اور میری ساری فوجوں کو قطاروں میں میرے سامنے کھڑے ہونے کا حکم دو"

سب حیران تھے پر کِس میں مجال تھی کہ دم بھی مار سکے۔ حکم کی تعمیل کی گئی۔ خوارظم نے آنکھ اُٹھا کر اپنی جاہ و جلالت کے اِس ٹھاٹھیں مارتے ہوئے عظیم سمندر کو دیکھا۔ ایک حسرت زدہ سرد آہ کھینچی اور پھر وزیر اعظم کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے "ہٹا دو۔ یہ سب میرے سامنے سے! یہ میرے مَن کو شانت نہیں کر سکتے۔ آہ آج میں کتنا اشانت ہوں! کتنا بے چین ہوں! مَیں نے اِس بے چینی کو دُور کرنے کے لئے کیا کچھ نہیں کیا۔ ہزارہا قربانیاں دیں۔ اور شیخ کے کہنے پر اپنے لختِ جگر ولیعہد کو قربانی پر چڑھا دیا۔ لیکن شانتی پھر بھی نہیں ملی۔ مَیں خاک ہوا جا رہا ہوں۔ کوئی مجھے بچائے" اور دھڑام سے خوارظم زمین پر گر گیا۔ اور ۔

جب کالی رات نے اپنا سیاہ آنچل دُنیا پر ڈال دیا۔ تو بادشاہ نے پاس کے ایک گھنے بیابان میں جا کر اپنی جان ختم کر دینے کی ٹھان لی۔ رات کے سناٹے میں اپنے کمرے سے باہر نکلا۔ سامنے ملکہ اعظم کا کمرہ تھا جو میٹھی نیند سو رہی تھی "یہ ہوس بالکل دھوکا!" نفرت سے منہ پھیر کر بادشاہ آگے بڑھا۔ اور لمبے لمبے قدم رکھتا ہوا ایک خفیہ دروازے سے نکلنے لگا۔ کہ اتنے میں پاس سے آواز آئی۔ "کہاں چلے؟" وہ آواز سُنکر چونکا، مُڑ کر دیکھا۔ چاندنی کے لباس میں ملبوس ایک لمبی داڑھی والا پُر نور چہرہ سامنے کھڑا تھا۔ جِس کے نورانی عکس سے ساری جگہ جگمگا رہی تھی۔ "خوارظم! تم کدھر جا رہے ہو؟" بادشاہ بُت سا بنا کھڑا رہا۔ سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا کہے اور کیا کرے۔ اتنے میں وہی نورانی بزرگ فرمانے لگے ۔ "خوارظم! تم شاید نہیں جانتے کہ جب میری اولاد انتہائی طور پر گمراہ ہو جاتی ہے۔ تب میرا شفقتِ پدرانہ سے معمور دِل مچل اُٹھتا ہے میری دیا کا ساگر اُمڈنے لگتا ہے۔ اور مَیں اُسے آگاہ کرنے کے لئے مجبور ہو جاتا ہوں۔ سُن! تیری سب قربانیاں

ادم

غلط نہیں۔ قربانی انسان کو اپنے آپ کی دینی چاہیئے" نادان! اگر ایک بار بھی تم نے اپنے دل کی آرزو[illegible] سمیٹ کر میرا دامن تھام لیا ہوتا تو تمہیں اس طرح حیران و پریشان نہ ہونا پڑتا ..."

خوارزم نے گھٹنے ٹیک دیئے۔ اُس کے منہ سے بے ساختہ آواز نکل رہی تھی۔ "میرے پدم پتا! [illegible] سوا اتنا رحم و کرم اور کس میں ہے"

ختم شد

دُعا کا آسرا

از قلم
پنڈت رشی پٹیالوی
شملہ

جہاں عاجز نظر آتا ہو زورِ عقل انسانی
جہاں تدبیر کی مٹی خراب و خوار ہو جائے
جہاں تاریک ہو جائے خیال و خواب کی دُنیا
جہاں بس کر تمناؤں کی بستی پھر اُجڑ جائے
جہاں غم میں شریک حال تک ہوتا نہ ہو کوئی
جہاں فریاد بے تاثیر جبر آموز ہو جائے
جہاں ہر خواہش دل پیکر ماتم نظر آئے
جہاں خاموش رہنے پر بشر مجبور ہو جائے
وہاں سنتے ہیں رہتا ہے خدا کا آسرا باقی

جہاں اُمید کا حاصل نہ ہو کچھ جز پشیمانی
جہاں انسان کا شور و فغاں بے کار ہو جائے
جہاں افسوس ہو انجام دل کی ہر توقع [illegible]
جہاں رُوٹھی ہوئی تقدیر بن بن کر بگڑ جائے
جہاں ہستی ہر تدبیر ہو تقدیر کی شا[illegible]
جہاں ناکامی تدبیر صبر آموز ہو جائے
جہاں اُمید میں بھی یاس کا عالم نظر آئے
جہاں رِس رِس کے ہر زخم جگر ناسور ہو جائے
رشی ایسے میں ہوتا ہے دُعا کا آسرا باقی

اُپاسنا ودھی

لالہ کانشی رام جی چاولہ لدھیانہ

"اُپاسنا" شبد دو لفظوں سے مِل کر بنا ہے - یعنی اُپ + آسن - اُپ کا ارتھ ہے پاس اور آسن کا ارتھ ہے - بیٹھنا - یعنی پاس بیٹھنا - اس لئے اُپاسنا کا مطلب ہوتا ہے - بھگوان کی نزدیکی حاصل کرنا - انسانی زندگی کا اصلی مقصد پربھو کی سیمیپتا یعنی نزدیکی پراپت کرنا ہے - ہمارے سبھی اُتم دھرم شاستر اور رشی منی اسی بات کی تلقین و ترغیب دیتے ہیں کہ اس جنم کو سپھل بنانے کے لئے اس مقصد کو پورا کیا جائے - اُس کے لئے شاستروں نے اور مہاتما لوگوں نے انیک اُپائے اور سادھن بتلائے ہیں - لیکن پھر بھی انسان اپنے پربھو سے دُور ہی رہتا ہے - اور اسی وجہ سے دُکھ اُٹھاتا ہے - سنسار کو ہم سخت گرمی یا سخت سردی سے تشبیہہ دے سکتے ہیں، جیسے گرمی سے بچاؤ کسی چشمہ پر پہنچ کر ہو سکتا ہے، اور سردی سے بچنے کے لئے آگ کے پاس جانا پڑتا ہے - اسی طرح اس سنسار کی دُکھ رُوپی گرمی یا سردی سے بچنے کے لئے بھگوان کی نزدیکی کی ضرورت ہے - تمام مہاتماؤں نے اپنے انوبھو سے یہی جانا ہے کہ سنسار کے دُکھوں سے نجات تبھی مِل سکتی ہے، جب انسان اپنے پرمیشور کے چرنوں میں جا کر بیٹھے -

اُوپر عرض کیا جا چکا ہے کہ پربھو پراپتی کے انگنت سادھن بتلائے گئے ہیں - تب سوال ہوتا ہے کہ اتنے سادھنوں کے بتلانے کی کیا ضرورت تھی - کیوں نہ ایک ہی ایسا اُپائے بتلایا گیا کہ جس سے سبھی لوگ اپنے مقصد کو پا سکتے - اس کا سمادھان یہ ہے کہ جس طرح ایک ہی روگ کی کئی دوائیاں ہوتی ہیں - لیکن ایک دوائی ہر انسان کو مفید نہیں بیٹھ سکتی - ہر ایک کو اپنے مزاج اور مرض کی شدت و کمی کے مطابق ہی اُس کا علاج ہو سکتا ہے، جس طرح جسمانی امراض کی تشخیص کے لئے حکیم اور ڈاکٹر لوگ موجود ہیں اور وہ ہر ایک مریض کے لئے اس کی حالت اور کیفیت کے مطابق مناسب دوائی تجویز کرتے ہیں - اسی طرح اندرونی وکاروں کا علاج بتلانے والے گورو اور مہاتما لوگ موجود ہیں - جو بھی انسان پوری شردھا اور عقیدت سے اُن کی سیوا میں پہنچ کر اپنی ٹھیک ٹھیک حالت بیان کر دیتا ہے اُس کو درست علاج بتلا دیا جاتا ہے، لیکن مشکل یہ ہے کہ اول تو انسان اپنے آپ کو اندرونی امراض کا شکار سمجھتے ہی نہیں - اور اگر سمجھتے ہیں تو علاج دریافت کرنے کی کوشش نہیں کرتے - اور اگر کرتے بھی ہیں تو ماہر معالج کے پاس نہیں پہنچتے - اور اگر جاتے بھی ہیں - تو شردھا سے نہیں جاتے - لیکن سینکڑوں میں کوئی ایک اگر شردھا سے بتایا علاج معلوم بھی کر لیتا ہے - تو اُس پر عمل نہیں کرتا - یہی وجہ ہے کہ سب سادھنوں کے ہوتے ہوئے بھی انسان دُکھوں سے کراہ رہے ہیں -

جو سادھن شاستروں نے بتلائے ہیں - اُن سب کا بیان کرنا تو ممکن نہیں - لیکن چند ایسے سادھن

ہیں۔ کہ جو لازمی طور پر سب کے لئے مفید بیٹھتے ہیں۔ اُن میں سے ایک کا ذکر یہاں پر کیا جاتا ہے۔ اور وہ ہے
"ایشور پرارتھنا" پرارتھنا میں بڑا بل ہوتا ہے۔ پرارتھنا اگر شُدھ بھاؤ سے کی جائے تو ضرور قبول ہوتی
ہے۔ سہ خدا سُنتا ہے بیشک وہ دُعا جو دل سے ہوتی ہے ؛ مگر مشکل تو یہ ہے کہ بڑی مشکل سے ہوتی ہے،
ایک مہاپُرش نے کہا ہے۔ کہ پرارتھنا وہ کنجی ہے کہ جس کے ذریعے سب تالے کھُل جاتے ہیں، مہاتما گاندھی
کے سامنے جب کوئی کٹھن سمسیا آتی تھی تو وہ پربھو کے دربار میں پرارتھنا کیا کرتے تھے۔ اور اُن کا فرمانا ہے
کہ ایسا کرنے سے اُن کو اس مسئلہ کا ٹھیک حل مل جاتا تھا۔ پرارتھنا میں نمرتا اور انکساری کی ضرورت ہے
جتنی بھی عاجزی سے پرارتھنا کی جائے اُتنی ہی با اثر ہوتی ہے۔ پرارتھنا کرتے وقت پوری صدق دلی ہونی چاہیے
اور پربھو پر پورن وشواش رکھتے ہوئے کہنا چاہیئے۔ سہ

وہ بُرا ہُوں یا بھلا تیرا ہوُں تیرے در پہ حاضر ہُوں ؛ نہ کچھ رندی سے مطلب ہے نہ دعویٰ پارسائی کا
تو آقا ہم ہیں چاکر، تو ہے مولا ہم ترے بندے ؛ کرم شیوا ترا یاں ہاتھ میں کاسہ گدائی کا

پرارتھنا میں کیا کہنا چاہیئے۔ اس کے متعلق بھی مختلف وچار ہیں۔ ایک خیال تو یہ ہے کہ کسی انسان
سے کچھ نہ مانگ کر اپنی ہر ایک ضرورت بھگوان کے سامنے ہی رکھنی چاہیئے۔ دُوسرا خیال یہ ہے کہ اپنی دنیاوی
ضروریات بھگوان سے طلب نہ کر کے اپنی آتما کے سدھار من کی شُدھی اور اپنے کلیان کی پرارتھنا کرنی چاہیے
تیسرا خیال یہ ہے کہ پربھو سے کسی قسم کی بھی مانگ نہیں کرنی چاہیئے۔ کیول اُس کی کرپا کی ابھلاشا کرنی
چاہیئے۔ اپنی اپنی جگہ یہ سبھی ڈھنگ مفید ہیں۔ لیکن ان میں سے بھی جو طریقہ جس کو بھائے وُہی اختیار
کرے۔ تینوں قسم کی پرارتھنا کے کچھ بھاو ناظرین "ادم" کے لئے تحریر کئے جاتے ہیں۔

پہلی قسم:۔ ہے دیالُو پِتا! آپ ہی ہمارے ماتا پتا۔ بندھو سکھا ہیں۔ آپ کا پلہ چھوڑ کر ہم کس کے
پاس جا سکتے ہیں۔ آپ سب خزانوں کے بھنڈار اور سب پدارتھوں کے سوامی ہیں۔ بڑے سے بڑے
راجہ اور مہاراجہ بھی آپ کے دربار سے سب کچھ پاتے ہیں۔ پھر ہم اپنی ضرورتوں کے لئے کسی انسان کے
پاس کیوں جائیں۔ کیوں نہ آپ سے ہی سب کچھ طلب کریں۔ انسان تو تھوڑی سی چیز دے کر تو احسان
جتلاتا ہے، لیکن آپ اہنیک دانی ہیں۔ دُنیا کے انسان جب کچھ دیتے ہیں۔ تو تقاضہ کی بھی اُمید باندھتے
ہیں۔ لیکن آپ تو دے کر بھُول ہی جاتے ہیں۔ دُنیا کے لوگ اپنی حیثیت کے مطابق دے سکتے ہیں لیکن
آپ کے بھنڈار تو اکھُوٹ ہیں۔ لینے والے تھک جاتے ہیں۔ آپ نہیں تھکتے۔ پھر جس طرح ایک معصوم بچہ ہر ایک
چیز اپنے پتا سے مانگتا ہے، اسی طرح ہم آپ کے نادان بالک بھی آپ سے ہی ہر ایک پدارتھ کی یاچنا کرتے
ہیں۔ آپ ہمیں ردّھی سدّھی سے بھرپور کرو۔ ہمیں کسی کا محتاج نہ بناؤ۔ ہماری سب ضروریات اپنے ہی بھنڈار
سے پوری کرو۔ بے شک ہم آپ کے نافرمانبردار بچے ہیں۔ آپ کے حکموں کو ٹالتے ہیں۔ آپ کی آگیا اور
کا پالن نہیں کرتے۔ لیکن پھر بھی تو آپ کے ہی بچے ہیں۔ ہم غلطیاں کریں گے۔ ہم سے بھولیں ہونگی۔ اُن سب
کی پردہ پوشی کرنے والے بھی آپ ہی ہیں ع "از خورداں خطا از بزرگاں عطا۔" یعنی چھوٹوں سے بھولیں ہوتی
ہی ہیں۔ اور بڑے اُنہیں معاف کیا ہی کرتے ہیں۔ اس لئے دیالُو بھگوان! میری خطاؤں پر نگاہ نہ رکھتے ہوئے
تُو اپنا فضل و کرم جاری رکھ، ہمیشہ میری حاجت روائی کر۔ اور اپنی سب طرح کی بخششوں سے مجھے مالا مال

کر۔ تنگی مجھ سے دُور رکھ۔ خوشحالی کو میرا ساتھی بنا۔

دوسری قسم۔ ہے کرپا کے ساگر! ہے دیا کے بھنڈار سروشکتیمان پرماتما! میں ایک نمر لونڈی لے کر تیرے دربار عالی میں حاضر ہوا ہوں۔ میں اس سنسار ساگر میں غوطے کھا رہا ہوں۔ مایا کے جال میں پھنسا ہوا ہوں۔ موہ ممتا کی زنجیروں سے بندھا ہوا ہوں۔ اس بھوساگر میں کام کرودھ اور لوبھ رُوپی گھڑیال میری تاک لگائے رہتے ہیں۔ مجھے ذرا بھی غافل پاکر مجھ پر وار کرتے ہیں۔ میں اکیلا ان سب کا مقابلہ کس طرح کرسکوں۔ تو اپنی دیا سے مجھے ایسی شکتی پردان کر کہ میں اپنے ان گھور شتروؤں کو جیت سکوں۔ دشٹ وکاروں نے میری آتما کو دوشت کردیا ہے۔ تُو اپنی کرپا سے اپنا بھگتی رُوپی جل مجھے بخش دے۔ کہ اس سے میں اپنے پاپوں کی میل دھو سکوں اس میل کو دُور کرنے کے لئے اور کوئی صابن نہیں ہے۔ تیری دیا کا صابن ہی اس اشدھی کو دُور کرسکتا ہے میں دولیش اور ایرشا کی آگ میں جلتا رہتا ہوں۔ آپ مجھے سدبدھی پردان کریں۔ میرے بھاؤ شدھ ہوں۔ میرے وچاروں میں پوترتا ہو۔ میں سب کا بھلا مانگوں۔ میں اپنے کلیان کے لئے سب کا کلیان چاہوں۔ میری ایسی بھاونا کیول آپ کی کرپا درشٹی سے ہی ہو سکتی ہے۔ میں اپنے بل سے کچھ نہیں کرسکتا۔ مجھ میں نہ بل ہے نہ بدھی۔ نہ دیا ہے۔ نہ شکتی۔ نہ بھاؤ ہے۔ نہ شدھی۔ اس لئے آپ کے چرنوں میں ہی بنتی کرتا ہوں کہ آپ میرا کلیان کیجئے۔ میری آتما کو بلوان بنایئے، میرا من اتی چنچل ہے۔ اس کو قابو کرنا تو میرے بس کی بات نہیں۔ دُوسرے انگوں پر قابو پانے کے لئے بھلا بُرا کچھ یتن کرتا ہوں۔ لیکن یہ اندر کا بندر تو سدا کودتا پھاندتا ہی رہتا ہے۔ اس کی چنچلتا تو مٹنے میں ہی نہیں آتی۔ میں تو اسکت ہوں۔ اسمرتھ ہوں، نربل ہوں۔ یہ دس ہزار ہاتھیوں کی طاقت والا من میرے قابو کیسے آسکتا ہے۔ جب اسے میں پکڑنے کی کوشش کرتا ہوں۔ تو پارے کی طرح کہیں سے کہیں نکل جاتا ہے۔ اور پھر مجھے حیران پریشان کرتا ہے، اس لئے سہ

اے اچھے بُرے کے بھیدی — کھوٹے کھرے کے بھیدی
چھپی ڈھکی کو کھولنے والے — بُری بھلی کے تولنے والے
بھید دلوں کا جاننے والے — پاپ اور پنیہ کے چھاننے والے
جانتا ہے تو گن اور اوگن — جانتا ہے تو پاپ اور سب پن
اوگن تجھ کو نہ جتلاتا — دائی سے ہے پیٹ چھپاتا
کان اور آنکھیں۔ ہاتھ اور بازو — جن جن پر پایا تھا مجھے قابو
اپنے بل بھر سب کو بچا پائے — بد کاموں سے انہیں ہٹایا
ایک نہ سنبھلا میرا سنبھالا — تھا بیتاب جو اندر والا
میرے سنبھالے سے نہیں سنبھلا — سوچتا ہوں میں مولا کروں کیا
تھامنا دل کا کام ہے میرا — دے تھما نا کام ہے تیرا
کرپا اپنی مجھ پر کردے — دل کو یارب بس میں کردے
تُو ہی ڈبوئے تُو ہی ترائے — تُو ہی بیڑے پار کرائے
میرے دُکھ اور درد گنوا دے — نیا میری پار لگا دے

ادم

تیسری قسم :- ہے سچدانند! سروگن ندھان! انتریامی پرمیشور! میں حیران ہوں کہ میں تجھ سے کیا عرض
تیری کرپا تو اتنی اپار ہے - اور تیری بخشش اتنی اننت ہیں کہ اُن کا بیان کرنا ہی میری زبان سے باہر ہے تیرے
ایک ایک اُپکار کا دھیان کرنے سے بدھی چکت رہ جاتی ہے - پرتھوی ہمارے رہنے کے لئے اور ہر قسم کے ساما
خورد و نوش مہیا کرنے کے لئے پیدا کی ہے - سورج ہمارے پرانوں کی رکھشا کرتا ہے - ہماری کھیتیاں پکا
ہے - پھولوں اور پھلوں کو رنگ دیتا ہے - زمین سے پانی اٹھا کر بادلوں کے ذریعے پھر اسی زمین پر برساتا ہے
روشنی اور گرمی بخشتا ہے - چندرماں امرت کا سروت ہے - ٹھنڈک کا بھنڈار ہے - پھلوں میں رس اُسی
کے ذریعے پیدا ہوتا ہے - آپ نے درخت اور پودے پھل اور پھول دینے کے لئے بخشے ہیں - جڑی بوٹی ہمار
روگوں کا ناش کرنے کے لئے عطا کی ہیں - اپنے شریر کی طرف ہی دیکھوں تو ہاتھ، ناک، کان، زبان اور آنکھ
جو آپ نے مرحمت فرمائی ہیں - اُنکی قیمت لگانا ہی ناممکن ہے - دل اور دماغ ایسے انوکھے اعضا ہیں کہ جن کی
بناوٹ جاننا ہی مشکل ہے اُنکا فعل تو قیاس میں ہی نہیں آسکتا - سر کی کھوپڑی میں ایک چھوٹے سے مقام
مختلف زبانوں کے ہزاروں لاکھوں الفاظ اور سینکڑوں ہزاروں انسانوں اور جانوروں کے نام اور اُنکی شکلیں
جمع رہتی ہیں - جب بھی ضرورت ہو اُس جگہ سے اُن کا تار بندھ جاتا ہے - بھلا میں آپ کی کس کس
شفقت کا ذکر کروں - زبان ایک اور اُپکار بے شمار - اگر ایک ایک روم کی بھی ایک ایک زبان بن جائے
اور یہ جسم جنم جنمانتر تک آپ کی دیالتاؤں کا بیان کرتا رہے تو بھی وہ ختم نہیں ہو سکتیں - اس لئے اے بے انت
بخششوں کے مالک! میں آپ سے کیا مانگوں - بس میری تو یہی التجا ہے کہ تو اپنی دیا کا ہاتھ میرے سر پر رکھ
اپنی کرپا کا پاتر مجھے بنا - اپنے چرنوں میں مجھے جگہ دے - میں سدا تیرا اسیوک بن کر رہوں - تجھ سے بے مکھ نہ
ہو جاؤں :- ایسی قسم کی اور بھی پرارتھنائیں اُس پرم پتا پرمیشور کے دربار میں پیش کی جا سکتی ہیں - مثلاً دلش بھگت
بننے کے لئے، سدگنوں کی پراپتی کے لئے وغیرہ وغیرہ پربھو سے نویدن کیا جا سکتا ہے - اگر ناظرین "ادم" کی مانگ ہو
تو اسی ڈھنگ کی بہت سی مختلف پرارتھنائیں کتابی شکل میں تیار کر لی جائینگی - لیکن مشکل یہ ہے کہ آج کل زمانہ جب کہ لوگ
سینما اور ریڈیو کے گندے گانوں پر مر رہے ہیں - ایسی پرارتھنا پستکوں کی مانگ نہیں رہی "ادم شتم"

پرارتھنا کے بھجن

ہے دیا مے ہم سبھوں کو شدھ بھاؤنا دیجئے
دور کرکے ہر برائی کو بھلائی دیجئے

ایسی کرپا اور انوگرہ ہم پہ ہو پرماتمن!
ہو اُجالا سب کے من میں گیان کے پرکاش سے
چھوٹے کرموں سے بچیں اور تیرے گن گاویں سبھی
ساری ودیاؤں کو سیکھیں گیان سے بھرپور ہوں
بیگیہ ہوں سے ہو سوگندھت اپنا بھارت ورش دیش
وید کے پرچار میں ہو ویں سبھی پُرشارتھی تو
لوبھی اور کامی کرودھی کوئی بھی ہم میں نہ ہو
اچھی سنگت میں رہیں اور وید مارگ پر چلیں
کیجئے ہم سب کا ہردہ شدھ اپنے گیان سے

ہل سبھا سدا اس سبھا کے سب کے سب دھرماتما
اور اندھیرا دُکھ سارا ہو اودیا ناش سے
چھوٹ جاویں دُکھ سارے سُکھ سدا پاویں سبھی
شبھ کرم میں ہو ویں تت پر دُشٹ گن سب دور ہوں
وا یو جل سُکھدائی ہو ویں جاویں مٹ سارے کلیش
ہو وے آپس میں پریتی اور نہیں پرمارتھی ہوں
سارے وشیوں سے بچیں اور چھوڑ دیویں موہ کو
تیرے ہی ہو ویں اُپاسک اور کُو کرموں سے بچیں
مان بھگتوں میں بڑھاؤ سب کا بھگتی دان سے

بھجن ۲

مجھے جو ہرم دیدے ایشور سدا اس طرح کا پیار دے
کہ نہ موڑوں منہ کبھی اس سے میں کوئی چاہے سر بھی اُتار دے

وہ کلیجہ رام کو جو دیا، وہ جگر جو بدھ کو عطا کیا
وہ فراخ دِل دیانند کا گھڑی بھر مجھے بھی ادھار دے

نہ ہو دشمنوں سے مجھے گِلہ، کروں میں بدی کی جگہ بھلا
میرے لب سے نکلے سدا دعا، کوئی چاہے کشٹ ہزار دے

نہیں مجھکو خواہش مرتبہ۔ نہ ہی مال و زر کی ہوس مجھے
میری عمر خدمت خلق میں میرے ایشور تو گذار دے

مجھے پرانی ماتر کے واسطے کر و سوزِ دل وہ عطا پتا
جلوں اُنکے غم میں میں اس طرح کہ نہ خاک تک بھی غبار دے

میری ایسی زندگی ہو بسر کہ ہوں شمر عزو تیرے سامنے
نہ کہیں مجھے میرا آتما ہی۔ یہ شرم لیل و نہار دے

نہ کسی کا مرتبہ دیکھکر جلے دل میں نارِ حسد کبھی
جہاں پہ رہوں۔ رہوں مست میں مجھے ایسا صبر و قرار دے

لگے زخم دِل پر اگر کسی کے تو میرے دِل میں تڑپ اُٹھے
مجھے ایسا دے دِلِ دردرس مجھے ایسا سینہ فگار دے

ہے پریم کی یہی کامنا یہی ایک اس کی ہے آرزو
کہ وہ چند روزہ حیات کو تیری یاد میں ہی گذار دے

اُپنشدوں میں اُپاسنا کی وِدھی

مترجم شری دھرمپال جرنلسٹ

چھاندوگ اُپنشد میں ایک سندر کتھا آتی ہے، کہ چھ رشی ویشوانر کی اُپاسنا جاننے کے لئے آشوپتی کے پاس گئے۔ آشوپتی کے پوچھنے پر پہلے رشی منسوبہ نے کہا "میں اس کو دھیو میں اُپاسنا ہوں" دوسرے رشی ستیہ یگیہ نے کہا "میں آدتیہ" میں اُپاسنا کرتا ہوں۔ تیسرے رشی اندردمن نے کہا "میں وایو میں اُپاسنا ہوں" چوتھے رشی فرمانے لگے کہ "میں آکاش" میں اُپاسنا ہوں" بوڈل نے کہا "میں جلوں (پانیوں) میں اُپاسنا کرتا ہوں" چھٹے رشی اُدالک نے کہا میں پرتھوی میں اُپاسنا ہوں" تب آشوپتی نے سب رشیوں کے جواب سُنکر کہا۔ "تم اس ویشوانر آتما کو الگ الگ تسلیم کرتے ہو۔ تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس ویشوانر آتما کا دھیو تو سر ہے۔ سوریہ نیتر ہیں۔ وایو پران ہیں۔ آکاش دھڑ ہے، جل وستی ہے اور پرتھوی صرف پاؤں ہیں وہ سارے برہمانڈ اور سارے وشو کا انتر آتما ہے۔ ایسا جانتے ہوئے اسکی اُپاسنا کرو"۔

لیکن اُپاسنا کا سب سے اُوتم اور سب سے اعلیٰ مقام ہردے ہے۔ بیرونی جگت میں اس بھگوان کے چھایا رُوپ درشن ہوتے ہیں۔ لیکن ہردے میں اُس کے ساکشات جیوتی رُوپ میں درشن ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس منشیہ ہردے میں دیکھنے والا جیو آتما بھی وہیں قیام رکھتا ہے، دیکھنے والا اور جسے دیکھا جانا مطلوب ہے اگر کسی مقام پر دونو اکٹھے ہیں۔ تو صرف ہردے دیش ہی ہے۔ اس ہردے دیش یا برہم لوک میں جیو آتما اور پرماتما دونوں صاف دیکھے جاتے ہیں۔ کٹھ اُپنشد کی تیسری ولّی میں فرمایا گیا ہے۔ کہ "چھایا تپو یو اِو برہم لوکے" برہم لوک میں چھایا اور دُھوپ کے موافق آتما اور پرماتما دونوں کا سرُوپ۔ دونو

ادم

کا وجود الگ الگ صاف دکھلائی دیتا ہے۔ "یجر وید میں بھگوان کہتے ہیں" اے موکش مارگ پر تاپر
رہنے والے منشو! تم سب لوگ سنو! کہ جو دویہ لوگوں یعنی موکش سُکھوں کو پہلے حاصل کر چکے ہیں۔ اُ
اُپاسنا یوگ سے تم لوگ بھی ان سُکھوں کو پراپت (حاصل) کرو۔ اس لئے میں تم کو اُپاسنا یوگ
مُکت، ہرِدہ کرتا ہوں" (یجر وید ۱۱-۵)

لیکن اتنا قریب ترین ہونے کے باوجود منشیہ اُس بھگوان کے درشن کیوں نہیں کر پاتا۔؟ کارن
ہے درشن والے کو دُنیا کی لذتوں کی متلاشی اندریاں اور اس کا من اس کو انتر مُکھ نہیں ہونے دیتا۔ اندر
(من بھی جن میں شامل ہے) بیرونی چیزوں میں سکھ اور موکش تلاش کرتی ہیں۔ اندر کی تلاش۔ اندر کی
کی طرف من توجہ ہی نہیں دیتا۔ شری گورو ارجن دیو جی فرماتے ہیں کہ "جل تھل مہیل پورِیا۔ رمیّا
سو پربھو چت نہ آونی۔ کتنا دُکھ گھنا۔ اور اس دُکھ کا کارن ہے من جو برہم لوک میں اُترتا ہی نہیں۔ ج
مقام پر دیکھا جا سکتا ہے۔ اُدھر رجوع ہی نہیں کرتا۔ اور انتر مُکھ۔ اندر کی طرف رجوع ہوگا تب جب باہر کی
خواہشات۔ باہر کے لوازمات اور باہر کی اشتعال انگیزیاں اسے ستانا چھوڑ دینگی۔ تبھی یہ اپنے روپ
دیکھتا ہوا شُدھ انتہ کرن والا ہو کر پھر اپنے پریتم پیارے سَروِیشور بھگوان کو دیکھ سکیگا۔

کٹھ اُپنشد میں کہا ہے کہ (۶-۱۸) اس کا روپ (آنکھ سے) دیکھنے کے لئے نہیں ہے۔ نہ کوئی
آنکھ سے اُس کو دیکھ سکتا ہے۔ یہ ہردے سے بدھی سے من سے پرکاشت ہوتا ہے۔ جو اس کو ج
ہیں۔ وہ امرت ہو جاتے ہیں۔

کچھ ایسی ہی کیفیت طاری ہوئی تھی بھگت شرومنی شری سور داس جی پر۔ جسمانی آنکھیں بند ہوگئیں
اور قوت بینائی کے سرچشمہ کو فنا کر دیا گیا تب نابینا جسمانی آنکھوں سے محروم سور داس کی ہردے کی آنکھیں
کھُل گئیں۔ اور انہیں گم شدہ مل گیا۔ جس کی تلاش میں آنکھوں کے ساتھ کتنے ہی برسوں سے در بدر
خاک چھانی جا رہی تھی۔ وہ گوہر مقصود باہر کی آنکھیں بند ہونے مگر اندر کی جیوتر مے آنکھیں کھلنے پر
گیا۔ من صرف بھگوان کے مندر کے دوار تک سادھک کو تلاش کرنے والے کو پہنچا دیتا ہے
اس بند کواڑ کو کھلواتا۔ دستک دینا۔ اور درشن کرنا صرف آتما کا کام ہے۔ جیسے کوئی اندری نہیں کر سکتی

وہ جو اِن راہوں سے گذرے ہیں۔ وہی منزل مقصود پر پہنچے ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ پربھو درشن
سادھن ادم ہے۔ وید بھگوان نے بھی اور اُپنشدوں نے بھی ادم کے ذریعے پربھو درشن کا آدیش دیا
ادم ہی کے ذریعے پر برہم اور اپر برہم کے درشن ہوتے ہیں۔ منڈک اُپنشد (۲-۲-۶)
کتنی خوبصورت اور دل آویز عبارت میں اس عظیم سچائی کو بیان کیا گیا ہے۔ فرماتے ہیں "جس طرح
رتھ کے پہیئے کے مرکز (محور) میں ارے لگے رہتے ہیں۔ اسی طرح شریر جسم کی تمام ناڑیاں جس
دلیش میں مجموعی طور پر رہتی ہیں۔ اسی ہردے میں لاتعداد روپ سے ظاہر ہونے والے پار برہم پرماتما انتریامی
سے رہتے ہیں۔ ان سب کے آتما پربھو کا ادم نام کے ذریعے ہی دھیان کرو، جو گیان اور اندھ کار سے
ہمیشہ پاک اور صاف اور اس بھوساگر کے دوسرے پار ہے۔ اس پربھو کو پراپت کرو، تمہارا کلیان ہو" منڈک
شلوک کے ترجمے کئی ٹیکا کار اور ویا کھیا کار پنڈتوں نے قدرے مختلف انداز میں کئے ہیں۔ لیکن بنیادی اور

ہرکز ایک ہی ہے کہ انسان اُس ایشور کو پانے کے لئے ہردے مندر میں اوم کا جپ کرے اوم کا دھیان کرے اوم کا سمرن کرے۔

پرشن اُپنشد میں ایک کتھا آتی ہے۔ بڑی دلفریب اور حقیقت ریز ہے۔ فرماتے ہیں کہ رِشو بھید۔ ستیہ کام نے پپلاد رشی سے دریافت کیا کہ "ہے بھگون! اگر کوئی منشیہ مرتے تک ساری عمر اونکار کا دھیان کرے۔ تو وہ کس لوک کو جیتتا (فتح کرتا) ہے۔ اس سوال کے جواب میں پپلاد رشی نے فرمایا۔ کہ "اے ستیہ کام! یہ سچ مچ پر اور اپر برہم ہے جو اونکار ہے۔"

فی الحقیقت اوم پربھو پراپتی کا کبھی نہ خطا ہونیوالا نسخہ ہے۔ اسی لئے پورے اور مکمل وشواس اور وثوق کے ساتھ رشی کہتے ہیں کہ "یہ سچ مچ پر اور اپر برہم ہی ہے جو اونکار ہے"

یہی نہیں رشی پپلاد یہ بھی فرماتے ہیں (اوم کی ایک ماترا کی اُپاسنا سے اُپاسک) رگ منتروں کے ذریعہ اس منشیہ لوک میں (پہنچایا جاتا ہے) (اوم کی دو ماتروں کی اُپاسنا سے) یجر وید منتروں کے ذریعے انترکش (چندر لوک تک پہنچایا جاتا ہے) مکمل صورت سے یعنی پُورن رُوپ سے اوم کی اُپاسنا کرنیوالا اس برہم لوک میں پہنچایا جاتا ہے جس کو گیانی جن جانتے ہیں۔ وویک شیل۔ سادھک۔ تلاش کرنے والا صرف اوم کے سہارے کے ذریعے ہی اُس پار برہم کو پالیتا ہے جو پرم شانتی ہے جو نہ بوڑھا ہوتا ہے، نہ وہاں مرتیو (موت) ہوتی ہے۔ اور نہ وہاں خوف دم مار سکتا ہے۔ وُہ سرو سرشیٹھ ہے" (پرشن ۵-۷)

نچکیتا نے یم رشی سے ور مانگنے کا حق حاصل کر لیا تو یم نے نچکیتا کی چشم روحانی۔ گیان چکشو۔ کھولنے کے لئے یہی اُپدیش دیا تھا۔ "سارے وید جس پد۔ لفظ کا کتھن کرتے ہیں۔ سارے تپ جسکو حاصل کرنے کی اُمنگ رکھتے ہیں۔ جس کی خواہش اور آرزو رکھتے ہوئے برہمچریہ کو دھارن کرتے ہیں۔ وُہ پد۔ وہ لفظ میں تجھے مختصراً کہتا ہوں وُہ پد ہے۔ "اوم"۔ یم رشی نے اس منتر میں جہاں 'اوم' کا بیان کیا ہے۔ وہاں ساتھ ہی 'اوم' کو پانے کا سادھن ذریعہ (وید گیان) تپ اور برہمچریہ) بھی بتلا دیا ہے۔ یہی بات پرشن اُپنشد میں ان الفاظ میں دوہرائی گئی ہے۔ "جو لوگ برہمچریہ دھارن کر کے مکمل تپ کرتے ہیں جو سچائی سے منحرف نہیں ہوتے۔ اُن ہی کو اس شریر میں ہی برہم لوک یعنی برہم گیان پراپت ہو جاتا ہے (۱-۱۵)

"اوم"، کو پربھو درشن کا سادھن بناتے کا ڈھنگ بھی سُن لیجئے۔ ایک مہان تپسوی جن کے قدموں پر خود بخود عقیدت کے ساتھ سر جُھک جاتا ہے، اس بارے میں مندرجہ ذیل الفاظ میں اُپدیش دیتے ہیں" جیسے انّی انت دیگ سے اَنّ جل باہر نکل جاتا ہے، ویسے ہی پران کو بل سے باہر پھینک کر سیتھا شکتی۔ روک دے جب تک باہر نکالنا چاہے تب تک مُولبہ اندری کو اوپر کھینچے رکھے۔ اسیطرح پران باہر ادھک ٹھہر سکتا ہے جب گھبراہٹ ہو تب دھیرے دھیرے اندر ہوا کو لے کر پھر بھی ویسے ہی کرتا جائے۔ اور من میں "اوم"، کا جپ کرتا جائے۔ اس طرح کرنے سے من شانت ہو جائیگا۔" آگے چل کر مہرشی جی نے پرانایام کے ذریعے من کو کسطرح شانت کیا جاسکتا ہے لکھا ہے۔ آج کل اس بات کا عام چرچا ہے کہ پربھو درشن اول تو ہو ہی نہیں سکتے اور اگر ہو سکتے ہیں تو پھر پہاڑوں کی گپھاؤں میں ہی کیوں نہ ہوں۔ یہاں ہر جگہ ہر مقام پر کیوں نہیں ہو سکتے۔ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے ایک انوبھوی تپسوی نے مندرجہ ذیل الفاظ کہے ہیں،، جنگل میں ارتھات۔ ایکانت دیش میں جا۔ ہوشیار ادر چاکہ جو بند ہو کر جل کے نزدیک بیٹھ کر نتیہ کرم کو کرتا ہوا

ادم

ساوتری یعنی گائتری منتر کا اُچارن کرے۔ اپنے چال چلن کو درست کرے اور ادم کا جپ کرے۔ لیکن یہ اُچارن اور
من سے ارتھ سہت ہونا چاہئیے۔

مندرجہ ذیل الفاظ کی تائید میں میرا اپنا انُبھو ہے کہ کتنے ہی ستھل ایسے ہیں جہاں لاتعداد برسوں سے یوگی اور سا
لوگ سادھنا۔ تپ اور یوگ کرتے چلے آرہے ہیں۔ ان ستھلوں میں ایسا واتاورن منڈل اور ایسی فضا بن گئی ہوئی ہے کہ وہاں
انسان سکون اور شانتی کے ساتھ ادم کا جپ اور ادم کا دھیان کرے تو اسے جلدی پھل پراپت ہوگا۔ صحبت انسان
ہی نہیں مقاموں کی بھی اثر رکھتی ہے سینما ہال میں بیٹھ کر، کافی ہاؤس کے سگریٹ کے دھوئیں سے بھرے کمروں میں بیٹھ
کسی مے خانہ میں بیٹھ کر جو خیالات پیدا ہوں گے وہ اُن خیالات سے یکسر مختلف اور نرالے ہوں گے جو آبشار کے
پانی ہلکی ہلکی تیلاہٹ میں گم ہوئی پہاڑیوں کے دامنوں کی فضا میں بیٹھ کر پیدا ہوں گے۔

ایک ستلاشی حق نے اس کے متعلق اپنے ذاتی تجربے کو بے نقاب اور آشکار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ
سے میں ہر برس ایک دو مہینوں کے لئے مختلف پربتوں میں چلا جایا کرتا ہوں اور ہمیشہ غیر آباد نرجن۔ اور ایک
ستھان تلاش کر کے مون دھارن کر کے مکمل خاموش رہ کر سادھنا کرتا ہوں۔ اس طرح میں نے کتنے
ستھان دیکھے ہیں۔ میں نے انوبھو کیا ہے کہ کتنے ہی مقامات ایسے ملتے ہیں۔ جہاں یکسوئی قلب، ایکاگرتا
جلد ملتی ہے۔ اور کتنے مقام ایسے بھی دیکھے ہیں کہ جہاں یکسوئی ملنی تو درکنار اُلٹا من چنچل ہو اُٹھتا ہے"

لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان مقامات کے علاوہ اور مقامات پر سادھنا یا اُپاسنا نہیں کی جا سکتی
کے آخری ادھیائے کے ۳۱ ویں سوتر میں صاف الفاظ میں فرمایا گیا ہے کہ دھیان کے لئے کسی پربت بن یا
کا کوئی نیم نہیں۔ جہاں بھی جس بھی مقام پر چت ایکاگر ہو۔ قلب کو یکسوئی ملے۔ وہیں اُپاسنا اور بھجن ہو سکتا ہے
اُپاسکوں کو اپنی ہی نگریوں میں یا اپنے ہی گھروں میں نواس کرتے ہوئے آتم درشن کا یتن کرنا درست ہے۔ البتہ
بات کی اشد ضرورت ہے کہ پربھو بھجن کے لئے الگ کمرہ یا الگ مقام ہو۔ اس کمرہ میں یا اس مقام پر اور
کام نہ ہو۔ کمرے میں ہون کنڈ ہو۔ پوتر دھرم گرنتھ ہوں۔ کمرے کو ہر روز صاف کیا جائے۔ اور جس وقت اس کمرہ
مقام میں داخل ہونے لگیں تو یہ دھارنا کریں کہ ہم اب پربھو مندر میں جانے لگے ہیں۔ باہر کی دنیا سے اس وقت
کوئی سمبندھ نہیں۔ جس طرح ایک عاشق گوشۂ تنہائی تلاش کر کے اپنے محبوب کو سامنے بٹھا کر محبت کے نئے
انداز اور اظہار محبت کے نئے نئے ڈھنگ ایجاد کرتا ہے، اسی طرح اس کمرہ میں آپ اپنے پریتم کے ساتھ
کر رجوع کریں۔ خیالات اور تخیلات کے دھارے کو اندر کی طرف موڑیں۔ اور مکمل طور پر پرسکون ہو جائیں نہ
نہ من کے قریب کسی خواہش کو پھٹکنے دیجئے۔ اپنا دھیان "ادم" اور "اشٹ" (واکھشر۔ لفظ۔ پد) اور اگیا چکر۔ بھرکٹی
بھوؤں کے درمیان پیشانی کا حصہ) میں دیکھیں۔ اسی کو نشانہ بنائیے۔

پہلا رشی نے پربھو درشن کا جو راستہ بتلایا ہے۔ وہ یہ ہے۔ "گیان کے دھنش کو پکڑ کر جو ایک
بھاری ہتھیار ہے۔ اس میں اُپاسنا — لگاتار دھیان سے تیز کئے ہوئے تیر کو جوڑ دو اور پھر
اُسی طاقت میں لگایا ہوا جو چت ہے اس سے اس کو کھینچ کر اس اوناشی (نشانہ) کو چھید دو
— "ادم" دھنش ہے۔ آتما تیر ہے۔ اور برہم اس کا نشانہ ہے، اس کو ایک ار
— پوری طرح ہوشیار ہو کر ہی منش چھید سکتا ہے۔ اور تب وہ تیر کی طرح (جو

پرلگ کر اس کے ساتھ ایک روپ ہو گیا ہے۔ اسی طرح وہ برہم کے ساتھ) اندر باہر سب کچھ بھول کر تنمے ہو جائے (منڈ۔ ۲-۲)

"اوم" ایک ادبھت شکتی ہے۔ یہ پربھو درشن کا ناقابلِ خطا سادھن ہے، سارے ویدوں میں سارے پراچین گرنتھوں میں سارے اُپنشدوں میں اسی ایک "اوم" ہی کے دوارہ پربھو درشن کا اُپدیش دیا گیا ہے۔ کٹھ اُپنشد نے اسی لئے بلند آواز میں گایا ہے،

"یہی "اوم" اکھشر برہم ہے۔ یہی اکھشر پار برہم ہے۔ اسی اکھشر کو جان کر جو کچھ چاہتا ہے۔ وہ وہی کچھ پاتا ہے (کٹھ ا-۱۶) "یہی سرشیٹھ سہارا ہے، یہی سب سے بڑھ کر سہارا ہے۔ اس سہارے کو پکڑ کر برہم لوک میں منش مان پاتا ہے (۱۷)

پرشن اُپنشد میں بھی کہا گیا ہے" جو تین ماترا۔ آ۔ او۔ م۔ (37-3-अ) والے اکھشر سے پرم پُرش کا دھیان کرتا ہے۔ وہ تیج میں (سورج میں) پہنچ کر جیسے سانپ کینچلی سے چھوٹ جاتا ہے، اس پرکار وہ پاپ سے چھوٹ جاتا ہے، (پرشن ۵-۵) ایسی اُپاسنا سے کیا ملتا ہے۔ اس کا حال شویتا شوتر اُپنشد نے اس طرح بیان کیا ہے "جیسے تلوں میں تیل۔ دہی میں مکھن۔ لکڑیوں میں آگ (بیلنے، بلونے اور رگڑنے سے گرہن کی جاتی ہے) اسی طرح پرماتما آتما میں گرہن کیا جاتا ہے، بشرطیکہ کوئی سچائی۔ ستیہ اور تپ۔ ریاضت — سے اُسے دیکھتا ہو۔"

تب ایک ادبھت۔ ناقابلِ بیان۔ جیوتی پرگٹ ہو جاتی ہے، آتما پرماتما کو جیوتی روپ میں دیکھتا ہے۔ اور شویتا شوتر اُپنشد کے بیان کے مطابق "جب پرکاش طلوع ہوتا ہے تو وہاں نہ دن نہ رات۔ نہ دیکھی نہ ادیکھی ہے۔ وہاں کیول شو ہے۔"

لیکن اس ساکھشات درشن کے لئے لگاتار۔ مسلسل۔ ہمت باندھ کر لگا رہنا ہو گا۔ — اوم شم۔

گیتا کے مُصنّف سے

(از شری خلیقؔ صاحب پڑھانوی)

جو تُو اک بار آجائے، تو ہمت کو جواں کر لُوں
مقدر کے مَیں ویرانے کو پھر سے گلستاں کر لُوں

مَیں اپنے آشیانے کو جوابِ گلفت بداماں ہے
اجی صد غیرتِ خورشید اور رشکِ جناں کر لُوں

جلالِ رُوئے انور سے جگر کو مَیں جلا دیکر
کوئی اِک بے خطر دورانِ تسخیرِ جہاں کر لُوں

تری ہنسی کے لافانی سرور آور مَیں نغموں سے
حیاتِ چند روزہ کو حیاتِ جاوداں کر لُوں

حقیقت رُوح کی سُن لُوں جو نہی روح حقیقت سے
مَیں قید و بند میں اپنی یہ مرگِ ناگہاں کر لُوں

حوادث اور طوفانوں کو اپنا ہمزباں کر کے
یہ کشتی زندگی کی بے نیازِ بادباں کر لُوں

ترے اُپدیش کے ہر لفظ سے تاب و تواں لیکر
زمانہ ہم خیال اور دوست اپنا آسماں کر لُوں

مٹا لُوں اُن کو جو رُوٹھے ہوئے ہیں ایک مدت سے
ہر اِک بدخواہ اور دشمن کو اپنا مہرباں کر لُوں

بھُلا کر دل سے نفرت اور بے گانگی یکسر
زمانے بھر کے ہر دل کو میں اپنا رازداں کر لُوں

یہ انساں اِلطرف ٹھہرے خس و خاشاکِ دُنیا کو
لبوں کی ایک حرکت ہی سے اپنا قدرداں کر لُوں

تمیزِ نیک و بد کی آگہی سے بالاتر رہ کر
مَیں رہزن کو بھی اپنا راہبر اور پاسباں کر لُوں

جو تُو اِک بار آجائے مِرے تاریک سے گھر میں
تو مَیں افسردہ مُرغِ دل کو پھر سے نغمہ خواں کر لُوں

اُلوہیّت کا زندہ راگ اپنے کان سے سُنکر
خلیقؔ اپنی مَیں ہستی کو جہاں میں کامراں کر لُوں

اُپاسنا اور سائنس

از قلم رائے صاحب لالہ ہر گوبند جی!

لفظ اُپاسنا اُپ (یعنی نزدیک) اور آسنا (یعنی بیٹھنا) کا مرکب ہے۔ گویا اس سے وہ اصول اور طریقے مقصود ہیں۔ جن کے وسیلے انسان بھگوان کے قریب تر ہو جاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اُپاسنا بمنزلہ ایک سیڑھی کے ہے۔ جس کے ذریعے گم گشتہ راہ انسان بتدریج پرماتما کی اعلیٰ منزل تک پہونچ سکتا ہے۔ یعنی اُس کی خدائی صفات، ست چت آنند۔ حاصل کر کے اُس کی کرپا سے واصل بحق یعنی نروان یا مکت ہو سکتا ہے۔ جس طرح جسمانی ورزش کے مختلف طریقے ہر ایک انسان کے جسم کی بناوٹ اور طبعی حالات کے مطابق جُدا جُدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح اُپاسنا کے طریقے بھی ہر ایک انسان کے جسمانی، جذباتی اور روحانی حالات اور ترقی کے مطابق جُدا جُدا ہوتے ہیں۔ فقط متعصب کم ظرف اور خود بیں اشخاص ہی ایک دوسرے کی اُپاسنا یعنی عبادت کے طریقوں پر اعتراض اور نکتہ چینی کرتے ہیں۔ ورنہ گیتا کے ادھیائے چہارم شلوک ۱۰-۱۱ کے مضمون میں سب کا مدعا اور منزل مقصود دراصل ایک پرماتما ہی ہے، اور ہر ایک طریقہ عابد کی ذاتی استعداد اور روحانی استطاعت کے مطابق عموماً ٹھیک ہی ہوتا ہے۔ اور اگر اُسے اپنی طبیعت کی قدرتی روانی اور ایک تجربہ کار اور واقف اسرار اُستاد یعنی گورو کی رہنمائی میں (جن میں نیک اور خدا پرست والدین کا درجہ سب سے اول اور افضل ہے) ترقی کرنے کا بے روک موقع دیا جاوے تو وہ ایک ہونہار طالب علم کی طرح درجہ بدرجہ ترقی کر کے ایک دن منزلِ مقصود تک پہنچ سکتا ہے۔ اِس اصول کو مدنظر رکھ کر زمانہ سلف کے داناؤں نے روحانی تجربات اور مشاہدات کی بنا پر ورن اور آشرم کے اصول اور مراتب قائم کئے تھے جن پر کاربند ہو کر ہر ایک مرد وزن خواہ اُس کا تعلق کسی ورن یا طبقہ سے ہو اپنا اپنا معین کام کرتا ہوا آخرالامر سنیاس اور نروان کی حد پر پہنچ سکتا تھا۔ اور جسم چھوڑنے سے پہلے واقفِ رازِ حقیقت یعنی برہم گیانی ہو کر ابدی زندگی حاصل کرتا یا کم از کم حاصل کرنے کی کوشش ضرور کرتا تھا۔ حتیٰ کہ بادشاہ اور اعلیٰ مراتب دنیاوی کے لوگ بھی آخری عمر میں دنیاوی بندھنوں، دولت شان و شوکت اور عیش و عشرت کی زندگی کو یکدم خیرباد کہہ کر سادہ اور تنہائی کی زندگی بسر کرنا پسند کرتے تھے۔ اور آخرالامر سنیاس حاصل کر کے سنتوں مہاتماؤں اور فقراء خدا رسیدہ کی صحبت میں مرنا ہی اس زندگی کا معراج خیال کرتے تھے۔ یہ طریقے اور پاکیزہ اصول اس روحانی جہالت حرص و ہوا خود غرضی اور خود پرستی کے موجودہ زمانہ میں اور بالخصوص اُمرا اور زردار طبقہ میں قریب قریب بالکل معدوم ہو چکے ہیں، جس کی وجہ سے اُن لوگوں کی اُپاسنا بھی من گھڑت اور محض رسمی اور نمائشی صورت میں ہی رہ گئی ہے، جس کا مدعا یا مفہوم دُنیاوی خواہشات اور ذاتی ضروریات کی طلب یا فقط عارضی جذباتی خوشی حاصل کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ گو رہنماؤں کی اب بھی کوئی کمی نہیں ہے مگر جس حالت میں دُنیا دار لوگ اپنے من گھڑت دُنیاوی طریقوں میں شروع سے آخر تک پھنسے رہ کر روحانی ترقی کے رستے پر چلنا ہی نہیں چاہتے۔ اور وہ رہنما بھی لوک سنگرہ کا خیال چھوڑ کر اپنی تعلیم اور اپنے آتم گیان کو فقط اپنی ذاتی روحانی ترقی کا ذریعہ بنانے پر مجبور اور معذور ہیں۔ اور دنیا داروں کی صحبت سے دُور جنگلوں اور پہاڑوں میں گوشہ نشینی اختیار کرنا زیادہ پسند کرتے ہیں

اوم

جہاں فقط چیدہ چیدہ اور سچے طالبانِ حقیقت ہی اُن کا دیدار اور ست سنگ کر سکتے ہیں۔

اُپاسنا (نرگن و سگن) پریم، بھگتی، ویدانت، یوگ، یگ، گیان، ویراگ، سمرن، جپ، تپ، پاٹھ، پوجا، ست سنگ، دھیان، پرارتھنا، ابھیاس، نماز، تیرتھ، برت، دان، خودشناسی، گرو بھگتی، مورتی پوجا، سیوا، پراُپکار، ست دھرم وغیرہ دراصل سب اُپاسنا کے مختلف نام یعنی مترادف ہیں۔ جو مذکورہ بالا روحانی اور جذباتی طباع اور مدارج کے لحاظ سے مختلف صورتوں اور کئی ناموں پر منقسم ہیں۔ مگر جن کا اصلی مقصد فقط اپنی جذباتی خودی کے غرور کو ایثار (قربانی) انکساری، سیوا بھاؤ۔ ویراگ ضبط قناعت اور توکل کے ابھیاس یعنی مشق کے ذریعہ آتما کی لامحدود اور مطلق مستی بحت میں مبدل کرنے کا ہے۔ جس سے ہم اس سروشکتی مان حاضر و ناظر ایک آتما کی ست چت آنند صفات کو پہچان کر اور حتی الوسع اُن پر عمل کر کے پرماتما کی ذاتِ مطلق کا دیدار اور وصال حاصل کر سکیں۔ اس روحانی انتقال کا نام ہی نروان یا مکتی ہے، کیونکہ اس کی مزاولت سے گمراہ انسان دنیاوی خواہشات اور جذباتِ باطل مثل کام، کرودھ، لوبھ، موہ، اہنکار، ایرشا، دنیاوی سُکھ دُکھ وغیرہ کی قید اور مایا یعنی روحانی جہالت کے تین گُنوں یعنی نیکی بدی اور جذباتی خیالات کی زد سے پار ہو کر سرمدی اور حیاتِ جاودانی پا سکتا ہے۔ جو ہم خودبین اور بدنصیب دنیاداروں کے فہم و ادراک میں آ ہی نہیں سکتے۔ اس بارے میں سری کرشن مہاراج نے گیتا کے چوتھے ادھیائے کے ۱۰۔۱۱۔۱۲ اشلوکوں میں صاف کہدیا ہے کہ میرے یعنی المشور کے پانے کے سب رستوں کا منزل مقصود ایک ہی ہے، فقط نیت نیک اور پوتر زندگی پختہ۔ یقین اور ارادہ چاہیئے جن کا مجموعی نام اُپاسنا ہے بھگوت گیتا کے بارہویں ادھیائے موسوم بھگتی یوگ میں شری کرشن نے فرمایا ہے، کہ اُپاسنا نرگن ہو یا سگن اُپاسک کیلئے اپنی خودی اور خودغرضی کے خیالات ترک کر کے یکسوئی توجہ کا ابھیاس اور شغل یعنی دھیان کی مشق رہنا اور پراُپکاری ضروری لوازمات ہیں جن کے ذریعہ وہاں انسان کو اپنے آپ کو وراٹ روپ بھگوان یعنی سروویاپک پرماتما کی مخلوق کے ارپن کر کے سب کے ساتھ پریم سیوا اور بھلائی کرنے کا ہی اُپدیش ہے۔ اور یہی گویا سچی اُپاسنا ہے۔ جس کے اُپاسکوں کو بھگوان نے اپنا پیارا کہا ہے بھگتی کے بارے میں گیتا میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ فلاں فلاں ناموں کا اتنا جپ کرنے والے یا اتنی مالائیں پھیرنے والے یا فلاں فلاں ستوتروں کا پاٹھ کرنے والے یا مندروں اور تیرتھوں وغیرہ میں نواس کرنیوالے یا کسی خاص مذہب یا فرقہ سے تعلق رکھنے والے یا خاص بھیس یا نشان والے بھگت بھگوان کے پیارے ہیں، پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ لوک [illegible] اور لوک سنگرہ کے ست دھرموں کو چھوڑ کر جو سینکڑوں اُپاسناؤں کے طریقے فرقہ پرست یا خودغرض لوگوں نے ایجاد کئے ہوئے ہیں۔ وہ اگرچہ اخلاقی، مجلسی اور تنظیمی لحاظ سے بالکل فضول نہیں کہے جا سکتے۔ تاہم گیتا شاستر کی رو سے بھگوان کی سچی اور صحیح اُپاسنا میں شمار نہیں ہو سکتے، بلکہ موجودہ زمانہ میں جو گراوٹیں اور کمزوریاں ان طریقوں میں نمودار ہو گئی ہیں۔ اُنکی وجہ سے ان میں بہت سی اصلاح اور تبدیلیوں کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے ؎

عبادت بجز خدمتِ خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

اسی ادھیائے میں بھگوان نے یہ بھی کہا ہے کہ گیان دھیان ابھیاس کرم کو کامیاب بنانے کے لئے اُپاسنا کے ہی مدارج ہیں، سب سے ضروری عمل کرم پھل تیاگ یعنی خودغرضی اور ذاتی خواہشات عمل یعنی اس کی خوشی، غمی، آسکتی، راگ، دویش، کام، کرودھ، لوبھ، موہ، اہنکار، ایرشا وغیرہ کو ترک کرنا ہے جس کے بغیر شانتی جو ہر ایک اُپاسنا کی منزل مقصود ہے پراپت نہیں ہو سکتی۔ رام بھگت گوسائیں تلسی داس جی نے اس بارے میں لکھا ہے (اس کی اصل چوپائیاں مجھے دستیاب نہیں ہوئیں۔ [illegible]

۱۴۶

یہ عبارت مہاتما گاندھی جی کی کتاب PRISON SONGS (جیلخانے کے بھجن) صفحہ ۵۲ سے ماخوذ اور ترجمہ ہے

"اے بھگوان کرپا کر کے مجھے ایسا بردان دیجئے کہ میں نیک اور پوتر سنتوں کے نقش قدم پر چلوں۔ سادگی اور سنتوش کی زندگی بسر کروں۔ کسی سے سیوا کرانے کی بجائے سچے من، بچن، کرم اور مستقل ارادہ سے سب کی سیوا کروں، کوئی شرمناک یا حقارت کا کلمہ میری زبان سے نہ نکلے۔ ہر قسم کی خود غرضی اور غرور، خودی اور راگ دویش کے خیال ہر وقت دُور رہیں میرے من کو سچی شانتی اور آنند دو اور ہر قسم کے فکر دُکھ شک جن کی وجہ سے میرا من تیرے چرنوں سے دُور ہو میرے من سے دُور رکھیں۔ مجھے اس راستہ پر چلنے کی ترغیب اور طاقت دو اور اس کے لئے میرا یقین پختہ اور ارادہ مستقل کر دو۔ یہی تیرے خوش کرنے اور تیری سیوا اور اُپاسنا کا ایک ہی ٹھیک اور صحیح طریقہ ہے"

جدید سائنس خصوصاً PSYCHIATRY کی تحقیقات بھی عین اُسی نتیجہ پر پہنچی ہے جو مذہبی پیشوا اور رہنما شروع سے بتاتے چلے آئے ہیں۔ یعنی یہ کہ سچی اُپاسنا اور پرماتما میں حق الیقین ہی ہر ایک رنج و غم اور تفکرات کا مجرب علاج ہے حتیٰ کہ مشہور ڈاکٹر بیرل نے اس بارے میں صاف لکھ دیا ہے کہ جس کا مذہبی عقیدہ ٹھیک اور سچا ہے۔ اس کو وہم کی بیماری ہو ہی نہیں سکتی۔ مثل مشہور ہے کہ تاریخ پہلو بدلتی ہے۔ پس موجودہ زمانہ کے روحانی سائنسدان بھی اب بمنزلہ پُرانے مذہبی رہنماؤں کے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ بجائے دُوسری دُنیا کے دوزخ اور بہشت وغیرہ کے روحیک اور بھیانک مسئلے لوگوں کے پیش کرنے کے وہ انکو اس زندگی کی اصلی بیماریوں مثل وہم، دیوانگی، اور طرح طرح کے جذباتی، دماغی اور جسمانی کمزوریوں سے بچنے کے لئے پرماتما کی ہستی اُپاسنا، راستبازی اعتدالی، سادگی وغیرہ کے سائنٹفک طریقوں کے ذریعے نیک اور پاکیزہ زندگی بسر کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ اور ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ مذہب یعنی دھرم اور نیک اخلاقی کی زندگی بسر کرنے کے لئے یہ ہی ضروری نہیں کہ ہم کسی خاص خیال یا عقیدے کے ہی معتقد ہوں بلکہ ہماری تمام زندگی دل و دماغ میں اخلاقی اور روحانی انقلاب کی ضرورت ہے، ڈاکٹر جیمس جو سائنس سائیکولوجی کے سرکردہ اور ماہر ہیں لکھتے ہیں کہ جوں جوں میری عمر اور تجربہ میں اضافہ ہوتا گیا۔ مجھے ہر بات میں پرماتما کی ہستی پر یقین واثق کرنے اور اس کی پناہ اور مدد مانگنے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہا۔ مشہور اسی سالہ موجد مسٹر ہنری فورڈ سے کسی نے پوچھا کہ اس قدر بڑے کاروبار اور کارخانوں کے چلانے اور انتظام کرنے کے لئے آپ کو بہت تفکرات اور بے چینی رہتی ہو گی۔ جس کے جواب میں اُس نے کہا کہ میں نے اپنے سب کام پرماتما کے سپرد کر رکھے ہیں (جس کو میرے مشورہ اور تفکرات کی کوئی ضرورت نہیں ہے) پس ایسی حالت میں مجھے فکر کس بات کا ہے، مشہور سائیکولوجسٹ ڈاکٹر کارل جُنگ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب MODERN MAN IN SEARCH OF SOU میں لکھا ہے کہ میں نے دُنیا بھر کے سینکڑوں مریضوں اور دل دماغ کی خاص بیماریوں کا علاج کیا ہے جس میں سے ۳۵ سال سے اُوپر کا کوئی شاذ و نادر ہی ایسا مریض ہو گا جس کو اپنی تندرستی کے لئے آخر الامر اپنی مذہبی اور دھارمک سدھار کی ضرورت محسوس نہ ہوئی ہو حضرت عیسیٰ اور دُنیا کے بڑے بڑے پیغمبروں اور ریفارمروں کی تعلیم کا لب و لباب ہمیشہ یہی رہا ہے۔ (گو انکو اس کے لئے سخت مصیبتیں اُٹھانی پڑیں) کہ دُنیاوی رسوم اور مذہبی باطل پرستوں کے جذباتی توہمات اور بے جا پابندیوں کی قید سے آزاد ہو کر آزادانہ اور خوشی کی زندگی بسر کرنے میں ہی انسان کی نجات یعنی مکتی ہے، گویا فروعات اور توہمات کے خیالات کو چھوڑ کر فقط اپنے پرماتما اور ہم جنسوں سے سچا پریم کرنا ہی یعنی سب کو اپنے جیسا ہی خیال کرنا در اصل ذریعۂ نجات ہے اور یہی ہر ایک مذہب اور مقدس کتاب میں سنہری اصول نامزد ہے۔ جس پر عمل نہ کرنا ہی دُنیا میں اس قدر عناد و فساد کشت و خون اور بے چینی کا باعث ہو رہا ہے، ہندوستان کے قوم پرست

لیڈر مہاتما گاندھی جی اُپاسنا اور پرارتھنا کے بارہ میں اپنی سوانح عمری میں لکھتے ہیں۔ کہ اُنپر عمل کرنے کے بڑ
عرصہ سے دیوانگی کا شکار ہو گیا ہوتا۔ سائنسدانوں کا اندازہ ہے کہ لاکھوں بدنصیب بنی نوع انسان جو اچھا
خانوں اور جیلخانوں میں قید اور مصیبت کی زندگی گذار رہے ہیں۔ اُس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ وہ اُپاسنا کے مقدس
قیمت اصولوں کو بھول کر بجائے اس کے کہ ایک سرو شکتیمان اعلیٰ ہستی کی رحمت اور امداد پر کامل بھروسہ کریں ا
بخشش کے خزانے سدا بھرپور اور لاانتہا ہیں اور صدق دل سے فقط ایک دفعہ دُعا مانگنے سے ہی کھُل جاتے ہیں
تن تنہا اس چھوٹے سے جسم کے بھروسے پر زندگی کے وسیع اور ناہموار میدان میں جدوجہد کرتے رہتے ہیں۔ ڈاکٹر ا
مصنف کتاب MAN THE UNKNOWN جنہیں نوبل پرائز ملنے کا فخر حاصل ہے ایک جگہ لکھتے ہیں کہ اُپا
دُنیا میں طاقت حاصل کرنے کا سب سے بڑا اور یقینی ذریعہ ہے میں نے اپنے علاج معالجہ کے دوران میں کئی مرتبہ د
ہے کہ جب معالج اپنی عقل اور علم کو کامیاب بنانے میں بالکل ناکام رہجاتے ہیں تو سچے دل سے نکلی ہوئی پرارتھ
اکسیر کا کام کرتی ہے۔ اور حیرت انگیز معجزہ دکھاتی ہے" دور جانے کی ضرورت نہیں ہماری روزمرہ کی زندگی
غم اور بے کسی کی انتہا ہو جاتی ہے اور کوئی چارہ نظر نہیں آتا (در حقیقت یہ حالت بھی بذات خود چپ چاپ د
اُپاسنا ہی ہے) تو کوئی مخفی اور غائبانہ ہاتھ بغیر مانگے ہی عقدہ کشائی کر دیتا ہے گو ہم اکثر اوقات اُسے اپنی کوش
اور تدبیر کے نتیجہ سے ہی منسوب کرتے ہیں۔ اُپاسنا اور پرارتھنا کے ذریعے ہم اپنی محدود اور انتہائی طاقتوں کو لامحدود
لاانتہا خدائی طاقت کے ذخیرہ کے ساتھ جوڑ کر اپنی طاقتوں کو بیحد حد تک بڑھا سکتے ہیں اور جس طرح گہرے پانی میں چھو
لہروں اور نیچے کے نشیب و فراز کا پتہ نہیں لگتا اسی طرح سچے اُپاسک کی سب مادّی تکلیفات اور فکر دریائے اُپاسنا
خود بخود معدوم یعنی نامعلوم ہو جاتی ہیں بلکہ وہ اکثر اُن کو اپنی دُکھ درد اور گناہوں کی غائبانہ دوا اور کفارہ سمجھ
ہے۔ پانڈوؤں کی ماتا کنتی نے اس بنا پر بھگتی بھاؤ میں سری کرشن سے دُکھ کو برکت کی جگہ مانگا تھا کیونکہ اس سے
آپ کو ایشور کے قریب تر محسوس کیا کرتی تھی۔ عیسائیوں میں تو دُکھ کو کراس یعنی ذریعہ نجات خیال کیا گیا ہے، کیونکہ ا
ہی کے وسیلہ سے سچا عابد گویا عیسیٰ مسیح کے زندگی کی تقلید کر کے اُس کا سچا پیرو اور مرید بن سکتا ہے، مشہور فلاسفر فرانسس
بھی اس بارے میں لکھتے ہیں کہ گو تھوڑی سی فلاسفی اکثر اوقات آدمی کو منکر بنا دیتی ہے مگر گہری فلاسفی اور معرفت کے اعلیٰ
ضرور خدا کی طرف لے جاتے ہیں۔ جرمن فلاسفر کانٹ نے بھی اسی صداقت کی تائید کرتے ہوئے کہا ہے کہ پرماتما پر ایما
ہر ایک انسان کے لئے ضروری اور لازمی ہے، کیونکہ اس کے بغیر بہر حال کوئی چارہ نہیں ہے، دُنیا کے لوگ خواہ ما
نہ مانیں مگر اس میں سرِ مو شک و شبہ نہیں ہو سکتا کہ صدق دل سے نکلی ہوئی دُعا ہی بذات خود وہ غائبانہ طاقت ہے
کو کوئی خدا کوئی ایشور کوئی گاڈ کہتا ہے اور اس وقت انسان گویا خود بھگوان سے ہی ہمکلام ہوتا ہے۔ ا
کے ایک مشہور ملک الشعرا لارڈ ٹینسن نے اُپاسنا کے بارے میں سچ لکھا ہے۔ کہ اُپاسنا سے دُنیا
وہ بڑے بڑے کام سرانجام ہوئے اور ہوتے ہیں۔ جو لوگوں کے خواب و خیال میں بھی نہیں آسکتے۔ ا
نظم میں آگے چل کر پھر لکھا ہے کہ "وہ لوگ کسی حالت میں بھیڑ بکریوں سے بہتر نہیں ہیں۔ جو اندھا دھند
زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور اپنے اور اپنے عزیز و اقارب کے لئے دُعا کا ہاتھ نہیں اُٹھاتے۔" تاہم دو
مشہور مصنف برنارڈ شا نے لکھا ہے، عام لوگ دراصل ایشور اُپاسنا نہیں کرتے۔ بلکہ فقط ا
اپنے مطلب کی باتیں مانگتے ہیں۔ گویا اپنی مرضی اور عقل کو پرمیشور کی مرضی اور رحمت سے مق

اور افضل تسلیم کرتے ہیں۔ اس پر ایک شاعر نے خوب کہا ہے ؎

ہم خدا تھے گر نہ ہوتا دل میں کوئی مدعا ؎ آرزوؤں نے ہماری ہم کو بندہ کر دیا

سچ پوچھو تو الشور کا راز معلوم کرنے کا نہ ہمیں کوئی حق ہے نہ فائدہ اس لئے اپنے آپ کو اور اپنے سب کام صدق دل اور سچے عقیدہ سے اُس کے سپرد کر دینا اور ہر بات میں اسکی رضا طلب کرنا ہی سچی اُپاسنا ہے اور ہر کامیابی کا راز ہے ؎

انتہا حسن کی ملے لا انتہا کیونکر ہوا ۔ جو سمجھ میں آ گیا پھر وہ خدا کیونکر ہوا ؎ چارلس کیٹرنگ نے جو جنرل موٹر کی ریسرچ لیبارٹری کا روح رواں ہے۔ ۳۰ ہزار ڈالر سالانہ انٹی اوک کالج کو دیئے کہ وہ اس قدرتی راز کو دریافت کریں کہ گھاس کیوں سبز ہے یا موٹر میں پٹرول کا قطرہ کیوں حرارت میں آ کر موٹر کے پسٹن کو چلاتا ہے، مگر آج تک ان معمولی رازوں کو بھی کوئی دریافت نہیں کر سکا۔ پھر انسانی زندگی کے دقیق راز دریافت کرنے کی کس کو طاقت ہے، پس اس پر سنیانا کی فلاسفی یا بھگوت گیتا کے احکام ہی ٹھیک آتے ہیں کہ انسان کا کام صرف بطور اُپاسنا پرماتما کی رضا پر چلنا اور اپنے معینہ کام کرنا ہے۔ اس میں چوں و چرا کا دخل نہیں نہ ضرورت ہے، ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق تو نشکام بھگتی ہی بہترین اُپاسنا ہے جس میں مانگنا تو در کنار اپنے کرتا پن کا بھی اہنکار یعنی خیال خودی تک نہیں آنا چاہئے گویا سوائے پرماتما کے اور کوئی ہے ہی نہیں۔ یوں تو اُپاسنا کے معجزے اور بھگوان کے عجیب و غریب قصے اور کہانیاں عام طور پر زبان زد عالم اور مقدس کتابیں اور سوانح عمریوں میں مرقوم ہیں۔ مگر ذیل کی سچی حکایت جس کے لئے امریکہ کے ایک خدا دوست متمول وانی نے دادی کو ہزار دل پونڈ انعام دیا دلچسپی سے خالی نہیں اور ظاہر کرتی ہے کہ موجودہ مادی اور سائنٹفک تہذیب کے زمانہ میں بھی اُپاسنا کے چند فقروں نے دو انسانی جانیں بچانے میں حیرت انگیز کام کیا اس کی کہانی کا لب و لباب اس طرح ہے کہ ایک عورت نے جس نے اپنا مفروضہ نام میری کشمن ظاہر کیا فاقہ کشی اور غربت کی نا برداشت شدت سے تنگ آ کر خودکشی کی نیت سے خوابگاہ کے کمرے کو اچھی طرح بند کر کے اور اپنے اکلوتے بچے کو ساتھ سُلا کر گیس کو کھول دیا تا کہ وہ دونوں بیہوش ہو کر جان بحق ہو جاویں۔ اتفاق حسنہ سے جب اُس کا دم گھٹنا شروع ہوا تو نیم بیداری کی حالت میں اُسے حسب ذیل بھجن سنائی پڑا جس کو اُس نے نیم بیہوشی کی حالت میں فرشتوں کی آواز سمجھا مگر وہ دراصل اُسکے اپنے ریڈیو کی آواز تھی جو کسی دوسرے کمرے میں غلطی سے کھلا رہ گیا تھا۔ بھجن حسب ذیل تھا۔ (یہاں گیتا ۱۸ ادھیائے کے مطابق کرشن یا کسی اور اشٹ دیو کے نامزد کر سکتے ہیں)

WHAT A FRIEND WE HAVE IN JESUS

ALLOUR SINS AND GRIEFS TO BEAR. WHAT A PRIVILAGE TO CARRY. EVERY THING TO GOD IN PRAYER. OH WHAT PEACE WE OFTEN FORFIET. OH WHAT PAIN WE NEEDLESS BEAR. ALL BECAUSE WE DO NOT CARRY. EVERYTHING TO GOD IN PRAYE

ترجمہ:۔ یسوع مسیح (یا سری کرشن) کے برابر ہمارا اور کون دوست ہو سکتا ہے۔ جس نے ہمارے سب گناہوں اور رنج و الم کا بوجھ اپنے اوپر لیا ہوا ہے۔ خدا کی ہم پر کتنی عنایت ہے کہ ہم اپنی ہر ایک بات دُعا کے ذریعہ اُنکے ساتھ کرتے ہیں۔ افسوس کہ ہم خواہ مخواہ اپنے دل کو بیقرار رکھتے ہیں۔ اور درد و الم اُٹھاتے ہیں۔ محض اس لئے کہ ہم اپنی ہر ایک بات دُعا کے ذریعے اپنے خداوند کو نہیں سُناتے۔

یا

ادم

کیا خوب یار اپنا سری کرشن ہے پیارا ۔ خود لے لیا ہے جس نے دُکھ پاپ سب ہمارا
اے خوش نصیب تجھ کو اُس یار کی عنایت ۔ چھوٹی سی اک دُعا ہے دُکھ پاپ کا کفارا
جو بد نصیب پھر بھی کرتے نہیں دُعائیں ۔ اُن کا مصیبتوں میں پھر کون ہے سہارا

اِس بھجن کو سُنکر اُسے ڈھارس ہوا کہ ہم اکیلے نہیں ہیں۔ بلکہ ایک اعلیٰ ہستی ہمارے سر پہ اور ہماری نگران
دِل میں یہ عقیدہ اِس قدر پختہ ہو گیا کہ وہ اپنے بچہ کو اُٹھا کر کانپتی ہوئی ٹانگوں کے سہارے زندہ رہنے کے لئے
ہوئی اور سب دروازے کھول کر شکرانہ نعمت بجا لائی اور سر بسجدہ وہی بھجن بار بار گاتی رہی تھوڑے عرصہ میں
سب تکلیفیں اور غربت کافور ہو گئیں اور وہ اب صاحب جائیداد اور اعلیٰ بزرگ خاندان ہے۔ اُس کے بعد
کوئی شخص اِس طرح زندگی سے تنگ آ کر جان دینے کا ارادہ کرتا ہے۔ تو وہ اپنی کہانی سنا کر حوصلہ افزائی کرتی ہے
تخمینہ ہے کہ امریکہ میں ہر نصف گھنٹہ میں ایک شخص خودکشی کرتا ہے۔ اور دو منٹ میں ایک شخص دیوانگی کا شکار

پانچ ضروری سوال

(از قلم لالہ ہر گوبند جی ریٹائرڈ پی سی ایس)

ہیں دُنیا میں یہ پانچ مشکل سوال ؛ جنہیں حل کرنا ہے کارِ محال
فنا ہوں یا ہوں لا فنا زندگی ؛ حقیقت ہوں یا اک پراگندگی
میں ہوں پاک رُوح یا کہ ناپاک ہوں ؛ مقدس ہوں یا تودہ خاک ہوں
دیا مجھکو ہاتف نے اسکا جواب ؛ نہ کر مُفت میں مغز اپنا خراب
کہ ہے کون جسکو تُو کہتا ہے "میں" ؛ دل و جسم و جاں جسکے مشتاق ہیں
نہیں آنکھ لیکن "تُو" ہے دیکھتا ؛ نہیں کان سُنتے "تُو" ہے سُن رہا
عجب یہ معمہ ہے اے میری جان ؛ گرفتار غفلت ہے سارا جہاں
اگرچہ یہ ہے چند روزہ مقام ؛ مگر مستِ غفلت ہیں سب خاص و عام
کہ اِک روشنی کے ستارے ہیں "ہم" ؛ خودی اور جہالت کے مارے ہیں "ہم"
اُسے جان لینا بڑی بات ہے ؛ یہی آدمی کی کرامات ہے
یہی ہے حقیقت یہی ہے نجات ؛ یہی مُکت ہے اور یہی وصلِ ذات
وگرنہ فروعات سب وہم ہیں ؛ وہی مانتے ہیں جو کم فہم ہیں
چلاؤ اسے آپ نیکی کی راہ ؛ کہ ہو دُور دل سے خیالِ گناہ
چلے جاؤ اِس راہ پر بے خطر ؛ بفضلِ خدا رُوح سدھ گی امر

مقدم ہے خُود آپ کو جاننا ؛ کہ میں جسم ہوں یا کہ ہوں آ[illegible]
میں خالق ہوں خود یا کہ مخلوق ہوں ؛ میں عاشق ہوں خود یا کہ [illegible]
ہوئی جسم کی خود بخود ابتدا ؛ ویا ابد کا ہے کوئی خا[illegible]
لطون میں نگاہ ڈال اپنے ذرا ؛ تو کھل جائیگا عقدہ [illegible]
کہ ہے اُن کو مرغوب تیری رضا ؛ کسی سے نہیں کام "تیر[illegible]"
نہیں جسم چلتا ہے حرکت بغیر ؛ ہر اک کشمکش میں ہے طا[illegible]
کسی کو نہیں اپنا معلوم گھر ؛ پڑے سو رہے ہیں سبھی [illegible]
اُٹھو اور کرو اپنے گھر کی تلاش ؛ تو ہو جائے گا خود بخود را[illegible]
خودی کا ڈرامہ ہے سارا جہاں ؛ وگرنہ ہے کثرت میں وحد[illegible]
کہ وہ ڈھونڈ لے چشمہ زندگی ؛ اُسی ایک کے نام ہیں [illegible]
سوا اِس کے اور فلسفہ کچھ نہیں ؛ اسی میں ہیں دُنیا کے ایمان
مگر اِک یہ ہے بات اتنی ضرور ؛ کہ ہے عرصۂ زندگی [illegible]
ہے نیکی کا رستہ راہِ راستی ؛ نہ ہو یعنی دل میں خودی اور
یہی آتما کا ہے ازلی مقام ؛ یہی لامکاں اور یہی [illegible]

۲

خدا کیا ہے یہ دوسرا ہے سوال - ہے قاصر یہاں سب کا اوجِ خیال
خودی کو خدائی سے نسبت ہے کیا - یہ محدود ہے اور وہ لا انتہا
نہ جب تک کہ ہو اپنا درجہ بلند - لگے کس طرح اپنی واں تک کمند
دوئی کا نہ ہو جب جہاں کچھ نشاں - فقط ایکتا میں ہو سارا جہاں
مسلّم ہے حاضر و ناظر خدا - ہر اک حال میں اُسکی دیکھے رضا
کہے ہے آتما اپنا نزدیک تر
رہے پاک اور صاف دل اور ضمیر - بچائے گناہوں سے اپنا شریر
حواسوں کا دنیا میں ہو نہ غلام - بھلائی کرے دوسروں کی مدام
اسی راہ پر بڑھتا چلے عمر بھر - تو اک روز پائیگا اسکی خبر

کہ ہیں جب تلک ہم خدا سے جدا - خودی میں سمائے گا کیونکر خدا
ہیں بیکار سب اسکے ایمان و دیں - ہے معیارِ حق ایک حق الیقین
ضروری ہے اس واسطے میری جاں - کہ ہر حال انساں پہونچے وہاں
یہی ایکتا ہے ظہورِ خدا - نہیں کوئی ہستی ہے اُسکے سوا
اُسے جان کر اپنا ہی آتما - پرستش کرے اپنے اندر سدا
وہ لے جان سکتا ہے ہر اک بشر
نہیں موت کا اسکو پھر کوئی ڈر - کہ ہے موت اپنے گناہوں کا ثمر
کہ خالق ہے خود اپنی مخلوق میں - ہو عاشق کا دل جیسے معشوق میں
وگرنہ جہالت سے کوشش تمام - نہ ہو دل میں جب ایک ایشور کا نام

۳

سوال سوئم ہے محبت ہے کیا - کہا جسکو عیسیٰ نے ہے خود خدا
ہو پیا اُس میں ہے بندگی اور ثنا - کہ ہوں اس سے خوش دیوتا اور خدا
پڑے پھرتے ہیں مارے مارے تمام - فقط آرزوؤں کے ہیں سب غلام
حقیقی محبت ہے ایثار میں - جمی ہو نگاہ ایک دلدار میں
کہ چلتا ہے اس سے جہاں کا نظام - اسی سے محبت ہے خالق کا نام
کرشمے محبت کے ہیں لا کلام - حقیقت کا دل میں اگر ہو قیام
نہیں چونکہ لوگوں کی واں تک رسائی - وہ ہیں حسنِ دنیا کے گویا مرید
وگرنہ ہیں سب حسنِ دنیا کے کھیل - فقط چند روزہ ہے اُن سب کا میل
نہ ہو جن میں شہوت نہ مطلب برار - محبت کا جن سے نہیں ہے قرار
خدا اور محبت ہیں لا انتہا - نہ ہو اس میں گر کوئی جنسِ فنا
مگر جس نے لی اس کی آخر پناہ - اُسے مل گیا خود بخود راستہ

جسے دیتے ہیں سب محبت کا نام - کشش مرد و زن کی وہ ہے ناتمام
یہی گر محبت کا انجام ہے - خدا کا یہاں کون سا کام ہے؟
وہ جیا نفس ہے اُنکے سر پر سوار - ملے کس طرح اُنکو دیدارِ یار؟
یہ قدرت کا ہے ابتدائی اصول - ہوا جس کا سارے جہاں میں نزول
یہ حسن و محبت کے قصے تمام - غلط جس کو سمجھے ہیں سب خاص و عام
جسے لوگ کہتے ہیں حسن و جمال - وہ ہے شمۂ عکسِ نورِ جلال کا
مگر چاہیے اُنکی اُس پر نظر - حسیں جس سے کوئی نہیں خوب تر
یہ رشیوں کی کوشش رہی روز و شب - حقیقی محبت کے ہوں قدر سب
وگرنہ محبت ہے خود دائمی - نہیں چاہئے اس میں آنی کمی
ڈبویا ہے جس نے محبت کا نام - اسی سے محبت رہی ناتمام
اُسے اس جہاں کی ضرورت ہے کیا - جو بندہ سے خود بن گیا ہو خدا

۴

ہے اِن سب سے مشکل چہارم سوال - کہ آخر ہے کیا زندگی کا مآل
وہ یا زندگی ہے امرِ لافنا - نہیں اس کو معدوم کرتی قضا
ہر اک جانتا ہے لیے بے گماں - کہ رہ جاتے ہیں مال و زر سب یہاں
سوا اسکے دنیا کے سارے بشر - یہی جانتے ہیں کہ ہم ہیں امر
وہ ملتے ہیں ہر ایک سے برملا - کوئی جس طرح ہو سفر جا رہا
نہیں ہوتی جذبات میں کچھ کمی - وہی اُنکی شادی وہی ہے غمی
یہاں تک کہ جب سانس ہوتا ہے بند - نئی زندگی ڈالتی ہے کمند

یہ سب زندگی اور سبھی نیک و بد - ہے دنیا میں انکے لئے کوئی حد
اگر موت تک اُنکا ہوتا اثر - تو کیوں کام کر کر کے مرتے بشر
مگر پھر بھی دھن اُنکی ہے دلعزیز - نہیں گویا وہ چھوڑ جانے کی چیز
نہیں موت کا اُن کو آتا یقین - اگر آخری وقت ہوں بر زمیں
عزیزوں کو دیتے ہیں اپنے پیام - نہیں اُن سے گویا جدائی مدام
فقط رکتی جاتی ہے تن کی مشین - مگر پھر بھی اُمید جاتی نہیں
بنے رہتے ہیں نیک و بد کے خیال - مگر اُن کو فطرت میں لیتے ہیں ڈھال

ادوم

نباتی ہے پھر جو نئی زندگی ۔ اگرچہ ہے نیا ز اُس کی وہی
یہی گویا مصدر ہیں تقدیر کے ۔ بندھے ہیں سبھی اُنکی زنجیر کے
مگر جن کو حاصل ہُوا وصلِ ذات ۔ نہیں مار سکتی ہے اُنکو ممات
نہیں جسم سے اُن کو کچھ واسطہ ۔ ہے اُنکے لئے دوسرا راستہ
کہ ہے روح کا اصل مخزن وہی رسائی کے ہیں گو منازل کئی

کٹھالی ہے فطرت کی مایا کے گُن ۔ جو ہیں گویا اس جسم کے بیچ و بُن
ہیں تدبیر سے گو عروج و زوال ۔ بدلنا ہے فطرت کا لیکن محال
وہ دُنیا سے آزاد اور پاک ہیں ۔ وہ مرگ بے خوف و بیباک ہیں
جہاں روح مایا سے آزاد ہے ۔ فقط اپنے خالق کی ہی یاد ہے
مگر سب سے افضل ہے گو بندنام ۔ یہی لوگ ہیں کا ہے اعلیٰ مقام

(۵)

گناہ کیا ہیں یہ پانچواں ہے سوال ۔ ہُوا جن سے سارا جہاں پائمال
ہر ایک آدمی فعل مختار ہے ۔ وہ یا اپنی قسمت سے لاچار ہے جواب
نہیں ان سے ہے محض حرکت مراد ۔ مگر جن میں ہو انکی تاثیر یاد
مگر جنکو اس بات کا ہے یقیں ۔ کہ حق کے سوا دوسرا کچھ نہیں
دگرنہ جو دُنیا کے اعمال ہیں ۔ نتیجہ وہ جنکے بہر حال ہیں
اگر جاننا ہو گناہوں کا راز ۔ کرو دھرم اور کام میں امتیاز
کہ ہوتے ہیں لذت سے سرزد گناہ ۔ دگرنہ یہ دُنیا ہے قربان گاہ
مگر جس کی لذت ہوئی رہنما ۔ نہیں دیکھتے وہ خودی کے سوا
ہے ایثار دُنیا میں نیکی کی راہ ۔ خیالِ خودی ہے بنائے گناہ

ہوئی اُنکی دُنیا میں کب ابتدا ۔ ہے کیا چیز ان کی جزا و سزا
ہوئی جب سے تہذیب کی ابتدا ۔ ہر اک جانتا ہے ہیں افعال کیا
بد و نیک افعال کے ہیں اثر ۔ گرفتار ہے جن میں ہر اِک بشر
وہ ہر حال میں مست و سرشار ہیں ۔ نگہبان خود اُن کے غفار ہیں
کہ ہے اُنکا مقصد خوشی اور غمی ۔ انہی دو کا ہی نام ہے زندگی
دھرم نام ہے نیک افعال کا ۔ مگر کام ہے لذتوں کی بنا
ہر اک اُنمیں ہے دوسرے کا رفیق ۔ بشرطیکہ ہوں دھرم کے سب طریق
ہر اک چیز ہے ان کو اپنے لئے ۔ کوئی دوسرا خواہ مرے یا جئے
جنہوں نے کئے حل یہ پانچوں سوال ۔ ہُوا اُنکو گوبند حق کا وصال

ساکار اُپاسنا کا مہتو

(از شری آسانند رجی شرما معدوم)

ویدوں کے زمانہ میں نرگن (نراکار) برہم کی اُپاسنا اپنی مقبولیت کیلئے تمام سنسار میں پرسدھ تھی۔ سناتن شاستروں میں بنوں میں گھور تپسیا کرنے والے جن رشیوں منیوں کا حال ملتا ہے۔ وہ سب اسی اُپاسنا مارگ پر چل کر موکش پد کو پراپت ہوتے تھے۔ یہی نہیں کہ نرگن اُپاسنا صرف ورکت تپسویوں تک ہی محدود تھی بلکہ اُس سمے کے سب گرہستیوں کی مکتی کا بھی یہی سادھن ماتر تھی۔

اگرچہ ویدوں میں نرگن برہم کے سمبندھ میں صاف طور پر لکھا ہے۔ مگر سوکھشم درشٹی (باریک بینی) سے سگن (ساکار) برہم کی ستا کو بھی پوری طرح سویکار کیا گیا ہے۔ جس کا پورانوں میں آگے چل کر نروواد سدھ ہوتا ملتا ہے۔ ان پرانوں کے اندر کہیں کہیں سگن برہم کی اُپاسنا کو ویدوں کے پرماتوں اور مہرشیوں کی ترک بدھی سے نرگن برہم کی نسبت ادھک انوکول جاتا گیا ہے۔ جتنی رچی ساکار اُپاسنا میں دیکھی جا سکتی ہے۔ وہ نرگن میں کبھی نہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آج کا کلجگ میں ہونے والے مہا پُرشوں نے بھی اس ساکار اُپاسنا سے منش کے بغیر کسی تکلیف اور رکاوٹ

کے مکتی پد پراپت کرنے کا سدھانت نردھات کیا ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں نرگن اُپاسنا کو ۔ جو کانٹوں سے بھرے ہوئے مارگ کے سمان ہیجھک کے لئے کٹھن ہوتا ہے، کٹھن مانا ہے۔ اس امر میں یہ بھی سمجھنا چاہیئے۔ کہ سگن اُپاسنا کے پرچار میں نراکار اُپاسنا کا مارگ بالکل بند ہی ہو گیا۔ بلکہ موجودہ زمانہ میں بھی کثیر التعداد منش اس مارگ پر اپنا دڑدھ وشواس رکھتے ہیں۔ اگرچہ اس کو وید کے خلاف نہیں کہا جا سکتا۔ مگر اتنا ضرور ہے کہ موجودہ یگ میں اس پر چلنا بہت مشکل ہے،

دلائل کی رو سے سگن برہم کی اُپاسنا کی سدھی میں یہ کہنا لازمی امر ہے کہ یہ سنسار اور اس کی پرستھتیاں سب پریورتن شیل (تبدیل پذیر) ہیں۔ یگ یگ کی پرستھتی اس سمیہ کے لوگوں کا آدرش مارگ ہوتا ہے۔ وید کال میں سگن برہم اُپاسنا کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی جاتی تھی۔ اُس کی وجہ صرف یہی تھی کہ اُس یگ کے منشوں کا جنم جن پرستھتیوں میں ہوا کرتا تھا۔ وہاں وشئے واسنا، کپٹ، لوبھ، موہ وغیرہ کا کبھی پرویش بھی نہ ہوتا تھا۔ ماتا پتا شاستر مریادا سے اپنا آدرش گرہست جیون بنا کر اپنی سنتان بھی ایسی اُتپن کرتے تھے، جو بڑی ہو کر سنجم اور موہ نگرہ دوارہ آتم چنتن کو ہی اپنا جیون اُدیش سمجھتی تھی۔ اس اوستھا میں جب کہ انہیں گرہست میں رہ کر بھی کام۔ کرودھ، لوبھ، موہ، ہنکار چھوتے تک بھی نہ تھے۔ نراکار اُپاسنا میں من کی چنچلتا کی بادھا کس طرح ستا پاتی؟ یا یوں کہا جا سکتا ہے کہ یہ اُپاسنا پدھتی اُن لوگوں کو پرکرتی کی سہایتا سے پراپت ہوتی تھی۔ آج کے برعکس کلی کا جرن وشئے واسنا اور لوبھ، موہ کا رنگ منچ بنا ہوا ہے۔ جس پر آٹھوں پہر انہی کا ناٹک کھیلا جا رہا ہے۔ ان سے پربھاوت ہو کر منشوں کے اندر وہ بھاونا اور شکتی ہی نہیں جس سے وہ اپنی اندریوں پر قابو پا کر اپنے من کو نراکار اُپاسنا میں ایکاگر (یکسو) کر سکیں۔ اس لئے آج جب تک ہردیہ میں بھگوان کی ایک ایسی منورم مورتی کی ستھاپنا نہ ہو۔ جس پر من کی آنکھیں گڑھی رہ جائیں۔ اور وہ ادہر اُدہر نہ بھٹکتا پھرے تب تک جیون کا واستوک اُدیش پورا نہیں ہو سکتا۔

اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ زمانہ حال میں پُرانی اُپاسنا پدھتی موجود ہے اور اس کا بہشکار نہیں کیا جا سکتا مگر جب تک اُس کے مقابلے میں سگن برہم کی وشیشتا کو سدہ نہیں کیا جاتا تب تک اس یگ کا اُپاسنا مارگ اپنی سادگی (سرلتا) سے کلجگی انسانوں کے لئے لابھدائک نہیں ہو سکتا۔

آنند کند بھگوان نے اپنی اِچھا کے مطابق اور اپنی ہی پریرنا سے انیک مہاپُرشوں دوارا کئی مریاداؤں کو قائم کیا ہے، جو بعد میں منش جاتی کے سامنے اُن کے پوتر دہرم کی شکل میں ظاہر ہو کر مکتی کی اونچی پیڑی کا کارن بنیں حقیقت میں شریمد بھاگوت پوران کے آدھار پر دواپر یگ میں لیلا پرشوتم بھگوان کرشن چندر کے اوتار دھارن کرنے پر ہی ہمیں ساکار برہم اُپاسنا رُوپی برکھ کا انکر پھوٹتا دکھلائی دیتا ہے۔ انہوں نے جنم لے کر اپنی بال لیلاؤں کے علاوہ اپنے پُورن برہم ہونے کے بھی انیک رہسیہ دکھائے۔ واسدیو، دیوکی۔ نند، یشودھا کو اپنی الوکک شکتی دکھائی۔ گوال بالوں کے ساتھ برندابن میں وچرتے انیک کرور راکشسوں کا ودھ کیا۔ گووردھن کو انگلی پر اُٹھا کر اندر آدی دیوتاؤں کو اپنا دِویہ بل دکھایا۔ گوپیوں کے ساتھ انیکوں رُوپ دھارن کر کے کریڑا کی۔ یہاں تک کہ ارجن کو مہابھارت کے یدھ میں اپنا وراٹ رُوپ دکھا کر پربھوتا دکھائی۔ اپنے پوتر مکھ کمل سے یہاں تک بھی کہہ دیا۔ کہ ہے ارجن! جب ادہرم کی وِردھی اور دہرم کی گلانی ہوتی ہے، تب میں اوتار دھارن کرتا ہوں۔ اب

جو پُورن برہم منش رُوپ میں اوتیرن ہو سکتے ہیں۔ تو وہ ساکار برہم کے رُوپ میں ہمارے آرادھیہ کسی طرح نہیں ہو سکتے؟ اور اُن کی وِشو موہنی مورتی کا دھیان منش کے لئے موکھ دائک کیوں نہیں ہو سکتا۔ ایسے پُورن برہم بھگوان کی۔ جن کی لیلاؤں کے چنتن کرنے میں منش کے گیان، ویراگ، بھکتی کی وردھی ہوتی ہے۔ ساکار اُپاسنا کو چھوڑ کر نراکار میں من جوڑیں۔ تو وہ کب سدّھی کو اتنی جلدی پروان کرنے میں سمرتھ ہو سکتی ہے۔

بھگوان شری کرشن چندر نے اگرچہ پراچین اُپاسنا پدھتی کا نشیدھ نہیں کیا اور کسی حد تک اُدھو کی زبانی گوپیوں کو شکھشا بھی دلائی مگر اس میں سگن اُپاسنا کا گورو منتر چھپا تھا جو بھگوان سے برجباسی گوپیوں نے مانو دیکھتا رُوپ میں دھارن کیا تھا۔ گوپیوں کے ہردیہ میں بیٹھ کر بھگوان نے جو اُن سے سگن اُپاسنا میں اروچکتا دکھلائی اور اُدھو کے نرگن واد کا کھلے شبدوں میں نشیدھ کروایا۔ صرف اتنا ہی سگن اُپاسنا کی پُشٹی کے لئے کافی نہیں بلکہ بھگوان کی نرک شبیل گوپیاں اُدھو کے نرگن سمبندھی گیان کو چھوچھا بتا کر اُس کی خوب خبر لیتی ہیں اور ساکار برہم کو سدّھ کر کے اُسے سُوَرکھ بنا لیتی ہیں۔ بھکت شرومنی سور داس جی نے شری بھاگوت کے آدھار پر بھرمر گیت میں اس گیان چرچا کا بہت سُندر ورنن کیا ہے، جس کو پڑھ کر یہ منن کئے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ کہ ساکار اُپاسنا ہی مکتی کا آسان تر مارگ ہے،

کٹر نرگن پنتھیوں نے جس برہم کا بیان کیا ہے، کبیر کے وچنوں میں اُس برہم کا کوئی رُوپ رنگ نہیں ہے، سے

جاکے منہ ماتھا نہیں ناہیں رُوپ کرُوپ
پُشپ واس تے پاترا ایسا تتو انُوپ

کبیر کے اس سدھانت کے مطابق بھگوان کا تو رُوپ ہی نہیں ہے۔ اس میں یہ سمسیا کھڑی ہوتی ہے کہ پھر دھیان کس کا کیا جائے۔ اگر اس مارگ پر من کو چلایا جاوے تو نا معلوم اسے کون کون سی مشکلات سے دوچار ہونا پڑے گا اسی کٹھنائی کو دُور کرنے کے لئے پُشٹی مارگی شری گوسوامی ولبھاچاریہ کے شِشیہ سور داس جی نے سگن اُپاسنا کو سدھ کرتے ہوئے کہا ہے سے

رُوپ ریکھ گن جاتی جگتی بن نرالمب من چکرت دھاوے
سب ودھی اگم وچارہیں تا تے سور سگن لیلا پد گاوے

اب اُن گوپیوں کے ہردیہ رُوپی ساگر سے اُدھو کی ترک دوارا منتھن کرنے پر جو امرت نکلا ہے اس کا سور داس کے پدوں میں آسوادن کرنا ضروری ہے۔ اُدھو کو اس بات کا ابھیمان بھی تھا۔ کہ وہ سمپورن گیان کا بھنڈار ہے اور اُسے گیان چرچا میں کوئی پراست نہیں کر سکتا۔ تو بھگوان اُن کے مان مردن کے لئے برج کی گوپیوں کو نراکار اُپاسنا کی شکھشا دینے کے لئے گوکل بھیجتے ہیں۔ جب وہ گوکل پہنچ جاتے ہیں۔ تو گوپیاں۔ یہ سمجھ کر کہ کرشن کی طرف سے کوئی شبھ سندیش آیا ہو گا۔ بھاگی بھاگی اُس کے پاس پہنچتی ہیں، اور وِیاکُلتا سے پوچھتی ہیں "من موہن نے کیا کچھ ہمارے سمبندھ میں کہا ہے؟ پرسن تو ہیں وہ؟" اُدھو چاروں طرف وِیوگ کی اگنی سے جلتی ہوئی اُن گوپیوں کو شانت کرنے کے لئے شری کرشن کو بھول کر اس نراکار برہم کی اُپاسنا اور اس کے گیان کا اُپدیش چھیڑنے لگ جاتے ہیں۔ گوپیوں کو تو اس بات کی آشا ہی نہ تھی۔ وہ جل بھن کر بول اُٹھیں۔

اُدھو! ہم لائق شکھ دیجئے

ادم

یہ اُپدیش اگنی نے تاتو کہو کون ودھی کیجے
تم ہی کہو آہاں ان سب میں سکھین ہاری کو ہے
جوگی جتی رہت مایا تے تن ہی یہ متی سجے ہے

برج گوپیوں کی اس بات میں رُچی کب تھی۔ اس گیان چرچا کی بجائے اُدھو سے بھگوان کی رس بھری باتوں کو سن کر اپنے من کو پورن کرنا چاہتی تھیں اس لئے کہتی ہیں سے تم تو سکھا شیام سندر کے سکل جوگ کے ایش ؛؛ سور داس رسکن کی بتیاں پرندو من جگدیش
کچھ گوپیوں نے تو تیکھے ویبنگ کس کر کھرے کھرے کہدیا۔
اب برج میں نئی ریتی کچھو یہ اُدھو آن چلائی
نہی ڈھاک کے تین پات۔ اُدھو کب رُکنے والا تھا۔ نرگن برہم کی رٹ لگاتا چلا گیا۔ انتو گوپیاں بھی پنڈت بن بیٹھیں اور بولیں۔

نرگن کون دیش کو واسی
کیو ورن بھیس ہے کیبو کہی رس میں ابھلاشی
کو ہے جنک جننی کو کہیت کو ناری کو داسی
پاؤگے پُنی کیو آپنو جو دے کہے گو گاسی
سنت مون ہو رہے ٹھگو سو سُو سبے متی ناسی

گوپیوں نے کئی دلیلوں سے نرگن برہم کو گنگے کا گڑ سدھ کیا۔ بہت کچھ پوچھنے پر اُدھو سے کوئی ایسی بات نہ بن پائی جس سے گوپیوں کے ہردیہ میں نراکار کی اُپاسنا جاگرت ہو سکے۔ آخر دیدوں تو اس کی تقلید کے لئے گواہ بنا کر ان کے پرمان پیش کئے۔ مگر گوپیاں اس بات سے بھی نہ گھبرائیں اور جواب دیا۔
انی اگادھ شرتی وچن اگوچر منسا تہاں نہ جائی ٹو
روپ نہ ریکھ ورن ویو جاکے سنگ نہ سکھا سہائی
تا نرگن سوں پریتی نرنتر کیوں نبھے ری مائی
اب تو اُدھو کے نکلنے کا کوئی مارگ باقی نہ رہا۔ چپ چاپ کھڑے ہو کر اُن کا منہ تاکنے لگا۔ گوپیوں کے پربھو کے دیوگ میں گرتے آنسو دیکھ کر اُنکے انینہ بھکتی بھاؤ اور اگادھ پریم کی سراہنا کی اور اُن کے ہردیہ سے بھگوان کے ساکار روپ میں بھکتی کے سوت بہہ گئے۔ آنند کا اپنے من میں انوبھو کرتے ہوئے واپس چلا گیا۔
نتیجہ کے طور پر اتنا ضرور کہا جا سکتا ہے کہ اگرچہ نرگن اُپاسنا میں کوئی ورودھی تو نہیں مگر یہ کمی ضرور ہے کہ اسمیں وہ شکتی نہیں جس سے یہ چنچل من وشئی بھوت (مطیع) ہو کر اُپاسنا کا دیہ میں سپھلتا پراپت کرے اس کے برعکس سگن برہم جس برہم کی مورتی کو جس روپ میں ہردیہ مندر میں ستھاپت کیا جاتا ہے۔ وہ من کا ایک انگ ہی بن جاتا ہے۔ اسی پرکار اس ودھی سے ابھیاس کرنے پر من کا جب بھی اُپاسنا میں دت چت ہونا پڑتا ہے۔ تو ہردیہ میں وہ دھارن کی ہوئی برہم مورتی اس کی وردھوپ اور چنچلتا کو روکنے میں سہائتا دیتی ہے۔ اور دھیرے دھیرے اُس ہردیہ استھت برہم مورتی میں الیا ودیہ پرکاش ہونے لگتا ہے جس کے آلوک سے صرف وہی نہیں بلکہ سب منش اگیانتا کے اندھکار (تاریکی) سے نکل کر سد بھگتی کے سنمارگ کو پراپت کرنے میں سپھل ہوتے ہیں۔
"اوم شم"

اوم

تم ٹھکرا دو یا پیار کرو

(از شری آسانند شرما مقدم)

آیا ہوں دوار تیرے بھگوان ÷ کچھ پریم بھرے اُدگار لئے
آشا کے سُندر پانوں میں ÷ شردھا کا بھر اُپہار لئے
من مہکتا ہے جیون تت، گوندھا ÷ پُشپوں سے پریم کے ہار لئے
آنند سلل بھر نینوں میں ÷ بھگت اُر میں اک پیار لئے
ہے پاس رکھا اک آشا ÷ اس درشن کے ابھلاشی کے
ارپت ہے چرن کمل پر جو ÷ تم پوجن پریم اپاسی کے

میرا جیون! انوراگ لئے ÷ اک مدھر منوہر آشا ہے
چہرہ کنٹھ کی وہ کلمتا ÷ کیول جس کی پرکی بھاشا ہے
کنتو اب جاگ اٹھی جس سے ÷ سہسا اک نشچے پر آشا ہے
اُدو کھنٹ کر دیتی جس پر کے ÷ وہ رگ کو ولوں کی تیر بھاشا ہے
گردنا کو پیت کھا پھیرے ÷ کیا بھیتر کے بھر جائیں گے
دل سوش ہو ہتی مودتے ÷ کیا جیون میرے گر پائیں گے

میری دنیا کے تاروں میں ÷ کچھ بھی ہو ایک تان نہیں
اُس لگتی کو تمہیں رجھا لیتا ÷ وہ مدھر کنٹھ اور گان نہیں
نہ وید، ارگھیہ، کچھ دھوپ دیپ ÷ پوجا کا بھی سامان نہیں
وہ پُشپ چڑھاؤں چرنوں میں ÷ اتنا بھی تو آسان نہیں
اس بھانت ابھاو بھرے اُر میں ÷ بھگوان، کہاں تم آؤ گے
مجھ پتت کو تم پاون بنا کر ÷ کیونکر ہے ناتھ اٹھاؤ گے

ہے یاد مجھے لنکا کو بھسم کر ÷ ساگر سے پار اتارا ہے
ہے یاد اجامل پاپی، کو ÷ پل بھر میں کشٹ نوارا ہے
ہے یاد جھسا بل ابھیمانی ÷ گج راج کا سنکٹ ٹارا ہے
ہے یاد کنس، ہرناکش کو ÷ کر گھات انہیں ادھارا ہے
ہے یاد بھگت دل بنکر ÷ بھگت جنوں کا دور کیا
اس ہردے میں مالو تاکو ÷ بھارتی کا ہے بھرپور کیا

کچھ بھی ہوا تو ہیٹھ دھارے ÷ اک تیر لگا نے ہٹ بیٹھا ہوں
کچھ بھی ہو ان شری چرنوں میں ÷ رچ سیس جھکانے بیٹھا ہوں
کچھ بھی ہو اس دوار سے پر ÷ بھگوان جما کے بیٹھا ہوں
اچھا پر تیری مرضی ہے ÷ اب جو چاہو دو ہار کرو
مجھ دین ذرّہ پُجاری کو ÷ تم ٹھکرا دو یا پیار کرو

(اِتی شم)

اوم

دُنیا کی حقیقت کا نقشہ

(ماخوذ از جہل درویش)

(ایک سادھو کی کہانی اُس کی اپنی زبانی)

چھوٹی دُنیا کی ہے کہانی ساری ــــ اور نقش بر آب زندگانی ساری
یہ عالم تمثال ہے بیرنگِ خیال ــــ اے طبع رواں تیری روانی ساری

مہاراج! مَیں نے یہ گیروے کپڑے جنم سے نہیں پہنے ہیں یعنی میری پیدائش کسی سادھو کے گھر نہیں ہوئی میں ایک ساہوکار کا لڑکا اور ذات کا کھتری ہُوں میرے باپ کی دوکان نگر کوٹ میں تھی اور مرصع زیورات خرید و فروخت کرنے کے علاوہ لین دین اور ہُنڈی پرچے کا بھی بیوپار کرتے تھے۔ نگر کوٹ ایک استھان ہے۔ جہاں شملہ سے لگاکر سیت بندرامیشور اور بنارس سے لے کر رنگون تک کے آدمی بھون کی یاترا کو آیا کرتے ہیں۔ اور بڑے میلوں یا خاص تیوہاروں پر ہی نہیں بلکہ تمام سال آنے جانے والوں کا تانتا لگا رہتا تھا۔ یہ لوگ میرے باپ کے نام ہُنڈیاں لایا کرتے تھے۔ اُن کا سُود ہی اتنا پڑ جاتا تھا کہ ہمارا گذارہ نہایت فارغ البالی اور آسودہ حالی سے ہوتا تھا۔ گھر کا عالیشان مکان تھا۔ نوکر چاکر تھے، گائے بھینس اور گھوڑے تھے۔

مَیں نے بڑے ناز و نعمت سے پرورش پائی ہے کیونکہ اکلوتا بیٹا تھا۔ اور ماں باپ نے بڑی عمر میں میری صورت دیکھی تھی۔ اچھے سے اچھے زیور اور کپڑے مجھے پہناتے تھے۔ اور اچھے سے اچھا کھانا مجھے کھلاتے تھے، دیس دیس سے باپ کے ملاقاتی بچپن میں میرے لئے کھلونے لایا کرتے تھے، چنانچہ میرا کمرہ عجائب خانہ معلوم ہوا کرتا تھا۔ ماں باپ نے ان اَنلے تلّلوں کے ساتھ میری تعلیم و تربیت بھی نظر انداز نہیں کی تھی۔ گھر پر پنڈت ملازم تھا۔ مَیں نے پہلے مہاجنی حساب اور ہندی پڑھنا لکھنا سیکھا اور بعد میں سنسکرت پڑھی۔ اِس زمانہ میں انگریزی کا بھی رواج ہو چلا تھا ایک بنگالی بابو کوئی چار مہینے نگر کوٹ میں آ کر رہے تھے۔ اُنھوں نے مجھے انگریزی بھی پڑھائی۔ بعد میں اور اسباب پیدا ہوتے گئے۔ جن سے اِس زبان میں اور اُردو میں بھی مجھے خاص دسترس ہو گئی۔

لیکن ہندی اور سنسکرت کی مٹھاس کو کونسی زبان پہنچتی ہے۔ ہندی میں مَیں نے تلسیداس جی مہاراج کی رامائن پڑھی تھی۔ اور بھگتی رس میں خاص مزہ آتا تھا۔ سنسکرت میں یُوں تو تھوڑا بہت ہر ایک شاستر دیکھا تھا لیکن ہمارے بُوڑھے پنڈت کو ویدانت سے خاص شوق تھا اور اُس نے مجھے گیتا، اُپنشد، برہم سوتر اور کھنڈ گرنتھ بھی پڑھائے تھے۔ یوگ وششٹ کو میں مزے لے لے کر پڑھا کرتا تھا کچھ تو اِس وجہ سے کہ اِس کی زبان بڑی میٹھی اور گیان بہت اعلیٰ درجہ کا ہے اور کچھ اِس باعث سے کہ مجھے مہاراج رامچندر جی کے چرنوں میں بڑا اِشٹ تھا۔ اور یہ کتاب بھی اصل میں رامائن ہی کا حصّہ ہے،

بارہ برس کی عمر میں پاس ہی کے قصبہ میں میری ایک اچھے گھرانے میں شادی ہو گئی تھی۔ بیوی نہایت ہی حسین خوش مزاج اور بڑی ہی نیک بخت عورت ثابت ہوئی۔ غرض سب سامان ایسے جمع تھے۔ کہ ہمارے

اودم

گھر میں چھوٹے بڑے بڑی خوشی و اطمینان اور تسکین طبع کے ساتھ زندگی گزارتے تھے۔ میرے ماں باپ پرم
کے دھرماتما ہندو تھے۔ اور انہیں سے میں نے سادہو سیوا، محتاجین اور مستحقین کو خیرات دینے
کا نام ادب سے لینا اور ہر طرح کے نیک کاموں میں شوق ظاہر کرنا سیکھا تھا۔ پرمیشور ایسے محبت
ماں باپ۔ گوروُ، استری اور نوکر چاکر سب کو دیں۔ اس سنیاس کے عالم میں بھی جب مجھے ان میں
کا خیال آجاتا ہے تو دل میں جوشِ محبت موجیں مارنے لگتا ہے۔ اور منہ سے بے اختیار دُعائیں نکلنے لگتی ہیں

نہ پوچھو مہر سے اے دوستو اور اے بزرگو تم ؎ جُدائی میں تمہاری بات کیا منہ سے نکلتی ہے
تمہاری مہربانی کا خیال آتا ہے جب دل میں ؎ اُمنڈتی ہے محبت اور دُعا مُنہ سے نکلتی ہے

بچپن کے زمانے میں ماں باپ مجھے اور میری بیوی کو اکثر میلوں تماشوں میں لے جاتے تھے چنانچہ
سب دلکش مقامات اور مناظر میرے دیکھے ہوئے ہیں۔ اُن کا بیان یہاں ضروری نہیں ہے کیونکہ آپ اور
ہفتوں سے پہاڑی مناظر کی سیر کرتے چلے آتے ہیں۔ نوراتروں یا دیوی پوجا کے ایام میں ہم سب نگرکوٹ
کیا کرتے تھے۔ کیونکہ ان دنوں میں ہمارے ہاں دوکان کا کام بھی بہت ہو جاتا تھا۔ اور مہمان بھی بہت
کرتے تھے۔ اِن میلوں میں عجیب تماشے میری نظر سے گذرے ہیں۔ میں نے ایسے سادہو اور گرہستی
ہیں۔ کہ سچے دل سے درشنوں کو آتے تھے۔ اور شبھ کرم کرکے اپنے جنم کو سپھل کرتے تھے۔ اور ایسے
فقیر اور گرہستی بھی دیکھے ہیں۔ جو عورتوں کو گھورتے، غریب راسخ الاعتقادوں کے ٹھگتے اور اپنی دوکانداری
غرض سے آتے تھے۔ یہ حال باہر ہی کے آنے والوں کا نہ تھا۔ بلکہ پنڈوں اور پجاریوں میں بھی انہیں دونوں قسم
لوگ دیکھے جن میں بعض میرے ملاقاتی بھی تھے۔

میرے والد بزرگوار اور پنڈت جی نے خود یہ دونوں طرح کے آدمی مجھے دکھائے تھے اور اُنکی طرف رغبت
دلائی تھی۔ ایک سال میلا بڑا ہی بھاری ہوا۔ بڈھے بڈھے آدمی کہتے تھے کہ ایسا ہجوم کبھی نہیں دیکھا۔ جہاں
دیس کے آدمی پھرتے اور سیر کرتے نظر آتے تھے۔ ننگے سر والے بنگالی، بانکی ٹوپی دھرے، لکھنوی اور دہلوی
کی پگڑیاں باندھے مرہٹے اور گجراتی، غرض ان دنوں میں نگرکوٹ نصف جہان نظر آتا تھا۔ بازاروں میں چلنے
نہیں ملتا تھا۔ دوکانداروں کو ہوش نہیں آتا تھا۔ کیا خرید و فروخت تھی۔ کیسی نمائش تھی۔ کس طرح کا ہجوم
رات کے وقت اور بھی رونق ہوتی تھی۔ کہیں پر رت جگا ہو رہا ہے اور دیوی کی بھینٹیں گائی جا رہی تھیں۔ کسی نے رات
ہوئی ہے۔ اور رات کو دن بنا رکھا ہے۔ یہ رونق اور کیفیت اب تک میری نگاہ میں ہے۔ ہم تینوں جس وقت
تھے سیر کو چلے جاتے تھے اور دور و نزدیک تماشہ دیکھتے پھرتے تھے۔

میرے ماں باپ جیسے سادہو سبھاؤ اور نیک نیت تھے۔ ویسے ہی پرماتما نے ہمیشہ انہیں خوش رکھا۔ میں جب
سال کا ہوا۔ تو وہ بہت ضعیف ہو گئے تھے لیکن سب قوٰی سالم تھے اور انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ تھی۔ ایکا
گھر لڑکا ہوا۔ جیسی خوشی انہیں ہوئی شائد کسی کو ہی نہیں ہوئی ہوگی۔ دونوں خوشی کے مارے پھولے نہیں سماتے
بدھائیاں بٹیں۔ کیسی کیسی خیرات کی اور کس تکلف کے جلسے کئے۔ کہ سب عش عش کرتے رہ گئے۔ جو آتا تھا
تھا۔ شاہ جی! تمہارے پنوں کا پھل ہے، تمہاری سی زندگی پرمیشور سب کی کریں۔
یہ سُن سُن کر وہ بچارے نیچے جاتے تھے۔ کہ وہ مہاراج! ہم کس لائق ہیں، آپکی بڑائی ہے کہ ہمیں بڑا بتاتے ہو

منظور ہے دُنیا میں اگر ہمت عالی ؛ کر گردن تسلیم کو خم اور زیادہ
لیتے ہیں ثمر شاخ ثمردار کو جھکا کر ؛ جھکتے ہیں سخی وقت کرم اور زیادہ

اس نیک نہادی اور خوشی و خرمی کے ساتھ میرے ماں باپ اور گورو عرصہ دراز تک لطف زندگی لیتے رہے آخر یہ جہان فانی ہے۔ انہیں بھی ایک روز سفر آخرت پیش آیا۔ پہلے گورو نے قضا کی پھر والدہ نے اور پھر والد نے۔ ایک مہینے کے اندر اندر سب عالم بقا کو سدھار گئے۔ مجھے تینوں سے بڑا ہی حسن عقیدت تھا۔ میں نے ان کے سایہ عاطفت میں لطف و محبت تسکین و طمانیت اور خوشی و راحت کے سوا کچھ نہیں دیکھا تھا۔ اور میں نہ دل سے اُن کے ساتھ محبت کرتا اور احسان مانتا تھا۔ ایک مہینے میں تینوں کی مفارقت سے جو صدمہ میرے دل پر گزرا وہ دل ہی جانتا ہے، زبان بیان نہیں کر سکتی۔ چنانچہ میں نہایت مغموم اور متفکر رہنے لگا ؛

میری نیک بخت اور پارسا بیوی یہ حال دیکھ کر بہت کڑھی۔ اور ایک روز کہنے لگی تم بھگت جن ہو نیک کام کرنے والے ہو۔ اور تم نے شاستر پڑھا ہے۔ ان سب باتوں پر اس طرح موہ جال میں پھنسنا ہرگز ہرگز شایاں نہیں ہے، پیارے پتی! جہان گزران ہے، یہاں سدا کون رہا ہے۔ اور کون رہ جائے گا۔ گیانی اور یوگی سنت ہو یا مہاتما ہو، یہاں تک کہ اوتار بھی کیوں نہ ہو۔ جو اس دار ناپائیدار میں پیدا ہوا ہے ایک روز اُسے مرنا بھی لازمی اور لابدی ہے۔ موت ایک ناگزیر امر ہے اس میں کیا فکر کرنا اور تو اور ہے۔ ایک دن ہمیں خود بھی یہاں سے چلا جانا ہے، تمہیں ان تینوں ست پُرشوں سے سچا پریم ہے۔ اور احسان مانتے ہو تو اُنکے نام پر کچھ دہرم کے ایسے کام کرو جن سے اُن کا نام رہے اور تمہاری طرح اور لوگ بھی انہیں ذکر خیر سے یاد کیا کریں۔

یہ میٹھے وچن اس نیک عورت کے مُنہ سے یُوں نکلے جیسے پھُول جھڑتے ہیں اور مجھے سُن کر ایسی تسکین ہوئی جیسے پیاسے کو پانی پی کر اور بھوکے کو روٹی کھا کر ہوتی ہے۔ میں نے کہا پیاری! تم نے بڑی اچھی بات کہی ہے، بولو کیا دہرم کا کام کریں۔ ہم دونو عرصے تک نیک نیک تجاویز سوچتے اور آپس میں ان کے نفع و نقصان پر بحث کرتے رہے۔ آخر فیصلہ یہ کیا کہ ماں باپ کے نام پر ایک لڑکوں کا اور ایک لڑکیوں کا مدرسہ جاری کریں۔ اور گورو کے نام سے ایک دہرمشالہ بنوائیں جس میں یاتری آکر ٹھہریں میں نے دو مکان مدرسوں کے لئے اور ایک عالیشان دہرم شالہ بنوائی۔ عمارت کے کام میں دلچسپی بہت ہوتی ہے۔ چھ مہینے میں مکان بن کر تیار ہوئے اس عرصہ میں میرا غم غلط ہو گیا۔ اور میں پہلے کی طرح شانتی سے رہنے سہنے لگا۔ مکان بن کر تیار ہو گئے تو میں نے ایک رقم کثیر اُنکے واسطے وقف کی تاکہ میں نہ رہوں تو بھی یہ کارخانہ اسی طرح جاری رہے رسم افتتاح کے روز ایک بڑا بھاری یگیہ کیا گیا۔ اور اس میں غریب امیر سب کی پُر تکلف دعوت ہوئی۔ اور محتاجین اور مستحقین کو بہت کچھ خیرات دی گئی۔ اس سے شہر میں کیا دُور دُور میرا نام ہو گیا۔ اور لوگوں نے بہت کچھ تعریف کی لیکن میں اس تعریف سے اتنا خوش نہیں ہوا۔ جتنا میں دہرم کے کام جاری ہونے سے خوش ہوا۔ مہاراج! اس طرح کے کام تعریف کے واسطے جو شخص کیا کرتے ہیں۔ وہ بڑی غلطی پر ہیں۔ میں نے وید انت شاستر میں پڑھا تھا۔ کہ آدمی کرم کرے۔ تو نشکام کرے۔ یعنی کسی غرض کو مدنظر رکھکر نہ کرے۔ اور میں جو کام کیا کرتا تھا۔ اُن میں اسی اُصول طلائی پر میرا دارومدار تھا۔

یگیہ کے دُوسرے روز میں صبح کا کھانا کھا کر گھر میں پلنگ پر لیٹا تھا۔ کھانا کھانے کے بعد چت کی

ادم

برتی بڑی شانت ہوتی ہے۔ چنانچہ مثل ہے کہ کھانے کے بعد یا شمشان میں آدمی کے نفس کی جو کیفیت ہو
اگر ہمیشہ وہی رہے۔ تو وہ آدمی دیوتا ہو جائے۔ میرے چہرے پر تبسم تھا اور دل اندر سے مسکن اور مطمئن تھا
پاس بیٹھی ہوئی پان بنا رہی تھی۔ اس نے مجھے یوں خوش دیکھا۔ تو آپ بھی بہت خوش ہوئی اور مسکرا
اس وقت تک اس کا وہ حسین چہرہ میری نظر کے سامنے پھرتا ہے۔ رنگ کندن کی طرح دمکتا تھا۔ اس
تمام گھر میں روشنی معلوم ہوتی تھی۔ اس کی مسکراہٹ میں سفید سفید دانت ایسے خوشنما معلوم ہوتے
گویا گلاب کی پنکھڑیوں میں چنبیلی کی کلیاں دکھا رہی ہیں۔ مسکراتے مسکراتے اس نے مجھ سے پوچھا
کیا خوشی کی باتیں سوچ سوچ کر مسکرا رہے ہو۔

میں نے کہا۔ پیاری! میں یہ سوچ رہا ہوں۔ کہ میں کیسا خوش نصیب آدمی ہوں۔ بچپن میں ماں
باپ اور گورو نے اس طرح مجھ پر سایہ عاطفت، رکھا کہ کبھی کسی قسم کی تکلیف نہیں ہونے دی۔ آج
شہر میری خوش بختی سراہتا ہے۔ زر و مال مکان و اسباب، نوکر، چاکر، جانور، سواری۔ صحت
لڑکے، لڑکیاں سب مجھے میسر ہیں۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ تم ساکشات لکشمی کی صورت مجھ
کو ملی ہو۔ تمہارا روپ چاند کو شرماتا ہے۔ اور تمہارے گن کرم سبھاؤ دیویوں کے سے ہیں۔ شہر میں
تعریف ہو رہی ہے، لیکن سچ کیوں ہے۔ کہ مدرسے اور دہرمشالہ تمہارے ذہن میں پہلے آئے تھے۔ اس
تمام تعریف کی مستحق تم ہو۔ میں نہیں ہوں۔ میں ہنس کر یہ کہہ رہا تھا کہ تعریف ہوئی کس کی چاہیئے
ہو کس کی رہی ہے،

میری پیاری بیوی یہ سُن کر خوشی سے کھل گئی اور کہنے لگی۔ پیارے اسم اور تم کیا دو ہیں۔ تمہاری تعریف میری
ہے۔ پرماتما نے جو تمہیں یہ خوشی کے اسباب دیئے ہیں وہ تمہاری طبعی نیکی اور بھلائی کا نتیجہ ہیں۔ نوکر چاکر
اور اجنبی سب تمہارے حسن اخلاق کے مداح ہیں۔ اور تمہارے احسانات کے ممنون و احسان۔ مجھے تو تم جان
بھی پیارے ہو میں تو پرمیشور سے یہی پرارتھنا کیا کرتی ہوں کہ دوسرے جنم میں بھی میرا تمہارا یہی سمبندھ بنا رہے
کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں۔ یہ کہہ اس نے مجھے پان بنا کر دیا۔

پان کا دینا تھا کہ مجھے معلوم ہوا مکان ہلتا ہے۔ میری بیوی گھبرا کر اُٹھی اور کہتی ہوئی دوڑ کر کمرے کے باہر گئی
رام کیا سخت بھونچال ہے۔ ارے میرے بالک کہاں ہیں"۔ میں بھی اُٹھا لیکن مکان کی جنبش سے مجھے چکر آنے
میں نے پلنگ کی پٹی کو سہارے کے لئے ہاتھ رکھا۔ میرا پختہ سنگین مکان اس طرح ہلتا تھا۔ جیسے کوئی پنکھا جھل
ہے۔ آناً فاناً جیسے ہزار توپوں کی باڑ ایک دم سے چھوٹے۔ ایسا شور و غل میرے مکان میں آیا۔ اور میں پلنگ سے اچھل
اس طرح زمین پر گرا جس طرح گیند گرتی ہے، گرد و غبار گرد و پیش چھایا ہوا تھا۔ اور ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھتا تھا
شور و غل سے میرے گئے ہوئے حواس ٹھکانے آئے۔ اور میں نے سوچا۔ غضب ہوا۔ زلزلے میں میرا مکان گرا۔ پر
خبر کریں۔ حقیقت میں زلزلہ نہایت ہی سخت آیا تھا۔ اس کا دھچکا میرا مکان نہیں سہار سکا۔ جس کمرے میں میں
ہوا اپنی نیک بخت بیوی سے باتیں کر رہا تھا۔ اُسکی چھت اور سامنے کی دیوار اس طرح دھم سے صحن میں گری، جس طرح
نے ہاتھوں میں اُٹھا کر پھینکدی ہو۔ پس پشت کی دیوار بھی اسی رُخ گرتی تو میرا کام تمام ہو گیا ہوتا اور اس وقت میں اپنی سرگذشت
کے سامنے بیان نہ کر رہا ہوتا۔ لیکن وہ سامنے کی دیوار کے مقابل یعنی پس پُشت گری اس طرح میری جان بچ گئی، غرض کی دیواریں بھی

ادم

اور ان کی اُچھلتی ہوئی اینٹیں میرے لگیں لیکن کچھ زیادہ نقصان نہیں پہنچا۔ میں نے جوں توں دو چار قدم بڑھائے تاکہ کمرے سے باہر نکلوں۔ لیکن یکے بعد دیگرے زلزلے کے اور دھچکے مجھے محسوس ہوئے اور میں پھر گرا۔

اُٹھا تو کچھ دیکھتا بھالتا تو ورکنار گرد میں سانس نہیں آتا تھا . . . . میرے مکان کا صحن بہت فراخ تھا ورنہ اور بہتیرے غریبوں کی طرح دم گھٹ کر جان نکل گئی ہوتی۔ تھوڑی دیر میں گرد کچھ اوپر چڑھی کچھ نیچے بیٹھی تو مجھے سانس بھی ذرا آسانی سے آنے لگا۔ اور آنکھوں کو کچھ دکھائی بھی دینے لگا۔ کچھ نہ پوچھئے جو سانحہ جاں خراش میری نظر سے گذرا۔ یہ پانچ سات لمحوں کا وقفہ مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سالہا سال گذر گئے اور وقت کسی طرح ختم ہونے میں نہیں آتا۔ آہ یہ وقت ختم ہوا تو میں نے کیا دیکھا کہ میرا مکان جس پر مجھے ہی نہیں تمام شہر کو ناز تھا۔ پتھر، اینٹ اور ملبے کا ڈھیر تھا۔ نہ کمروں کے نشان معلوم ہوتے تھے۔ نہ صحن کی حدود نظر آتی تھی۔ فقط ملبے کا ڈھیر تھا اور کچھ نہیں اور منہدم مکانوں میں لوگ دبے ہوں تو شاید اُنہوں نے چیخیں ماری ہوں۔ نالہ و فریاد کی ہو۔ لیکن میرے گھر میں کسی نے آواز تک نہیں دی۔

جانور جن مکانوں میں بندھے ہوئے تھے۔ بندھے بندھے جان سے گئے نوکر جہاں کھڑے یا بیٹھے تھے وہاں کھڑے یا بیٹھے دب کر مر گئے بچے جہاں کھیلتے تھے کھیلتے کھیلتے جان سے گذر گئے۔ ہاں میری پیاری بیوی جو ابھی دوڑ کر دالان سے باہر نکلی تھی۔ اس کا کیا حال ہوا کہیں اس مقابل کی دیوار اور چھت کے گرنے سے وہ تو دب کر نہیں مری۔ میں یہ سوچ رہا تھا۔ اور کچھ نہیں کر سکتا تھا یکایک پاس ہی ایسی آواز آئی جیسے نزع میں کوئی بڑے بڑے سانس لے کر دم توڑ رہا ہو۔

اب چونکہ گرد کا وہ پہلا سا حال نہیں رہا تھا۔ مجھے صاف نظر آیا کہ حقیقت میں چھت اور دیوار کے گرنے سے میری بیوی دبی ہوئی پڑی تھی۔ اس کا تمام جسم پتھر۔ اینٹ اور کاٹ کباڑ کے نیچے ہے۔ سر بے شک کھلا ہوا ہے۔ لیکن تمام چہرہ گرد میں اٹا ہوا ہے۔ اور سانس بمشکل آتا ہے۔ ملبے میں سے اس کو باہر نکالنا میرے احاطۂ امکان سے باہر تھا۔ اور تن تنہا نکالتا بھی تو گھنٹوں کا کام تھا اور وہاں دم شماری کی نوبت تھی۔ میں نے دھوتی سے اس کے منہ پر پنکھے کی طرح ہوا کرنی شروع کی اس سے سانس ذرا آسانی کے ساتھ آنے لگا۔ میں نے اس کے چہرے سے گرد جھاڑی اور زور زور سے ہوا کرنے لگا سانس لینے میں اُسے ذرا اور بھی آسانی ہوئی لیکن بہتیرا چیخ چیخ کر پکارا۔ وہ نہ بولی کیونکہ غشی کا عالم طاری تھا۔ اور وہ بالکل بے ہوش تھی۔ اُسے نہ دنیا و مافیہا کی خبر تھی۔ نہ اس بات کی کہ خود اس پر کیا تکلیف گذر رہی ہے۔ اور اس کے خاوند یا بچوں کا کیا حال ہے،

مثل مشہور ہے کہ جب تک سانس ہے تب تک آس ہے۔ میں نے جو اپنی بیوی کو پہلے کی نسبت زیادہ آسانی سے سانس لیتے دیکھا۔ خیال ہوا کہ کچھ آدمی مدد کو آجائیں تو اس کی جان بچ جائے گی۔ چلو اور کسی کو لاؤ۔ مگر سوال یہ تھا۔ کہ چلوں، کدھر اور کہاں۔ ہر طرف مکانوں کے ڈھیر ہی ڈھیر نظر آتے تھے۔ نہ گلیوں کا پتہ چلتا تھا نہ بازاروں کا۔ پہلے روزانہ مشق سے جدھر دروازے کا خیال تھا۔ میں نے اُدھر کا رُخ کیا اور کچھ نشان ذہن میں رکھتا گیا کہ آتے ہوئے راستہ نہ بھول جاؤں تھوڑی دور پر ایک اونچا سا ڈھیر تھا۔ ہاتھ اور پاؤں کے بل میں اس پر چڑھا اور بھون یا دلوی کے مندر کی طرف نظر دوڑائی۔ وہ چمکتا ہوا سونے کا کلس جو میلوں سے دکھائی دیا کرتا تھا اور جسے دیکھ کر یاتری لوگ جیکارے بولا کرتے تھے۔ کہیں بھی نظر نہیں آتا تھا۔ وہ کوٹ جو قدیم تاریخی زمانے میں بڑے بڑے راجاؤں کی راجدھانی رہا تھا، جسے محمود غزنوی نے لوٹا تھا اور جس پر مسلمان بادشاہوں نے بار بار چڑھائی کی تھی، جس پر مہاراجہ رنجیت سنگھ کا بھی قبضہ رہا تھا اور اب سرکار انگریزی کے ماتحت تھا۔ غرض وہ کوٹ جس سے پہلا شہر ہی نگر کوٹ کہلاتا تھا

اب کہیں نظر نہیں آتا تھا۔ میں نے آنکھیں ملیں کہ کہیں نگاہ کی تو غلطی نہیں ہے، اُدھر دیکھا لیکن دونوں عالیشان عمار
کا کہیں نشان نظر نہیں آیا۔

اسی طرح گلی کوچے اور بازاروں کی جگہ ٹوٹے ہوئے مکانوں کے ڈھیر تھے۔ کوئی بالکل منہدم اور مسمار ہو گئے تھے
کسی کے کچھ حصے گر گئے تھے اور کچھ قائم تھے۔ یہ اور بھی بھیانک معلوم ہوتے تھے۔ جس بازار میں کھوے سے کھوا چھلا کرتا تھا اب
اب پتہ ہی نہیں لگتا تھا کہ ادھر تھا یا اُدھر۔ میں نے ڈھیر پر سے اپنی طرح کچھ آدمی گرد میں اٹے ہوئے دیکھے بعض کہیں کہیں
تھے۔ بعض پھرتے چلتے تھے۔

میں اُتر کر ان کی طرف چلا لیکن جگہ جگہ ٹوٹے پھوٹے مکانوں کے ڈھیروں پر اُترنا چڑھنا سخت دقت کا سا
بڑی مشکل سے بہت دیر میں تھوڑی سی راہ طے ہوتی تھی۔ میں چلتا چلا جاتا تھا اور پکارتا جاتا تھا۔ لوگوں میں فلاں شخص
کے واسطے میری مدد کرو۔ میری بیوی دبی ہوئی پڑی ہے اس کو چل کر نکالو۔ لیکن چلتا کون اور نکالتا کون۔ جگہ جگہ
رونے اور چیخنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ جو دب گئے تھے۔ اور ادھ موئے ہو رہے تھے۔ وہ چلاتے تھے۔ ارے کوئی نکالو
ارے کوئی بچانا۔ ارے کوئی پانی دینا۔ جو خود نہیں دبے تھے۔ وہ میری طرح شور مچا رہے تھے کہ میرے باپ کو نکالنا میرے
بیٹے کو بچانا۔ ہائے میری ماں مری۔ ہائے میری بیوی مری!

اس نالہ وزاری کو سُن سُن کر دل پھٹا جاتا تھا۔ میں نے ایک دو کی مدد کرنی چاہی لیکن بے سود ثابت ہوئی۔ آخر
ناامید ہو کر اور جو نشان ذہن میں قائم کئے تھے۔ انہیں خود دیکھتا بھالتا چلا۔ لیکن ایک نشان یاد رہے ڈو یاد رہیں
طرف بجھاں کھنڈر اور مکانوں کے ڈھیر پڑے تھے خدا جانے کہاں کا کہاں نکل گیا اور کتنی دیر تک ٹکریں مارتا پھرا
جاں خراش نالے اور جاں فرسا آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ اور وہی تباہی و بربادی کے آثار دکھائی دیتے تھے
طرح میں گھنٹوں حیران و پریشان پھرتا رہا۔ رہ رہ کر خیال آتا تھا کہ کیا تھا اور دم کے دم میں کیا ہو گیا۔ کہاں میری
ناز و نعم کی زندگی کہ کبھی فکر اور رنج کا نام بھی نہیں جانا اور کہاں یہ مصیبت کہ نہ کوئی یار رہے نہ مددگار۔ بیوی بچے رشتہ
مکان جائداد سب آناً فاناً خواب کا سا نقشہ ہو گیا۔

میں اسی طرح دریائے فکر میں غوطہ زن تھا کہ پاس سے شور اُٹھا۔ لیجیو لیجیو لوٹ لے چلا میرے پاس سے دو تند آور
جوان بھاگے بھاگے گئے اور ان کے پیچھے ایک عورت روتی پیٹتی آئی کہ ہائے میرا زیور چھین لے گئے۔ ایسے ایسے
اور بھی میری نظر سے گذرے کہ بے کس مرد اور عورتوں اور بچوں کا مال و اسباب بعض انسان صورت دیو سیرت آدمی
میں سے زبردستی چھین کر لے گئے۔ الاماں الاماں وہ وقت کیسے کیسے غضب کا وقت تھا کہ اس کے خیال سے بدن پر رونگٹے
کھڑے ہوتے ہیں۔ اور اس پر لوگوں کے یہ اعمال۔ کسی نے سچ کہا ہے ؎

آدمی زادہ طرفہ معجون است — کز فرشتہ سرشتہ وز حیواں
گر کند میل ایں شود بہ ازاں — ور کند میل آں شود بد ازاں

ایک طرف کچھ زیادہ شور و غل کی صدا آئی۔ میں ادھر گیا تو ایک نشان جو میں نے گھر کے قریب ذہن میں قائم کیا تھا، مجھے نظر آیا
غل تو کسی غریب لٹنے والے کا تھا اور تھوڑے عرصے میں مجھ سے اس کا فاصلہ زیادہ ہو گیا۔ لیکن نشان پا کر میں اپنے گھر کی طرف قدم بڑھا
تھوڑی دیر میں اپنے مسمار شدہ مکان کے ڈھیر پر چڑھ گیا۔ جہاں میری نیم جان بیوی دبی ہوئی پڑی تھی، وہاں میں نے تین چار آدمی
گرد میں اٹے ہوئے کھڑے ہوئے دیکھے۔ پہلے تو میں سمجھا کہ شاید یہ میری مدد کو آئے ہیں۔ اور میری بیوی کو ملبے میں سے نکال رہے ہیں

اوم

لیکن جو دلخراش سین راہ میں دیکھنا آتا تھا ان سے میرا ماتھا ٹھنکا اور میں دوڑتا ہوا اُن کی طرف چلا۔ ایک شخص نے مجھے آتا ہوا دیکھا اور . . . . وہ سب فرار ہو گئے۔ ان آدمیوں نے حقیقت میں میری بیوی کو مکان کے خرابے میں سے نکالا تھا۔ لیکن اس کی جان بچانے کے واسطے نہیں بلکہ زیور ہتیا لینے کیواسطے کمبخت چھلا چھلا تک اُتار لے گئے تھے۔ میں نے بیوی کی ناک اور منہ پر ہاتھ رکھا۔ لیکن وہ شاید عرصہ ہوا کر مر چکی تھی۔ دُنیا میری آنکھوں میں اندھیرا ہو گئی۔ اور جدھر یہ لٹیرے قزاق بھاگ کر گئے تھے۔ میں بے ساختہ ادھر دوڑ کر چلا۔ مگر ایک پتھر سے اس طرح ٹھوکر کھا کر گرا۔ کہ مجھے ہوش نہیں رہا۔

بیہوشی سے میری آنکھ کھلی تو دیکھا کہ سرکی کی ایک چھوٹی سی جھونپڑی میں ایک چارپائی پر دراز ہوں۔ اور ایک ڈاکٹر نبض پر ہاتھ رکھے کہہ رہا ہے "بخار اب نہیں ہے۔ میں نے غلط سمجھا تھا کہ اس نوجوان کو میعادی بخار ہے بے شک اس کے سر میں چوٹ لگی تھی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ بخار کا باعث زیادہ رنج و غم اور تھکان تھے۔ خدا جانے غریب کون ہے اور اس مصیبت کے سمے میں اس نے کیا کیا مصیبتیں جھیلی ہیں۔ تین روز کیسے زور کا بخار چڑھا ہوا تھا اور غفلت میں کیسی بے ٹھکانے باتیں کرتا تھا۔ اب یہ بھلا چنگا ہے۔ اسے دودھ پلاؤ اور تھوڑی دیر کے بعد بدن صاف کرکے کپڑے بدل دو

مجھے اب ہوش تو آ گیا تھا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ خواب دیکھ رہا ہوں، کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کہاں ہوں اور کیا ہو رہا ہے۔ ایک شخص نے اپنے ہاتھ سے دودھ کا کٹورا میرے منہ سے لگایا۔ پیکر میری جان میں جان آئی۔ میرا کرتہ دھوتی اور بستر سب پسینے میں تر بتر تھا۔ ایک شخص نے خشک کپڑے سے میرا بدن پونچھا اور مجھے نئی دھوتی اور کرتہ پہنایا میں پہنتا جاتا تھا۔ اور حافظے کے پردے اُٹھتے جاتے تھے۔ وہ زلزلے کا دلخراش سین میری آنکھوں کے سامنے پھر گیا اپنے مکان کا گرنا اور بیوی بچوں کا مرنا یاد آیا اور میں نے ایک ٹھنڈا سانس بھرا۔ جو شخص مجھے کپڑے پہنا رہا تھا۔ اس نے کہا۔ شاہ جی! رنج و غم کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہے، پرماتما کی مرضی یونہی تھی۔ جو ہونا سو ہوا۔ کیا سوچتے ہو تم ابھی کمزور ہو۔ فکر کے خیالات چھوڑ دو اور ابھی لیٹ کر آرام کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو۔ پھر بخار چڑھ آئے۔ اور تمہاری تکلیف بڑھ جائے۔

میں نے پوچھا تم کون لوگ ہو؟ کہا کہ ہم آریہ سماج کی منڈلی کے آدمی ہیں۔ لاہور سے آئے ہیں۔ اس طرح برہمو سماج سناتن دھرم سبھا اور اور سوسائیٹیوں کی منڈلیاں بھی یہاں کام کر رہی ہیں، سرکاری فوج اور پولیس بھی آئی ہوئی ہے، جو لوگ مدد کے محتاج ہیں۔ اُن کو ہم کھانے پینے سے مدد دیتے ہیں۔ جن کے چوٹیں آئی تھیں اُن کا علاج کر رہے ہیں۔ کھود کھود کر آدمیوں کو نکالا ہے، مُردوں کو جلایا ہے، زندوں اور ادھ موؤں کا علاج کیا ہے۔ غرض جو کچھ ہو سکتا ہے۔ ہم نفع رسانئے خلائق کی غرض سے کر رہے ہیں۔ میں نے اسے دھنباد کہا اور پھر اپنی چارپائی پر غافل ہو کر سو رہا۔

سو کر اُٹھا تو طبیعت تازہ تھی۔ میں نے جھونپڑی کے باہر دو چار چکر لگائے اچھی طرح چل پھر سکتا تھا۔ ان پُر جوش دھرماتما آدمیوں سے میں نے کہا مجھے بھی کچھ کام بتاؤ میں کمزور نہیں ہوں۔ سب کچھ کر سکتا ہوں۔ اس وقت کچھ آدمی روٹیوں اور بھنے ہوئے چنوں کے ٹوکرے اُٹھا کر مصیبت زدوں کو کھانا تقسیم کرنے جاتے تھے۔ پانی کا ایک کلسا اُنہوں نے مجھے دیا اور ہم سب قیامگاہ سے نکل کر باہر کھیتوں میں آئے۔ یہ مقام آبادی سے کچھ فاصلہ پر تھا۔ یہاں جگہ جگہ میں نے وہ حال دیکھا کہ یاد کرکے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ خوبصورت عورتیں اور بچے جن کے چہروں سے معلوم ہوتا تھا کہ شریف گھرانوں کے ہیں باحال زار و دل سوگوار کھیتوں میں پڑے پھرتے تھے۔ یا منڈیروں پر بیٹھے تھے۔ سب کے چہرے اُترے ہوئے۔ رنگ زرد اور اکثروں کی آنکھوں سے آنسو جاری۔ کوئی فقط ایک لنگوٹی کسے ہے۔ کوئی ایک پھٹی ہوئی میلی چادر اوڑھے ہوئے ہے

ادم

ہم نے انہیں روٹیاں اور چنے تقسیم کئے - میں پانی پلاتا جاتا تھا - اور گلاس جب ختم ہو جاتا تھا
اور لوگ بھر کر مجھے دیے جاتے تھے - ان مصیبت زدوں میں کچھ آدمی ایسے بھی ملے جو مجھ سے واقف تھے
مجھے دعائیں دینے لگے - کہ واہ شاہ جی! فارغ البالی کے زمانے میں رفاہ عام کے کام کیا کرتے تھے - اور اب مصیبت
کے دنوں میں سب کو پانی پلاتے پھرتے ہو - اس ایثار میں تمہارا جسم سنبھل ہے - ایک شریف عورت کو
نے دیکھا کہ بہت ہی پھٹی ہوئی چادر آدھی ٹانگوں سے باندھے اور آدھی اوڑھے ہوئے ہے - میں نے اپنی چادر
اُسے دی - اور اُس کی پھٹی ہوئی اور میلی چادر لے کر خود باندھ لی - اس غریب کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور
اٹھا اٹھا کر دعائیں دینے لگی - کہ بھائی میری عزت تو نے رکھی ہے - پرمیشور تیری عزت رکھے -

روٹیاں تقسیم کر کے ہم فرودگاہ کو واپس پھرے - منہدم شہر دور سے نظر آتا تھا - لیکن جیسا میں پہلے
کر چکا ہوں - نہ مندر کا سنہری کلس دکھائی دیتا تھا - نہ کوٹ کی سر بفلک فصیلیں، مسمار مکانوں کے ڈھیر بنے
لگے ہوئے تھے - منڈلی میں سے دو چار شخصوں نے کہا - چلو شہر چلیں - ہم کھدائی کا کام کریں گے - اور کھدائی
کی پارٹی کو ذرا آرام کرنے کا موقع دیں گے - چنانچہ ہم شہر کی جانب گامزن ہوئے - جگہ جگہ وہی تباہی کے
آثار عیاں تھے - بعض مکان بالکل مسمار ہو گئے تھے - اور بعض کے کچھ حصے گر پڑے تھے - اور کچھ قائم تھے -
لوگ تو جہاں ان کے ہمراہی اور دوست کام کر رہے تھے - وہاں ٹھہر گئے - اور میں اپنے مکان کی طرف بڑھا -
جگہ جگہ کھدائی ہو رہی تھی کہیں دہرماتما پرش کام کر رہے تھے - کہیں سرکاری سپاہی کھودنے میں لگے
تھے - کہیں بدمعاش لٹیرے کھود رہے تھے - سڑتی ہوئی لاشوں کی بدبو سے دماغ پھٹا جاتا تھا - اور ہوا میں ایسی
عفونت تھی کہ دم لینا ناگوار معلوم ہوتا تھا - مُردوں اور ادھ موؤں کو چارپائیوں پر ڈال کر لوگ لے جا رہے
تھے - کہیں عورتیں اور بچے گلے پھاڑ پھاڑ کر رو رہے تھے - کہیں غمزدے بیٹھے ہوئے بسور رہے تھے - میں یہ تمام حال
دیکھ دیکھ کر سخت تاسف اور پریشانی کی حالت میں تھا - کچھ اپنے حافظے سے کام لیتا ہوا کچھ لوگوں سے پوچھتا ہوا
اپنے محلے کے قریب آیا - یہاں کے نشانات مجھے یاد تھے - اُنکی مدد سے آخر اُس ڈھیر پر پہونچا - جو چار روز پہلے خوشی کا
اور میرا مکان تھا - اور اب خرابہ اور کھنڈر پڑا تھا -

اس پر میں بیٹھ گیا - ادہر اُدہر دیکھنے لگا - میری بیوی کی لاش وہاں نہ تھی شاید کسی دہرماتما منڈلی نے اُٹھا
کر دفن کرا دی یا جلا دی ہوگی - اس مکان میں کھدائی ہو چکی تھی - اس باعث سے یہاں کوئی لاش نظر نہیں آتی تھی لیکن
کھدائی کسی بھیدی کا کام معلوم ہوتا تھا - جن مقاموں پر روپیہ پیسہ اور زیور رکھے جاتے تھے وہ تمام کھدا پڑا تھا اور
ہوتا تھا کہ ٹوٹے ہوئے صندوقوں اور الماریوں میں سے مال و اسباب نکال کر لوگ لے گئے ہیں - لیکن وہ کون تھے اور
اب کہاں ہیں اس کا جواب کون دے سکتا تھا -

میں اس ڈھیر پر بیٹھا تھا اور رہ رہ کر سوچتا تھا - کہ کیا تھا اور دم کے دم میں کیا ہو گیا - مجھے اپنے گرد و دیار
کی محبت یاد آتی تھی - اپنی بیوی اور بچوں کی پیاری صورتیں نگاہ میں پھرتی تھیں، نوکر چاکر اور عزیز و اقارب کی باتیں کانوں میں
گونجتی تھیں - آہ یہ وہی مکان ہے، جہاں میں پیدا ہو کر بڑا ہوا - یہاں میری شادی ہوئی اور اپنی جان سے پیاری نیک بخت بیوی
پران سے بھی پیارے بچوں کے ساتھ کس خوشی کے ساتھ رہا سہا - میرا ہر روز روزِ عید تھا - اور ہر شب شب برات، کیسے آرام
طمانیت اور تسکین کے ساتھ زندگی بسر ہوئی تھی - کہ دن معلوم ہوتا تھا نہ رات میرا گھر بہشت کا نمونہ تھا اور باہر لوگ میری تعریف

راگ گاتے تھے گھر میں خانہ آبادی تھی اور باہر شادی ہی شادی۔ لیکن آج یہی گھر کھنڈر پڑا ہے۔ اور رہنے والوں کی صورتیں، خواب و خیال ہو گئیں۔ ویدانت میں سچ کہا ہے۔ کہ یہ دنیا سپنا ہے اور اس کی ساری صورتیں خواب کی طرح بدلتی ہیں۔ لیکن اس خواب کا دیکھنے والا جوں کا توں بیٹھا ہوں۔ میں نے عشرت و آرام بھی دیکھا ہے۔ اور مصیبت و رنج بھی، عشرت و آرام بھی ہیچ ثابت ہوا۔ اور یہ رنج و غم بھی اسی طرح ایک روز ثابت ہو گا۔ بھائی نیا تستوا! اس سوپن سنسار کو چھوڑ دو اور اپنے سروپ کا دھیان کرو۔ دنیا سے تمہارے تعلقات قطع ہو چکے۔ اب اس میں پھر پھنس کر کیا لو گے۔

مہاراج! میری تعلیم شروع سے شانتی کی ہوئی تھی، ان خیالات کا طبیعت میں آنا تھا کہ حقیقت میں مجھے تمام دنیا سوپن کی طرح اسَت نظر آنے لگی۔ اور دل میں طمانیت اور تسکین جگہ پکڑتی گئی۔ میں نے ارادہ کیا کہ آج رات کو ہی کانگڑے سے روانہ ہو جاؤں۔ اور جالندھر پہنچ کر کسی سادھو منڈلی کے ساتھ رشی کیش چل کر رہوں۔ ان خیالات میں شاید کئی گھنٹے گذر چکے تھے۔ کہ وہی آریہ سماجی منڈلی اُدھر سے گذری۔ لوگوں نے مجھے پہچان لیا۔ اور میری طرف آئے ایک ادھیڑ سے مہاپُرش جو بہت شانت معلوم ہوتے تھے، میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگے۔ شاہ جی! شاید یہ تمہارا مکان تھا۔ بھائی صبر کرو جو ہونا تھا ہو چکا۔ اب فکر سے کیا حاصل ہے، چلو ہمارے ڈیرے پر چلو۔ میں نے ان پرجوش دھرماتماؤں کا شکریہ ادا کیا۔ اور ہم سب ڈھیر پر سے اُتر کر نیچے آ گئے۔

مکان جگہ جگہ سے کھدا پڑا تھا۔ میرے ہمراہی کہنے لگے۔ لوگ تمہارا دھن دولت لوٹ کر لے گئے کہو تو حاکموں کو خبر کر دیں۔ تحقیقات ہو کر شاید کچھ مل جائے۔ میں نے کہا لے گئے سو لے گئے اب کیا پتہ لگتا ہے۔ لیکن مہاتما! تم جو اس طرح کام کر رہے ہو۔ تمہیں بھی تو روپے کی بڑی ضرورت ہو گی۔ تمہارے پاس روپیہ کہاں سے آتا ہے؟ انہوں نے کہا چندہ کر کے سبھائیں بھیجتی ہیں۔ اور ہم یہاں خرچ کر رہے ہیں۔ یہ سن کر مجھے اپنی والدہ کا ایک پرانا ذخیرہ یاد آیا۔ میں نے کہا سنو۔ اس مکان میں ابھی روپیہ اور ہے۔ اگر ہمت کرو تو مل سکتا ہے۔ اسے اپنے خیرات کے کام میں لگا دینا۔ یہ کہہ کر میں نے ایک شخص سے کدال لی اور ایک دیوار کی بنیاد کے قریب کھودنا شروع کیا۔ دو چار آدمی اور میرے ساتھ شامل ہو گئے۔ ملبہ ہٹایا تو ایک پتھر کا چوکا نظر آیا جو دیوار میں نصب تھا۔ اسے ہم نے زور لگا کر دیوار سے ہٹایا تو ایک کھڑکی دکھائی دی۔ لیکن اس کھڑکی میں کچھ روپیہ پیسہ نہیں تھا، میرے دوست مایوس ہونے لگے۔ لیکن میں مسکرایا۔ اور ایک شخص سے کنجی لے کر ایک طرف دیوار میں جو زور سے دبائی۔ تو ایک کواڑ کھلا۔ اندر کی کھڑکی سے ایک تھیلی برآمد ہوئی جس میں پانچ سو پرانی اشرفیاں دس ہزار روپے کی مالیت کی تھیں۔

یہ تھیلی میں نے انہیں ادھیڑ مہاتما کو دی۔ جو سچے پریم سے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر مجھ سے اس ہمدردی کے ساتھ پیش آئے تھے۔ اور کہا اس روپے کو آپ میری طرف سے دھرم ارتھ لگا دیجئے اور مجھے اجازت دیجئے میں جاتا ہوں۔ وہ کہنے لگے شاہ جی تم بڑے امیر کبیر آدمی معلوم ہوتے ہو۔ زلزلے میں تباہ بیشک ہو گئے۔ لیکن ہماری مانو تو اس میں سے آدھا یعنی پانچ ہزار روپے خود لے لو۔ اور اپنا پہلا کاروبار پھر جاری کر دو۔ ابھی جوان آدمی ہو۔ ہم تمہارا بواہ پھر کرا دیں گے۔ اور ہر طرح سے تمہیں مدد دیں گے۔ یہیں رہو اور نیک کام کرتے رہو۔ کرم سے بڑھ کر دنیا میں کوئی چیز نہیں نیک کرم کرو۔ پرماتما تمہارا کلیان کریں گے۔ میں نے کہا۔ مہاراج کرم آپ جیسے دھرماتماؤں کے لئے ہیں۔ میں ویدانتی ہوں اور کرم جال کو چھوڑ کر سنیاس دھارن کرتا ہوں۔ یہ سب مجھے بہت سمجھاتے رہے۔ لیکن میں نے ایک نہ سنی۔ آخر ایک شخص کے پاس کوئی

اوم

پاؤ بھر بھنے ہوئے چنے تھے۔ وہ اس نے مجھے دیئے اور میں سب کو نمسکار کر کے چل کھڑا ہوا۔
ابھی کچھ روشنی تھی۔ شہر کے باہر ایک کنوئیں پر بیٹھ کر وہ چنے میں نے کھالئے اور پیٹ بھر کر پانی پیا۔ تھوڑی
بیٹھ وہاں سے اُٹھا اور رات بھر چلتا رہا۔ صبح ہوتے ہوتے اس گاؤں میں پہنچا۔ جہاں میرے سسرال تھے۔ یہاں بھی
اور بربادی کے آثار نمایاں تھے۔ کیونکہ زلزلے کا اثر دُور دُور پہنچا تھا۔ میں گاؤں میں یہ سوچ کر داخل نہیں ہوا۔ کہ اگر
والے مر گئے ہیں۔ تو خود مجھے رنج ہوگا۔ اور اگر جیتے ہیں۔ تو مجھے اور انہیں دونوں کو ہوگا۔ باہر ہی باہر جا رہا تھا کہ د
پاس سے گذرے۔ انہیں میں نے یہ کہتے سُنا۔ یہ فقیر تو فلاں ساہوکار کا بیٹا معلوم ہوتا ہے جو ہمارے گاؤں میں بیاہا تھا
نہیں سکے۔ تیز تیز وہاں سے چلا کہ یہ لوگ مجھے روک نہ لیں۔ اور ارادہ کیا کہ اگلے گاؤں میں پہنچ کر داڑھی مونچھ کا صفایا کر
اور گیروے کپڑے پہن لینے چاہئیں۔ تاکہ لوگ پہچانیں نہیں۔

گیارہ بجے کے قریب میں ایک بڑے گاؤں میں پہنچا۔ یہاں ایک سنار کی دوکان پر گیا۔ اور انگلی سے سونے کا
کر اس کو دکھایا کہ میں اس کو بیچنا چاہتا ہوں۔ یہ بیس روپے کا مال تھا لیکن لالچ خور سنار نے اس کے پانچ روپیہ
دھمکیاں دینے لگا۔ کہ تو چور ہے۔ میں تجھے پکڑواتا ہوں۔ پانچ روپے لے اور چلتا بن۔ سناری پرشوں کے لوبھ پر مجھے
اور میں نے اس سنار سے کہا بابا چھلا تو رہنے دے۔ مجھے روپے نہیں چاہئیں۔ میں تو داڑھی مونچھ کا صفایا کرکے گیروی
اوڑھنی اور فقیر بننا چاہتا ہوں۔ یہ سُن کر وہ سنار شرما گیا۔ اور اس نے کہا۔ چادر پانچ گز کی میرے پاس نئی رکھی ہے
ابھی رنگ دیتا ہوں۔ آپ بیٹھئے میں نائی کو بلاتا ہوں۔ اور یہ چھلا بھی آپ رہنے دیجئے۔ میں نے چھلا نہیں لیا۔ اور ک
مبارک ہو۔ مجھے نہیں چاہئے۔ تھوڑی دیر میں نائی آیا اور میں نے رُنڈ مُنڈ ہو کر اور نہا کر گیروی چادر اوڑھی سنار
کھانا کھلایا۔ اور میں چونکہ شب بھر چلنے سے تھک چور ہو گیا تھا۔ غافل ہو کر سو رہا۔

شام کو میں پھر چلا اور صبح ہوتے ہوتے جالندھر جا پہنچا۔ یہاں آپ کے چیلے سدانند سے ملاقات ہوئی
لگنے کو آج بے شمار بتاتے تھے۔ ان کو میں نے دیکھا کہ ہر وقت خوش اور ہنستے رہتے ہیں۔ ہفتہ بھر میں اُن کے پاس
اور اُن کی صحبت میں اور گیان چرچا میں میرا غم سب غلط ہو گیا۔ میں ان کا چیلا بننا چاہتا تھا۔ لیکن یہ مجھے آپ کے
میں لے آئے۔ آپ نے جو اُتم اُپدیش مجھے دیا ہے۔ اس سے میں آزاد ہو گیا ہوں۔ مہاراج! میری زندگی نہایت خ
میں گذری تھی۔ ماں، باپ، بیوی، بچے، دولت، مال، عزت و شہرت مجھے سب کچھ نصیب تھا۔ ایک دل
سب خواب ہو گیا۔ میں اسے خواب ہی سمجھتا ہوں۔ (اوم شم)

مدن موہن کے چرنوں میں

شردھا کے پھول

از پنڈت گوپال داس مشر مخلص

بڑا خوش بخت فخرِ دہر وہ انسان ہوتا ہے / کہ جسکے دل میں تیری دید کا ارمان ہوتا ہے

جو سچے دل سے تیری راہ میں قربان ہوتا ہے / کہیں بڑھکر فرشتوں سے بھی وہ انسان ہوتا ہے

مجھے لے سانورے ہو تاب نظارا تری کیونکر / تجھے جو دیکھ لیتا ہے وہی حیران ہوتا ہے

نہیں موجود جس دلمیں تمہارا جذبۂ الفت / وہ گھر گھر ہی نہیں کاشانۂ ویران ہوتا ہے

سداماں پر نوازش کرکے تُو نے کر دیا ثابت / کہ دُنیا میں غریبوں کا بھی تو بھگوان ہوتا ہے

اجل بھی اس کو پیغامِ حیاتِ جاودانی ہے / زمانے میں جسے گیتا کا حاصل گیان ہوتا ہے

غلامِ نفس بھی تو ہو تمنائے کنہیا بھی / کہیں ایسا بھی اے میرے دلِ ناداں ہوتا ہے

شعارِ زندگی جس کا تری الفت پرستی ہے / وہی ہے ناصرِ حق اور صاحبِ ایمان ہوتا ہے

کہیں فرطِ محبت سے تو چرنوں کو دباتا ہے / کہیں تو اپنے پیارے بھگت کا رکھشان ہوتا ہے

جو عابد ہے ترا بھگوان تو اُس کا پجاری ہے / جو تیرا جسم بنتا ہے تو اسکی جان ہوتا ہے

جہاں میں اس طرح رہتا ہے تیرا عاشقِ صادق / کہ تن دُنیا میں لیکن من میں تیرا دھیان ہوتا ہے

یہ بازی پریم کی ہے کھیل بچوں کا نہیں کوئی / نہیں کچھ اپنی جاں پر کھیلنا آسان ہوتا ہے

تو ہی آدھار مخلص کا تو ہی دینوں کا ہے رکھشک / ترے ہی نام سے سنسار کا کلیان ہوتا ہے

ننداناتی ارجن

اوم

بھگت کی رکھشا

(از قلم پنڈت وشنو دت جی شرما)

جن کے بھگوان خود رکھشک ہوں۔ اُن کو کون مار سکتا ہے، جن کے وہ خود ہر دم سہائک ہوں۔ اُن کو کون
پہنچا سکتا ہے۔ جو اس کے پیارے ہیں۔ کون ہے جو اُن کا بال تک بھی بگاڑ سکے۔ ظالم کنس نے کرشن کو کیا کیا تکلیفیں
نہیں دی تھیں۔ دُشٹ دریودھن نے پانڈوں کو کون سے دُکھ تھے جو نہ دیئے تھے۔ لیکن کیا ہوا؟ کنس بُری موت
اور ماتھے پر کلنک کا ٹیکا لے گیا۔ پاپی دریودھن ظالم کہلایا۔ پانڈو دُنیا میں نیکو کار سمجھے جاتے ہیں۔ ہرنیہ کشپ نے
کو ہزاروں کشٹ دیئے۔ مگر وہ ایشور کا سچا پتر ذرا نہ گھبرایا۔ اور ہر آفت سے ہمیشہ بال بال بچتا رہا۔ دھرو پر اس کے
انصاف اُدہرمی۔ وعدہ شکن۔ دروغگو۔ ظالم۔ بے رحم۔ پتا نے کیا کیا جبر و تشدد، ظلم و ستم۔ قہر وغیرہ نازل نہیں
تھے۔ لیکن ہر جگہ پرماتما نے اُس کی رکھشا کی۔ اور آج وہ نیلگوں آسمان پر خیرگی پیدا کرنیوالے ستارے کی طرح
تختۂ عالم میں چمک رہا ہے۔ اور چمکتا رہے گا۔ کمارل بھٹ کو بدھ و دیارتھیوں نے پہاڑ سے نیچے گرایا۔ اور اس کو
تک نہیں آئی۔ گرانے والوں کا کہیں نام و نشان نہیں ملتا۔ لیکن پربھو کے بھگت کمارل بھٹ کا نام تا ابد تا
گا۔ شنکر کو زہر دیا گیا۔ رشی دیانند کو کشٹ۔ دُکھ، زہر، کانچ تک کھانے میں دیئے گئے۔ اینٹیں اور تلواریں
گئیں۔ شہید اکبر پنڈت لیکھرام کو چھری سے ہلاک کیا گیا۔ شری سوامی شردھانند جی کو بستر علالت پر بزدل نامرد نے
سے ہلاک کیا۔ یہ پرماتما کے پیارے اور امرت پتر کہلائے۔ اور لوگ ظالموں، حاسدوں، سنگدلوں پر لعنت
ہیں۔ لیکن اُن کے نام کا یش اور کیرتی کے گیت گاتے پھرتے ہیں۔ وہ ستمگر نامرد جہان سے مٹ گئے مگر بھگتوں کے
اس دُنیا میں سوکریہ۔ چاند اور ستاروں کی طرح چمکتے ہیں۔ اور چمکتے رہیں گے۔ کچھ شبہ نہیں کہ جس کے دل میں
پرماتمن سرو رکھشک اور سرو سہائک کے نام کی پوری سچائی اور دڑھتا سے ذرا بھی بھکتی شکتی اور لگن ہے وہ کبھی
نہیں ہوئے۔ اور نہ ہی وہ گھبراتے ہیں مثال کے طور پر ایک سچا مگر دل سوز واقعہ بیان کرتے ہیں کہ کس طرح ایک
مظلوم استری کی عین موقعہ پر پربھو اپنی عجیب و غریب قدرت سے رکھشا اور سہائتا کرتے ہیں۔ لاہور سے گاڑی
کہ راستہ میں چھوٹے چھوٹے ریلوے اسٹیشنوں پر مسافروں کو اُتارتی اور چڑھاتی ہوئی وزیر آباد جنکشن اسٹیشن پر پہنچی
وہاں سے چل کر پھٹ پھٹ اور شاں شاں کرتی ہوئی لالہ موسیٰ جنکشن میں آ ٹھہری اور راستے کے اسٹیشنوں پر
ہی دم لیتی آئی۔ اور لاہور سے لالہ موسیٰ تک ہی اس کا سفر تھا۔ اُترنے والے مسافر اُتر گئے۔ لائن بدلنے والے مسافر
لائن بدل کر اپنی اپنی گاڑیوں میں جا بیٹھے۔ اور کئی منتظر بھی تھے۔ اُترنے والے مسافروں میں ایک نوجوان عورت بھی تھی۔
و صورت میں حسین تھی عمدہ اور بھڑکیلا لباس زیب تن تھا۔ اور سونے کے زیوروں سے خوب آراستہ تھی۔ گود میں دودھ
بچہ تھا۔ اس نے جہلم جانا تھا لیکن کسی ناواقف نے اسے گاڑی میں سوار کرا دیا جس کا ذکر مذکور ہے۔ مگر اسے لالہ موسیٰ
معلوم ہوا۔ کہ گاڑی آگے نہیں جائے گی۔ اور دُوسری گاڑی دیر میں آنے والی تھی۔ اُس نے سوچا کہ جتنی دیر یہاں بیٹھ کر گاڑی
انتظار کروں گی۔ کیوں نہ بذریعہ تانگہ جہلم پہنچ جاؤں۔ کیونکہ نزدیک ہی ہے۔ چنانچہ وہ اپنا مختصر اسباب ایک قلی سے اٹھوا کر باہر

تو ٹانگے والے سے جہلم جانے کے لئے پُوچھا تو ایک ٹانگے والے نے دُوگنا کرایہ مانگا۔ جس پر وہ رضا مند ہو گئی۔ کیونکہ جہلم ضرور پہنچنا تھا چنانچہ ٹانگہ پر سوار ہو کر روانہ ہوئی۔ جن پاٹھکوں کو کبھی اِدھر جانے کا موقعہ مِلا ہے۔ اُنہوں نے دیکھا ہو گا۔ کہ جہلم اور لالہ موسیٰ کے مابین چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں اور کھڈیں واقع ہیں۔ گویا قدرتِ کاملہ نے یہاں سے ہی سلسلہ سنگستان شروع کیا ہے۔ اِرد گرد گھنی خاردار جھاڑیاں بھی ہیں۔ ٹانگہ جب چار پانچ کوس چلا۔ تو کوچوان نے رفتار سُست کر دی۔ نوجوان عورت نے کہا۔ بھائی جلدی چلا۔ اگر اسی طرح چلاؤ گے۔ تو میرا شام سے پہلے گھر پہنچنا مشکل ہے۔ اور گاڑی کو چھوڑنے سے مجھے کیا فائدہ ہُوا۔ ٹانگے والے نے کہا "اشارہ کرکے" وہاں سے گھوڑے کو پانی پلا کر جلد پہنچیں گے۔ بی بی فکر نہ کرو گاڑی سے پیشتر ہی جہلم پہنچ جائیں گے۔ چنانچہ اس اثنا میں سڑک کی بائیں طرف بارش کا پانی جمع تھا۔ ٹانگے کو کھڑا کر کے۔ گھوڑا کھولا۔ اور پانی پلانے لے گیا۔ عورت سڑک کے ایک کنارے اپنے بچے کو کھلانے لگ گئی۔ دیر ہو گئی۔ مگر نہ تو ٹانگے والا ہی آیا۔ اور نہ گھوڑا ہی۔ عورت نے زور زور سے آوازیں بلند کیں۔ مگر کوئی جواب نہ آیا۔ ناچار خود جمع شدہ پانی کے نزدیک گئی۔ تو وہاں کوئی نہ پایا۔ سخت گھبرائی۔ نہ اِدھر نہ اُدھر کیا کرے کیا نہ کرے۔ پھر واپس آئی تو دیکھا ٹرنک ندارد۔ کس سے پوچھے کس سے دریافت کرے۔ کون بتائے چہرہ زرد اور خون خشک ہو گیا۔ ناگہانی آفت میں بُری طرح پھنسی، پھر سڑک کے دائیں طرف تلاش کرنے لگی۔ تو ایک جھاڑی کے پیچھے ٹرنک کھلا پڑا تھا۔ اور پاس ہی ٹانگے والا کھڑا دیکھ رہا تھا۔ عورت نے چلّانا شروع کر دیا۔ مَیں لُٹ گئی۔ تباہ ہو گئی۔ کوئی پہنچو مدد کے لئے جلدی پہنچو مدد کے لئے جلدی پہنچو۔ اگرچہ جرنیلی سڑک پختہ ہے۔ مگر بوجہ ریل گاڑی چلنے کے بہت کم لوگ پختہ سڑک پر چلتے ہیں کون سُنے۔ اور کون مدد کے لئے پہنچے۔ خاردار جھاڑیاں مدد نہیں کر سکتیں۔ پرندے اسے کچھ نہیں کر سکتے۔ فریاد کی داد رسی کون کرے۔ چلچلاہٹ بڑی دلسوز تھی۔ شاید پتھر بھی پگھل گئے ہوں گے۔ لیکن ٹانگے والے نے نزدیک آ کر کہا چُپ! خاموش! ورنہ جان سے مار دُوں گا۔ اور اس کا اوپر والا دوپٹہ اُتار کر اس کے منہ پر باندھ دیا۔ اور بولا کہ اپنے آپ کُل زیور اُتار دے۔ عورت ذات تھی۔ زیور اُتار دیئے۔ اس نے اپنی خاموشی اور آنکھوں سے بہت منت سماجت اور التجا کی۔ اور اُس بد طینت، دھوکے باز۔ فریبی، ناہنجار، خبیث بدکردار کے پتھر سے زیادہ سخت دل میں ذرا بھی رحم نہ آیا۔ بچہ بلک بلک کر رو رہا تھا۔ بدمعاش بے غیرت، بے حمیت انسان صورت شیطان کی نیّت اور بھی بدل گئی۔ وہ چاہتا تھا کہ عاقبت اندیش بے شرم بے حیا۔ اس باعصمت عفت مآب پاکدامن کا پردہ عصمت چاک کر دیوے مگر اُس باعزت اور باغیرت۔ حیا اور شرم کی دیوی پتی برتا نے اُس ظالم بے رحم سنگدل کی ایک پیش نہ چلنے دی۔ اپنی طاقت سے باہر اُس نے اُس ٹانگے والے کا مقابلہ کیا۔ اور اپنی ہمت مردانہ اور شجاعت دلیرانہ سے اپنی عزّت و عصمت بچالی۔ جب اس بدچلن و بد اطوار نے کسی طرح بھی اپنی سفلی کمینہ، شہوانی و حیوانی خواہش کو پُورا ہوتے نہ دیکھا۔ تو اس کی چھاتی سے دودھ پیتے بچے کو بڑی بے جگری اور بیدردی سے جھپٹا مار کر بُری طرح چھین لیا اور بولا۔ کہ اگر تو میرا کہنا نہ مانیگی۔ تو اِس بچے کی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے گی۔ بچے کو ایک جگہ بٹھا دیا۔ اور اِس کی ماں کو ایک درخت کے ساتھ مضبوط رسی سے باندھ دیا۔ اِس بہادر اور دلیر دل شیر عورت نے اپنی غضب آلودہ اور قہرناک آنکھوں سے اشارہ کیا کہ کچھ پرواہ نہیں۔ ظالم اگر میرا بچہ مرتا ہے تو مرے۔ لیکن اپنے پتی برت دھرم کو ہرگز کلنکت نہ کرونگی۔ اور اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ تو اس نشہ شہوت میں مخمور بے مروّت بے شعور نامراد اس بچہ کو اُٹھا کر پتھر پر مارنے لگا۔ اور بولا اب بھی مان جا ورنہ پچھتائیگی پھر اپنی جان بھی گنوائیگی۔ مگر اس شریف دل اور نیک چلن عورت نے وہی جواب دیا۔ جو پہلے دے چکی تھی اور دل میں ایشور سے پرارتھنا کی کہ ہے

ادم

پربھو! اس مشکل کے وقت اور مصیبت میں میرا تو ہی رکھشک اور سہائک ہے۔ اندر سے جواب ملا گھبرا نہیں۔ ایشور ہر حالت میں سہائتا کریگا۔ پژمردہ چہرہ پر یکدم سرخی دوڑ گئی پھر آنکھیں بند کرلیں۔ تو اس مکروہ اور غلیظ دل سفاک نے بچے کو ایک چٹان پر ڈالا اور نیچے سے پتھر اٹھاکر مارنے ہی لگا تھا۔ کہ اسی چٹان کے نیچے سے ایک زہریلا اور سیاہ پھنیر سانپ نکلا۔ اور اس بدطینت اور ضمیر و بدخمیر کو ڈس لیا، جو کہ وہیں ڈھیر ہوگیا۔ واہ! پربھو! تیری لیلا کیسی عجیب و غریب ہے۔ جو معصوم کی جان لیوا تھا نے سونے کے زیور غصب کرنے تھے۔ وہ خود ہی لقمۂ اجل ہوا۔ جو چیز جس کے پاس تھی۔ اس کے پاس ہی رہی۔ میرے پربھو! تو سرو رکھشک اور سرو سہائک ہے۔ بچہ چٹان پر پڑا رو رہا تھا۔ سانپ وہیں کنڈلی مار کر بیٹھا عورت نے آنکھیں کھولیں۔ تو دیکھا۔ کہ بچہ زندہ صحیح سلامت ہے۔ اور وہ ٹانگے والا چٹان کے پاس مرا پڑا ہے۔ آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہ نکلے۔ گردن جھک گئی۔ دل میں کہنے لگی۔ دھنیہ ہو پربھو! دھنیہ ہو تیری مہما بے انت اور اپرمپار ہے۔ دشٹوں کا ناشک اور دینوں کا رکھشک ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک مسافر گذرا۔ ٹانگے کو اور بچے کے رونے کی آواز سنکر ٹھہر گیا۔ جاکر دیکھا۔ کہ بچہ تو چٹان پر پڑا ہے۔ پاس سانپ کنڈلی مارے بیٹھا ہے۔ دور سے سانپ کی طرف کنکر پھینکا۔ تو اس نے ادہر اُدہر گردن اٹھاکر دیکھا۔ اور چلا گیا۔ مسافر نے بچے کو اٹھا لیا اور لاش کو پاس پڑا ہوا دیکھکر حیران رہ گیا۔ ادہر اُدہر اس نے دیکھا۔ تو سامنے درخت کے ساتھ ایک خوبصورت عورت کو جکڑے پایا۔ اسکو بھی کھولا۔ تو وہ ایکدم زمین پر بیہوش ہوکر گر پڑی۔ مسافر نے پانی پلایا۔ آخر اسکو قدرے ہوش آئی اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ مسافر نے بھی جہلم جانا تھا۔ گھوڑا جوت کر روانہ ہوئے۔ اور بخیریت تمام منزل مقصود پر جا پہنچے۔ عورت نے گھر والوں کو بھی سارا حال سنایا اور وہ بولے۔ ہے پربھو! تو سرو رکھشک اور سرو سہائک ہے،

نتیجہ بھگوان پر وشواش رکھو ہر وقت ہر آفت سے بچو گے۔

بقیہ صفحہ ۱۴۴

نجات نہیں ہوتی مہاراج! کشترانی کو اپنے پتی کے ویر بھاؤ کی شہرت اور نام کے سوا کسی اور بات کا اتنا خیال نہیں ہوتا اس کا آپ کو ہر وقت یہ ہے زندگی میں شہرت اور نیکنامی کا موقع بار بار نہیں آتا۔ جو شخص اور نیکنامی حاصل کرتے ہیں انہی کی زندگی سپھل ہوتی ہے پران ناتھ! اٹھو خوشی سے جاؤ میرا اور اپنا جیون سپھل کرو کشتری کی تعریف یہی بات میں ہے کہ وہ شیروں کی طرح دشمنوں کے دانت کھٹے کرے میں تمہاری نیکنامی سننے کی ہر وقت منتظر رہونگی اور آخر میں کہتی ہوں کہ یہ میرا پران ہمیشہ تمہارے ساتھ رہیگا۔"

کانتی کی بات سن کر کرپاشنکر کی ہمت اور بھی بڑھی اس نے کہا اے کشترانی یقین کر تو جیتے جی کبھی تجھکو ستریوں میں ذلیل اور بے عزت نہ ہونے دونگا تیری یہ آگ بھری مہتی باتیں ہر وقت میدان جنگ میں مجھکو میرے فرض کی یاد دہانی کراتی رہیں گی۔ کانتی نے شوہر کو پان دیا اور وہ ہنستا ہوا محل سے باہر نکلا شیر سنگھ منتظر کھڑے تھے انکے ساتھ ہوا اور دونوں شیر گھوڑے کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے اس بات کے کہنے کی یہاں مطلق ضرورت نہیں ہے کہ کرپاشنکر نے کس طرح گھوڑے کی حفاظت

(باقی)

کانتی دیوی

(از قلم مہاتما شنو برت لال جی ورمن برہم لین)

ہندو تہذیب نے دُنیا کو اگر کسی قسم کا زبردست و قیمتی عطیہ عطا کیا ہے، تو وہ ہندوؤں کی عورتیں ہیں، ہندوؤں کے اب تک زندہ رہنے کے گو مختلف اسباب بتائے جائیں۔ مگر ان میں سب سے زیادہ اہم ہندو استریوں کی ذات ہے ہندو مردوں کو دیکھو نا موافق زمانہ کے تمانچے کھاتے کھاتے ان کی صورت و شکل کیسی بگڑ گئی ہے۔ آدھا تیتر آدھا بٹیر ہر بات میں نرالا پن۔ ان کا اب تک کہیں ٹھکانہ نہ رہا تھا۔ مگر استریوں نے ان کے کرم دہرم سب کا بیڑا اُٹھا لیا اور جس خوبی کے ساتھ یہ اپنے فرائض کو انجام دے رہی ہیں۔ وہ واقعی تعریف کے قابل ہیں۔ یُوں تو دُنیا میں عورتیں ہر جگہ مردوں کے مقابلے میں زیادہ نازک دماغ۔ زیادہ معاملہ فہم اور زیادہ لطیف ہوتی ہیں۔ مگر ہندوؤں میں ان کی حیثیت نرالی ہے۔ وہ جیسا کہ شاکت مت والے تعلیم دیتے ہیں "آن دا" رزق کی دینے والی "بل دا" طاقت کی بخشنے والی، "ودیا دا" ودیا یا بدھی کی دینے والی دیویاں ہیں۔ رزق طاقت اور علم اب جو کچھ تم ہندوؤں میں دیکھ رہے ہو۔ یہ سب اُنکی عورتوں کے عطیات ہیں۔ صبح سے لے کر شام تک جس ایثار نفس اور تپسیا کے ساتھ یہ مُبارک نفس دیویاں خانہ داری کے مختلف کاروبار کو سنبھالتی رہتی ہیں۔ وہ صرف اُن کا حصّہ ہے، ہندو دہرم تو کب کا ختم ہو گیا ہوتا۔ مگر اِن دیویوں نے اِس کو تقویت دے رکھی ہے۔ اور لُطف یہ کہ نہ پڑھی نہ لکھی۔ مگر ہندو طرز معاشرت اور ہندوؤں کی اصلی مذہب کی کونسی شاخ ہے۔ جس کا اُن کو علم نہیں ہے۔ کاش اگر نادانی کی وجہ سے اُنکی ایسی دُرگت نہ کی گئی ہوتی۔ جو آج نظر آرہی ہے۔ تو کبھی ممکن نہیں ہے کہ ہندو اِس طرح زمانہ کی ٹھوکر کھاتے۔

ہندو استریاں کیا ہیں۔ اور کیسی ہوتی ہیں؟ ہم بارہا بتا چکے ہیں۔ اور اپنی زندگی بھر پھر شاید اِس راگ کو الاپتے رہیں گے۔ مگر آج ہم خود ایک مقدس مآب: پاکدامن ہندو دیوی کی زبان سے ہندو استریوں کے اوصاف سُنانے کی کوشش کریں گے۔ اِس کے کلام سے جس میں کثیر نفسی کُوٹ کُوٹ بھری ہے، اور اُس کے لفظ لفظ سے اصلیت کا اظہار ہوتا ہے۔

یہ ہماری پوتر ماتا کانتی ہے۔ جو بھرت کے بڑے لڑکے پشکر جی کی پتنی ورنا استری تھی۔ بھرت جی مہاراجہ رامچندر جی کے چھوٹے بھائی تھے۔ کانتی حد درجہ کی حسین، حد درجہ کی ذہین۔ اور حد درجہ کی متین تھی۔ ہمت و جُرات میں لاثانی گانے بجانے اور تصویر کھینچنے میں باکمال "نیتی نپُن" اور دُوسرے اوصاف میں جو استریوں میں مخصوص ہیں۔ لامثال تھی۔ سب سے زیادہ زبردست وصف "پتی پرائن ہونا" جو ہندو عورات کا زیور ہے۔ اِس میں کُوٹ کُوٹ کر بھرا تھا دہرماتما پراُپکاری، ساس اور سسر کی پیاری۔ شوہر کی آنکھوں میں عزیز، جس طرف سے ہو کر گذرتی تھی۔ دیکھنے والوں کی نگاہ کے سامنے پاکی اور تقدیس کا نقشہ آجاتا تھا۔ بھرت کی استری ماندوی اس کو اس طرح چاہتی تھی جیسے وہ خود اُس کے پیٹ کی جائی ہی ہو۔ کوشلیا۔ سومترا کیکئی سب کے دلوں میں اس کی جگہ تھی، سیتا اُرملا نے اُس

ادم

کو آنکھ کی پتلی بنا رکھا تھا۔ جب کبھی اُن کو کسی رشی منی یا سنت مہاتما کے درشنوں کو جایا کرتا۔ تو کانتی ہمیشہ اس کے ساتھ رہا کرتی تھی۔ گو یہ دُنیا کے سب سے زبردست شاہی خاندان کی رانی تھی۔ مگر مزاج اس قدر نیک اور نرم تھا کہ جہاں کہیں کسی بچے یا عورت کو مصیبت میں گرفتار دیکھتی اُسی وقت اُن کے دُکھ دُور کرنے کا انتظام سوچتی اور وہاں چلی جا رہی ہے۔ کسی غریب کا چھوٹا لڑکا رو رہا ہے۔ رانی اس کو گود میں لے لیتی ہے۔ اور اُس کے آنسو پونچھ کر ڈھارس دے کر اور کچھ نہ کچھ کھلونے یا کھانے پینے کا سامان دے کر تب آگے بڑھتی تھی۔ رشی کی استریاں اس کو دیکھ کر نہال ہو جاتی تھیں۔ سیتا اور اُرملا وغیرہ بات چیت کم کرتی تھیں۔ مگر یہ خوش تقریر تھیں زبان پر سرسوتی رہتی تھی۔ جب بات چیت کرنے کے لئے لب کھولتی یہ معلوم ہوتا تھا۔ گویا کنول کی پنکھڑیاں چٹک رہی ہیں منہ سے پھول جھڑ رہے ہیں۔

وہ زمانہ تہذیب کے عروج کا زمانہ تھا۔ عورتوں میں علم و ہُنر کا رواج تھا، عورتیں جانتی تھیں کہ دُنیا میں اُن کی حقیقت ہے، آج کی طرح چار دیواری کے اندر مقید نہیں رہتی تھیں۔ اس لئے کبھی کبھی اجودھیا کے رنواس میں جب کبھی شہر کی عورتیں اکٹھا ہوتیں۔ اکثر علمی چرچا ہوا کرتا تھا۔ کانتی ایسے موقع پر اپنے ساس و دوسرے رشتہ داروں کی موجودگی میں اچھے اچھے اُپدیش دیتی رہتی تھی۔ ماںڈوی دیوی اکثر کہہ بیٹھتی تھی۔ کانتی تمام وِدیاؤں کو پیٹ سے پڑھ کر آئی ہے۔ اس نے سرسوتی کو بس میں کر لیا ہے۔ جو بات کرتی ہے نرالی کرتی ہے۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے۔ اجودھیا میں استری سماج اکٹھا ہوا تھا۔ مقدس نوشتوں میں یہ پتہ نہیں لگتا کہ آیا یہ جلسہ خود شاہی محفل میں منعقد ہوا تھا۔ یا کسی اور جگہ، مگر یہ صحیح واقعہ ہے۔ جلسہ ضرور ہوا تھا جس میں تمام معزز عالی نسب استریاں آئی ہوئی تھیں . . . . سب استریوں نے مل کر رشی پتنیوں سے اُپدیش کرنے کی درخواست کی ان سب نے کانتی کو انگلیوں سے اشارہ کیا۔ جہاں ساس اور دوسری طرف بوڑھی عورتیں بیٹھی ہوں وہاں کم سن لڑکیوں کو گفتگو کرنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ آج کل کچھ اسی طرح کا رواج پڑ گیا ہے۔ مگر وہ کچھ اور وقت تھا۔ کانتی نے سب کا رُخ دیکھ کر جو مختصر تقریر اس موقعہ پر کی تھی۔ وہ دراصل ایک آدرش ہندو استری کے شایاں تھی۔ اس نے بڑی سنجیدگی کے لہجہ میں کہا۔

"بہنو! سنسار میں استریوں کے کرم دھرم بہت ہیں۔ سد شاستر اُنکی ویاکھیاؤں سے بھرے ہیں۔ کل دھرم جاتی دھرم۔ سماجک دھرم نانا پرکار کے دھرم ہیں۔ پرکال دیش اور وستو کے انوکول دھرم کا روپ بدلتا رہتا ہے جتنے دھرم ہیں۔ کوئی بھی ایسا نہیں ہے۔ جس پر کسی سمے پر سوچنا نہ پڑے۔ ایک دھرم استریوں کا ایسا ہے جس پر کبھی سوچنے کی آوشکتا نہیں۔ سرب کال میں وہ ایک رس رہتا ہے۔ وہ استریوں کا آدرش ہے۔ دھرم ہے کہ وہ پتی پرائن ہوں پتی کی بھگتی کو سرب اوپر سمجھیں۔ پتی کی سیوا پتی ابھیمان۔ اور پتی کے گورو کا سدیو دھیان رہے۔ سوتے جاگتے۔ اُٹھتے بیٹھتے جو استری پتی پرائن رہتی ہے، اس کا سدا کلیان ہوا کرتا ہے۔ یہ پتی برت دھرم کہلاتا ہے، پتی ورت کا دھارن کرنا سرب استریوں کا دھرم ہے، جو استری پتی کی سیوا نہیں کرتی۔ وہ ادھم ہے۔ اور شاستر کہتے ہیں۔ وہ اپ جنم کی پرکار دُکھ کو پراپت ہوگی پتی چاہے کیسا ہی ہو۔ دردری ہو نربل ہو، روگ وش ہو۔ استری کا دھرم ہے۔ کہ اس کی سیوا میں رہے اور اس کی دشا کو پلٹ دے۔ او بدی تم وشواس کرو۔ تو میں یہاں تک کہہ سکتی ہوں کہ کسی پتی ورت استری کا پتی کبھی نردھن نربل اشکتا چار نہیں ہو سکتا۔ استریاں سنسار میں اس لئے آئی ہیں۔ کہ نردھن پتی کو دھن وان، نربل کو بلوان۔ اور جرا کو چتین

بنا دیں۔ جہاں جس گھر میں تم کو لکشمی اور سرسوتی نہ دکھائی دیں سمجھ لو اُس گھر کی ستریوں میں کوئی دوش اوشیہ ہے۔ وہ اپنے دھرم کو نہیں جانتیں۔ انھوں دھرم کا پالن نہیں کرسکتیں۔ نہیں تو کبھی ہو نہیں سکتا۔ کہ پُرش روگ لش نردھن اور دُکھی ہوں استریوں کا کرتو یہ ہے۔ کہ وہ اپنی بُدھی متتا سے گھر کو سورگ دھام بنا دیں۔ جو لوگ اس کے گھر میں بستے ہیں۔ سب سُکھی رہیں، جو ستری اپنے پتی کی بھگتی کرتی ہے۔ وُہی سچ مچ لکشمی اور سرسوتی کی پُتری کہلاتی ہے۔ من بچن کرم سے دُوسرے پُرش کے چِنتن تک کو اپنے من میں نہیں آنے دیتیں۔ وہ اُتم استریاں کہلاتی ہیں۔ جو دُوسرے پُرشوں کو پتا، بھراتا اور پُتر سمجھتی ہیں۔ وہ مدھیم ہیں، جو کیول لوک لاج سے اور دھرم وچار سے اپنے پتی کی سیوا میں رہتی ہیں۔ وہ نکرشٹ ہیں۔ پتی پرائن ستریوں میں یوگ کا بل ہوتا ہے۔ اُن کا جیون اشچریہ جیون ہوتا ہے۔ چاہے کسی شتری (ورن) کی ستری ہو۔ یہ اس کا پرم دھرم ہے۔ اس پر اس کو کوئی وچار کی اوشکتا نہیں۔ یہ سب سمے میں ایک رس رہتا ہے۔ شیش جو دھرم ہیں۔ اُن کو سمے انوسار وچار کرنا چاہئے وغیرہ وغیرہ۔"

یہ تقریر کسی قدر طول طویل ہے۔ ہم زیادہ یہاں نہیں درج کرسکتے۔ دوسرے موقع پر جو اُس نے تقریر کی تھی۔ وہ اور بھی زیادہ سوچنے کے قابل ہے۔ اور اس سے اس عورت کی بزرگی و قابلیت کا زبردست ثبوت ملتا ہے،

کہتے ہیں راجہ رام چندر جی نے اشومیدھ کرنے کا ارادہ کیا۔ ایک اچھا گھوڑا آزاد کر دیا۔ اور اس کی حفاظت کا کام شترگھن کے سپرد ہوا۔ جو شری رامچندر جی کے تمام بھائیوں میں چھوٹے تھے۔ پُشکر کو اپنے چچا کے پاس جانے کا خیال پیدا ہوا۔ شیر بچوں کے حوصلے بھی شیروں ہی کی طرح ہوتے ہیں۔ میدان جنگ میں مست ہو کر لڑنا کشتریوں کا مزاج ہے۔ وہ لڑائی کو سورگ کا زینہ سمجھتے ہیں جو بات بھگتوں کو بھگتی سے۔ دانی کو دان سے۔ گیانی کو گیان سے۔ یوگی کو یوگ سے پراپت ہوتی ہے۔ وہ کشتری کو باآسانی میدان جنگ میں شمشیر مردی کے جذبات دکھانے سے حاصل ہوتی ہے۔ اگر وہ فتح پاتا ہے۔ نیکنامی۔ دولت اور راج نصیب ہوتا ہے۔ اور اگر مرتا ہے۔ تو دشمنوں کے سروں کے ٹیلوں پر پاؤں جماتا ہوا، سیدھا سورگ لوک کو جاتا ہے۔ جہاں سورگ کی دیویاں ہاتھوں میں شاہی تاج لئے ہوئے اور دیوتا سنگھاسن کو آراستہ کئے ہوئے اس کے انتظار میں کھڑے رہتے ہیں۔ کشتریوں کا دھرم کیسا شاندار اور باعظمت ہے، کشتری کیسے تپسوی کیسے اُناہی اور کیسے زبردست ریاضت کش ہوتے ہیں۔ ان کے جذبات یوگیوں میں بھی بہت دنوں کے بعد پیدا ہوتے ہیں کبیر صاحب کا قول ہے۔

سادھ ستی اور سُورما ان کی بات اگادھ ؛ آسا چھوڑیں دیہہ کی تن میں ادھکا سادھ
کھیت نہ چھانڈے سُورما جُوجھے دو دل مانہہ ؛ آسا جیون مرن کی من میں راکھے ناہہ

سوچنے والے سوچو! کشتریوں کا دھرم کیسا سوگم ہے۔ ان کو خود بخود جسم کے ساتھ لگاؤ نہیں ہوتا۔ ان کا خیال ہمیشہ روحانی معراج سے بندھا رہتا ہے۔ ان میں دیہہ پتا نام کو بھی نہیں آتا۔ آتما کے زبردست خیال سے متاثر ہو کر ہر وقت اس فانی شریر کے تیاگنے کے لئے سربکف رہتے ہیں، کیا یہ یوگی نہیں؟ ہم تو کہیں گے۔ بغیر یوگ کئے ہوئے ان کو یوگ کی اصلیت سے واصل ہونے کا ہر وقت موقع رہتا ہے،

پُشکر نے شترگھن کا ساتھ دینا چاہا۔ شری رام کے چھوٹے بھائی نے کہا۔ بیٹے! جا اپنی ماتاؤں سے رخصت ہو آ۔ پُشکر جس کے دل میں شجاعت کے سنسکار جوش مار رہے تھے۔ خوشی خوشی ماتاؤں کے پاس گیا۔ کوشلیا، سومترا اور کیکئی نے خوش ہو کر دعائیں دیں، "پُترا جا۔ خوشی سے اشومیدھ کے گھوڑے کی رکھوالی کر۔ جو نیک نامی تیرے بزرگوں کو ملی تھی وہ تیرے

ادم

حصے میں آوے جو عزت اُن کو حاصل ہوئی تھی۔ تجھ کو بھی نصیب ہو۔ جا بیٹے! خاندان کو نیک نام کر۔ اپنی ماتا کی
کوکھ کو پوتر کر۔ دکھو بنشیوں کے گورو کو تقویت دے" وادیوں کا اشیرباد لے کر پشکر ماندری، اُدملا وغیرہ
پاؤں کی طرف جھکا۔ ان سب نے اشیرباد دیا۔ اور ہمت بخش باتیں کہیں۔ دیکھو ایک وہ زمانہ تھا۔ جب
کی سمجھ رکھنے والی کشترانیاں اس طرح میدان جنگ میں اپنے بچوں کو لڑنے کے لئے بھیجا کرتی تھیں یا آج وہ
ہے کہ کشتریوں کے لڑکے رات کو مکان کے صحن میں یا باہر نکلتے ہوئے سہم جاتے ہیں۔ غضب کی تبدیلی ہے آسمان
زمین کی صورت اختیار کرلی۔ ابھی انقلاب کا کہیں ٹھکانہ ہے۔ اور سب نے تو اشیرواد دیا۔ مگر اُدملا نے ہنس کر مذاق سے کہا
جا ذرا کانتی سے بھی تو رخصت لے آ۔ ابھی تیری شادی ہو کر آئی ہے۔ استری کا پُرش پر بڑا حق ہے۔

ماتا کا حکم پاکر پشکر اپنی استری کے پاس آیا۔ چہرہ جوش کی وجہ سے دمک رہا تھا۔ اس نے کہا استری! اشو میدھ کا
چھوڑ دیا گیا ہے۔ شتر گھن اس کی رکھوالی پر مقرر ہوئے ہیں۔ میں بھی ساتھ جا رہا ہوں تاکہ ہم دونوں چچا بھتیجے اس کو دشمنوں کے ہاتھ
پڑنے دیں۔ ماتا جی نے اجازت دیدی تو بھی خوش ہو کر رخصت دے تاکہ میں اس ضروری خدمت کو ہمت اور حوصلہ کے ساتھ انجام دوں"
کانتی دیوی جن عاقلانہ اور آتشیں لفظوں میں اپنے شوہر کو مخاطب کرتی ہے وہ کس طرح اس زمانہ کے ہر ہندو مرد و عورت کے غور کرنے کے
وہ کہتی ہے" مہاراج! میری قسمت کیا اچھی تھی۔ کہ رشتہ آپکے ساتھ باندھا گیا۔ استریوں کو اپنے شوہر کے بھیج بل کے سوا اور کسی بات کا
نہیں ہوتا۔ وہ چاہتی ہیں۔ انکا سوامی پُرشوں کی سبھا میں سنگھ کیطرح گرجتا ہوا اور سورج کی طرح چمکتا ہوا نظر آوے جس استری کو ایسا پتی ملا
ہے۔ وہ ہر وقت اپنے نصیب کو میری طرح سراہتی رہتی ہے۔ آپ مجھ سے اجازت مانگنے آئے ہو کیا میں آپ سے علیحدہ ہوں۔ جو تعلق سایہ کو تن کے ساتھ
جو نسبت سورج کو چاند سے ہے۔ جو پران کو رانی سے ہے جو پُرش کو پرکرتی سے ہے وہی نسبت اے سوامی! مجھ کو تمہارے ساتھ ہے بس! مجھ میں
ہے۔ جو کچھ ہے تمہارا ہے استری کو جو لوگ اردھنگی کہتے ہیں غلطی پر ہیں۔ استری صرف دیکھنے کیلئے پُرش سے جدا ہے وہ کب اس سے علیحدہ ہے جو کچھ ہے
کا ہے۔ استری کا کیا ہے۔ پُرش کے بل سے استری بلوان ہے پُرش کے دھن سے استری دھنوان ہے پُرش کی عزت سے استری عزت والی ہے
جب پہلے پہل پتی کے گھر آتی ہیں اپنا نام و روپ دونوں کھو دیتی ہیں۔ پُرش کے نام سے پکاری جاتی ہیں اور پُرش ہی کے روپ سے وہ روپ والی ہوتی ہیں
ہیں استریاں راج کرتی ہیں اُن میں پُرشوں سے ادھک تیج ہوتا ہے۔ مگر یہ نہیں سمجھتے کہ وہ تیج کس کا ہے سورج چمک رہا ہے اس کی گرمی سب
کرلیتے ہیں۔ مگر جب اس کی دھوپ ریت پر پڑتی ہے وہ اتنی گرم ہو جاتی ہے کہ مسافر کا پاؤں جھلسنے لگتا ہے۔ گرمی سورج کی ہے کچھ ریت کی نہیں
اس طرح تیج پُرش کا ہے استری کا نہیں مہاراج! جس طرح چاند سورج کو لیکر روشن ہوتا ہے، ویسے ہی استری پُرش کے نور سے منعکس ہوتی ہے
پران ہے چندرما۔ رئی پران کو جذب کرتی ہے۔ یہ حقیقت اے پران پتی! استری وہ پُرش کی چھبی ہے۔ آپ شوق سے جائیے خوشی سے جائیے
اور مریادا کی پتاکا (جھنڈا) اونچا کیجئے۔ آہا! مجھکو کیسی خوشی ہوگی۔ جب مجھ سے رنواس کی استریاں کہیں گی۔ کانتی! دیکھ تیرے پتی نے
کو پراست کیا۔ اس طرح دھرم کی رکھشا کی اور شری رامچندر جی کے گھوڑے کو کسی کے ہاتھ بھی نہیں پڑنے دیا۔ مہاراج! آپ میدان
میں جو کچھ ہمت اور دلیری دکھاؤ گے جس طرح چاند سورج کی روشنی سے روشن ہوتا ہے۔ اسیطرح آپکی عزت استریوں کے
مجھ میں منعکس ہوگی۔ پربھو! آپ کا بنس دنیا میں سب سے عزیز سمجھا جاتا ہے۔ اس کا سبب صرف یہ ہے۔ کہ تمہارے بزرگ
سے کار ہائے نمایاں انجام دینے کیلئے مشہور رہے۔ مہاراجہ رگھو نے دگ وجے کر کے تمام بھو منڈل کو اپنے آدھین کیا تھا۔ دشرتھ
کی مدد کو جایا کرتے تھے۔ تمہارے چچا شری مہاراج رامچندر جی نے راون کو مار کر خاندان کی عظمت بڑھائی۔ تم انکے
نیتر کا دھرم ہے پتا کا نام روشن کرے، جاؤ خاندان کے گورو کے خیال سے جاؤ۔ دھرم کے خیال سے جاؤ اپنی استری کانتی کی عزت کے خیال
تاکہ جس طرح آج سبھاؤں میں لوم کے گن گائے جاتے ہیں تمہارے بھی گائے جائیں اور مجھکو اجودھیا کی استریاں خوش ہو کر کہیں کانتی کا پتی

* کیسا دلیر شیر مرد ہے کہ جس کے مقابل کسی کو کھڑے ہونے تک کی بقیہ صفحہ نمبر ۱۴۲ پر ملاحظہ ہو۔

اوم

یوگ آسن و پرانایام

مصنفہ شری سوامی شیوانندجی سرسوتی رکھی کیش

میرے عزیزو! تم میں کثیر تعداد ایسے لوگوں کی ہے۔ جن کے شریر کو کسی نہ کسی بیماری نے پکڑ رکھا ہے۔ جو محسوس کرتے ہیں۔ کہ اُنکی صحت دن بدن گر رہی ہے۔ طاقت گھٹ رہی ہے۔ قوت ضائع ہو رہی ہے، بہت شخص ایسے ہیں جو جوانی میں ہی بڑھاپا محسوس کرتے ہیں بلکہ سچ مچ بُوڑھے ہو گئے ہیں۔ لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ اس کا سبب تم یہ بتاتے ہو کہ بیماری موروثی ہے تمہیں ماتا پتا سے ملی ہے۔ تمہارے ماتا پتا کی صحت کمزور تھی۔ اس لئے تم بھی کمزور ہو۔ حالانکہ تیس پینتیس سال تم نے خود ہی بڑی بے رحمی سے قدرت کے قانون توڑتے ہیں، گزارے ہیں۔ ایک لمحہ کے لئے تم غور نہیں کرتے کہ تمہاری بیماریوں کا اصلی سبب کیا ہے۔ پینتیس۳۵ سال تمہاری طرز رہائش غلط رہی پینتیس سال تک تمہاری خوراک اور کھانے کا طریقہ غلط رہا۔ پینتیس سال تک تم نے سانس غلط طریقہ پر لیا۔ پینتیس سال تک تمہارے خیالات غلط رہے۔ پینتیس سال تم نے اپنے جسم کے متعلق لاعلمی میں گذار دیئے اور سچ مچ پینتیس سال تک بڑھاپے کی بیماری کو اپنے اندر بڑھانے کے لئے جو کچھ تم سے ہو سکا کرتے رہے۔

اب فرض کرو یہ سب کچھ الٹ ہو جائے۔ یعنی غلط طریقے پر کھانے، سانس لینے اور زندگی بسر کرنے کی بجائے تم ٹھیک طرز رہائش جائز خوراک، ٹھیک سانس لینے کا طریقہ وغیرہ اختیار کر لو۔ تو اُس کا اثر کیا ہوگا۔ جسمانی اور دماغی گراوٹ دور ہو کر دوبارہ شریر اور من طاقتور ہو جاویں گے۔ بھارت کے رشیوں نے اُسکا جواب بہت پُرزور "ہاں" میں دیا ہے۔ ہندوستان کے یوگیوں نے پورے طور پر ثابت کر دیا ہے۔ کہ ایک خاص طریقہ عمل اختیار کرکے انسانی جسم دوبارہ مضبوط اور سڈول بن سکتا ہے من طاقتور بن سکتا ہے۔ کھوئی ہوئی جوانی، طاقت اور خوبصورتی دوبارہ حاصل ہو سکتی ہے پُرانے زمانے کے رشی منیوں اور مہاتماؤں نے لکھا ہے کہ یہ سب کچھ حاصل کرنے کی کنجی یوگ آسن ہیں۔

تم جانتے ہو "یوگ" کسے کہتے ہیں۔ یہ جیوآتما کو پرماتما سے ملانے کا نام ہے "آسن" شریر کو کسی خاص حالت یا پوزیشن میں رکھنے کا نام ہے جہاں آرام محسوس ہو۔ پس یوگ آسنوں سے مراد جسمانی عمل کے چند ایک طریقے ہیں۔ جن میں سے کسی ایک کو اختیار کرکے یوگ کا عامل بڑی آسانی سے جیوآتما کو پرماتما سے ملاتا ہے، من اور شریر کا تعلق اسقدر گہرا اور باریک ہے کہ کوئی تعجب نہیں کہ بعض جسمانی تربیت کے طریقوں سے من بالکل بدلا جا سکتا ہے،

تم نے کئی شخص دیکھے ہوں گے جو "یوگ آسن" کرتے ہیں اور پہلے پہل اُن کو دیکھکر تم گھبرا گئے ہو گے۔ کہ یہ تو جسم کو یونہی تھکا دینے والی چیزیں ہیں۔ آج کل یوگ آسن کرنے والے ہندوستان میں عام ہیں۔ بہت سے میرے اپنے ودیارتھی جو یوگ میں ماہر ہیں مختلف آسنوں کو بڑی خوبصورتی اور صفائی سے کر سکتے ہیں۔ یہ غلط خیال ہے کہ یہ "یوگ آسن" رشیوں کی بنائی ہوئی صرف جسمانی ورزشیں ہیں۔ جس طرح آج کل یورپ اور امریکہ میں جسمانی نشو و نما کے مختلف طریقے رائج ہو گئے ہیں۔ ان آسنوں کی تہ میں ایک روحانی یا الشیوری شکتی ہے، کیونکہ یہ سوئی ہوئی کنڈلنی شکتی کو جگاتے ہیں۔ یوگ کے ودیارتھی

کو دھیان جمانے میں مدد دیتے ہیں۔ اور البتوری الونمبو کا امرت پان کراتے ہیں۔

سب سے پہلے اس بات کا علم ہونا ضروری ہے کہ بہترین طریقہ یا سسٹم جسمانی نشو ونما کے لئے کیا ہونا چاہئے پھر تو ہی فیصلہ کر سکوگے کہ آیا "یوگ آسن" اس معیار پر پورے اترتے ہیں اور انکی قدر بھی تب ہی تم جان سکوگے بہترین کورس وہ ہوتا ہے جس میں کم سے کم طاقت خرچ کرکے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جا سکے اور جس سے شریر کے اندر زیادہ سے زیادہ طاقت پیدا ہو کر جو اعصاب کو خوب پرورش دیوے، جو جسم سے مواد یا فضلہ خارج کرنے والے اعضا کو پوری صحت دے سکے، جو اعضائے رئیسہ یعنی دل، دماغ و جگر کی پوری طرح حفاظت کر سکے، خون کے دورہ کو باقاعدہ کرے اور پٹھوں کو مضبوط اور سڈول بناوے آؤ اب دیکھیں "یوگ آسن" ان شرطوں کو کہاں تک پورا کرتے ہیں۔

میں "یوگ آسنوں" کا ایک چھوٹا سا لیکن مکمل کورس تجویز کرتا ہوں، جو ایک اوسط درجے کی صحت والے آدمی یا عورت کے لئے کافی سے زیادہ ہے، نہ صرف اونچے درجے کی صحت برقرار رکھنے کے لئے بلکہ یوگ میں سچی کامیابی حاصل کرنے کیلئے بھی یوگ کے جسمانی ورزش کے طریقے منزل پر پہنچنے کا ذریعہ ہیں۔ یہ بذات خود آخری منزل نہیں، اس لئے یوگ کی اور شاخوں کو چھوڑ کر صرف اسی پر ضرورت سے زیادہ زور دینا ٹھیک نہیں۔ یہ سب آسن جو میں آگے بیان کروں گا۔ بغیر استاد کی مدد کے کئے جا سکتے ہیں۔ ان آسنوں سے ہزاروں شخص فائدہ اٹھا چکے ہیں، جس ترتیب میں درج کئے گئے ہیں۔ اسی کے مطابق عمل کرنے کی امید رکھی جاتی ہے۔ تمام آسن لازمی طور پر صرف صبح کے وقت کرنے چاہئیں۔ بعض کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ شام کو بھی کرنے چاہئیں۔ میں ان سے متفق نہیں ہوں، اس بات پر زور دینے کی وجہ یہ ہے کہ شام کو آدمی دن بھر کے کام سے تھکا ہوا ہوتا ہے، اسلئے ان ورزشوں کو اس خوشی اور تازگی سے نہیں کر سکیگا۔ جو صبح کے وقت قدرتی طور پر حاصل ہوتی ہے۔ ان ورزشوں سے پہلے یا بعد میں کسی قسم کی تھکاوٹ یا گھبراہٹ نہیں ہونی چاہئیے۔ اگر یہ ضروری بات مدنظر رکھی جائیگی تو ان ورزشوں کا پورا فائدہ حاصل کر سکوگے۔

یہ ضروری نہیں کہ سارا کورس ایک ہی دن میں ختم کرو۔ لیکن جو تھوڑا بہت کرو اُسے باقاعدہ طور پر کرو۔ اور آہستہ آہستہ تمام ورزشوں پر مہارت حاصل کر لو۔ ایک اور بات یاد رکھنے کے قابل یہ ہے کہ ان ورزشوں کے کرنے میں جو طاقت خرچ ہو۔ وہ تمہارے جسم کو تھکا نہ دے جو شخص پٹھوں کی ورزش کرنا چاہیں۔ وہ شام کے وقت کر سکتے ہیں۔ تمام یوگ آسن خالی پیٹ کرنے چاہئیں، لیکن اگر شروع کرنے سے پہلے ایک چھوٹا سا پیالہ دودھ کا پی لیا جاوے تو کوئی حرج نہیں۔

آسن یوگ کا تیسرا انگ ہے۔ آسنوں میں کمال حاصل کرکے انسان جسم کو بالکل محسوس نہیں کرتا۔ ایسا ہونے سے سُکھ دکھ، گرمی سردی کی تکلیفیں تنگ نہیں کرتیں اس کے بعد یوگ کے اگلے انگ بآسانی ہو سکتے ہیں اس لئے بیٹھنے کے لئے ایسا آسن تجویز کرنا چاہئیے جس میں بڑے آرام اور آسانی سے بہت دیر تک مثلاً تین گھنٹے تک بیٹھا جا سکے۔ بھگوان کرشن نے بھگوت گیتا کے چھٹے ادھیائے میں فرمایا ہے "ایک شدھ استھان پر کپڑا، مرگ چھالا یا کُشا گھاس بچھا کر بیٹھنے کے لئے جگہ بناؤ جو نہ بہت اونچی ہو۔ نہ ہی بہت نیچی ہو، من کو ایکاگر کرکے چت اور اندریوں کو بس میں کرکے اس پر آسن جما کر بیٹھو اور اپنے آپکو شدھ کرنے کے لئے یوگ کا عمل کرو۔ اپنا جسم سر اور گردن مضبوطی سے سیدھے رکھکر ادھر اُدھر نہ دیکھتے ہوئے اپنی ناک کے اگلے حصّہ پر نظر جما کر، بخوف ہوکر، بالکل شانت ہوکر، برہمچریہ کا برت دھارن کرکے من کو مار کر پرماتما کا دھیان کرو۔

یوگ کا مقصد قوت ارادی یا مانسک شکتی کو بڑھانا ہے جس شخص کی قوت بہت زبردست اور طاقتور ہے۔ وہ ہمیشہ سیدھا بیٹھیگا اور اپنی چھاتی کو سب سے آگے نکال کر چلے گا، اس کے برعکس ایک کمزور دل والا آدمی قدم قدم پر اپنی پوزیشن بدلیگا۔ بیٹھتے، کھڑے ہوتے ایک بہتر یا مستقل حالت قائم نہیں رکھ سکتا، اسکی چال بھی عجیب ہوگی اور ہر قدم پر صاف نظر آئے گا۔ کہ اس کا من اور ارادہ کی طاقت کتنی کمزور ہے۔

اس لئے ان آسنوں کی مشق بہت ضروری ہے۔ گو شروع میں آسن کچھ تکلیف دہ معلوم ہونگے جب ایک آسن پر کافی وقت تک بیٹھنے کی عادت پڑ جاویگی تو تمہیں ایک خاص قسم کی خوشی اور بغیر گھبراہٹ اسی آسن میں محسوس ہوگی اور اس کو بدلنے کے لئے کبھی طبیعت نہیں کریگی۔

مہرشی پتنجلی نے لکھا ہے کہ آسن وہ اچھا ہے جو بغیر ادھ آرام دہ ہو۔ انہوں نے کسی خاص آسن یا خاص قسم کا پرانا یام کرنیکی ہدایت نہیں کی بعد میں ہٹھ یوگیوں نے یوگ کے ان دونوں انگوں کو بہت بڑھا لیا ہے۔ ہٹھ یوگی شریر کو بس میں کرنے پر زور دیتا ہے۔ اور راج یوگی من کو بس میں کرنا اپنا مقصد خیال کرتے ہیں۔ اور چونکہ شریر اور من کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔ اس لئے جسمانی تربیت حاصل کرکے بھی من کی تربیت حاصل ہو جاتی ہے۔

یہ خیال غلط ہے کہ یوگ آسن صرف ہندوستانیوں ہی کے لئے مفید ہیں۔ اور یہ کہ ہندوستان کے خاص حالات طرز رہائش و آب وہوا کو مدنظر رکھ کر بنائے گئے ہیں۔ مندرجہ ذیل مثالیں ثابت کرتی ہیں کہ ایسا نہیں ہے مسٹر ہیری ڈکیمن جو ریگا (یورپ) یوگ سنٹر کا ڈائرکٹر اور بانی ہے یوگ آسنوں و بندھ مدرا میں ماہر ہے اور مختلف مرضوں میں مبتلا لوگ علاج کرانے کے لئے اس سے مشورہ لیتے ہیں۔ یورپ میں وہ بہت مشہور ہو رہا ہے۔ میں نے ابھی تک یورپ اور امریکہ میں اور کوئی شخص نہیں سنا جو اس مضمون میں اتنی گہری دلچسپی لے رہا ہو۔ (تیسر ہرج کر رہا ہو) تم حیران ہو گے کہ مسٹر ہیری ڈکیمن "یقیناً" ایک فلسفی اور رشی ہیں۔ کیلیفورنیا (امریکہ) میں ایک نوجوان لڑکی ۲۴ سال کی عمر کی تھی جس کا وزن ۲۸۰ پونڈ تھا۔ وہ اس قدر بھدی اور موٹی تھی۔ کہ وہ شرمندہ رہتی اور اسکی زندگی اس کے لئے وبال جان بن گئی تھی۔ ایک دوست کی سفارش پر اس نے یوگ آسن شروع کئے اور سب لوگ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ چھ ماہ میں اس کا وزن ۱۸۰ ایک سو اسی پونڈ رہ گیا۔ اس لڑکی کے فوٹو آسن شروع کرنے سے پہلے، درمیان میں اور چھ ماہ کے بعد امریکہ کے اخباروں میں خوب شائع ہوئے۔ اور یوگ آسنوں نے ہر قسم کی بیماریوں کو جڑ سے اکھاڑنے اور خوبصورت صحتمند جسم بنانے میں بہت خراج تحسین حاصل کیا۔

کیلیفورنیا میں ایک اور صاحب ہیں مسٹر ارنیسٹ ہیکل اور برلن کے مسٹر لورس سیکرو اور بھی کئی صاحب کنڈلنی شکتی کو جگانے اور مانسک سدھیاں حاصل کرنے کے لئے یوگ آسنوں میں بڑی دلچسپی لے رہے ہیں۔ یہ سب مثالیں صاف ظاہر کرتی ہیں کہ یوگ آسن صرف ہندوستان کے لئے ہی نہیں بلکہ تمام دنیا کے لئے ہیں۔

دھیان جمانے کے لئے پدم آسن اور سدھ آسن کی مشق کرنی چاہیئے اور صحت ٹھیک کرنے جسم میں طاقت بڑھانے اور برہمچریہ قائم رکھنے کے لئے دوسرے آسن کرنے چاہئیں۔ پہلے پدم آسن اور سدھ آسن کو بیان کرکے پھر دوسرے آسن جن سے جسم خوبصورت سڈول اور طاقتور بن سکتا ہے سلسلہ وار درج کئے جاویں گے۔

(۱) پدم آسن

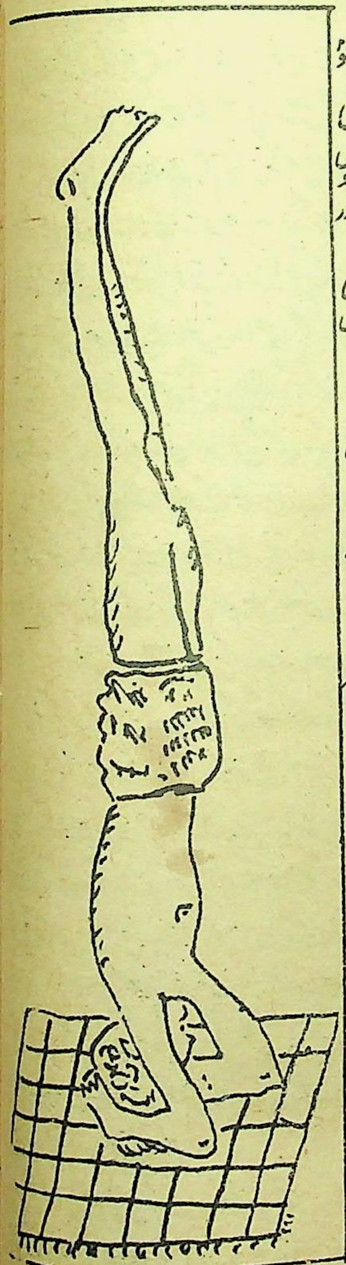
دھیان جمانے کے لئے بیٹھنے کے جتنے آسن ہیں۔ ان میں سے پدم آسن سب سے اعلیٰ اور افضل ہے۔ یوگ کی مشقوں میں اسے خاص جگہ حاصل ہے، کیونکہ رشی منیوں نے اسکی بہت تعریف کی ہے۔ اسے "پدم آسن" اس لئے کہتے ہیں۔ کیونکہ اس میں بیٹھے ہوئے سادھک کا شریر پورے کھلے ہوئے پدم یا کنول کے پھول کی طرح معلوم ہوتا ہے۔

بھگوان کرشن نے بھگوت گیتا کے چھٹے ادھیائے (شلوک ۱۱) میں بیٹھنے کے لئے جیسی جگہ مخصوص کی ہے، ویسی ہی جگہ پر بیٹھو ٹانگوں کو آگے پھیلاؤ۔ آہستہ سے دائیں کو بائیں ران کے جوڑ کے اوپر رکھو اور بائیں پاؤں کو اسی طرح دائیں ران کے جوڑ کے اوپر رکھو۔ دائیں ہاتھ کو دائیں گھٹنے پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر رکھو۔ یا دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پھنسا کر بائیں ایڑھی پر رکھو۔ بعض شخص اس میں آرام محسوس کرتے ہیں۔ یا دائیں ہاتھ کو دائیں گھٹنے پر ہتھیلی اوپر کیطرف کرکے رکھو اور انگوٹھے کیساتھ کی انگلی کو انگوٹھے کے درمیان میں لگاؤ۔ اسی طرح بائیں ہاتھ کو کرو۔ نظر کو آرام سے ناک کے سرے پر جماؤ یہ "پدم آسن" ہے۔ اس آسن کو ۵ منٹ سے شروع کرو۔ اور آہستہ آہستہ تین گھنٹہ تک لے جاؤ۔ پدم آسن تمام بیماریوں کو دور کرتا ہے اور سب تکلیفوں سے نجات دلاتا ہے

اوم

(۲) سِدھ آسن

پدم آسن سے دُوسرے درجہ پر سِدھ آسن ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ دھیان کرنے کے لئے یہ پدم آسن سے بھی سنیت لے گیا ہے۔ اسے سِدھ آسن اسلئے کہتے ہیں کہ یہ تمام سِدھیاں عطا کرتا ہے۔ علاوہ ازیں بہت سے یوگیوں نے اسے پسند کیا ہے اور عمل میں لاتے رہے ہیں۔



بھگوان کرشن نے بیٹھنے کے لئے جو جگہ تجویز کی ہے۔ اُس پر بیٹھو۔ ٹانگوں کو آگے پھیلاؤ بائیں پاؤں کی ایڑی کو آرام کے ساتھ مقعد کے سوراخ کے نیچے رکھو اور دوسری ایڑی کو پیشاب کی نالی کی جڑ کے اوپر رکھو ٹھوڑھی کو چھاتی کے اوپر جماؤ۔ بہت آرام کے ساتھ دونوں ابروؤں (آنکھوں کی بھوؤں) کے درمیان کی جگہ پر نظر جماؤ۔ لیکن آنکھوں پر کسی قسم کا بوجھ نہ پڑے اور نہ ہی زور لگے۔ اگر ایسا کرنا مشکل معلوم ہو تو صرف آنکھیں بند کر لو اور دے کمل پر دھیان جماؤ۔ کمر سیدھی رکھو۔ ہاتھ اور انگلیاں پدم آسن کی طرح رکھ سکتے ہو۔ پانچ منٹ تک اس طرح بیٹھنے اور دھیان جمانے کی کوشش کرو۔ اور آہستہ آہستہ تین گھنٹہ تک لے جاؤ۔ نوجوان جگیاسو جو برہمچریہ کا برت دھارن کرنا چاہتے ہیں اس آسن کی مشق کریں۔ شیو سنگھتا میں لکھا ہے کہ اس آسن سے یوگی دنیا کو چھوڑ کر پرم دھام پراپت کرتا ہے۔ اور تمام دُنیا میں کوئی آسن ایسا نہیں جو اس سے زیادہ پوتر اور پوشیدہ ہو۔ آسن میں دھیان جما کر یوگی پاپ سے مُکت ہو جاتا ہے آتشک جریان، بواسیر، ذیابطیس اور سوزاک کے مریض اس آسن سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔

۳۔ شیرش آسن

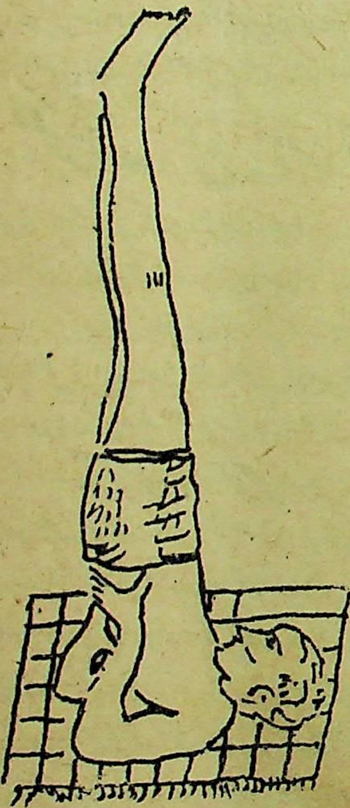
اس آسن کو شیرش آسن اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں سر کے بل کھڑا ہونا پڑتا ہے، یہ تمام آسنوں کا بادشاہ خیال کیا جاتا ہے۔

ایک کمبل کی چار تہیں کر کے زمین پر بچھاؤ۔ اُسکے اُوپر بیٹھو۔ اور دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسری میں پھنساؤ۔ بازوؤں کے اگلے حصّے کا زاویہ بناؤ۔ ایک دوسرے میں پھنسے ہوئے ہاتھوں اور بازوؤں کو زمین کے ساتھ لگاؤ۔ سر کی چوٹی ان کے اوپر رکھو جسم کے نچلے حصّے کو آہستہ آہستہ اُوپر اُٹھاؤ۔ اور پھر ٹانگوں کو اوپر اُٹھاؤ۔ اب تمام جسم زمین کے ساتھ زاویہ قائمہ بنا کر کھڑا ہو جاویگا۔ جیسا کہ شکل سے ظاہر ہوتا ہے۔ شروع میں اس حالت میں صرف پانچ سکنڈ رہو زیادہ نہیں اور تھوڑے تھوڑے سکنڈ ہر روز بڑھاتے جاؤ۔ یہ بہت ضروری ہے کہ اس سے زیادہ نہیں کرتا۔ بعض لوگ یکدم ہی کئی کئی منٹ تک کرنے لگ جاتے ہیں۔ وہ ٹھیک نہیں۔ نصف گھنٹہ تک بڑھاؤ۔ سانس بالکل باقاعدہ ہونا چاہیئے ٹانگوں کو آہستہ آہستہ بغیر کسی قسم کے جھٹکے کے نیچے لاؤ اور شریر کو ڈھیلا چھوڑ دو۔ یہ بہت ضروری ہے شیرش آسن تمام انسانی بیماریوں کا واحد علاج ہے۔ برہمچریہ قائم رکھنے کے لئے یہ از حد مفید ہے کیونکہ ویریہ شکتی، اوجس شکتی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اور دماغ میں جمع رہتی ہے۔ جن لوگوں کو آنکھ، ناک، سر، گلے اور پیٹ کی بیماریاں ہوں یا مثانہ، جگر، تلی اور پھیپھڑے خراب ہوں۔ بہرہ پن۔ بواسیر، دمہ، تپ دق، پائیوریا (دانتوں کی پیپ) قبض وغیرہ ہو۔ وہ اس سے بہت آرام محسوس کریں گے۔ سفید بال اور چہرہ کی جھریاں جاتی رہیں گی۔ یہ قوت ہاضمہ کو بڑھا کر بھوک لگاتا ہے، عورتیں بھی یہ آسن کر سکتی ہیں

اس سے بانجھ پن دور ہو جاتا ہے، سچ مچ شیرش آسن انسان کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ اور تحفہ ہے۔ اس کے دوران میں دماغ بکثرت خون اور طاقت حاصل کرتا ہے۔ اور قوت حافظہ بہت بڑھ جاتی ہے، شری یُت جواہر لال نہرو شیرش آسن کے بہت دلدادہ ہیں۔ اور ہر روز اس کے لئے کسی نہ کسی طرح وقت نکالتے ہیں۔

(۴) سروانگ آسن

"سروانگ آسن" میں چونکہ سب اعضا کام کرتے ہیں۔ اس لئے اسے سروانگ آسن کہتے ہیں۔



ایک موٹا کمبل زمین پر بچھاؤ، کمر کے بل سیدھے لیٹ جاؤ پھر آہستہ آہستہ ٹانگوں کو اوپر اُٹھاؤ۔ اور دھڑ (کمر) کو بالکل سیدھا ایک لائن میں کردو۔ دونوں ہاتھوں سے کمر کے نچلے حصے کو سہارا دو۔ کہنیوں کو زمین سے لگاؤ۔ ٹھوڑی کو چھاتی کے ساتھ لگاؤ۔ اس آسن میں گردن کا پچھلا حصہ زمین پر پڑا رہتا ہے۔ اور دھڑ اور ٹانگیں سیدھی اوپر رہتی ہیں۔ اپنے من کو گردن کی جڑ میں جماؤ۔ شروع میں دو منٹ اس حالت میں رہو اور آدھ گھنٹے تک بڑھاؤ۔ سانس کو باقاعدہ رکھو۔

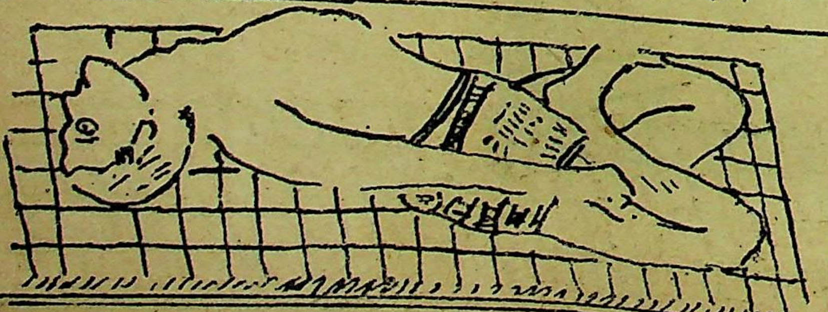
"سروانگ آسن" تمہاری گردن کے پاس دماغ کے پٹھوں کو مضبوط اور تندرست بنائے گا جس سے بدن کے تمام حصے ٹھیک طور پر اپنا کام کرنے لگتے ہیں۔ اس سے ریڑھ کی ہڈی میں خون جمع ہو جاتا ہے، ریڑھ کی ہڈی مضبوط اور لچکدار بن جاتی ہے۔ آدمی ہمیشہ جوان رہ سکتا ہے۔ یہ برہمچریہ کو قائم رکھنے میں مدد دیتا ہے۔

سوپن دوش یا احتلام کو رد کرتا ہے۔ اور نامردی کو دور کرتا ہے۔ یہ مقوی اعصاب بھی ہے۔ بدہضمی اور قبض کو بھی دور کرتا ہے، جو فائدہ شیرش آسن سے حاصل ہوتے ہیں۔ وہ سروانگ آسن سے بھی حاصل ہو جاتے ہیں۔ اگر شیرش آسن اور سروانگ آسن دونوں کئے جائیں تو بدن میں ازحد طاقت آتی ہے، بڑھاپا نزدیک نہیں آتا۔

۵۔ متسیہ آسن یا مچھلی آسن

اس آسن کو مچھلی آسن اسلئے کہتے ہیں۔ کہ یہ آسن کرکے اور بعد ازاں پرانایام سے تم جتنی دیر چاہو پانی کے اوپر مچھلی کی طرح تیر سکتے ہو۔

ایک موٹا کمبل زمین پر بچھاؤ۔ ٹانگوں کو آگے کی طرف پھیلا کر اس کے اوپر بیٹھو پدم آسن کرو۔ پھر کمر کے بل سیدھے لیٹ جاؤ۔ پھر کہنیوں پر تمام بدن کو سہارا دیکر دھڑ اور سر اُٹھاؤ سر کو زمین کے اوپر ایک طرف اچھی طرح دباؤ اور دوسری طرف جوڑوں کو دبا کر دھڑ کی ایک قوس یا پُل بناؤ ہاتھوں کو رانوں کے اوپر رکھو۔ یا اُن سے پاؤں کے انگوٹھوں کو پکڑو دائیں ہاتھ سے بائیں انگوٹھے کو اور بائیں ہاتھ سے دائیں انگوٹھے کو۔



"سروانگ آسن" کرنے کے فوراً بعد یہ آسن کرو۔ اور جتنی دیر تک "سروانگ آسن" کیا ہے۔ اُس سے ½ وقت یہ آسن کرو۔ اس آسن سے بہت زیادہ فائدہ حاصل ہوگا۔ گویا کہ اگر سروانگ آسن ۳ منٹ کیا ہے۔ تو متسیہ آسن ایک منٹ کرو علیٰ ہٰذالقیاس سروانگ آسن اور متسیہ آسن ساتھ ساتھ کئے جاتے ہیں۔ یہ ہمیشہ ایک دُوسرے کے بعد کرنے چاہئیں۔ جب آسن ختم کرلو۔ آہستہ سے سر کو ہاتھوں کی مدد سے جسم ڈھیلا کرو اور چھوڑ دو۔ پھر سیدھے بیٹھو اور پاؤں کو کھول دو۔

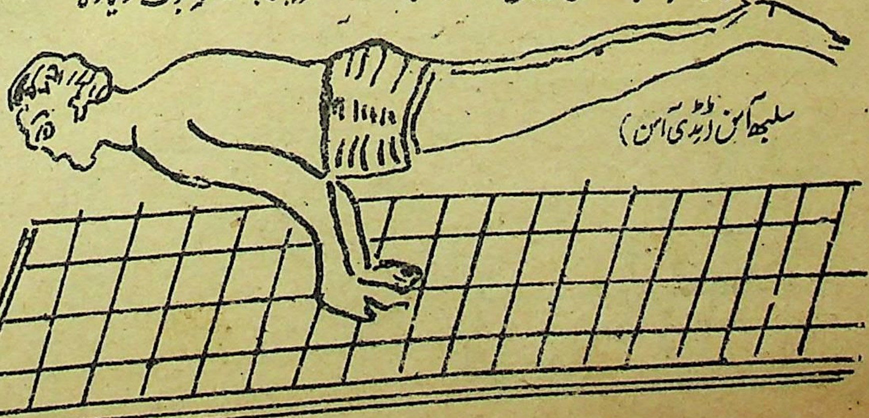
اس آسن سے گردن اور کندھوں کو آرام پہنچتا ہے، گہرا سانس آتا ہے، دماغ میں خون کافی پہنچتا ہے، بہت سی بیماریاں اس سے دُور ہوتی ہیں۔ قبض (دمہ) تپ دق۔ پرانا زکام یا کھانسی، مرگی، احتلام یا کثرت مباشرت سے ویریہ ضائع ہوکر جو نتائج دُور ہوتے ہیں کہا ہے کہ اس سے کوڑھ بھی دُور ہو جاتا ہے بڑھی ہوئی تلی ٹھیک ہو جاتا ہے۔ کھوئی ہوئی طاقت حاصل ہوتی ہے۔ دل کے پٹھوں کی ورزش ہوتی ہے، اور انہیں بہت آرام اور تقویت حاصل ہوتی ہے۔

(۲) بھجنگ آسن یا (سانپ آسن)

"بھجنگ" سنسکرت میں سانپ کو کہتے ہیں۔ اس آسن کا نام بھجنگ آسن اس لئے ہے کہ جب پوری طرح کیا جاتا ہے۔ تو کرنے والے کا جسم ایک پھنئیر سانپ کی صُورت میں ہو جاتا ہے۔

زمین پر ایک کمبل بچھاؤ، منہ کو نیچے کی طرف کر کے اس پر لیٹ جاؤ اور بدن کے تمام پٹھے بالکل ڈھیلے چھوڑ دو، ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو زمین کے اوپر کندھوں کے بالکل نیچے رکھو اور بازوؤں کو کہنیوں پر موڑ لو۔ ماتھے کو زمین کے ساتھ لگاؤ۔ اور سر اور بدن کے اوپر کے حصّے کو آہستہ آہستہ اُوپر اُٹھاؤ۔ جس طرح ایک سانپ اپنا پھن اُٹھاتا ہے۔ ریڑھ کی ہڈی کو پیچھے کی طرف جھکاؤ۔ بدن کا نچلا حصّہ ناف سے لے کر پاؤں کی اُنگلی تک زمین کے ساتھ لگا رہے ناک کے رستہ آہستہ آہستہ سانس لو۔ جب تک سر کو اُٹھاؤ اور کمر کو جھکاؤ سانس کو روکے رکھو پھر سانس کو باہر نکال دو اور سر کو نیچے لاتے وقت سانس کو روکو اور جب سر زمین کے ساتھ لگ جاوے۔ تو آہستہ آہستہ اندر سانس لو۔ اس طرح سر کو اُٹھانے اور نیچے لانے کی مشق چھ دفعہ یا زیادہ کرو۔ یہ کمر اور ریڑھ کی ہڈی کے لئے ایک اور ورزش ہے ہر لچکدار ہو جاتی ہے کمر کی تھکاوٹ جاتی رہتی ہے۔ کُبڑا پن اور کمر درد کو آرام ہو جاتا ہے۔

بھجنگ آسن پیٹ پر دباؤ ڈال کر قبض دُور کرتا ہے، حرارت غریزی بڑھا کر بھوک زیادہ لگاتا ہے اور بہت سی بیماریوں کو رفع کرتا ہے۔ یہ آسن عورتوں کے رحم کی بیماریوں کے لئے



سلبھ آسن (ٹڈی آسن)

خصوصاً مفید ہے۔ رتونہ آنا، درد سے آنا، لیکوریا اور بہت سی زنانہ بیماریاں جاتی رہتی ہیں۔

۷۔ سلبھ آسن (ٹڈی آسن)

سلبھ سنسکرت میں ٹڈی کو کہتے ہیں۔ یہ آسن کرتے وقت انسان کے شریر کی شکل ٹڈی کی طرح ہو جاتی ہے۔ کمبل کے اوپر چہرے کو نیچے کی طرف کر کے لیٹ جاؤ۔ اور بازوؤں کو زمین کے ساتھ لگاؤ مٹھی بند کر کے ہتھیلی اوپر کی طرف کرو آہستہ آہستہ اندر سانس لو پھر بدن کو اکڑا کر ٹانگوں، رانوں اور پیٹ کے نچلے حصے کو اوپر اٹھاؤ۔ بدن کا تمام وزن چھاتی اور ہاتھوں پر پڑا رہے۔ سر کو بھی تھوڑا سا اوپر اٹھاؤ۔ شروع میں اس حالت میں دس سکینڈ رہو اور آہستہ آہستہ مشق بڑھاتے جاؤ۔ جتنا سانس اندر رکھ سکو پھر ٹانگوں کو آہستہ آہستہ نیچے لاؤ۔ تمام بدن کے اعضا اور پٹھے ڈھیلے چھوڑ دو اور سانس باہر نکال دو۔ چار پانچ دفعہ ایسا کرو۔ یہ خیال رہے کہ پھیپھڑوں پر زیادہ زور نہ پڑے۔

یہ آسن ریڑھ کی ہڈی کو پیچھے کی طرف جھکاتا ہے۔ اور پیٹ پر دباؤ ڈالتا ہے جس طرح بھجنگ آسن سے جسم کے اوپر کے حصہ کی ورزش ہوتی ہے سلبھ آسن جسم کے نیچے کے حصے کو مضبوط کرتا ہے۔ یہ قبض کو دور کرتا ہے، جگر، گردہ اور مثانہ کو صاف کرتا ہے پیٹ کی اور بھی بیماریاں دور ہوتی ہیں۔ جن لوگوں کو کمر کا درد رہتا ہو۔ اُن کے لئے بہت فائدہ مند ہے قوت ہاضمہ کو بڑھاتا ہے اور بھوک خوب لگاتا ہے۔ بہت طاقت اور قوت حاصل ہوتی ہے۔

۸۔ دھنُر آسن یا کمان آسن

دھنُر سنسکرت میں کمان کو کہتے ہیں۔ اسے دھنُر آسن اس لئے کہتے ہیں کہ یہ آسن کرتے وقت کمان کی شکل بن جاتی ہے۔ ہاتھ اور پاؤں بمنزلہ رسی ہو جاتے ہیں۔ اور دھڑ اور رانیں کمان کی طرح۔ پچھلے دونوں آسنوں کی طرح کمبل کے اوپر چہرہ نیچے کی طرف کر کے لیٹ جاؤ۔ بدن کے تمام پٹھوں کو ڈھیلا چھوڑ دو۔ ٹانگوں کو گھٹنوں پر سے آہستہ آہستہ موڑو اور ہاتھوں سے ٹخنوں کو پکڑ لو، سر، چھاتی اور گھٹنے اوپر اٹھاؤ بازوؤں کو سیدھا اور اکڑا کر رکھو۔ گھٹنوں کو اکٹھے جوڑ کر رکھنے کی کوشش کرو۔ اب تمام جسم کا وزن پیٹ کے اوپر پڑ جاوے گا۔ کمان بن جاوے گی سانس حسب معمول لیتے رہو۔ یا روک لو جس طرح آرام محسوس ہو جتنی دیر رہ سکو کمان کی شکل میں رہو۔ چار سے چھ بار یہ آسن کرو جب کر چکو۔ تو پہلے گھٹنے اور چھاتی کو نیچے کرو۔ پھر ہاتھوں کو ٹانگوں سے علیحدہ کر دو۔ تاکہ ٹانگیں اور بازو زمین پر سیدھے لگ جاویں۔

یہ آسن بھجنگ اور سلبھ دونوں آسنوں کے پورے فائدے دیتا ہے۔ پیٹ کے تمام حصوں کی اچھی ورزش ہو جاتی ہے کمان کی شکل میں کسے ہوئے جسم کو آگے پیچھے اور دائیں بائیں جھلا کر پیٹ کی پوری کسرت ہو کر ہلکا ہو جاتا ہے پرانی قبض، بدہضمی، جگر کی سستی ٹانگوں کا گنٹھیا، گھٹنوں کا درد وغیرہ تمام دور ہو جاتے ہیں۔ جو عورتیں پتلی ہونا چاہیں۔ وہ پہلے اس آسن کو کریں، دھنُر آسن ریڑھ کی ہڈی کو مضبوط اور لچکدار بناتا ہے تمہارے اندر کبھی نہ تھکنے والی طاقت بھر جاوے گی جوانی کبھی جاوے گی ہی نہیں



دھنُر آسن (کمان آسن)

۹۔ پشچموتان آسن

(ریڑھ کی ہڈی کو باہر کی طرف جھکانے والا آسن)

کمبل پر سیدھے لیٹ جاؤ اور بازوؤں کو سر کے اوپر پھیلاؤ، آہستہ آہستہ اندر سانس لو بازوؤں اور دھڑ کو اُٹھاؤ اور سانس باہر نکال کر ٹانگوں کے اوپر جھکا دو، ٹانگیں سیدھی پھیلی رہیں، گھٹنے نہ جھکیں ہاتھ کی انگلیوں سے پاؤں کے انگوٹھے پکڑو

پیٹ کو اندر کی طرف سکیڑو اور سر کو گھٹنوں پر دباؤ بازوؤں سے پاؤں کے انگوٹھوں کو کھینچو اور کہنیوں کو نیچے کرو جیسا اُوپر کی شکل سے ظاہر ہے۔ دھڑ کو نیچے لاتے وقت زور سے جھٹکا نہ لگاؤ۔ بہت آہستہ آہستہ جھکاؤ۔ سانس حسب معمول لیتے رہو۔ شروع میں اس حالت میں دو سکینڈ رہو اور آہستہ آہستہ دس منٹ تک لے جاؤ۔

یہ آسن رانوں اور پنڈلیوں کے پٹھوں کو مضبوط بناتا ہے۔ یہ جسم کو چلا کرنے کی ایک اور ورزش ہے اس سے موٹاپن دور ہوتا ہے، قبض جاتی رہتی ہے جگر کی سستی، بدہضمی وغیرہ کو آرام آتا ہے کمر کا درد بھی جاتا رہتا ہے۔ بواسیر اور ذیابطیس کے لئے بھی کیا جاتا ہے، جو شخص باقاعدہ طور پر یہ آسن کرتا ہے۔ اُسے بڑھاپے کا ڈر نہیں رہتا۔

۱۰۔ میوُر آسن یا (مور آسن)

"میوُر" سنسکرت میں مور کو کہتے ہیں چونکہ اس آسن میں شکل مور کی طرح ہو جاتی ہے جس کی دُم پیچھے پھیلی ہوئی ہو۔ اس لئے اسے میوُر آسن کہتے ہیں ایڑیوں پر بیٹھو اور زمین پر جھک جاؤ۔ دونوں بازوؤں کے اگلے حصے کو باہم ملاؤ اور ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو زمین پر رکھدو۔ ہتھیلیاں اور انگلیاں مور کے پاؤں اور پنجوں کے مشابہ ہونگی۔ فرق صرف اتنا ہوگا کہ ہتھیلیاں پیچھے کی طرف مُڑی ہونگی، دونوں کہنیوں کو ملا کر جسم کو سہارنے کے لئے مُستقم بناؤ۔ کہنیوں کے جوڑوں کو پیٹ کے اوپر ناف کے نیچے رکھو۔ تمام بدن کو سر سے پاؤں تک پھیلا دو تاکہ یہ متوازی ہو۔ سر کو اوپر اٹھاؤ اور ٹھوڑی کو باہر کی طرف نکالو۔

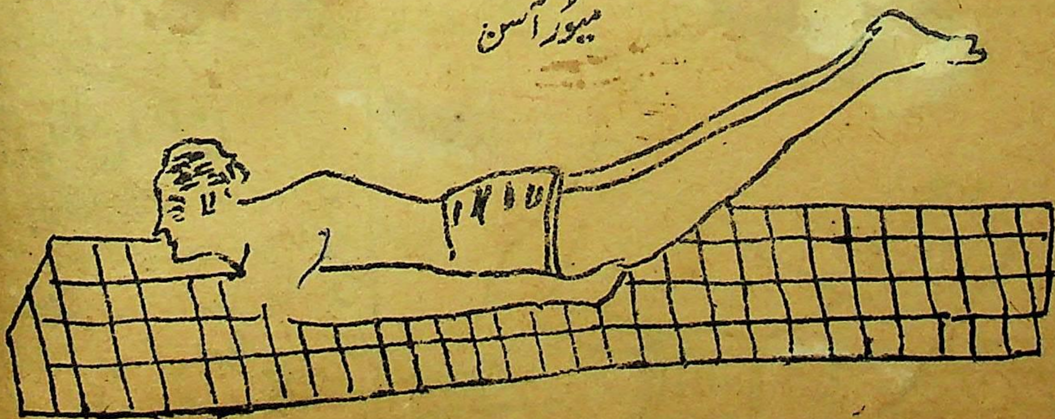


پشچموتان آسن

شروع میں سانس اندر روکنے کی کوشش کرو اپنی ناک کے نیچے ایک موٹا نرم تکیہ رکھو تاکہ اگر تمہارا جسم پھسل جاوے تو ناک کو چوٹ نہ آوے جب اچھی طرح اس آسن کی مشق ہو جاوے اور گرنے کا ڈر نہ رہے پھر حسب معمول سانس لے سکتے ہو جو لوگ ٹھیک نہ کر سکتے ہوں۔ وہ میز یا چبوترے کا سہارا لے کر جسم پھیلا سکتے ہیں۔ یہ آسان ہوگا۔ تین سکینڈ سے شروع کرکے تین منٹ تک لے جاؤ۔

اس آسن سے قوتِ ہاضمہ بڑھ کر بھوک خوب لگتی ہے۔ بدہضمی میں بہت مفید ہے، انتڑیاں مضبوط ہوتی ہیں اور قبض دور ہو جاتی ہے پیٹ جگر تلی، گردوں اور انتڑیوں کی تمام بیماریاں جاتی رہتی ہیں۔ بازو اور کندھے مضبوط ہو جاتے ہیں۔ (اوم شم)

میوُر آسن



Page 22 21 6/69
12वाँ

M W I N S U W
औ

~~1 2 3 4 5 6 7 8~~

ABCDEFGHIJKLMNOP QRSTUV
WXYZ

अ आ इ ई उ ऊ ऋ ए ऐ ओ औ
अं अः

अ आ
2 2 2

22
33

R
BQR

BA

Next time from —

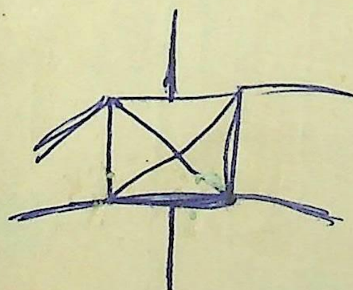
15 June to 21 June 1969 I read this

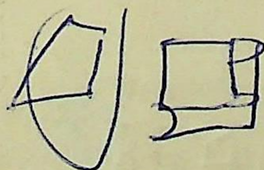
Book. All subjects therein are most
A

important. 8/✓ 346

[signature]

21-6-69.





YOG ANK

JANUARY 1955





DELH

۷
۹

وگھوش

روحانیت کے بلند ترین خیالات کا پرچارک

رسالہ "اوم" دہلی

کا

یوگ انک

فی پرچہ ۲ روپے

بابت جنوری ۱۹۵۵ء



چندہ سالانہ چھ روپے علاوہ ڈاکخرچ

ممالک غیر سے دو روپے زائد



گورنمنٹ ہماچل پردیش سے منظور شدہ

چیف ایڈیٹر
گورکھ ناتھ نندہ

ایڈیٹر
برہمانند
بی۔اے

فہرست مضامین

بابت جنوری ۱۹۵۵ء
چندہ سالانہ چھ روپے علاوہ ڈاکخرچ

(شری برہمانند بی اے پرنٹر پبلشر نے کوہ نور پریس لال کنواں دہلی سے چھپوا کر دفتر رسالہ اوم اجمیری گیٹ دہلی سے شائع کیا)

❀ भगवान शिव से प्रार्थना ❀

नमामीश मीशान निर्वाण रूपं ।
विभुं व्यापकं ब्रह्म वेद स्वरूपं ॥
निजं निर्गुणं निर्विकल्पं निरीहं ।
चिदाकाश माकाश वासं भजे ऽ हं ॥ (१)

निराकारमोंकार मूलं तुरीयं ।
गिराज्ञान गोतीत मीशं गिरीशं ॥
करालं महाकाल कालं कृपालं ।
गुणागार संसार पारं नतो ऽ हं ॥ (२)

तुषाराद्रि संकाश गौरं गंभीरं ।
मनोभूत कोटि प्रभाश्री शरीरं ॥
स्फुरन्मौलि कल्लो लिनी चारुगंगा ।
लसद्भाल बालेन्दु कंठे भुजंगा ॥ (३)

चलत्कुंडलं भ्रू सुनेत्रं विशालं ।
प्रसन्नाननं नील कंठं दयालं ॥
मृगाधीश चर्माम्बरं मुण्डमालं ।
प्रियं शंकरं सर्वनाथं भजामि ॥ (४)

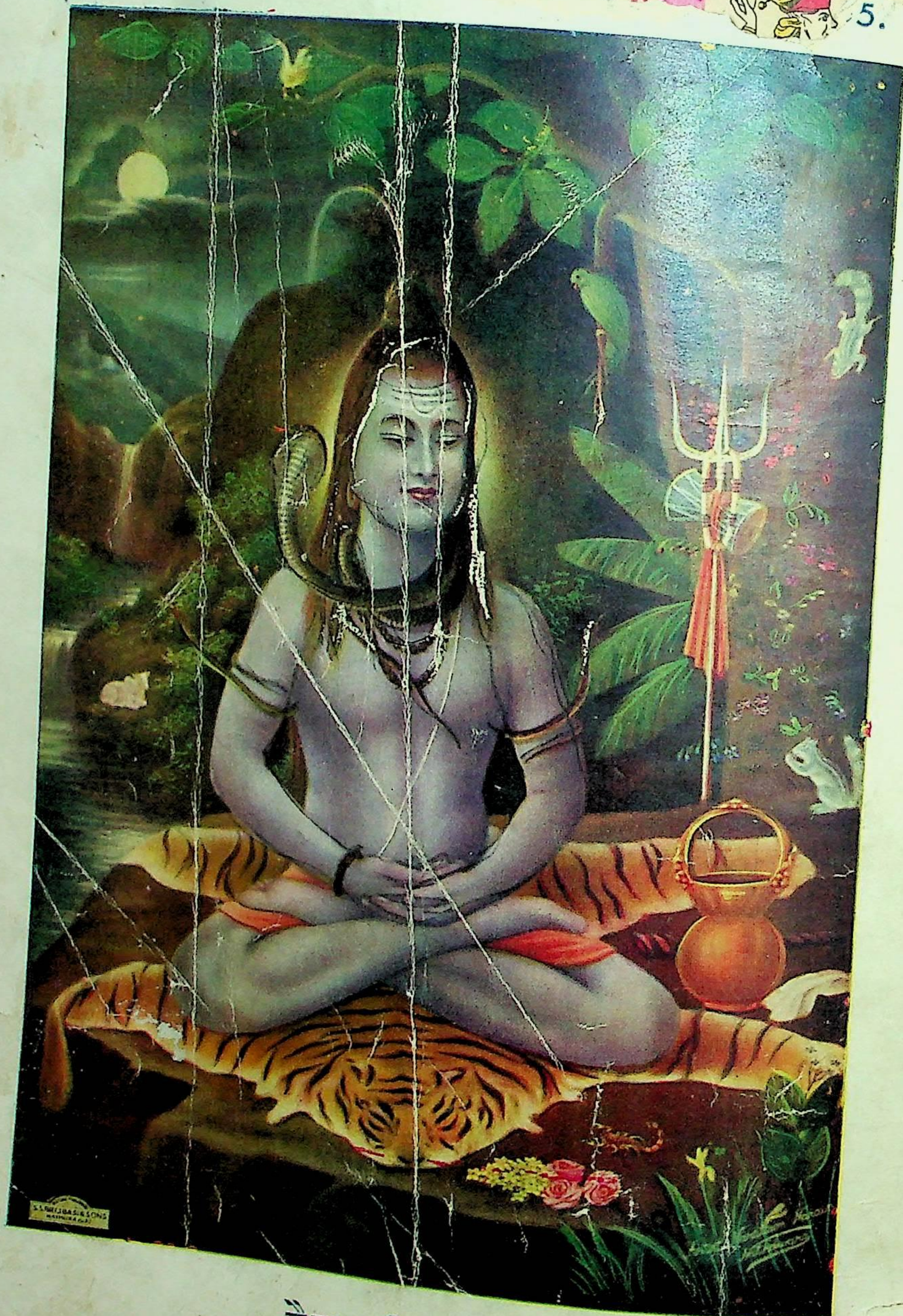
प्रचंडं प्रकृष्टं प्रगल्भं परेशं ।
अखंडं अजं भानु कोटि प्रकाशं ॥
त्रयः शूल निर्मूलनं शूलपाणिम् ।
भजे ऽहं भवानी पतिं भावगम्यं ॥ (५)

कलातीत कल्याण कल्पान्तकारी ।
सदा सज्जनानन्द दाता पुरारी ॥
चिदानन्द सन्दोह मोहापहारी ।
प्रसीद प्रसीद प्रभो मन्मथारी ॥ (६)

न यावद् उमानाथ पादार विन्दं ।
भजतीह लोके परे वा नाराणं ॥
न तावत्सुखं शान्ति सन्ताप नाशं ।
प्रसीद प्रभोसर्व भूताधि वासं ॥ (७)

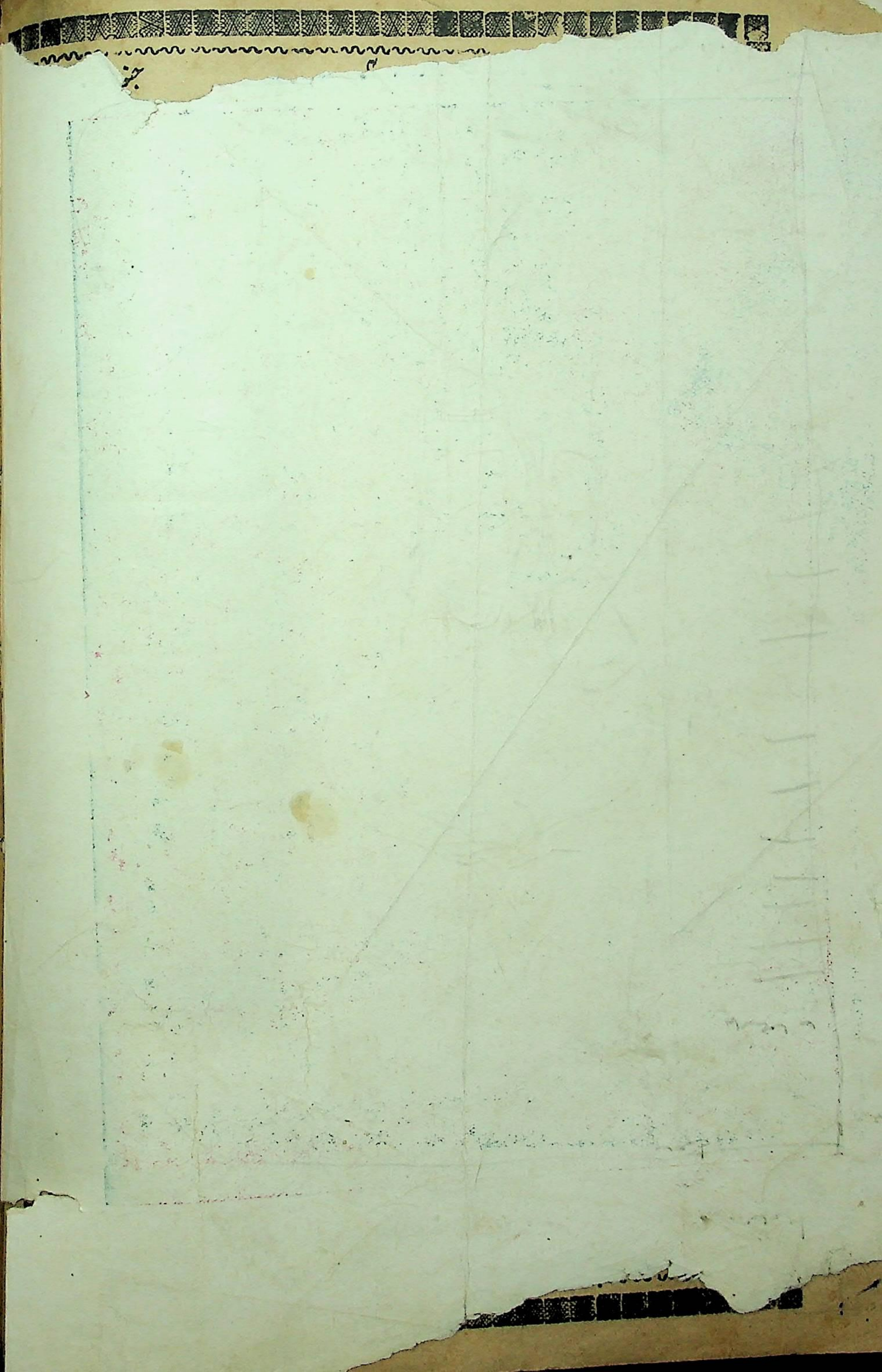
न जानामि योगं जपं नैव पूजां ।
नतो ऽहं सदा सर्वदा शम्भु तुभ्यं
जरा जन्म दुःखौघ तातप्य मानं ।
प्रभो पाहि आपन्नमामीश शंभो (८)

"OM" Delhi.



कैलाशपति शंकर

آپ کو ہی نمسکار کرتا ہوں۔



بھگوان شو سے پرارتھنا

۱۔ نمامیش میشان نِروان رُوپنگ
وِبھنگ ویاپکم برہم وید سرُوپنگ
نجنگ نِرگنم نِروِکلپنگ نِری ہنگ
چدا کاش ماکاش واسنگ بھجے ہنگ

۲۔ نِراکار اونکار مُولنگ تُری ینگ
گرا گیان گوتیت میشنگ گِری شنگ
کرالنگ مہاکال کالنگ کِرپالنگ
گنا گار سنسار پارنگ نتو ہنگ

۳۔ تُشاراَدری سنکاش گورنگ گمبھیرنگ
منو بھوت کوٹی پربھا شری شریرنگ
سپھرن مَولی کلوّلنی چارُو گنگا
لسد بھال بالیندُو کنٹھے بھجنگا

۴۔ چلت کُنڈلنگ بھرُو سُونیترنگ وِشالنگ
پرسنا ننگ نیل کنٹھنگ دیالنگ
مرِگا دھیش چرما مبرنگ منڈمالنگ
پِریہ ینگ شنکرنگ سروناتھم بھجامی

۵۔ پرچنڈنگ پرکرِشٹنگ پرگلبھنگ پریشم
اکھنڈنگ اجنگ بھانُو کوٹی پرکاشنگ
ترِیا شُول نِرمُولنم شُول پانم
بھجے ہنگ بھوانی پتنگ بھاو گمینگ

۶۔ کلاتیت کلیان کلپانتکاری
سدا سجنا نند داتا پُراری
چدانند سندوہ موہا پہاری
پرسید پرسید پربھو منمتھاری

۷۔ نہ یاوَد اُما ناتھ پادار وندم
بھجنتی ہ لوکے پرے وا نرانانگ
نہ تاوَت سُکھم شانتی سنتاپ ناشم
پرسید پربھو سروبھُوتا دی واسنگ

۸۔ نہ جانامی یوگم جپنگ نیَو پُوجام۔
نتو ہنگ سدا سرودا شمبھو تبھینگ
جرا جنم دُکھوگھ تا تپیہ مانم۔
پربھو پاہی آپن نمامیش شمبھو

(ارتھ)

۱۔ ہے موکش سُروپ، وِبھو، ویاپک، برہم اور وید سروپ، ایشان دِشا کے ایشور، تتھا سب کے سوامی شری شو جی! میں آپکو نمسکار کرتا ہوں۔ نج سروپ ارتھات مایا آدی رہت مائک گُنوں سے رہت، نِروِکلپ، اِچھا رہت۔ چیتن آکاش روپ، اتھوا آکاش کو بھی اچھادت (ڈھانپنے والے آپ کو میں بھجتا ہوں (۲) نراکار، اونکار کے مُول، تُریہ، بانی گیان اور اندریوں سے پرے (تینوں گُنوں سے انیت) کیلاش پتی، وکرال، مہاکال کے بھی کال، کرپالو، گُنوں کے دھام، سنسار سے پرے آپکو میں نمسکار کرتا ہوں (۳) جو ہماچل کے سمان گورے رنگ تتھا گمبھیر ہیں، جن کے شریر میں کروڑوں کامدیووں کی جیوتی الیونگ شوبھا ہے۔ جن کے سر پر سُندر ندی گنگا جی ہیں۔ جن کے للاٹ پر بال (دُتیا کا) چندرما، اور گلے میں سرپ سُوشوبھت ہیں (۴) جنکے کانوں میں کُنڈل ہل رہے ہیں، سُندر بھرکُٹی اور وِشال نیتر ہیں۔ جو پرسن مکھ نیل کنٹھ اور دیالو ہیں، سِنگھ چرم کا وستر دھارن کئے ہوئے اور مُنڈمالا پہنے ہیں، اُن سب کے پیارے اور سب کے ناتھ، کلیان کرنیوالے شری شنکر جی کو میں بھجتا ہوں (۵) پرچنڈ، سرشیٹھ، تیجسوی، پرمیشور، اکھنڈ، اجنما، کروڑوں سُورجوں کے سمان پرکاش والے تینوں پرکار کے شُولوں (دکھوں) کا ناش کرنیوالے، ہاتھ میں ترشُول دھارن کئے، بھاو کے دوارہ پراپت ہونیوالے بھوانی پتی کو میں بھجتا ہوں۔ (۶) کلاؤں سے پرے کلیان سروپ، کلپ کا انت یعنی پرلے کرنیوالے، سجنوں کو سدا آنند دینے والے ترِپُور راکشش کے شترو، سچدانند گھن، موہ کو ہرنے والے، من کو متھ ڈالنے والے کامدیو کے شترو۔ ہے پربھو! پرسن ہو جیئے، پرسن ہو جیئے۔ (۷) جبتک ہے پاربتی کے پتی! آپکے چرن کملوں کو منش نہیں بھجتے، تب تک اُنہیں نہ تو اِس لوک میں اور نہ ہی پرلوک میں سُکھ اور شانتی ملتی ہے اور نہ اُن کے تاپوں کا ناش ہوتا ہے۔ اَتہ (اسلیئے) ہے سمست (سب) جیووں کے اندر نواس کرنیوالے پربھو! پرسن ہو جیئے (۸) میں نہ جوم تو یوگ جانتا ہوں، نہ جپ اور نہ پُوجا ہی، ہے شمبھو! میں تو سدا سروَدا (ہمیشہ) آپ کو ہی نمسکار کرتا ہوں۔ ہے پربھو! بڑھاپا تتھا جنم مرتیو کے دُکھ سموہوں سے جلتے ہوئے مجھ دُکھی کی دُکھ سے رکھشا کیجئے۔ ہے ایشور! ہے شمبھو! میں آپ کو نمسکار کرتا ہوں۔

نویدن

(غور سے پڑھیئے)

۱- دفتر رسالہ "ادوم" اندرون اجمیری گیٹ دہلی روزانہ دو بجے سے ۷ بجے شام تک کھلتا ہے، اتوار، سرکاری چھٹی نیز تہواروں کے دن بند رہتا ہے۔

۲- "ادوم" کو زیادہ سے زیادہ دلچسپ بنانے کے لئے ہمیں لکھیں کہ آپ نے گذشتہ اشاعت میں کون کون سے مضامین خاص طور پر پسند کئے ہیں۔

۳- خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں جو کہ ہر ماہ آپ کے پتہ والی چٹ پر درج ہوتا ہے۔

۴- اپنی ہر ایک چٹھی پر اپنا پورا نام اور مکمل پتہ انگریزی اردو دونوں زبانوں میں خوشخط حروف میں لکھیں صرف چٹ نمبر لکھنا کافی نہیں ہوتا۔

۵- پتہ تبدیلی کی اطلاع ہمیں اور اپنے ڈاک خانہ کو ۲۲ تاریخ سے پیشتر ہی دے دیں ورنہ پرچہ گم ہو جانے پر ہم ذمہ دار نہ ہوں گے۔

۶- رسالہ "ادوم" نہایت احتیاط اور باقاعدگی کے ساتھ ہر ماہ کی ۳۰ تاریخ کو آپ کی خدمت میں ارسال کر دیا جاتا ہے۔ آپ کو پہلی یا دوسری تاریخ تک ضرور مل جانا چاہئے۔ اگر نہ پہنچے تو آپ اپنے پوسٹ مین سے دریافت کرنے کے بعد لازمی طور پر اپنے ڈاک خانہ میں شکایتی عرضداشت لکھ کر بھیج دیں۔ اگر پھر بھی پرچہ دستیاب نہ ہو تو پانچ تاریخ کے بعد اور دس تاریخ سے پیشتر ہی ہمیں اور پوسٹ ماسٹر دہلی نمبر ۶ کو الگ الگ دو چٹھیوں کے ذریعہ مطلع فرما دیں۔ ہم آپ کو دوبارہ پرچہ بھیج کر پوری تحقیقات کرائیں گے۔

۷- جو شکایات ہمیں ۱۵ تاریخ کے بعد موصول ہوں گی۔ اُنہیں دوبارہ پرچہ نہیں بھیجا جائے۔

ضروری اطلاع

تلسی رامائن انک ۳۰ جنوری ۱۹۵۵ء کو شائع ہوگا

چونکہ رامائن کی چھپائی کا کام ابھی کافی بقایا ہے اس لئے ہم اپنے اعلان کے مطابق ۱۰ جنوری کو اسے شائع نہیں کر سکیں گے۔ بلکہ ۳۰ جنوری ۱۹۵۵ء کو شائع کریں گے جن اصحاب کی رقم ہمیں ۱۰ فروری ۱۹۵۵ء تک پہنچ جائے گی۔ اُن کو رامائن انک رعایتی قیمت مبلغ -/۷ روپے میں ہی دیا جاوے گا۔ لیکن ۱۰ فروری کے بعد اس کی قیمت ۱۰/۸ روپیہ سے کم نہ ہوگی۔

رامائن کے پریمی اس رعایتی اعلان کی معیاد کا دھیان رکھیں۔ تاکہ بعد میں مایوس نہ ہونا پڑے۔

نوٹ:- ماہ فروری میں تلسی رامائن انک کے علاوہ کوئی پرچہ شائع نہ ہوگا۔

مینیجر

بھومکا

بھارت بھومی یوگیوں کا تو اس استھان ہے۔ کوئی زمانہ تھا جب کہ یہاں کا ہر فرد و بشر یوگی ہوا کرتا تھا۔ لیکن دھارمک ودّیا کے لوپ ہو جانے سے یوگ کے نام پر اب جگہ جگہ پاکھنڈ نظر آتا ہے۔ جن سادھوؤں کے کان پھٹے ہوں، مندراں پہنی ہوں، جسم پر بھسم رمائے ہوں، سر پر لمبی لمبی جٹائیں رکھی ہوں۔ اُن کو یوگی کہا جاتا ہے۔ لیکن دراصل یہ سب ویراگ اور تیاگ کے چنھہ (نشان) ہیں۔ یوگ تو من کی اُس اوستھا کا نام ہے۔ جو سمادھی کال میں ہوتی ہے۔ جہاں من، بدھی، چت اور چیتن، مہا چیتن میں لین ہو کر اور اپنی علیحدہ ہستی کھو کر ست چت آنند روپ ہو جاتا ہے۔ یعنی پرماتما کا ہی رُوپ ہو جاتا ہے۔ بھگوان کرشن نے اسی اوستھا کو پرم دھام یا پرم پد کہا ہے۔ جس پُرش نے اس اوستھا کو پراپت کر لیا ہے۔ دراصل وہی یوگی ہے، باقی تمام سادھک ہی کہے جانے چاہئیں۔

وید بھگوان اس پرم پد یعنی نروان اوستھا کو پراپت کرنے کے لئے تین سادھن بتاتے ہیں۔ (۱) کرم (۲) اُپاسنا۔ (۳) گیان۔ وید واکیہ ہے۔ "تت توم اسی" "ارتھات وہ (برہم) تم ہی ہو" "ایم آتما برہم" "یہ آتما ہی برہم ہے۔ یہ وید کے مہاواکیہ ہیں۔ جو کبھی غلط نہیں ہو سکتے۔ لیکن ان کا نشچے گیان کی پریپک اوستھا میں ہی ہوتا ہے۔ اس لئے وید نے پہلے "کرم" کا اپدیش دیا ہے۔

کرم: یگیہ، دان اور تپ۔ ویدک منتروں دوارہ اگنی ہوتر آدی کرم۔ نیز اپنے ورن اور آشرم کے مطابق کرم کرنا یہ سب یگیہ میں شامل ہیں۔ برہمن اور سریشٹھ وِدوان پُرشوں اور مہاتماؤں کی ضروریات کو پورا کرنا۔ مندر بنوانا۔ تالاب اور باؤلیاں بنوانا۔ دھرم شالہ اور وِدیالہ بنوانا۔ دُکھی جیوؤں کی تن، من اور دھن سے سیوا کرنا۔ یہ سب دان میں شامل ہیں۔ اندریوں کا دمن، گرمی، سردی، بھوک اور پیاس وغیرہ کا سہارنا، من کو ہٹھ پوروک ایشور دھیان میں لگانا۔ بُری واسناؤں کا تیاگ کرنا کُسنگ سے بچ کر ست سنگ میں جانا۔ آلس کو تیاگ کر برہم مہورت میں جاگنا، اشنان، سندھیا، ہون، جپ، پرانایام، آسن وغیرہ نتیہ کرموں کا کرنا۔ یہ سب تپ میں شامل ہیں۔ ان تمام کرموں کو شاستر ودھی انوسار کرنے سے جنم جنمانتروں کے پاپ نشٹ ہو جاتے ہیں۔ اور انتہ کرن کا مل وِکشیپ دُور ہو جاتا ہے۔ اور منش ایشور کی اُپاسنا کرنے کے سمرتھ ہوتا ہے۔

اُپاسنا اور گیان: پرماتما کو اپنے ہردے مندر میں نواس دینا۔ یا پرماتما کے انگ سنگ رہنا۔ بلکہ اپنی ہستی کو مٹا کر ایشور کی ہستی یعنی ستّا کا ہی ہر سمے انوبھو کرنا۔ اور وہی رُوپ ہو جانا۔ ایشور اُپاسنا ہے۔ جیسے بلبلے کا سمندر سے اپنے آپ کو علیحدہ سمجھ کر اپنی خودی کے باعث بننے اور ٹوٹنے کی فکر میں مبتلا ہونا محض جہالت کا ہی سبب سمجھا جاتا ہے۔ اسیطرح جیو بھی اپنی خودی اور اہنکار کو دامنگیر رکھ کر اپنے پرم پتا پرماتما سے علیحدہ ہو کر جنم مرن کے فرضی دُکھوں کو بھوگ رہا ہے جیسے بلبلا سمندر کے پانی سے نہ کبھی علیحدہ ہوا ہے اور نہ ہو ہی سکتا ہے۔ اسیطرح ست چت آنند سروپ پرماتما کی تلاش میں جیو سرگرداں ہے۔ اسلئے شرُتی بھگوتی (وید) اس جیو کو اگیان اوستھا سے اوپر اٹھا کر یہ اپدیش دیتی ہے کہ اے جیو! اپنے سروپ کی پہچان کر تو وہی ہے جسکی تجھے تلاش ہے۔ اگیان کا نشہ اُتار باہر کے وشیوں سے منہ موڑ۔ اور اپنے ہردے مندر میں داخل ہو کر بھگوان

کا انوبھو کر، وہ جیو ہی سروپ پرماتما تم سے علیحدہ نہیں ہے "تت توم اسی" تو وہی ہے۔

اب شنکا اٹھتی ہے کہ اگر جیو اور ایشور میں کوئی بھید نہیں۔ تو کرم اور اُپاسنا بے معنی سادھن ہیں نیز یوگ جس کے معنی پرماتما کے ساتھ ایک ہونے یعنی جڑنے کے ہیں اُس کی بھی کوئی آوشیکتا (ضرورت) نہیں رہتی اس شنکا کا اُتر یہ ہے کہ جیسے اندھیری کوٹھڑی میں چھپے ہوئے پرش کو سورج کا پرکاش نظر نہیں آتا۔ ایسے ہی جیو آتما پانچ اندھیری کوٹھڑیوں کے اندر چھپ گیا ہے ان کو سنسکرت زبان میں پانچ کوش کہا گیا ہے (۱) ان مئے کوش۔ یعنی استھول شریر جو ان سے بنتا اور ان (غذا) سے ہی پرورش پاتا ہے (۲) پران مئے کوش۔ پانچ پران۔ یعنی پران، اپان، ویان، سمان، اُودان (۳) منو مئے کوش۔ پانچ کرم اندریاں اور من (۴) وگیان مئے کوش۔ پانچ گیان اندریاں اور بدھی (۵) آنند مئے کوش۔ سُشپتی اوستھا یا اگیان سمادھی

یہ اگیان کے پانچ پردے ہیں جنھوں نے گیان کو ڈھانپ رکھا ہے۔ کرم، اُپاسنا اور گیان سے ان پردوں کو ہٹانا مقصود ہے ادھشٹان آتما تو لوہار کے آہرن کیطرح جوں کا توں سدا اپنی حالت میں یکساں موجود ہے۔ شریر کی حالتیں بدلتی ہیں، جاگرت سوپن وغیرہ اوستھائیں آتی ہیں۔ سنسار بدل جاتا ہے۔ لیکن یہ درشٹا روپ آتما سدا ایک رس رہتا ہے اور سب کی گواہی دیتا ہے۔ ایسے ساکھشی روپ آتما کو انوبھو کرنے کے لئے انتہ کرن کے مل، وکھشیپ اور آورن دوشوں کو دور کرنا ضروری ہے۔ جن کے لئے کرم، اُپاسنا، یوگ اور گیان ہی سادھن ہیں۔ کرم اور اُپاسنا کے مختلف طریقے شاستر کاروں نے لکھے ہیں اسیطرح یوگ ابھیاس پر مہرشی پاتنجلی نے یوگ شاستر لکھا ہے۔ اُسپر عمل کرنے سے جہاں منش ردھی سدھیوں کو پراپت کرتا ہے وہاں انتہ کرن کی میل اُترنے پر آتم ساکشاتکار حاصل کرتا ہے۔

"یوگ انک" میں یوگ سادھنوں کا مختلف طریقوں سے ورنن کیا گیا ہے۔ چونکہ ہر شخص کے لئے ایک ہی ابھیاس مناسب حال نہیں ہوتا اسلئے "یوگ انک" میں یوگ کی پراپتی کے لئے مختلف طریقے بتائے گئے ہیں۔ جو جس کے مناسب حال ہو اختیار کر سکتا ہے۔ مہرشی اروند گھوش نیز دیگر مہاپرشوں کے ذاتی انوبھو بھی اس میں درج ہیں۔ جیسے خربوزہ کو دیکھکر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ اسیطرح مہاپرشوں کی جیونیاں پڑھ کر جگیاسو اپنی ترٹیوں (کمزوریوں) اور رکاوٹوں کو دور کر کے منزل مقصود کو پراپت کرنیکے سمرتھ ہوتا ہے۔

وہ پرش دھنیہ ہیں۔ جو سنساری مایا سے آزاد ہو کر یوگ مارگ میں پرورت ہو چکے ہیں ایسے سادھن سمپن منش ہی اپنے جنم کو سپھل کر رہے ہیں۔ یہی جاگے ہوئے منش ہیں باقی تمام سنساری لوگ حقیقت سے ناآشنا ہیں۔ وہ موہ ممتا کی گہری نیند میں سوئے ہوئے ہیں۔ سنت تلسی داس نے کیا خوب فرمایا ہے:۔

ایہی جگ جامنی جاگہیں جوگی پرمارتھی پرپنچ وِیوگی
جانئے تبھی جیو جگ جاگا جب سب وِشے بِلاس بیراگا

ارتھ:۔ اس جگت روپی راتری میں یوگی لوگ جاگتے ہیں۔ جو پرمارتھی ہیں اور پرپنچ (مائیک جگت) سے چھوٹے ہوتے ہیں۔ جگت میں جیو کو جاگا ہوا تبھی جاننا چاہیئے۔ جب اُسکو سمپورن (تمام) بھوگ ولاسوں سے ویراگ ہو جائے۔

یہ "یوگ انک" اُن جاگے ہوئے سادھکوں کو ترقی کی راہ پر گامزن کریگا۔ اور سنساری منشوں کو جنکے پنیہ کرم اُدے ہونیوالے ہیں) جگا کر یوگ مارگ پر آروڑھ ہونے کے لئے جگیاسا پیدا کرے گا۔

ایشور کی خاص کرپا اور انوگرہ سے "یوگ انک" کے تمام مضامین نہایت اعلیٰ درجہ کے تیار ہوئے ہیں ہم اُن تمام مہانو بھاووں کا دھنیہ واد کرتے ہیں۔ جنھوں نے اس اپوروپنک کو تیار کرنے میں ہماری امداد کی ہے۔ اگر اِسکے پاٹھ سے کسی ایک بھی سجن کا جیون سپھل ہوا۔ تو ہم اپنی محنت کو سکارتھ جانیں گے۔

ایڈیٹر

بیسویں صدی کے دنیا کے سب سے بڑے یوگی مہرشی اروند گھوش کے روحانی تجربات انکی اپنی زبانی

یوگ کا انت پرکاش

پانڈیچری کے مہایوگی شری اروند گھوش نے یوگ کیسے سیکھا؟
(انکے روحانی تجربات اُن کی اپنی زبانی)

तपस्विभ्यो ऽधिको योगी, ज्ञानिभ्यो ऽपि मतो ऽधिकः
कर्मिभ्यश्चाधिको योगी, तस्माद्योगी भवार्जुन ॥ गीता - ६-४६

ارتھات:- مہایوگیشور بھگوان کرشن نے گیتا میں اپنے شری مکھ سے ارجن کو فرمایا ہے:- "تپسویوں سے یوگی کا درجہ زیادہ اونچا ہے۔ گیانی (واچک گیانی) سے بھی وہ بالاتر مانا جاتا ہے۔ اور کرم کانڈی سے بھی یوگی بہت زیادہ مہان ہے۔ اسلئے اے ارجن تو یوگی بن۔" یہ شبد بھگوان نے آریہ جاتی کے ہر نونہال کو ہر فرد و بشر کو اپیل کے طور پر ارجن کو نمت بنا کر کہے ہیں۔ جس کے دل میں یہ اثر کر گئے جو اس مارگ پر دڑھتا سے چل پڑا۔ اُس کا جنم، سپھل ہوگیا۔ ادم تت ست

یوگ کا شوق

کسی شخص کو میری اندرونی زندگی کا علم نہیں۔ جن سجنوں نے میری سوانحمری یا جیون چرتر لکھے ہیں انہوں نے صرف اوپر کی سطح کے واقعات کو ہی جو میری تقریروں یا چٹھیوں سے معلوم ہو سکے لکھا ہے۔ لیکن یوگ کے مارگ میں میری اندرونی جدوجہد۔ میری گپت زندگی اور میرے روحانی انوبھو سوائے میرے اور کوئی نہیں جانتا۔ اس کے علاوہ پانڈیچری میں خاموش ابھیاس کے ذریعہ جن بہت اونچے روحانی منڈلوں کا مجھے سوتہ ہی انوبھو ہوتا رہا ہے جن تک رسائی بہت ہی کم ہوتی ہے۔ اُن کو پبلک کے سامنے آج تک نہیں رکھا اور نہ ہی رکھنے کا ارادہ ہے۔ کیونکہ ابھی اُس سے کسی کو لابھ نہیں ہو سکتا۔

میں نے سات سال کی عمر سے ۲۱ سال کی عمر تک متواتر انگلینڈ میں تعلیم حاصل کی۔ انگریزی۔ فرانسیسی اور لاطینی زبانوں میں ہی مجھے مہارت تھی یا تھوڑی ہندوستانی جانتا تھا۔ اس لئے مجھے ہندو دھرم کی واقفیت صرف اتنی ہی تھی کہ یہ توہمات اور فضول خیالات سے بھرا ہوا مذہب ہے۔ ایشور کی ہستی پر بھی مجھے پورا وشواس نہیں تھا لیکن جب میں نے ۱۸۹۳ء میں ہندوستان آکر ریاست بڑودہ میں پہلے محکمہ بندوبست میں اور پھر کالج میں بطور وائس پرنسپل ملازمت حاصل کی تو مجھے گجراتی، مرہٹی، ہندی اور بنگالی زبانیں سیکھنی پڑیں۔ اس کے ساتھ ہی مجھے گیتا، اپنشد

اور دیگر دھارمک پستکوں کا سوادھیائے پراپت ہوا۔ سنسکرت پڑھنے کا بھی شوق پیدا ہوا اگرچہ ویدوں کو میں نے بہت بعد میں پانڈیچیری جا کر پڑھا۔ ان پستکوں کو پڑھ کر مجھے خیال ہوا کہ ہندو دھرم وہ نہیں جو نظر آتا ہے بلکہ ہندو دھرم "ویدانت" کے زبردست سدھانت پر مبنی ہے اور گیتا میں جس "یوگ" پر بار بار زور دیا گیا ہے اس میں ضرور زبردست سچائی موجود ہوگی پس میں نے یوگ کا ابھیاس کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا اور ایشور سے اس طرح پرارتھنا کی:- "اے پرماتما! اگر تیری ہستی ہے۔ اگر تیرا وجود کہیں ہے تو تو میرے دل کو جانتا ہے۔ تو جانتا ہے کہ میں مکتی نہیں چاہتا۔ میں ایسی کوئی چیز نہیں مانگتا جن کی اور لوگ خواہش رکھتے ہیں۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ تو مجھے اس جاتی کو اس قوم کو اونچا اٹھانے کی شکتی دے۔ میں یہی چاہتا ہوں کہ میں اپنے دیش باسیوں کی سیوا کرنے کے لئے زندہ رہوں۔ مجھے ان سے بہت پیار ہے۔ اور میں اپنی زندگی ان کے ارپن کرنا چاہتا ہوں"

اس پرارتھنا کے بعد میں نے یوگ میں پورنتا پراپت کرنے اور انوبھو ساکشا تکار حاصل کرنے کے لئے زبردست پرشارتھ اور ابھیاس شروع کیا۔ اور درجہ بدرجہ کامیاب ہوتا گیا۔

(۲) یوگ کا آغاز (آرمبھ)

میں نے ۱۹۰۴ء میں یعنی بتیس ۳۲ سال کی عمر میں یوگ کا ابھیاس بغیر کسی گورو کی مدد کے شروع کیا۔ اس سے پہلے کئی واقعات ایسے پیش آ چکے تھے جن سے میرا من یوگ اور ایشور پراپتی کی طرف جھکتا جاتا تھا۔ اور روحانی سنسکاروں کی موجودگی ظاہر کرتا تھا۔ ان میں سے چند ایک قابل ذکر ہیں:-

۱۔ جب انگلینڈ سے واپسی پر یعنی پندرہ سال کی غیر حاضری کے بعد میں نے بھارت ماتا کی پوتر بھومی پر پہلا قدم بمبئی میں دکھا تو ایک وشال شانتی میرے اوپر چھا گئی۔ اس شانتی نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا اور بعد میں کئی ماہ تک قائم رہی۔

۲۔ میرے ہندوستان پہنچنے پر کلکتہ میں میرے پتا جی کو میری آمد کی بجائے کسی طرح میری موت کی خبر پہنچا دی گئی میرے برودھ پتا جی اس صدمہ کو برداشت نہ کر سکے اور اپنے پیارے بیٹے کا نام جپتے جپتے انہوں نے پران تیاگ دیئے۔

۳۔ ایک دفعہ مہاراجہ بڑودہ کے ساتھ کشمیر جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں تخت سلیمان کی پہاڑی پر سیر کرتے ہوئے اچانک ہی دنیا میری آنکھوں سے غائب ہو گئی اور ایک خالی اننت ستّا کو انوبھو کیا۔

۴۔ نربدا کے کنارے کالی کے ایک مندر میں کالی کو سچ مچ زندہ چیتن حالت میں دیکھا۔

۵۔ بڑودہ میں گاڑی میں بیٹھے ہوئے ایک حادثہ پیش آیا۔ اس خطرے کے وقت محسوس کیا کہ یکایک میرے اندر سے ہی بھگوان پرگٹ ہو کر باہر نکلے ہیں اور میری رکھشا کی ہے۔

لیکن ان سب اتفاقیہ واقعات کا میرے اندرونی تجربات سے کوئی سمبندھ نہیں تھا۔ اور نہ ہی یہ سادھن کا حصہ تھے۔

۱۹۰۴ء میں میرا ایک دوست مجھے بڑودہ میں گنگا مٹھ کے ایک مہاتما برہمانند جی کے درشن کے لئے لے گیا۔ انہوں نے میری بات چیت سن کر مجھے پرانا یام اور آسن سکھائے۔ پرانا یام کا ابھیاس میں نے خود ہی حسب ہدایت شروع کیا اور اتنا زیادہ کیا کہ دن میں چار پانچ گھنٹے لگاتار پرانا یام کرتا رہتا۔ چار سال تک یہی کرتا رہا۔ (۳)

سے میری صحت ضرور اچھی ہوگئی - قوت ہاضمہ اور جیون شکتی کافی بڑھ گئی اور چہرے پر کیفیتدہ چمک اور تیج پیدا ہُوا لیکن ایشور سے اور رُوحانیت سے میں اُتنا ہی دور رہا جتنا پہلے تھا کسی انو بھوی گورو کی تلاش میں رہتا تھا لیکن کامیابی نہیں ہوتی تھی - اس دوران میں بھگوان کرشن اور کالی یا شکتی کی شردھا اور پریم بھری اُپاسنا میری روزانہ زندگی کا حصہ تھی -

سنہ ۱۹۰۶ء میں بڑودہ کالج کی ملازمت چھوڑ کر میں نے بنگال میں آزادی اور سودیشی کی تحریک میں بنگالی نوجوانوں کی رہنمائی کا کام بہت سرگرمی سے شروع کیا - لیکن اس پولیٹیکل زندگی کے ساتھ میرے اندر یوگ کی لگن اور شوق بھی اُتنا ہی تیزی سے بڑھتا رہا اور میں نے دونو کو ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں سمجھا -

اُن دنوں میں میری ایک ناگا سنیاسی سے ملاقات ہوئی - میرا ایک دوست بیمار تھا کئی روز سے بہت زیادہ بخار تھا جس کو کم کرنے میں ڈاکٹروں کی کوشش ناکامیاب رہی - ایک شخص اس سنیاسی کو منتر کے علاج کے لئے بُلا لایا - اُس نے ایک گلاس میں پانی بھر کر اُس میں چاقو پھیر کر کچھ منتر پڑھے اور مریض کو پلا دیا - تھوڑی دیر کے بعد ہی مریض کا بخار بالکل اُتر گیا - اس چمتکار سے میری شردھا اُن ناگا سنیاسی میں بہت ہوگئی - لیکن وہ میرے گورو نہ بن سکے -

آخر سنہ ۱۹۰۸ء میں مجھے بڑودہ جانے کا اتفاق ہُوا - وہاں ایک مرہٹہ یوگی شری وشنو بھاسکر لیلے سے میری بھینٹ ہوئی - اُنہوں نے مجھے سیدھے راستہ پر لگایا - وہ کچھ عرصہ کے لئے میرے رہبر بنے اور اُن کی ہدایت سے ابھیاس کرتے ہوئے مجھے بہت تیزی سے یوگ میں کامیابی شروع ہوئی - اتنی تیزی سے کہ اُن کا اپنا انو بھو بھی پیچھے رہ گیا - اور وہ بھی میرا گورو بننے سے انکار کر گئے اور مجھے بھگوان کے حوالہ کر دیا -

۳- پہلا ساکشاتکار - یا نِروان کی پراپتی

(چِت کی برتیوں کا نِرودھ یعنی خیالات کی روک تھام)

چِت وِرتی نِرودھ: (یعنی خیالات کو بند کر کے من کو چِت کی برتیوں کا پُورن نِرودھ ا

بالکل ستھر اور نشچل کرنا ہی پراچین کال سے یوگ کا پہلا سادھن چلا آتا ہے - اس کے بغیر یوگ میں کامیابی اور ترقی ممکن ہی نہیں - ہر ایک سادھک کو اس میں بہت مشکل پیش آتی ہے اور بہتوں کو من کے ستھر اور خاموش کرنے میں بہت لمبا عرصہ لگتا ہے - ابھیاس کے وقت یا دچار اور چنتن کے سمے من کے بکھرتے ہوئے خیالات اور زبردست ویگ سے اُٹھتی ہوئی ترنگوں (لہروں) نے بڑے بڑے یوگیوں کے چھکے چھڑا دئے ہیں - حضرت عیسیٰ مسیح اور مہاتما بدھ تک کو اس نے اتنا تنگ کیا ہے کہ اُن کو بہت عرصہ تک مختلف طریقوں سے اس کے ساتھ یدھ کرنا پڑا -

چِت برتی نرودھ کے مختلف طریقہ جات یوگیوں نے لکھے ہیں - لیکن مشہور اور اہم صرف تین ہیں جو ذیل میں دیئے جاتے ہیں -

۱- پہلا طریقہ:- پہلا طریقہ وہ ہے جو سوامی ویویکانند نے اپنے "راج یوگ" میں لکھا ہے - کہ من کو زبردستی روکنے کی کوشش نہ کرو اس کے ساتھ کشتی یا جدوجہد نہ کرو - صرف اپنے خیالات کو غور سے دیکھو اور اپنے من کی خصلت کو پہچانو کہ کس قسم کا ہے اور کدھر جاتا ہے - اس کو ادھر اُدھر دوڑنے کی منظوری تو نہ دو لیکن روکو بھی مت اور کھُلی چھٹی دے دو - تم دیکھو گے کہ تھوڑی دیر کے بعد یہ خود ہی شانت ہو جائے گا - اور آہستہ آہستہ اس طرح کے ابھیاس سے ستھر ہوتا جائے گا - عام سادھارن اور اوسط درجہ کے سادھک جن کی

تعداد بہت زیادہ ہے۔ اسی طریقہ پر چلتے ہیں۔

۲۔ دوسرا طریقہ:- یہ طریقہ اُن لوگوں کا ہے جن کا بُدھی بل اور وچار شکتی کچھ بڑھے ہوئے ہوتے ہیں اور جو ایک اوسط سادھک سے کسی قدر اونچے ہوتے ہیں۔ اس میں سادھک اپنے من کے دو حصے کر لیتا ہے۔ ایک ACTIVE PART یعنی سرگرم حصہ جس میں خیالات اُٹھتے رہتے ہیں اور دوسرا QUIET MASTERFUL PART یعنی خاموش اور شانت حصہ جو پہلے حصہ کا سوامی اور مالک بن کر اُس کو کنٹرول کرتا ہے۔ یہ حصہ ساکشی اور درشٹا ہو کر پہلے سرگرم حصہ کے کام یعنی اُٹھتے ہوئے خیالات کو صرف دیکھتا ہی نہیں بلکہ اس کی سنکلپ شکتی یا قوت ارادی زبردست ہوتی ہے۔ اور یہ سرگرم حصہ کو روکتا، نشچے کرتا کبھی منع کرتا۔ کبھی حکم دیتا۔ کبھی اُس کے وچاروں میں ترمیم یا تبدیلی کرتا رہتا ہے۔ اُسے آزادی سے گھومنے کی اجازت یا کھلی چھُٹی نہیں دیتا۔ یہ من کے نواس ستھان یعنی دماغ کے کارخانہ کا MASTER یعنی سوامی بنتا ہے اور اپنی سلطنت میں سامراجیہ یعنی اپنی حکومت کرنے کی شکتی رکھتا ہے۔ یہ اپنے آپ کو پُرش۔ ساکشی۔ انو منتا یا منو میئے پُرش جانتا ہے اور دوسرے حصہ یعنی ACTIVE PART سرگرم کار و مصروف حصہ کو پرکرتی کا انگ سمجھتا ہے جس میں خیالات پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اپنے آپ کو اُن خیالات سے اسنگ اور ساکشی دیکھتا ہوا اُن میں لپایمان نہیں ہوتا۔ اس طرح کا ابھیاس کرتا ہوا سادھک پرکرتی والے حصہ کے آوارہ گرد خیالات کو بھی آہستہ آہستہ روکتا جاتا ہے اور سارے من کو ستھر اور خاموش کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ یہ اُتم سادھک ہوتا ہے یعنی اونچی شرینی یا اونچی جماعت کا سادھک شمار ہوتا ہے۔

لیکن یوگی اس سے آگے جاتا ہے۔ اس کا طریقہ اور ہے جو نیچے دیا جاتا ہے۔

۳۔ تیسرا طریقہ:- تیسرا طریقہ یوگی کا یہ ہے۔ یہی وہ طریقہ ہے جس سے مجھے بہت جلد کامیابی ہوئی۔ اور اس کے لئے میں مہرشی یوگی ہری وشنو بھاسکر لیلے کا بہت ممنون احسان مند اور قرضدار ہوں۔ یہ طریقہ مشکل ضرور ہے اور ہر شخص اس کو نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر کوئی کر سکے تو یہ من کو پورے طور سے ستھر اور خاموش کرنے کا بہت ہی تیز اور نہایت چھوٹا راستہ ہے۔

یوگی کہتا ہے اور اپنے انوبھو سے خود تجربہ کر کے پورے یقین سے کہتا ہے کہ خیالات ہمارے اندر پیدا نہیں ہوتے ہمارے اندر سے نہیں اُٹھتے بلکہ باہر کے وایو منڈل یا کرہ ہوائی میں سے آ کر ہمارے دماغ میں داخل ہوتے ہیں اور ہمارا من ان کو پکڑ لیتا ہے۔ یہ کیسے؟ جس طرح شبد یا آواز کھوئی نہیں جاتی بلکہ وایو منڈل میں پرتھوی کے چاروں طرف گھومتی رہتی ہے اور ریڈیو اس کو پکڑ کر جب چاہے سنا سکتا ہے۔ اسی طرح پرانی مانز کے خیالات بھی سرشٹی کے آرمبھ سے لے کر اب تک وایو منڈل میں ایک خاص طبقہ میں جمع ہیں اور پرتھوی کے چاروں طرف گھومتے رہتے ہیں۔ یہ طبقہ زمین کے ساتھ ہی ملحق ہے اور اس کو UNIVERSAL MIND یا وشو ویاپی من یا عالمگیر من کہتے ہیں۔ جس پرکار کا کسی انسان کا سوبھاو یا پرکرتی ہوتی ہے۔ اُسی قسم کے خیالات اُس طبقہ میں سے خود ہی اُس کی طرف کھچے ہوئے چلے آتے ہیں۔ اور اس کے دماغ میں داخل ہوتے رہتے ہیں۔ تمام اچھے ہنر مثلاً شاعری۔ راگ ودیا۔ مصوری۔ سائنس۔ طب۔ پرکرتی یا قدرت کے قوانین کی چھان بین وغیرہ علوم و فنون کا یہ طبقہ بھنڈار ہے۔ جو شخص جس طرف اپنے من کو ایکاگر کرتا ہے۔ اُسی علم و ہنر کی لہریں اُس کے دماغ میں داخل ہو

کرے جتنی بھی ہی اس کی سہائتا کرتی ہیں۔ لیکن یہ صرف مادہ تک محدود ہے۔ شدھ اخلاق اس کی زیادہ سے زیادہ ترقی ہے۔ روحانیت اس میں نہیں۔ وہ اس سے اوپر ہے۔ اسی طرح بُرے اور اسُری خیالات بھی اُسری پرکرتی والوں کو یہاں سے ملتے رہتے ہیں۔ اسی سدھانت کی بنا پر یوگیوں نے سدھ کیا ہے کہ چت یعنی ہمارے انتہ کرن کا وہ حصہ جس میں پرانے سنسکار، یادداشت، اور دیکھی۔ سنی اور پڑھی ہوئی باتیں جمع رہتی ہیں۔ جو ہمارے لئے ایک قابل اور وفادار ریکارڈ کیپر RECORD KEEPER کا کام کرتا ہے۔ چت ہمارے شریر کے اندر ہی واقع نہیں بلکہ ہمارے شریر کے چاروں طرف باہر بھی ایک سوکشم غلاف کی مانند ستھول شریر کو گھیرے ہوئے ہے۔ اس چت کا سمبندھ براہ راست UNIVERSAL MIND یعنی وشو ویاپی من کے ساتھ بھی ہے۔ یوگی نے اس بیرونی طبقہ یعنی وائیو منڈل میں سے ہوتے ہوئے خیالات کو اپنے اندر داخل ہونے سے روکنے کا ابھیاس کرتا ہے۔ چت کو انگریزی میں SUB - CONSCIENT کہتے ہیں۔

چنانچہ جب شری لیلے جی نے مجھے یہ بتایا کہ خیالات تمہارے من میں باہر سے آتے ہیں تو مجھے بڑی حیرانی ہوئی۔ میں نے ایسی بات پہلے کبھی سنی ہی نہیں تھی نہ اس کا کوئی علم تھا اور نہ اس کی سمجھ لیکن میرا لیلے جی میں بہت درڑھ وشواس اور شردھا تھی اس لئے مجھے اُن کے بچن کی سچائی میں بالکل ہی شک نہیں ہوا اور ایک اندھ وشواسی کی مانند میں نے اُن کی آگیا پالن کی۔

شری لیلے جی نے کہا :- "آرام سے دھیان جمانے کے لئے بیٹھ جاؤ۔ لیکن سوچنا بند کر دو۔ دماغ کو خالی کر دو۔ اور اپنے من کو دیکھو کہ اس میں خیالات کدھر سے آتے ہیں۔ تم دیکھو گے کہ باہر سے آتے ہیں۔ ان کو من میں داخل ہونے سے پہلے ہی باہر نکال کر پھینک دو۔ باہر دھکیلتے رہو جتنے کہ تمہارا من پوری طرح خاموش اور سمتھر ہو جائے"۔ میں فوراً ہی بیٹھ گیا اور ٹھیک اسی طرح کیا۔ میں نے دیکھا کہ خیالات سچ مچ باہر سے آ رہے ہیں۔ میں ایک ایک کر کے ان کو فوراً ہی باہر پھینکتا رہا اور پھر ان کو اندر داخل ہونے سے پہلے ہی اور دماغ پر قبضہ کرنے سے پیشتر ہی پرے دھکیل دیتا۔ تھوڑی دیر میں ہی میرا من ایسا خاموش اور شانت ہو گیا جیسی ایک اونچے پہاڑ کی بہت اونچی چوٹی پر ہوا غیر متحرک اور شانت ہوتی ہے۔ کچھ دیر کے بعد میں نے پھر دیکھا کہ خیالات پھر یکے بعد دیگرے باہر سے اندر گھسنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں نے پھر اُسی طرح کیا اور دن بھر یہی کرتا رہا۔ صرف تین دن کے ابھیاس سے میں بالکل آزاد ہو گیا اور من بالکل خاموش رہنے لگا۔ منومے پُرش جو پہلے ذاتی اور شخصی خیالات کے تنگ دائرے میں محدود ہو کر خیالات کی فیکٹری یا کارخانہ میں ایک مزدور کی مانند ہوتا تھا۔ اب ایک آزاد چیتن اور وشو ویاپی من کا حصہ بن گیا۔ اور اس کو اب گیان باہر کے سینکڑوں لوگوں سے آنا شروع ہوا۔ اس وشو ویاپی من یعنی خیالات کے وشال راجیہ اور اس نظر آنے والے جگت کے وسیع نظاروں سے بھرپور سلطنت میں اس کو پوری آزادی ہو گئی کہ اپنی مرضی کے مطابق روحانی اور اونچے خیالات اور نظارے ہی گرہن کرے۔

اس سے یہ مطلب نہیں نکالنا چاہئے کہ ہر شخص اسی طریقہ سے اور اتنی تیزی سے یہ کام کر سکتا ہے۔ میرے اوپر بھگوان کی خاص الخاص الوگرہ ہوئی۔ ہر شخص کوئی نہ کوئی طریقہ شروع کرتا ہے لیکن کام DIVINE GRACE یعنی بھگوان کا پرساد ہی کرتا ہے۔ اسی طرح یہ ابھیاس کرتے ہوئے تھوڑے دنوں میں ہی مجھے ایک روز اچانک ہی نرِوان کا انوبھو یا نرگن برہم کا ساکشاتکار ہو گیا۔

نروان کیا ہے

میں اچانک ہی ایک ایسی حالت میں ہو گیا جو خیالات سے اوپر تھی۔ من کا کہیں پتہ ہی نہیں چلتا
تھا۔ کوئی مانسک حرکت یا اہنکتا کا انش تک نہیں تھا۔ میری اپنی ہستی ہی نہیں تھی اور نہ ہی سنسار اس طرح نظر
آتا تھا۔ جیسے اندریوں دوارا۔ صرف خاموشی ہی خاموشی۔ نظر آنیوالے انیک روپ غائب۔ صرف ایک ستّا ایک
وحدت جسے ہم تت तत کہتے ہیں۔ نراکار۔ نرگن۔ اکتھ۔ ناقابل بیان۔ انرو چنیہ۔ بدھی اور سمجھ کی پہنچ سے پرے
پورن۔ اننت ستّا ہی ہر طرف محسوس ہوتی تھی جو بالکل شانت تھی۔ یہ نام روپ والا جگت اس میں اس طرح
بھاستا تھا جیسے جھوٹی سینما کی تصویریں جن کی کوئی ہستی یا حقیقت ہی نہیں۔ ایک ادویت۔ اننت برہم کا
ہی انوبھو تھا۔ اس نروان میں دن رات میں رہنے لگا اور جب اس سے نیچے اترتا تو اس کی یاد دل میں ہر وقت
تازہ رہتی۔ لیکن اس میں مجھے کوئی آنند یا مستی محسوس نہیں ہوئی۔ آنند تو مجھے کئی سال بعد پراپت ہونے لگا۔ البتہ اس
حالت نے مجھے ناقابل بیان شانتی دی۔ زبردست خاموشی اور من کے جھمیلوں سے، سنسار کے بندھنوں سے
چھٹی اور آزادی دی۔

یہ تو پورن سمادھی بھی نہیں تھی۔ بعد میں بہت عرصہ کے بعد اور انوبھو ہونے لگے اور آخر میں نروان غائب ہو
کر اُچیہ سمادھی کی اوستھا پراپت ہونی شروع ہوئی —— نروان صرف آغاز تھا انوبھو کا۔ پہلا قدم تھا ایک پورن
اوستھا کی طرف۔ یہ آخری چیز نہیں تھی گو مجھے اس وقت یہ علم نہیں تھا کہ اس کے آگے بھی انوبھو ہوتے ہیں۔
یوگ شروع کرنے کے صرف پانچویں برس میں ہی نروان کی پراپتی یوگیوں کے خیال میں بہت تیز رفتار سمجھی جاتی
ہے۔ اس میں میرا پرشارتھ کچھ نہیں صرف پری پورن پرم پتا پرماتما کی ہی بخشش کرپا تھی۔

جب میں نے شری لیلے جی کو اس انوبھو کا ذکر کیا تو انہیں یہ اچھا نہیں لگا۔ بالکل ہی پسند نہیں آیا۔ کیونکہ یہ
ادویت کی طرف لے جا رہا تھا اور وہ ادویت ویدانت کے برخلاف تھے۔ لیلے جی بھگتی بھاؤ میں بہت اونچے تھے
بدھی بل تو زیادہ نہیں تھا لیکن کچھ انوبھو اور روحانی شکتی ضرور رکھتے تھے۔ مجھے انہوں نے من کا سنھر اور خاموش کرنے
کا ابھیاس اس لئے کرایا کہ میں اسی خاموشی کی حالت میں ہر دم بھگوان کی آواز سن سکوں اور اس کے مطابق جیون بھر
عمل کیا کروں۔ لیکن یہ ابھیاس مجھے کسی اور طرف ہی لے گیا۔ مجھے خود بھی اس کا پتہ اور خیال تک نہیں تھا۔ نہ ہی
مجھے اس کی ضرورت اور خواہش تھی۔ سمادھیاں میں نہیں چاہتا تھا۔ مجھے تو سنسار کی سیوا کے لئے روحانی طاقت
کی ضرورت تھی۔ لیکن یہ نروان خود بخود بن بلائے ہی آگئی۔ بغیر پوچھے اور بغیر اطلاع دئے اچانک ہی آگئی۔ اور پھر
آہستہ آہستہ اس طرح تبدیل ہوتی گئی کہ جھوٹا۔ متھیا۔ نام روپ والا جگت ہی ایشور کا پرم پرکاش اور شانت ہوتا گیا۔
شری لیلے جی نے مجھے اس طرف جانے سے روکا اور کہا کہ یہ بہت خطرناک چیز ہے اس کو چھوڑ دو۔ صرف
من کی خاموشی تک ہی محدود رہوں۔ میں نے ان کی آگیا پالن کرنے کی کوشش کی لیکن اپنے آپ کو بے بس ہی
پایا۔ اب میرا من ہر وقت خیالات سے خالی رہتا۔ کچھ سوچ نہیں سکتا تھا۔

انہی دنوں میں مجھے ایک تقریر کرنے کے لئے بمبئی جانا تھا۔ میں نے شری لیلے جی سے کہا کہ میرا دماغ تو
بالکل خالی رہتا ہے۔ تقریر کیسے کروں گا جب سوچنے والی مشین ہی بند رہتی ہے۔ اور خیالات کا سایہ تک بھی

وہاں نہیں اُٹھ سکتا۔ اُنہوں نے کہا کہ تقریر شروع کرنے سے پہلے لوگوں کو کھڑے ہو کر نمسکار کرنا اور پھر انتظار کرنا۔ تقریر تمہارے اندر کسی اور ذریعہ سے خود بخود ہی آجائے گی تمہارا من کام نہیں کرے گا۔ چنانچہ ٹھیک ایسا ہی ہُوا۔ تقریر شروع کرنے تک مجھے پتہ ہی نہیں تھا کہ میں نے کیا بولنا ہے۔ لیکن نمسکار کرتے ہی تقریر خود ہی شروع ہو گئی۔ اس طرح یہ ابھیاس بڑھتا گیا۔ کہ جب بھی مجھے مضمون لکھنے یا لیکچر دینے کی ضرورت ہوتی تو کوئی بیرونی فورس یا غیبی طاقت یہ کام میرے شریر اور دماغ کو آلہ بنا کر کرتی اور میری اندرونی چیتنا ساکشی اور درشٹا ہو کر صرف دیکھتی رہتی۔ میرے من کی خاموشی میں فرق نہ پڑتا۔ سادھارن لوگوں کے لئے یہ بات بہت حیران کُن اور کسی حد تک ناقابلِ اعتبار بھی ہوتی ہے۔ جب تک خود انوبھو نہ ہو۔ لیکن میرے لئے یہ ایک معمول ہو گیا۔ من ہر وقت خالی اور خاموش رہتا اور اسی حالت میں ایک روزانہ اخبار کے ایڈیٹر کے فرائض ادا کرتا اور بہت تقریریں بھی کرتا۔ میرے ایک ساتھی کو بھی یوگ کا شوق پیدا ہوا۔ اس کو بھی میں نے من کو خاموش کرنے کی یہی ترکیب بتائی۔ چند روز اس پر عمل کرنے کے بعد ایک دن وہ بہت گھبرایا ہوا میرے پاس آیا اور اونچی آواز سے کہنے لگا۔ تم نے یہ کیا کر دیا ہے۔ میں پاگل ہو گیا ہوں۔ میرا دماغ خالی ہو گیا ہے۔ میں سوچ نہیں سکتا میں اب کیا کروں۔ حالانکہ وہ ٹھیک باتیں کر رہا تھا لیکن بہت خوفزدہ ہو کر اپنے آپ کو Idiot یعنی پاگل سمجھتا تھا۔ میں نے اُس کی حالت دیکھ کر اسے اس ابھیاس سے منع کر دیا لیکن بعد میں مجھے اپنی جلد بازی کا افسوس ہوا کہ خوش قسمتی سے ہدایت ہوئی۔ اپنے ساتھی کی حالت کو ضائع کر دیا۔

لیکن شری لیلے جی کے منع کرنے پر بھی میں نِروان سے پیچھا نہ چھڑا سکا اور یہ بار بار آتی رہی۔ جب ایک دو ماہ کے بعد میں پھر ان کو بڑودہ میں ملا اور کہا کہ بھگوان نے مجھے پکڑا ہوا ہے اور نِروان کو چھوڑنا میری طاقت سے باہر ہے تو وہ بہت گھبرائے اور جھنجلا کر بولے کہ تم کو بھگوان نے نہیں بلکہ شیطان نے پکڑا ہُوا ہے۔ اس کو چھوڑو یہ بہت بُری اور خطرناک چیز ہے۔ میں بہت اُلجھن میں پڑ گیا۔ آخر اس کا حل بھگوان نے خود ہی کر دیا اور لیلے جی کو اُن کے اندر سے آواز آئی کہ اس شخص کو جس طرف یہ چل رہا ہے چلنے دے۔ رکاوٹ نہ کر۔ چنانچہ انہوں نے مجھے خود ہی کہا کہ بھائی تم کو بھگوان ہی ایک ایسے راستہ پر لیے جا رہے ہیں۔ جس کا مجھے انوبھو اور واقفیت نہیں۔ آئندہ تم اُن کی آواز کو ہی سنو اور اس کے مطابق عمل کرتے رہو۔ وہ خود ہی تمہارے گورو ہیں۔ میں تمہاری رہنمائی اس سے آگے نہیں کر سکتا۔ اور آشیرواد دے کر مجھے وداع کیا۔

بنگال واپس آ کر میری پولیٹیکل سرگرمیاں بہت تیز ہو گئیں میری تحریروں اور تقریروں نے نوجوانانِ بنگال کے خون کو جوش دیا۔ آزادی کی تحریک صوبہ بھر میں پھیلنے لگی اور جوشیلے نوجوان شمع آزادی کے پروانہ بن کر جوق در جوق میدانِ کار میں کود پڑے۔ انگریزی گورنمنٹ بہت گھبرائی اور مجھے ہندوستان کا سب سے زیادہ خطرناک انسان قرار دے دیا گیا۔ ایک بڑے انگریز افسر نے یہ بھی کہہ دیا کہ اروبندو گھوش کبھی مسکراتا نہیں اس لئے وہ بہت خطرناک ہے لیکن اُسے یہ معلوم نہیں تھا کہ اروندو گھوش کی گفتگو ہمیشہ شائستہ اور شُدھ مذاق سے پُر ہوتی ہے۔

اس سے بہت پہلے میری دھرم پتنی مرنالنی دیوی بھی میرے ملازمت چھوڑنے اور پولیٹیکل کام اور یوگ وغیرہ سے بہت گھبرا گئی تھی۔ لیکن میں نے اُسے سمجھا دیا تھا۔ کہ یہ اُس کے پچھلے جنموں کے کرموں کا دوش ہے۔ کہ اُس کی شادی ایک پاگل کے ساتھ ہوئی ہے۔ ایک بہت بڑے پاگل کے ساتھ۔ میں نے اُسے بتایا کہ میرے پاگل پن تین ہیں۔

۱۔ میرا پہلا پاگل پن یہ ہے کہ میرا پختہ وشواس ہے کہ بھگوان نے جو گُن۔ جو تیج۔ جو بدھی۔ جو اونچی شکشا اور ودّیا

اور جو دھن دیا ہے۔ وہ سب بھگوان کا ہے۔ جو کچھ پریوار کے پالنے۔ پہننے اور گزارہ میں خرچ ہوتا ہے اور جو از حد ضروری ہے۔ صرف اسی کو اپنے لئے خرچ کرنے کا حق ہے۔ اس کے بعد جو کچھ بھی باقی رہ جاتا ہے۔ اُسے بھگوان کو واپس کر دینا مناسب ہے۔ بھگوان کو دینے کا مطلب ہے دھرم کے کاموں میں خرچ کرنا۔

۲۔ میرا دوسرا پاگل پن یہ ہے کہ خواہ کسی طرح بھی ہو بھگوان کا ساکشات درشن ضرور ہی پراپت کرنا ہوگا۔ یہ میرا بہت ہی درڑھ سنکلپ یا پختہ ارادہ ہے اور اس کے لئے ہر ممکن قربانی کروں گا۔

۳۔ میرا تیسرا پاگل پن یہ ہے کہ میں اپنے دیش کو ماتا جانتا ہوں۔ اُس کی بھگتی کرتا ہوں۔ پوجا کرتا ہوں۔ ماں کی چھاتی پر بیٹھ کر اگر کوئی راکشس اس کا خون پینے کی کوشش کرے تو کیا بیٹا بے فکر ہو کر بھوجن کرنے بیٹھ جاتا ہے اور اپنے استری بچوں کے ساتھ دل بہلانے کے لئے بیٹھا رہتا ہے یا ماں کا اُدھار کرنے کے لئے دوڑ پڑتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ اس کام کے لئے میرے اندر جسمانی بل نہیں۔ تلوار یا بندوق لے کر میں یدھ کرنے نہیں جا رہا ہوں۔ لیکن میرے پاس گیان کا بل ہے۔ کشاتر تیج یا فوجی طاقت کا پربھاو ہی ایک مات تیج نہیں ہے۔ برہم تیج بھی ہے اور وہ تیج گیان کے اوپر موجود رہتا ہے۔

میری دھرم پتنی آہستہ آہستہ میری باتوں کو سمجھ گئی! اور اس نیک اور پوتر آتما دیوی نے میرے راستہ میں رکاوٹ پیدا نہیں کی۔

ان جذبات سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ میں تحریک آزادی کی بڑی سرگرمی سے رہنمائی کر رہا تھا اور انگریزی گورنمنٹ مجھے کسی ٹھکانے لگانا چاہتی تھی۔ آخر علی پور بم کیس میں دیگر ملزمان کے ساتھ مجھے گرفتار کر کے علی پور جیل میں بھیج دیا گیا جہاں میں پورے بارہ مہینے رہا۔ اور میرے ساتھی نیتاؤں کو دُور دراز مقامات میں قید کر دیا گیا۔

۴ جیل کی کوٹھڑی میں بھگوان سے باتیں

دُوسرا ساکشاتکار۔ سروہ میں بھگوان کا درشن

वासुदेव सर्वमिदम॥

جیل میں میرے ساتھ بہت سختی شروع ہوئی۔ مجھے باقی ملزموں سے علیحدہ ایک تنہائی کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا میری زندگی اب تک جیل کی تکلیفوں اور سختیوں سے ناآشنا تھی۔ میری کمزوریاں جو ابھیاس وارا دب گئی تھیں اب باہر آنی شروع ہوئیں اور میرے من نے لرزش کھائی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ مجھے بے قصور گرفتار کر کے ایک جھوٹا الزام لگا کر کیوں جیل خانہ کے نرک میں ڈال دیا گیا ہے۔ بھگوان نے میری رکشا کیوں نہیں کی۔ میں تو اُن کا ہی کام کر رہا تھا۔ بھگوت شکتی کا ہی آلہ کار تھا۔ پھر میرے ساتھ یہ سلوک کیوں ہو رہا ہے۔ بار بار میں بھگوان سے پرارتھنا کر کے اس کا جواب مانگتا لیکن دن گزرتے گئے اور کوئی جواب نہیں ملا۔ آخر ایک روز بھگوان نے کرپا کی اور اُن کی آواز مجھے اس طرح سنائی دی:-

بھگوان کی آواز:- "کچھ عرصہ ہوا میں نے تجھے کہا تھا کہ بیرونی کام بند کر کے ایکانت باس کر اور انتر مکھ ہو کر دھیان کر تاکہ اپنے اندر میرے ساتھ گہرا ملاپ حاصل کر سکے۔ لیکن تو نے میری

بات نہیں مانی۔ تجھے باہر کا کام میری نسبت زیادہ پیارا تھا تجھے یہ ابھیمان ہو گیا کہ تیرے بغیر تحریک آزادی نہیں چل سکے
گی اور اس لئے تو اسے چھوڑ نہیں سکتا۔ لیکن میں نے تجھے کسی اور کام کے لئے تیار کرنا ہے۔ جن بندھنوں کو تو اپنی کمزوری
کے سبب نہ توڑ سکا وہ میں نے توڑ دیئے ہیں اور میں ہی تجھے یہاں لایا ہوں کیونکہ جو میں نے تجھے سکھانا ہے اور جو تو نے
خود سیکھنا اور انوبھو کرنا ہے اُس کے لئے یہی موزوں جگہ ہے۔"

اس کے بعد انہوں نے میرے پاس بھگوت گیتا بھجوا دی جس کا سوادھیائے میں نے بہت غور سے شروع
کیا۔ بھگوان کی شکتی میرے اندر پرویش کر گئی اور میں نے عملی طور پر اپنی کوٹھڑی میں گیتا کا سادھن آرمبھ کیا۔ گیتا کی تعلیم
میرے انتہ کرن کے کونہ کونہ میں گھر کر گئی اور میں نے انوبھو کیا کہ ہندو دھرم کیا ہے۔ بھگوان نے خود ہی ویدک
دھرم کی مرکزی سچائی کا انوبھو مجھے کرانا شروع کیا، اور ہر روز بھگوان سے نئی باتیں گرہن کرنے اور نئے تجربات حاصل
کرنے میں ہی میرا وقت گزرتا گیا۔

آخر ایک دن ایک بالکل نئی اور اہم بات ظہور میں آئی جو میرے اوپر بھگوان کی خاص الخاص کرپا کا پھل تھی
اور جسے میں اپنے یوگ کا "**دوسرا ساکشاتکار**" سمجھتا ہوں۔ جیل کے انگریز افسر کو میری حالت پر کچھ ترس آیا
اور اس نے مجھے صبح شام آدھ گھنٹہ کے لئے کوٹھڑی سے باہر نکل کر جیل کے احاطہ میں گھومنے کی اجازت دے دی۔
جب میں کوٹھڑی کے دروازہ سے باہر نکلا تو یکایک میں نے اپنے اندر ایک خاص قسم کا پرکاش انوبھو کیا اور
جب سامنے درخت کے نیچے کھڑا ہوا تو درخت کی جگہ بھگوان کرشن کھڑے ہوئے میرے اوپر سایہ کر رہے ہیں۔
جب پیچھے مڑ کر سنتریوں کو دیکھا۔ تو اُن کی جگہ بھی بھگوان کرشن ہی پہرہ دیتے ہوئے نظر آئے۔ جب جیل کے
احاطہ کے چاروں طرف نظر ڈالی تو ہر طرف واسدیو کو ہی دیکھا۔ آگے بڑھ کر اخلاقی مجرموں کو جن میں چور، ڈاکو وغیرہ
شامل تھے دیکھا تو اُس کی جگہ بھی بھگوان کرشن ہی۔ نارائن ہی ہر جگہ کام کرتے دکھائی دیئے۔ اور جب واپس آکر
اپنی کوٹھڑی میں کمبل پر لیٹ گیا تو محسوس کیا کہ میرے پریتم اور پران پیارے بھگوان شری کرشن ہی مجھے اپنے پریم
بھرے بازوؤں میں لپیٹے ہوئے ہیں۔ میرے آنند اور مستی کا کیا ٹھکانہ تھا، اس طرح مجھے "**سرو میں
بھگوان کے درشن**" کا انوبھو میرے ستگورو نارائن نے کرایا۔

چند روز کے بعد مقدمہ چھوٹی عدالت میں پیش ہوا اور تمام ملزم عدالت کے کمرے میں لائے گئے۔ میں
بھی عدالت کے کمرے میں ایک کونہ میں بیٹھا تھا اور کچھ چنتا سی تھی کہ دیکھو کیا ہوتا ہے۔ تو بھگوان نے مجھے
کہا:۔ "جب تجھے جیل میں لایا گیا تھا تو تیرا دل گر رہا تھا۔ تیرا حوصلہ پست ہو رہا تھا۔ اور تو بار بار پکار کر
مجھ سے پوچھتا تھا کہ تیری رکھشا کہاں گئی۔ اب تجھے دکھاتا ہوں۔ ذرا آنکھیں اٹھا کر مجسٹریٹ اور سرکاری وکیل
کی طرف دیکھ۔" میں نے دیکھا تو مجسٹریٹ کی جگہ اس کی کرسی پر بھگوان کرشن۔ واسدیو۔ نارائن کو بیٹھے ہوئے
پایا۔ سرکاری وکیل کی طرف دیکھا تو وہاں بھی میرے پریتم شری کرشن مہاراج ہی بیٹھے ہوئے مسکرا رہے تھے۔
بھگوان پھر بولے:۔ کیا اب بھی تو ڈرتا ہے۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ میں ہی سب انسانوں کے اندر بیٹھا
ہوں۔ ہر انسان کے خیالات کو اور کاموں کو میں جب چاہوں رد کر دیتا ہوں۔ جب میں چاہوں، اور
جس طرح میں چاہوں وہ اسیطرح ہی بولتے اور کرتے ہیں۔ میری رکھشا ہمیشہ تیرے ساتھ ہے اور تجھے کوئی
بھے نہیں ہونا چاہیے۔ تیرے برخلاف جو الزام ہے اُسے میرے اوپر چھوڑ دے۔ یہ مقدمہ صرف میرے کام

کا ایک ذریعہ ہے اور کچھ نہیں"

اس کے بعد مجھے جیل میں باقی ملزموں کے ساتھ ایک ہی بڑے کمرے میں رہنے کی اجازت مل گئی۔ وہاں بھی میں گیتا اور اُپنشدوں کے مطالعہ میں مصروف رہتا۔ اور شور و غل۔ ہنسی مذاق کے اندر بھی دھیان اور چنتن میں مگن رہتا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد اس مقدمہ کے وعدہ معاف گواہ کو کسی نے جیل کے اندر ہی قتل کر دیا۔ اور مجھے پھر تنہائی کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا۔

اب تک میں بھگتی یوگ پر چل رہا تھا۔ انوبھوی گیانی نہیں بنا تھا۔ اب دوبارہ کوٹھڑی میں بند کروا کر بھگوان نے یوگ کی منزلوں کی تیاری شروع کروائی اور اُن کے لئے نیا د رکھی اپنے سے باہر نرگُن کا انوبھو نِروان میں کر چکا تھا۔ اور پرانی ماز میں بھگوان کا درشن کھلی آنکھوں سے کر چکا تھا۔ لیکن اپنے ہردے میں نواس کرنے والے نارائن کی صرف آواز ہی سنتا تھا۔ اُن کے ساتھ پرتیکش ملاپ نہیں ہوا تھا۔ اب اس کی تیاری شروع ہوئی اگرچہ کامیابی کچھ عرصہ بعد پانڈیچری جا کر ہوئی۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ان ایام میں جب میں کوٹھڑی میں اکیلا ہو کر دھیان کا ابھیاس کرتا اور مشکل اور اُلجھن کے وقت پرکاش کیلئے کبھی گیتا کا دھیان کرتا اور کبھی بھگوان سے پرارتھنا کرتا۔ تو سوامی ویویکانند کی آواز پورے پندرہ روز تک میرے ساتھ باتیں کرتی ہوئی مجھے سنائی دیتی رہی۔ اور میں اُن کی موجودگی کو محسوس کرتا رہا۔ یہ آواز روحانی انوبھو اور یوگ کے صرف ایک خاص اور محدود لیکن بہت ضروری اور اہم پہلو کے متعلق ہی ہوتی تھی اور جب اس مضمون پر جو کچھ کہنا تھا کہہ چکی تو خود ہی بند ہو گئی۔

بھگوان کا آدیش یا پیغام

"आदेश"

جیل میں ابھیاس کرتے وقت میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی تھی کہ بھگوان مجھ سے کیا کام لینا چاہتے ہیں اور میری آئندہ زندگی کا کیا پروگرام ہوگا۔ چنانچہ میں نے اس کے لئے بھگوان سے زبردست پرارتھنا کی کہ اے پرم پتا مجھے اپنا آدیش اپنا پیغام دیں۔ جس پر میں نے اپنے جیون میں کاربند رہنا ہے۔ اس کے اُتر میں بھگوان نے دو آدیش دیئے۔ جو نیچے دیئے جاتے ہیں۔

۱۔ پہلا آدیش: "میں نے ایک کام تمہارے سپرد کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اس جاتی کو اونچا اُٹھانے میں اس کی مدد کر۔ جلدی ہی وقت آ رہا ہے۔ جب تو جیل سے باہر ہوگا۔ کیونکہ یہ میری مرضی نہیں کہ تجھ کو سزا ہو۔ یا تو بھی دوسروں کی مانند اپنے دیش کی خاطر قید خانہ کی تکلیفیں اُٹھائے۔ میرا آدیش ہے کہ باہر جا کر یہ میرا کام کر۔"

۲۔ دوسرا آدیش: **بھارت اگے ابناشی امر سناتن دھرم کی جے ہو۔** بھگوان کے دوسرے آدیش کا سار ہے: "میں نے تجھے ایک سال جیل کی تنہائی میں اس لئے رکھا کہ ہندو دھرم کی سچائیاں نہ صرف تجھے سمجھائی جائیں بلکہ پرتیکش طور پر انوبھو کرائی جائیں، یہ بھارت کا پراچین اَنادی اور ابدی **سناتن دھرم** ہے۔ تو اس کی اصلیت اور گہرائی کو صحیح طور پر نہیں جانتا تھا اب میں نے تجھ پر وہ روشن کر دی ہے۔ اسی دھرم کو میں اب دنیا کے سامنے اونچا اُٹھا رہا ہوں۔ اس دھرم کو

میں نے رشیوں۔ مہاتماؤں اور اوتاروں کے ذریعہ پورن کیا ہوا ہے۔ اور اب یہ دھرم سب قوموں کے اندر میرا کام کرے گا۔ اس لئے جیل سے باہر جا کر اپنی جاتی کو ہمیشہ یہ شبد کہنا کہ اگر وہ ترقی یعنی "اُنتی" کرنا چاہتے ہیں تو سناتن دھرم کے لئے اور سنسار کے لئے۔ اپنے لئے نہیں۔ یہ سناتن ویدک دھرم صرف بھارت کے لئے مخصوص نہیں۔ یہ تمام سنسار کے لئے ہے۔ لیکن اس کی شکشا تربیت۔ پرورش۔ الوبھو۔ رکشا اور پرچار کے لئے میں نے بھارت میں بسنے والی آریہ جاتی کے ہی اسے سپرد کیا ہوا ہے۔ میں ان کو آزادی تمام سنسار کی سیوا کرنے کے لئے اور تمام منشیہ جاتی کے اندر اس سناتن ویدک دھرم میں بتائے ہوئے سچے گیان کا پرکاش اور پرچار کرنے کے لئے ہی دوں گا۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ بھارت اونچا اُٹھے گا۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اُس کا سناتن دھرم اونچا اُٹھے گا۔ اگر بھارت مہانتا یعنی عظمت اور بڑائی حاصل کر کے سنسار میں پھیلے گا۔ تو اس سے مراد یہی ہے کہ بھارت کا سناتن دھرم تمام سنسار میں پھیلے گا۔ **دھرم کے لئے اور صرف دھرم سے ہی بھارت کی ہستی ہے۔**

"میں نے تمہیں پرتکش دکھا دیا ہے۔ کہ میں سب جگہ موجود ہوں۔ سب انسانوں میں ہوں۔ سب چیزوں میں ہوں اور سب واقعات میں میرا ہی ہاتھ ہے۔ اس آزادی کی تحریک میں بھی میں ہی کام کر رہا ہوں۔ میں نہ صرف اُن لوگوں میں کام کر رہا ہوں جو دیش کی آزادی کے لئے قربانیاں کر رہے ہیں۔ بلکہ اُن لوگوں میں بھی میں ہی کام کر رہا ہوں جو اُن کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور اُن کے راستہ میں رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں۔ وہ مخالف لوگ بھی میرا ہی کام کر رہے ہیں۔ وہ میرے دشمن نہیں بلکہ اوزار یا آلہ کار ہیں۔ میں ہی ہر شخص کے اندر کام کر رہا ہوں اور انسان خواہ کچھ ہی کیوں نہ سوچے اور کرے وہ سوائے میرے مقصد کو پورا کرنے کے اور کچھ کر ہی نہیں سکتا۔ تم اپنے کام کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے ہو۔ لیکن تم کو پتہ ہی نہیں کہ تم کسی کام کو ایک ارادہ سے شروع کرتے ہو۔ لیکن تمہاری کوشش کا نتیجہ اُس سے مختلف یا برعکس ہی نکل آتا ہے میری شکتی ہی بھارت کے لوگوں کے اندر داخل ہو رہی ہے۔ بہت عرصہ سے میں اس تحریک آزادی کو اُبھارنے کی تیاری میں تھا اب وقت آ گیا ہے۔ اور میں خود ہی اس کی کامیابی تک اس کی رہنمائی کروں گا تو میری آگیا کا پالن کرتا ہوا جو کام تیرے ذمہ لگاؤں وہی کر۔"

چند روز کے بعد میرے مقدمہ کا فیصلہ ہو گیا۔ مجھے بھگوان نے پہلے ہی بتا دیا کہ آج تو بری ہو جائے گا اس لئے کمرہ عدالت میں بالکل بے فکر اور لاپرواہ ہو کر بیٹھا رہا۔ میرے دوست شری جٹ سی۔ آر۔ داس نے کئی ماہ کی سخت محنت سے میری صفائی تیار کی تھی۔ لیکن میں نے مقدمہ کی کارروائی کو سُنا تک نہیں۔ اپنے دھیان میں ہی مگن اور مست تھا۔ اسی روز میں بری ہو کر باہر آ گیا۔ لیکن میرے چھوٹے بھائی کو کالا پانی اور عمر قید کی سزا ہو گئی۔

کلکتہ آ کر بھگوان کے آدیش کو پورا کرنے کے لئے میں نے انگریزی میں دو ہفتہ وار اخبار "کرم یوگی" اور "دھرم" جاری کئے۔ اور ایک بنگالی زبان کے روزانہ اخبار "نو شکتی" (نئی شکتی) کا چارج لیا۔ لیکن انگریز گورنمنٹ مجھے جیل سے باہر برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ ایک مضمون کی بنا پر میرے اوپر مقدمہ چلا دیا گیا جس میں ہائی کورٹ نے مجھے بری کر دیا۔ اس کے کچھ دنوں بعد میرے کسی ساتھی نے مجھے بتایا کہ اگلے روز پولیس

نے مجھے گرفتار کر کے کہیں دُور دراز مقام میں قید کر دینا ہے۔ میں نے انتردھیان ہو کر بھگوان سے پُوچھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ بھگوان نے جواب دیا کہ "چندر نگر" چلے جاؤ۔"

شری لیلے جی کی کرپا سے مجھے ایک ایسا شردگیہ اور سترو تسکیمان گورو مِل گیا تھا جو میرے اندر میرے ہردے میں ہی مقیم تھا۔ جو ایک لمحہ کے لئے بھی وہاں سے ادھر اُدھر نہیں ہوتا جس کا مستقل ڈیرہ میرے اندر ہے اور جس کا مشورہ اور رائے مجھے ہر وقت پراپت ہے اس وقت تک میں عادی ہو چکا تھا کہ اس سنگورو انتریامی پرماتمن دیو سے پُوچھے بغیر کوئی اہم یا ضروری قدم نہ اُٹھاتا۔ بلکہ بھگوت شکتی خود ہی میری بدھی کے ذریعہ یہ کام کرتی تھی۔ یہ سب کچھ اوپر کی سطح پر ہی ہوتا تھا۔ اندر میری اندرونی چیتنا ساکشی اور درشٹا ہو کر ہی اس لیلا کو دیکھتی رہتی یہ اوستھا معمولی نہیں۔ لیکن یہ ہر سچے جگیاسُو اور سچے سادھک کو یوگ کی ابتدائی منزلوں میں ہی ضرور پراپت ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ اُسے اس بات کا پختہ وشواس ہو کہ ایشور پرماتما سچ مچ اُس کے ہردے کے اندر ہی چھپا ہوا بیٹھا ہے۔ اور اُسے من کو خاموش کر کے ایشور کی آواز کو سُننے کے لئے سچی لگن ہو۔

چنانچہ بھگوان کا حکم سنتے ہی میں بغیر کسی خاص تیاری کے اور بغیر کسی سے مشورہ کئے اُسیوقت چل پڑا اور دس منٹ میں گنگا جی کے تٹ پر پہنچ گیا۔ وہاں ایک کشتی تیار کھڑی تھی۔ اس میں سوار ہو کر میں چند منٹوں میں چندر نگر (فرانسیسی علاقہ) جا پہنچا اور وہاں ایک پوشیدہ مکان میں رہائش اختیار کر لی۔ پولیس نے اگلے روز کلکتہ میں میرے اخبار کے دفتر پر چھاپہ مارا اور وہاں سے میری بجائے سوامی دویکانند کے چھوٹے بھائی کو جو اُن دنوں میرا دستِ راست تھے گرفتار کر کے لے گئی۔

چندر نگر میں ایکانت اور خاموشی میں یوگ کا ابھیاس میں نے جاری رکھا۔ اُس ابھیاس میں میرا زاویہ نگاہ زیادہ وسیع ہوتا گیا اور یہ وچار میرے من میں دِرڑھتا سے پیدا ہوا کہ میرے یوگ کا مقصد صرف بھارت کا اُدھار ہی نہیں بلکہ تمام سنسار کا کلیان اور تمام منش جاتی میں ست یُگ کو لانا ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل پانچ باتیں ایشور پریرنا سے ہی میری بدھی میں بیٹھائی گئیں۔

۱۔ بھارت جلد از جلد غیر مُلکی غلامی سے نجات حاصل کر کے سوتنترتا پراپت کرے۔

۲۔ بھارت باسیوں میں زبردست روحانی اور دھارمک پرچار سے آزادی کے ساتھ ہی ست یُگ کا راجیہ قائم ہو۔

۳۔ ایشیا کے سب ملکوں کو غیر ملکی طاقتیں چھوڑ کر چلی جائیں۔

۴۔ بھارت تمام سنسار کا رُوحانی لیڈر بن کر برہم گیان اور اپنے عالمگیر دھرم کا سب دیشوں میں پرچار کرتا ہُوا اس پرتھوی پر ست یُگ کو لے آئے۔

۵۔ سنسار کے سب دیشوں کی ایک فیڈریشن بن جائے۔ جس میں سب دیش سچے پریم اور نیک نیتی سے ایک رُوحانی لڑی میں پروئے جائیں۔ اور شانتی کا راجیہ ہو۔

اس عظیم کام کو پُورا کرنے کے لئے میں نے اپنے اندر زبردست یوگ شکتی اور روحانی طاقت پیدا کرنے کا عزم ارادہ کیا اور بھگوان نے خود ہی ایک دن مجھے حکم دیا کہ "اب تم پانڈیچری چلے جاؤ اس کا پربندھ ہو گیا ہے" میں نے فوراً ایک ساتھی سے ذکر کیا۔ گنگا پار کے چند انقلابی نوجوانوں کے پاس ایک کشتی تھی۔ وہ مجھے اُس میں

بٹھا کر رات کے اندھیرے میں کلکتہ کی بندرگاہ میں لے آئے اور وہاں فرانسیسی جہاز "ڈوپلے" کے کپتان کے حوالہ کر دیا۔ اس جہاز نے ۱۰ اپریل ۱۹۱۰ء کو مجھے پانڈیچری پہنچا دیا۔

۵۔ پانڈیچری میں تیسرا اور چوتھا ساکشاتکار

پرم یوگی شری ماتا جی کی فرانس سے آمد اور سہائتا

میری لمبی گوشہ نشینی اور ایکانت باس میں اونچی چڑھائیاں

پانڈیچری میں پہلے چار سال یعنی ۱۹۱۴ء تک میں نے مریدوں کے سوا دھیائے اور گہرے خاموش لوگ ابھیاس میں گزارے۔ اس عرصہ میں مجھے واپس بھارت بلا کر اپنے کام کو جاری رکھنے کے لئے بہت مجبور کیا گیا اور دو دفعہ انڈین نیشنل کانگرس کی صدارت پیش ہوئی۔ لیکن میرا دیش سیوا کا ڈھنگ بدل چکا تھا اسلئے سویکار نہ کر سکا۔ انہی ایام میں مجھے بھگوان نے اپنا تیسرا ساکشاتکار کرا دیا۔ اور وہ یہ تھا کہ میں نے اپنے اندر اور باہر سگن اور نرگن برہم کا انوبھو کیا۔ اور میرا آتما اُس کے ساتھ یکجُٹ ہو کر تمام جانداروں میں دیاپک محسوس ہوا۔ आत्मानं सर्व भूतानि च आत्मनी یعنی اپنے آپ کو سب پرانیوں میں اور سب پرانیوں کو اپنے آپ میں دیکھا۔ لیکن اس سے پہلے بھی کئی منزلیں طے کرنی پڑیں۔

اس کے کئی سال کے ابھیاس کے بعد چوتھا ساکشاتکار نصیب ہوا جو روحانیت کی انتہائی منزل ہے اس میں پہلے پراپت ہوئے ساکشاتکار، اور انوبھو اکٹھے ہو کر جڑھ پدارتھوں میں یعنی معدنیات، جمادات، لوہا پتھر وغیرہ میں بھی چیتنیا ہی انوبھو ہوئی۔ مادہ یا پرکرتی غائب ہو گئے۔ تمام جگت اور سنسار ایشور کا ہی پرم پرکاش نظر آنے لگا۔ جو پہلے متھیا سا۔ خواب کی مانند یا سینما کی تصویروں کی طرح یونہی اَست بھاستا تھا۔ اب خوبصورتی اور آنند سے بھرپور۔ شدھ پریم اور کشش سے پُر اور ایشور کی طرح ہی ست نظر آنے لگا۔ سب چیزوں کے اندر خود گیان سروپ پرماتمن ویسے ہی دیاپک ہو کر اپنے گنوں کا آنند لے رہے ہیں۔ پھول۔ پھل۔ پرتھوی۔ درخت۔ پہاڑ، ندیاں سمندر، بادل۔ برف۔ بجلی۔ طوفان، چاند، سورج، ستارے اور پرانی ماتر سب ایک آنند سے بھرپور ہی انوبھو ہوتے ہیں۔ اور ان میں گیان سروپ پرماتما اپنی چیتنیا دوارا پرویش کرتے ہوئے نواس کر رہے ہیں۔ جڑھ یا بے جان کوئی وستو ہے ہی نہیں۔ سب چیتن برہم ہی ہے۔

لیکن یہ نہ سمجھ لیں کہ یہ دو تو ساکشاتکار مجھے یونہی آرام سے ہی پراپت ہو گئے۔ دُوسرے اور تیسرے ساکشاتکار کے درمیان۔ اور تیسرے سے چوتھے تک بیچ میں بہت سے درجے عبور کرنے پڑے۔ درجہ بدرجہ انوبھو ہوتے رہے جن کی تفصیل لکھنے سے کوئی لابھ نہیں۔ یہ ہر خاص و عام کی بدھی سے پرے کی باتیں ہیں۔ جو پہلی منزلیں طے کر چکے ہیں۔ وہ خود ہی وہاں پہنچ کر ان کو سمجھ سکتے ہیں۔ پانڈیچری میں تقریباً چالیس برس سے متواتر میں آسمان کھودتا چلا آ رہا ہوں۔ اور اب بیس سال سے گوشہ نشینی اور ایکانت باس میں جن اونچے روحانی منڈلوں، لوکوں اور طبقوں میں میرا آتما

پرواز کرتا ہے۔ جو درشیہ یا نظارے وہاں دیکھے جاتے ہیں۔ جو انوبھو وہاں ہوتے ہیں۔ اور کسطرح میں اپنی آتمک شکتی دوار اونچے لوگوں سے رابطہ اتحاد کرکے وگیان اور آنند کو اس پرتھوی پر اُتار کر یہاں ست یگ لانے کے لئے کوشاں ہوں۔ یہ سب انوبھو۔ تجربہ اور باتیں گپت ہی ہیں اور گپت ہی رہینگی۔ اس قسم کے انوبھو یوگیوں نے ہمیشہ صیغہ راز میں ہی رکھے ہیں اور یہ ٹھیک ہی ہے۔ مہاتما گاندھی کی رائے ہے کہ Secrecy is a sin یعنی کسی بات کو پوشیدہ یا گپت رکھنا پاپ ہے۔ لیکن میں اُن کے ساتھ متفق نہیں۔ دُنیا کا کوئی اخلاقی یا روحانی قانون ہمیں پبلک کے معائنہ کے لئے اپنے دل کو ننگا کرنے کے لیئے مجبور نہیں کرتا۔

البتہ دو بہت بڑے روحانی طبقوں کا ذکر میں ضرور کر دیتا ہوں جو میرے انوبھو میں آئے اُن کا نام میں نے Overmind اور Supermind رکھا ہے۔ اوور مائنڈ یعنی من سے پرے اور اوپر۔ اور سپر مائنڈ یعنی من سے پرے سے بھی پرے اور بہت اونچا۔ ان کی وضاحت مختصر طور پر نیچے دی جاتی ہے۔ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ پرتھوی کے ساتھ محض کرۂ ہوائی یا وایُو منڈل میں ایک طبقہ Universal mind یعنی وشو ویاپی من یا عالمگیر من ہے۔ یہ دونو طبقہ اُس طبقہ کے اوپر ہیں۔

(۱) Universal mind وشو ویاپی من یا تمام سنسار کا من۔ اس میں پرکرتی یعنی قدرت کے قوانین کا گیان اور ہر قسم کے خیالات جو مادی دُنیا سے تعلق رکھتے ہیں جمع ہیں۔ اور جس منشیہ کی جیسی خصلت یا سوبھاؤ ہوتا ہے۔ اُس کی طرف اُسی قسم کے وچار کھچے ہوئے چلے آتے ہیں۔ اس طبقہ کی زیادہ سے زیادہ ترقی سداچار یا بلند اخلاق ہے۔ آتما اور پرماتما کا واچک گیان بھی اس میں ہو جاتا ہے۔ لیکن روحانیت اور انوبھو اس میں نہیں۔ وہ اس سے اُوپر ہیں۔

۲- Over mind (اوور مائنڈ) اس کی حد پہلے طبقہ کے ساتھ ہے۔ لیکن یہ اس سے پرے اور اوپر علیحدہ ہے۔ اس میں روحانیت ہے۔ اور سرو ویاپک۔ ایشور کا گیان اور انوبھو براہ راست پراپت ہوتا ہے۔ لیکن یہاں دویت ہے ادویت نہیں ہیں۔ شُدھ، شانت، ترا کار آتما اور سنسار کو آئین کرنے والی مہا چیتن شکتی کا انوبھو ہوتا ہے۔ اس میں نرگن اور سگن دونو رُوپ یکساں ہیں۔ یہاں انیک شکتیاں کام کرتی ہیں۔ بہت سے دیوتا کام میں ہر وقت لگے رہتے ہیں۔ پُرش و پرکرتی یہاں بھی ایک اور پھر انیک رُوپ دھارن کرکے دیوی شریر والے ہیں اور شریروں کے بغیر بھی وحدت میں کثرت کی لیلا کرتے ہیں۔ یہ طبقہ اس کے اوپر کے لوگوں اور طبقوں میں پرواز کرنے کی تیاری کراتا ہے۔ اس طبقہ میں بھی نیچے سے اُوپر تک پہنچنے کے لئے کئی درجہ ہیں اور اُن کو آہستہ آہستہ لمبے ابھیاس دوارا عبور کرنا پڑتا ہے۔ ویدک پری بھاشا میں اس کو "وگیان" کہتے ہیں۔

۳- Super mind (سپر مائنڈ) یہ طبقہ دُوسرے طبقہ یعنی "وگیان" سے اوپر ہے اور روحانی دُنیا میں سب سے اُونچا طبقہ ہے۔ اس کے بعد صرف سچدانند برہم ہی ہے۔ اس طبقہ میں بھی نیچے سے اوپر تک کئی درجے ہیں۔ اور بہت محنت کٹھن ابھیاس۔ تپسیا کے بعد اس میں منزل بہ منزل اوپر چڑھا جا سکتا ہے۔ اس میں بہت اونچے روحانی تجربات اور انوبھو ہوتے ہیں۔ دویت یہاں نہیں رہتی۔ ادویت یعنی ہمہ است اور ہمہ از اوست اسب کچھ جڑ چیتن برہم ہی ہے۔ اور سب کچھ اسی میں سے نکلا ہے یعنی اُسی کا پھیلاؤ ہے) اس کا پُورن اپروکش انوبھو اور اس اوستھا میں نرنتر نواس یہاں ہی ہو سکتا ہے۔ ہماری سادھارن

چیتنا کی حد سے یہ طبقہ باہر ہے۔ ایکتا اس کی بنیاد ہے۔ یہاں کوئی چھوٹی شکتیاں کام نہیں کرتیں۔ ست، چت، آنند، سرودیاپک ایشور یہی یہاں سے وِدّیا اور اوِدّیا کو سہارا دیتا ہوا سنسار کی اُتپتی اور پربندھ کرتا ہے۔ اور اس سرشٹی کا یہ کارن شریر ہے۔ ویدک پری بھاشا میں اس طبقہ Supramental Zone کو "آنند" کہتے ہیں۔

ہمارے شریر کے اندر بھی یہ تینوں طبقہ "من۔ وگیان اور آنند" موجود ہیں:۔

۱۔ سادھارن بدھی جس کو عام بول چال میں لوگ من ہی کہہ دیتے ہیں۔

۲۔ پرا بدھی یا وگیان (۳) "آنند" جس میں آتما نواس کرتا ہے۔

ہر انسان کے اندر وگیان اور آنند کے طبقہ بند ہی پڑے رہتے ہیں۔ وگیان کو کھولے بغیر آنند کی پراپتی یعنی آتما کا ساکشاتکار اور روحانی ترقی ممکن نہیں۔ اور یہ یوگ ابھیاس کے بغیر نہیں کھلتا۔ ہمارے ان تینوں طبقوں کا سمبندھ براہ راست سلسلہ وار بیرونی طبقوں کے ساتھ ہے۔

<u>نوٹ از ایڈیٹر</u>:۔ اسی "وگیان" کو کھولنے کے متعلق ہی سنت بھیکھا جی نے کہا ہے:۔

"بھیکھا" بھوکا کو نہیں سب کی گٹھڑی لعل
گرہ کھول جانت نہیں تاں تے بھئے کنگال

جس یوگ کے ابھیاس سے اور جس ودھی دوارا میرے ستگورو بھگوان نارائن نے مجھے پندرہ سال کے قلیل عرصہ کے اندر چار ساکشاتکار اور انیک انوبھو کرا دئے۔ اُس بھگوت گیتا کے یوگ کو بھگوت شکتی کے آواہن اور پرویشن کا اضافہ کر کے "پورن یوگ" کے نام سے میں نے دُنیا کے سامنے رکھا ہے۔ کیونکہ یہ یوگ پورن بھگتی۔ پورن گیان اور پورن کرم کا باہمی ملاپ ہے۔ اس کے تین انگ ابھیاس کے لئے ہیں:۔

۱۔ پرماتما کے چرنوں میں پورن آتم سمرپن کا سنکلپ اور ابھیاس اور بھگوت شکتی کا آواہن۔

۲۔ آتم گیان دوارا اسنگ۔ ساکشی اور درشٹا ہو کر اپنے اندر اور باہر بھگوت شکتی کے کاریہ کو دیکھنا۔

۳۔ بھگوت شکتی کی سہائتا سے اپنے اندر۔ پرانی ماتر میں۔ جڑھ چیتن میں۔ اور سنسار کے روزانہ واقعات میں بھگوان پرماتمن دیو کا اپروکش انوبھو اور ساکشاتکار پراپت کر کے روحانی منڈلوں کے پرویش دوارا اپنے وجود کو روحانی شکتی کا ڈھیمو بنا کر اس سنسار کو آنند روپ دیکھتے ہوئے ایشور کی آگیا انوسار اس منشیہ ماتر کی سیوا اور اُدھار کے لئے ہر وقت لگے رہنا۔ (اپنی ذاتی مکتی کے لئے سنیاسی یا فقیر نہیں ہونا)

<u>نوٹ از ایڈیٹر</u>:۔ پورن یوگ کے تینوں انگوں کی وضاحت اور ان کے ابھیاس اور سادھن کے طریقوں کی تفصیل پچھلے سال رسالہ "اوم" کے "اُپاسنا انک" میں شری اروندو جی کے مضمون "یوگ سمادھی اور ساکشاتکار" میں شائع ہو چکی ہے۔ اس مضمون کو پبلک نے بہت پسندیدگی اور دلچسپی سے پڑھا ہے اور لابھ اُٹھایا ہے۔ جن سجنوں نے اُس کو نہیں دیکھا وہ ضرور ہمارے دفتر سے اُپاسنا انک منگوا کر پڑھیں۔ قیمت صرف ۲ روپیہ ہے

شری ماتا جی فرانس سے آمد اور سادھکوں کی بھرمار

سنہ ۱۹۱۴ء میں مَیں نے ایک انگریزی رسالہ ARYA (آریہ) جاری کیا۔ جس میں یوگ اور فلسفہ پر بے

مضامین ساڑھے چھ سال تک متواتر نکلتے رہے۔ جو بعد میں پستکوں کے رُوپ میں شائع ہوئے۔ ان مضامین کو پڑھ کر دیش کے ہر حصہ سے اور یورپ و امریکہ سے بھی لوگ کافی تعداد میں میرے پاس پہنچنے شروع ہو گئے۔ کئی میرے پاس ہی مکان کرایہ پر لے کر یوگ سیکھنے لگے اور بہت سے بذریعہ خط و کتابت۔ اس سے میرا کام اتنا زیادہ بڑھتا گیا کہ دن بھر لوگوں اور سادھکوں سے ملنے میں گزارنا پڑتا اور رات کو چٹھیوں کا جواب دیتا جو اتنی زیادہ ہوتیں کہ تمام رات بھر لگا رہتا اور بمشکل گھنٹہ یا دو گھنٹہ سونے کو ملتا۔ کئی سال یہی حالت رہی۔ مضامین اور پستکوں کا لکھنا اس سے علیحدہ تھا۔ ان سالوں میں جو چٹھیاں مجھے یوگ کے متعلق سادھکوں کو لکھنی پڑیں۔ وہ اتنی زیادہ تھیں کہ اگر اُن سب کو چھپوایا جاوے۔ تو تقریباً پانچسو کتابیں بن جاویں۔

لیکن ۱۹۲۰ء میں بھگوان نے میری مدد کی جب شری ماتا جی فرانسیسی دیوی جو پہلے ۱۹۱۴ء میں پانڈیچری رہ گئی تھیں اور مجھے درشن دے کر یوگ کے متعلق بات چیت کیا کرتی تھیں اور پھر فرانس جا کر اپنے ابھیاس وغیرہ کی بابت خط و کتابت کرتی رہتی تھیں۔ اب اپنے وطن کو ہمیشہ کیلئے خیرباد کہکر پانڈیچری تشریف لے آئیں اور میرے مکان کے پاس ہی رہائش اختیار کر لی۔ شری ماتا جی کی رُوحانی طاقت اس وقت بھی بہت زبردست تھی اور وہ یوگ کی کئی منزلیں طے کر چکی تھیں۔ مجھے تو ان کے اندر آدِ شکتی۔ مہاشکتی۔ مہیشوری۔ مہاکالی، مہالکشمی اور مہاسرسوتی کے ہی درشن ہوتے ہیں اور میں سادھکوں کو بھی یہی کہتا آیا ہوں۔ وہ آتے ہی میرے کام میں شریک ہو گئیں اور مجھے نہ صرف سادھکوں کو ٹریننگ دینے اور پتر ویوہار میں ہی اُن کی مدد ملی۔ بلکہ اُن کی آتمک شکتی نے میری آسمان کھودنے اور Supermind یعنی "آنند" کے طبقہ کے اندر گہرا سے گہرا پرویش کرنے میں سہاتا کی۔ اس سے پہلے شری لیلے جی کے بعد اب تک کسی انسانی جامہ سے مجھے یوگ میں مدد نہیں ملی تھی۔ شری ماتا جی کی کشش اور سنکلپ شکتی نے اس قدر زیادہ تعداد میں سادھکوں کو کھینچنا شروع کیا۔ کہ سینکڑوں نر ناری ہمارے آس پاس رہ کر یوگ کا سادھن کرنے لگے اور تھوڑے عرصہ میں ہی ایک بڑی بستی کے رُوپ میں آشرم بن گیا جس میں اس وقت آٹھ سو کے قریب نر ناری اور بچے شری ماتا جی کی زیرِ نگرانی یوگی بننے کا ابھیاس کرتے ہیں۔

جب ۱۹۲۶ء میں میں نے دیکھا کہ میری یوگ شکتی دن رات کام میں لگے رہنے سے ہی خرچ ہو رہی ہے اور میرا اصلی کام پیچھے ہٹتا جا رہا ہے تو آشرم۔ سادھکوں اور خط و کتابت وغیرہ کو شری ماتا جی کے حوالے کر کے اپنے مکان کے اوپر کے کمرے میں ایکانت باس اور بالکل کنارہ کشی اختیار کر لی تاکہ اونچے روحانی منڈلوں سے زیادہ سے زیادہ ٹیکٹ رہتا ہوا اندر سے اپنے وسیع پروگرام کی تکمیل جاری رکھوں۔

دیش کے نیتاؤں نے اور خصوصاً سردار ولبھ بھائی پٹیل نے بہت کوشش کی کہ میں باہر آکر اُن کے ساتھ مل کر دیش کی آزادی کے لئے کام کروں۔ ان کا خیال تھا کہ میں یونہی نکما بیٹھا ہوا اپنی لیاقت اور طاقت کو ضائع کر رہا ہوں۔ یا صرف اپنی ذاتی مکتی کے لئے یوگ میں لگا ہوا ہوں۔ دیش اور جاتی کا کوئی خیال نہیں۔ یہ سب مہانُبھاؤ اب تک بھی یہ نہیں سمجھ سکے کہ ایک یوگی ایکانت میں بیٹھ کر اپنی یوگ شکتی دوارا بدرجہا زیادہ کام کسی تحریک کی کامیابی کے لئے کر سکتا ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ شریر دوارا تعمیری کام میں حصہ لے۔ علاوہ ازیں میں ملکی نیز ملکی حالاتِ حاضرہ سے کبھی ناواقف نہیں رہا۔ اور میرا پانچ مکھ والا پروگرام جو پیچھے درج ہو چکا ہے۔ کبھی میرے

دماغ سے باہر نہیں گیا۔

بہت لوگ ایسے بھی ہیں اور اُن میں میرے اپنے سادھک بھی شامل ہیں کہ مَیں سمادھی میں یا جاگرت اوستھا میں برہم آنند اور مکتی انوبھو کرتا ہوں۔ مَیں کیوں اس سُکھ کو چھوڑ کر دنیا کے جھمیلوں میں پڑوں۔ اُن کا خیال ہے کہ بچپن اور جوانی میں مَیں نے امیرانہ زندگی کا سُکھ دیکھا ہے اور اب پرم سُکھ لے رہا ہوں۔ او وہ کتنا بھرم اور دھوکا ہے۔ بھگوان ہی جانتے ہیں کہ میری تمام زندگی مشکلوں۔ تکلیفوں اور سختیوں کا مقابلہ کرتے میں گزری ہے۔ انگلینڈ میں فاقہ کشی تک کی نوبت۔ متواتر خطروں اور خونخوار مشکلوں کا سامنا۔ بھارت میں ملازمت چھوڑنے کے بعد خانگی مشکلات، جیل کی سختیاں۔ اور پھر پانڈیچری آکر بدرجہا زیادہ مشکلیں اور تکلیفیں۔ بیرونی اور اندرونی۔ جن کا میں نے کبھی شکوہ نہیں کیا۔ غرضیکہ میرا جیون شروع سے ہی ایک سنگرام رہا ہے اور اب بھی سنگرام ہی ہے۔ صرف یہ بات کہ اب میں اس یدھ اور جدوجہد کو مکان کی بالائی منزل کے ایک کمرے سے رُوحانی طریقوں سے اور دوسرے بیرونی طریقوں سے بھی لڑ رہا ہوں۔ اس سنگرام کی خصلت میں فرق نہیں ڈالتی۔ چونکہ میں اس کے متعلق کبھی شور نہیں مچاتا اس لئے لوگ سمجھتے ہیں کہ میں یہاں پھولوں کی سیج پر بیٹھا ہوں اور بڑی شاندار جگمگاتی مست کر دینے والی دنیا میں نواس کرتا ہوں جہاں زندگی کی سختیاں اور پرکرتی کے اٹل اور کڑے قانون اثر نہیں کرتے یہ سب بھرم ہے۔ جب یوگی کی زندگی کا اُدیش ساری پرتھوی پر ست یگ کو لانا ہو۔ اُس کی اندرونی اور بیرونی جدوجہد اور مخالف طاقتوں کے ساتھ یُدھ مونٹ ایورسٹ (ہمالہ کی سب سے بڑی چوٹی) کی چڑھائی کی طرح کبھی ختم نہیں ہوتے۔ جب تک وہ اپنی مہم کو سر نہ کر لے اُسے چین کہاں۔

अनित्यं असुखं یعنی ناپائدار

بھگوان نے گیتا میں اس مادی دنیا اور اس مایا کی زندگی کو اور سُکھ سے خالی بتلایا ہے۔ جو شخص خواہ وہ کتنا ہی قابل۔ ودوان اور مہان کیوں نہ ہو یہ سمجھتا ہے کہ یہ اگیان اور دُکھوں سے بھری ہوئی محدود دُنیا ہی ابدی۔ اننت پرکاش۔ شکتی اور آنند کا طبقہ ہے۔ تو مَیں تو اُسے ایک اپنے آپ کو دھوکا دینے والا بیوقوف یا ایک پاگل اور جنونی ہی کہوں گا۔ اگر پرکاش۔ شکتی اور آنند اس پرتھوی کے اوپر ہی اس کے انسان نما حیوانوں کے بیہودہ لشکر کے آس پاس گھومتے ہوتے تو ان کو اُوپر کے طبقوں سے نیچے اُتارنے کی کیا ضرورت ہوتی۔ لیکن شاید آپ کہیں گے کہ ایشور تو یہاں بھی ہے اُسے نیچے کہاں سے اُترنا ہوا۔ اس کا اُتر یہ ہے کہ ایشور یہاں ہے لیکن اُس نے اپنے پرکاش کو اگیان اور اودیا کے اندھیرے سے اور اپنے آنند کو تکلیفوں اور دُکھوں کے ساتھ چھپا لیا ہے۔ اور اگر کوئی اس بند پرکاش اور آنند میں داخل ہو بھی جائے تو اس کی چیتنا میں تو فرق پڑ جائے گا۔ لیکن جو شکتی یا طاقت اس طبقہ میں کام کر رہی ہے۔ (یعنی مایا) اُس پر کوئی خاص اثر نہیں ہوگا۔ سچا سُکھ یہاں نہیں۔ وہ رُوحانی دُنیا میں ہے اور رُوحانیت یوگ دوارا اُوپر کے اونچے طبقوں سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ اسی لئے بھگوان نے زوردار شبدوں میں ارجن کو کہا ہے۔ کہ

"اے ارجن! تو یوگی بن"

۶- بھارت سنسار کا رُوحانی لیڈر کیسے بن سکتا ہے

صرف ابکھنڈ پُورن یوگیوں کی ضرورت ہے

بھارت سوتنتر ہو چکا ہے۔ مجھ سے زیادہ قابل اور بہتر کام کر سکنے والے ویر پُرش آزادی کی تحریک کو باہر سے چلاتے رہے ہیں۔ اور میں بھگوان کے حکم کے انوسار اپنے ڈھنگ پر رُوحانی شکتی دوارا اس کو سینچنے اور سہائتا دینے کا پُرشارتھ کرتا رہا ہوں۔ پندرہ اگست کو بھارت آزاد ہُوا۔ اور پندرہ اگست ہی میرا جنم دن ہے یہ تاریخوں کا ملاپ اتفاقیہ امر نہیں۔ میں تو یہی سمجھتا ہوں اور میرا یہ وشواس ہے کہ بھارت کی آزادی مجھے بھگوان نے میرے جنم دن کے تحفہ کے طور پر دی ہے۔ لیکن دو پیکٹوں میں یعنی ایک آزاد بھارت کی بجائے دو آزاد بھارت دے دیئے۔ مجھے تو ایک ہی اکھنڈ بھارت کافی تھا۔ میں بھی دیش کو ٹکڑے ہونے سے نہیں بچا سکا۔ کارن یہ کہ یوگ کی شکتی کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔ ایشور کے راجیہ میں وہ اُسے ایک محدود دائرے سے باہر استعمال نہیں کر سکتا یوگی ہی نہیں بلکہ اوتار بھی جب منش کا شریر دھارن کر کے پرتھوی پر آتا ہے تو جو کام اُس نے کرنا ہوتا ہے اس سے اِدھر اُدھر نہیں جاتا۔ ایشور انسان کی ہر خواہش پُوری کرنے کے لئے مجبور نہیں اور نہ ہی اُسے سرشٹی کے پربندھ میں کسی کی رائے یا مشورہ کی ضرورت ہے۔ دیش کی تقسیم اور کشت و خون اٹل تھے یہ رُک نہیں سکتے تھے۔ لیکن جہاں تک میں دیکھ سکتا ہوں یہ تقسیم ایک عارضی چیز ہے۔ پاکستان بھارت سے علیحدہ نہیں رہ سکیگا۔ خواہ کسی شکل میں ہیں دونو حصّوں کو ضرور اکٹھا ہونا پڑے گا۔ شکل سے ہمیں سروکار نہیں۔ یہ تقسیم مذہب کی بنا پر غیر قدرتی ہے۔ ملاپ نہایت ضروری ہے اور ضرور ہوگا۔ اگرچہ انسانی جانوں کا ضائع ہونا۔ تکالیف اور کشت و خون ہوں گے لیکن وجے بھارت کی ہوگی۔ اس کے بغیر شانتی نہیں ہو سکیگی۔ بھارت سنسار کا رُوحانی نیتا بننے کے لئے اُس کا اکھنڈ ہونا لازمی ہی نظر آتا ہے۔

اب موجودہ بھارت کی رُوحانی اوستھا کو دیکھئے۔ ہمارے بزرگوں نے سینکڑوں سالوں کے ابھیاس۔ وچار اور پُرشارتھ کے بعد ہمیں برہم گیان۔ ادھیاتم یوگ۔ آتمک شکتی۔ اور تیج دیا تھا۔ انہوں نے وشال وچار ساگر میں تیر کر وشال گیان پراپت کیا تھا اور ایک وشال سبھیتا (تہذیب) کھڑی کر دی تھی۔ لیکن اب دیش میں یہ کہیں نظر آتے ہیں۔ اب تو گیان کی جنم بھُومی میں اگیان کا وستار ہو رہا ہے۔ کچھ تھوڑی سی بہت بڑی رُوحانی ہستیوں کو چھوڑ کر باقی بھارت باسی سیدھے سادھے سادھارن لوگ ہیں۔ اُن میں وچار کی کمی ہے۔ وہ وچار کرنا نہیں جانتے وچار کر ہی نہیں سکتے۔ اُن میں ذرا بھر بھی شکتی نہیں۔ صرف تھوڑا سا عارضی جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کا پھل کیا ہوگا۔ کچھ سنیاسی اور بیراگی سادھو سدھ مُکت ہو جاویں گے۔ کچھ بھگت پریم سے۔ بھاؤ سے۔ آنند سے اِدھر ہر کرنا چاہا کریں گے۔ اور ساری جاتی بے جان۔ مُردہ اور بُدھی سے بے بہرہ ہو کر اگیان اور اندھیرے میں ڈوب جائے گی۔ بھلا یہ کیسی ادھیاتم سدھی ہے۔ بھارت کے بھگتوں اور گیانیوں کی کثیر تعداد من اور بُدھی کے پر یوگ سے آگے نہیں جاتی۔ لیکن من کتنا ہی شُدھ۔ پوتر اور بلوان کیوں نہ ہو۔ وہ اننت۔ اکھنڈ پرماتما کو پُورے طور سے گرہن نہیں کر سکتا۔ اُسے گرہن کرنے کے لئے سمادھی۔ موکش۔ نروان وغیرہ ہی اُپائے ہیں۔ اور کوئی

اُپائے نہیں۔

بھارت باسیوں میں دو بڑے نقص ہیں۔ (۱) چنتن شکتی کی کمی یعنی گہری وچار نہیں کرتے اور (۲) پُرشارتھ اور محنت سے جی چُرانا۔ یہ بنی بنائی کھیر کھانا چاہتے ہیں۔ وچار کئے بغیر ہی گیان مل جائے۔ محنت کئے بغیر ساد ھنوں کے بنا ہی کوئی سر پر ہاتھ پھیر کر یوگی بنا دے۔ یا کسی آسان سادھن سے سدّھی پراپت ہو جائے۔ دیہہ ادھیاس کو تیاگ کراپنے ست سروپ آتما میں سیتھر ہو کر جیو آتما کو پرماتما کے ساتھ ملانے کے لئے ادھیاتم یوگ کے سادھنوں کا نام سُنتے ہی اِن کو ڈر آنے لگتا ہے۔ اتنے کمزور اور کائر ہو گئے ہیں۔ آرام طلبی چاہتے ہیں۔ یورپ کے لوگ بہت گہری وچار کے عادی ہیں اور وہ عملی طور پر شکتی کے اُپاسک ہیں۔ اس لئے وہ شکتی گرہن کرتے ہیں۔ لیکن بھارت باسی شکتی کے نہیں بلکہ آرام طلبی کے اُپاسک ہیں۔ شکتی سادھنا چھوڑ دی ہے۔ اور شکتی نے بھی ہمیں چھوڑ دیا ہے ہم پریم کی سادھنا کرتے ہیں لیکن جہاں گیان اور شکتی نہیں وہاں پریم بھی نہیں رہتا۔ دویش اور تنگدلی آ جاتی ہے یورپ کے لوگوں کی وچار بُدھی اور شکتی بھی مادہ تک ہی محدود ہے روحانیت میں آ کر بُدھی گورکھ دھندے میں پھنس جاتی ہے۔

ہمارے اندر اپنے بزرگوں کی کرپا سے ادھیاتم بودھ ہے۔ اس کا لوپ نہیں ہُوا۔ جس میں یہ بودھ ہے اُس کے ہاتھ میں ایسا گیان اور ایسی شکتی ہے۔ جس کی ایک پھونک سے یورپ کی ساری مادی شکتی تنکے کی طرح اُڑائی جا سکتی ہے۔ اسی لئے بھگوان نے علی پور جیل میں مجھے یہ چیتاونی دی تھی کہ بھارت میں لینے والی آریہ جاتی کو ہی اُنہوں نے سنسار میں برہم گیان اور ادھیاتم وِدّیا کا رکھشک اور پرچارک بنایا ہے۔ اس کے لئے جذباتی جوش کی یا دیش کو متوالا بنا دینے کی ضرورت نہیں۔ سیاسی اور پولیٹیکل تحریک میں یہ سب میں نے کیا تھا۔ لیکن ادھیاتم کشیتر میں یہ emotional excitement یعنی جذباتی گرمجوشی لابھدائک نہیں ہوتی۔ پورن یوگ میں تو بہت سنجیدگی۔ گپت ویرتا اور سمتا کی ضرورت ہے۔ اُسی سمتا میں انسان کے وجود کے رگ و ریشہ میں شکتی کا ساگر اُمڈتا ہے۔ شکتی کے سمندر میں گیان روپی سورج کی کرنیں چمکتی ہیں۔ اور اُس پرکاش میں اننت پریم۔ آنند اور ایکتا کا انو بھو ہوتا ہے۔

اس مطلب کے لئے بھارت میں پرچلت "گورو گری" کے اوپر میرا وشواس نہیں۔ مَیں گورو ہونا نہیں چاہتا لاکھ چیلے یا شِشیہ مَیں نہیں چاہتا۔ صرف ایک سو پورے کامل انسان جن کی اہنگتا ناش ہو گئی ہے اور جو بھگوان کا ینتر یا آلہ کار بن گئے ہوں۔ مجھے مل جائیں تو وہی سارے دیش کو ہی نہیں بلکہ تمام سنسار کو روحانیت سے بھرپور کرنے کے لئے کافی ہیں۔ میرے سپرش سے جگ کر یا کسی اور کے سپرش سے جاگرت ہو کر۔ اگر کوئی اپنے اندر سے اپنے سوئے ہوئے الشوری تیج کو پرگٹ کر کے دیوی جیون یا الشوری جیون کو پراپت کرے تو بس یہی مَیں چاہتا ہوں۔ ایسے منشیہ ہی اس دیش کو اوپر اُٹھا کر اسے سنسار کا روحانی نیتا یا لیڈر بنا ئیں گے۔ میں نے جنگلوں پہاڑوں اور تپوبن میں یوگ کا ابھیاس نہیں کیا۔ گرہستھ دھرم کا پالن کرتے ہوئے۔ ہر بارک کام پوری تندہی سے سرانجام دیتے ہوئے یوگ سیکھا ہے۔ جیل کی تنگ کوٹھڑی میں۔ گندے وایو منڈل میں۔ جیل کی موٹی خوراک کھاتے ہوئے پورن یوگ کی پراپتی کی ہے۔ اور پانڈیچری میں بھی شہر کی آبادی کے اندر ایک مکان میں رہتا ہوں۔ جو میں نے پراپت کیا ہے۔ آپ سب کر سکتے ہیں۔

شری اروند گھوش کے شریر نہ بگڑنے کا رہسیہ

(از ایڈیٹر)

شری اروندو جی مہاراج کا آتما ۵ دسمبر ۱۹۵۰ء کو رات کے ایک بج کر ۲۶ منٹ پر شریر کو ہمیشہ کے لئے تیاگ کر پرواز کر گیا۔ شری ماتا جی کا اور چند ایک اور سجنوں کا جو آخری ایام میں اُن کے پاس تھے کہنا ہے کہ اُن کے شریر کی مرتیو اُن کی اچھا سے ہی ہوئی ہے۔ وہ اس بات کا فیصلہ کر چکے تھے اور اپنی مرضی سے ہی اُنہوں نے شریر چھوڑا ہے۔ یہ فیصلہ انہوں نے کیوں کیا اس کے متعلق شری ماتا جی کا بیان ہے :-

"شری اروندو نے اپنے آپ کی صرف ہماری خاطر قربانی دی ہے۔ وہ شریر چھوڑنے کے لئے مجبور نہیں ہوئے جن وجوہات کی بنا پر اُنہوں نے یہ فیصلہ کیا وہ اتنی اونچی، مہان اور شاندار ہیں کہ انسانی دماغ اُن تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور جب کوئی بات کسی کو سمجھائی نہ جا سکے تو وہاں مؤدبانہ خاموشی ہی ٹھیک ہوتی ہے۔"

مرتیو سے کئی روز پہلے وہ بے ہوشی کی حالت میں بے حس و حرکت پڑے رہا کرتے تھے۔ اُن کے شریر کو بیماری تو کوئی تھی ہی نہیں لیکن پھر بھی وہ لوگ جن کو اُن کے ارادہ کا علم نہیں تھا ڈاکٹروں کو لے آئے۔ اُنہوں نے مشورہ کے بعد فیصلہ دیا کہ اُن کو Comma (کوما) ہے جسے بے ہوشی کی نیند کہتے ہیں۔ لیکن کوما میں مریض کو مرتیو تک ہوش نہیں آتی اور جسم کی رنگت سیاہ پڑ جاتی ہے۔ اور موت کے فوراً بعد جسم میں سڑاند پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر شری اروندو کئی دفعہ ہوش میں آکر باتیں بھی کرتے تھے۔ اور اُن کے شریر کی سنہری چمک موت کے پانچ روز بعد تک بھی قائم رہی۔ اس لئے ڈاکٹروں کی رائے کو کوئی وقعت نہیں دی جاتی۔

۵ دسمبر ۱۹۵۰ء کو جب اُن کی مرتیو کا اعلان ڈاکٹروں نے کر دیا تو لوگ ہزاروں کی تعداد میں دن بھر اُن کے شریر کے درشنوں کو آتے رہے۔ شریر میں سے سُگندھی آ رہی تھی۔ روحانی شعاعیں نکل رہی تھیں اور چہرے پر سفیدی مائل سنہری چمک تھی۔ سب لوگوں نے یہی خواہش ظاہر کی کہ یہ شریر بہت خوبصورت اور قیمتی ہے اور اس کے درشن سے شانتی پراپت ہوتی ہے۔ جب تک اس میں کوئی کیمیائی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی اس کو قائم رکھا جائے تاکہ جنتا درشن کرتی رہے۔ چنانچہ یہ بات مان لی گئی اور پانچ روز تک ہزاروں نر ناری شری اروندو جی کے مرتک شریر کے درشن کرتے رہے۔ آخر ۹ دسمبر کی شام کو شری ماتا جی نے اعلان کیا کہ اب شریر میں سے روحانی کرنیں نکلنی بند ہو گئی ہیں اور چہرے کی رنگت خفیف سی مُرجھا گئی ہے اور اب اس کا آخری سنسکار کر دیا جائے۔ چنانچہ اسی روز شام کے پانچ بجے ایک گلاب کی لکڑی کے بنے ہوئے خوبصورت بکس میں شریر کو رکھ کر نہایت سادگی کے ساتھ آشرم کے صحن کے بیچ میں دفن کر دیا گیا۔ یوگیوں کے شریر کو عموماً اور سنیاسی کے شریر کو خصوصاً جلایا نہیں جاتا۔ پرتھوی کے سپرد ہی کر دیا جاتا ہے۔

۷ دسمبر ۱۹۵۰ء کو یعنی مرتیو کے تیسرے روز ہی شری ماتا جی نے دُنیا کو ایک نئی اور خوشی کی خبر سُنائی اُنہوں نے فرمایا کہ اُس روز صبح کے وقت شری اروندو کے آتما نے اُن کو حسب ذیل سندیش دیا ہے :-

"میں آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ جب تک میرا کام پورا نہیں ہو جاتا میں آپ لوگوں کے ساتھ ہی رہونگا

اور صرف چیتن شکتی بن کر رہنمائی اور پرکاش ہی نہیں کروں گا بلکہ آپکے ساتھ عملی کام کے لئے موجود ہوں گا۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں یہاں ہی رہوں گا۔ اور جب تک منشیہ ماتر کا جیون دیوی نہ ہو جائے میں اس پرتھوی کے وایو منڈل کو نہیں چھوڑوں گا۔"

گویا کہ اروندو جی کا آتما نہ تو برہم میں لین ہوا ہے اور نہ کسی اونچے لوک میں مکتی کا آنند لے رہا ہے۔ بلکہ بھگتوں۔ سادھکوں اور یوگیوں کی سہائتا کے لئے زمین کے اوپر ہی اور خصوصاً بھارت کے وایو منڈل میں وچرتا رہتا ہے اور پانڈیچری اُن کی توجہ کا خاص مرکز ہے۔ جہاں اُن کے کام جاری رکھنے کے لئے شری ماتا جی نے "شری اروندو انٹرنیشنل یونیورسٹی سنٹر" قائم کیا ہے۔ (اوم شم)

ریاضت

نہیں بہتر ریاضت کوئی بندوں کی بھلائی سے۔

شری نوبت رائے جی شوخ

غرض رندی سے ہے ہمدم نہ مطلب پارسائی سے
جبینِ عجز کو رکھتا ہوں خنداں جبہ سائی سے
ہوا شاعر میں تیغِ آسماں کی کج ادائی سے
کیا داغوں کو روشن نذرِ رم ہائے طلائی سے
یم دل میں ہمہ از اوست کی موجیں اُمڈتی ہیں
نظر آتا ہے ہر پتہ زبانِ گلفشاں مجھکو
ہمارے واہمہ کا عکس دُنیائے خیالی سے
مصیبت آدمی کی چشمِ عبرت کھول دیتی ہے
نظر آتا فقیری میں تماشہ بادشاہی کا
صدائے غیب سے آتی ہے ہنگامِ دُعا مجھکو

مجھے بس کام ہے ہر وقت باطن کی صفائی سے
لبھاتا ہے مجھے ہر ذرہ شانِ کبریائی سے
لکھا دیوانِ دل خونِ جگر کی روشنائی سے
مرا سوز نہاں بہتر ہے فیضِ کیمیائی سے
مرے جذبات وابستہ ہیں آئینِ خدائی سے
پری چہرہ ہیں گل محبوب کی جلوہ نمائی سے
کبھی ہیں وصل سے خنداں کبھی گریاں جدائی سے
نشہ کافور ہو جاتا ہے دم بھر میں کھٹائی سے
لڑاتا جم اگر آنکھیں مرے جامِ گدائی سے
نہیں بہتر ریاضت کوئی بندوں کی بھلائی سے

پیامِ دوست ہے مجھکو کسی کا شوخ یہ مصرعہ
ہماری صاف نیت ہے ملیں گے ہم صفائی سے

یوگ شکتی

از قلم شری خلیق صاحب پٹھانوی

جونہی دل میں آتی ہے یوگ شکتی — بہادر بناتی ہے یہ یوگ شکتی
کرشمے دکھاتی ہے یہ یوگ شکتی

بڑے شاہ زور اور نامی جہاں کے — بلا کے بہادر گرانڈیل یودھے
ہاں پل میں گراتی ہے یہ یوگ شکتی

اُڑا کر خیالوں کی یہ کجروی کو — مٹا کر ارادوں کی یہ بے بسی کو
تسلط جماتی ہے یہ یوگ شکتی

بھگا کر یہ ساری ہی کمزوریوں کو — ڈرا کر یہ ہر قسم کی خامیوں کو
نئے فکر لاتی ہے یہ یوگ شکتی

اُمنگیں نئی مسکراتی ہیں اس سے — نئی خواہشیں گیت گاتی ہیں اس سے
نئی راہ دکھاتی ہے یہ یوگ شکتی

بھگا کر حسد کی یہ پابندیوں کو — اُڑا کر قفس کی یہ سب تیلیوں کو
عجوبے دکھاتی ہے یہ یوگ شکتی

کبھی خواب میں اور کبھی جاگتے ہی — کبھی بیٹھے ہی اور کبھی بھاگتے ہی
اُڑانیں لگاتی ہے یہ یوگ شکتی

جو سو ہمتوں سے نہیں کام بنتا — جو سو کوششوں سے نہیں کام بنتا
ہاں اُس کو بناتی ہے یہ یوگ شکتی

پہاڑوں کے وہ جانفزا سے نوادر — سمندر کے وہ دلربا سے مناظر
ہاں اِک اِک دکھاتی ہے یہ یوگ شکتی

زمین و زماں کا ہمیں چپّہ چپّہ — فنا و بقا کا ہاں اِک کونہ کونہ
نظر میں پھراتی ہے یہ یوگ شکتی

نکلتی ہیں دل سے عجب سی شعاعیں — رلائیں جسے چاہیں یا یہ ہنسائیں
چمک خوب لاتی ہے یہ یوگ شکتی

اسی سے ہی ملتا ہے مسجود اپنا — اسی سے ہی ملتا ہے معبود اپنا
جونہی مسکراتی ہے یہ یوگ شکتی

غرض ہر مصیبت کے منہ سے چھڑا کر — بھنور سے حوادث کے یکسر بچا کر
کنارے لگاتی ہے یہ یوگ شکتی

رہِ حق میں منزل بمنزل یہ بڑھتی — ہاں زینہ بہ زینہ بلندی پہ چڑھتی
خدا سے ملاتی ہے یہ یوگ شکتی

خلیق اُٹھو سُن لو یہ عرفاں کے گانے — سُریلے سے نغمے ہاں شیریں ترانے
عجب سے نے میں گاتی ہے یہ یوگ شکتی

اشٹانگ یوگ




شری ۱۰۸ ویشنو آچاریہ تپومورتی شری سوامی مہنت رام داس جی مہاراج دربار پنڈوری

یوگ سنسکرت بھاشا کا شبد ہے۔ اس کا ارتھ "ملنا" یعنی جیو کا بھگوان کے ساتھ مل جانا کو یوگ کہتے ہیں۔ مہرشی پتانجلی نے یوگ سوتر میں بتلایا ہے योगश्चित्त वृत्ति निरोधः ॥ ارتھات چت کی برتیوں کو روکنا ہی یوگ کا لکشن ہے۔ جب تک چت کی برتیوں کا نرودھ نہیں ہوتا۔ تب تک آتما اپنے چت کی برتیوں کے مطابق ہی اپنا سروپ سمجھتا ہے۔ لیکن جب چت برتیوں کا نرودھ (روکنا) ہو جاتا ہے تو آتما اپنے ہی روپ میں ستھت ہو جاتا ہے۔ چت کی برتیوں کو روکنے کے لئے یوگ کے پہلے آٹھ سادھنوں کا انوشٹھان لازمی ہے۔ یہ آٹھ سادھن اشٹانگ یوگ مانا گیا ہے۔ جن کی نیچے وضاحت اور تشریح کی جاتی ہے۔

۱۔ یم ۲۔ نیم ۳۔ آسن ۴۔ پرانایام ۵۔ پرتیہار ۶۔ دھارنا ۷۔ دھیان ۸۔ سمادھی

یہ آٹھ یوگ کے انگ ہیں۔ ان میں سے پہلا یم انگ ہے۔ یہ پانچ طرح کے ہوتے ہیں (۱) آہنسا۔ من۔ بانی اور کرم سے کسی برائی کو کبھی کسی طرح دکھ نہ دینا اہنسا کہلاتی ہے۔ (۲) ستیہ۔ دیکھ کر۔ سن کر اور جان کر جیسا علوم ہوا ہو ٹھیک ویسا ہی ظاہر کرنے کے لئے جو میٹھے بچن بولے جاتے ہیں۔ اُن کا نام ستیہ ہے (۳) استیہ۔ کسی دوسرے کی چیز کو چوری کر کے۔ چھل یا کپٹ سے چھین کر۔ بے انصافی سے اپنے ادھیکار میں لے لینے کو استیہ یعنی چوری کہتے ہیں۔ اس طرح کی چوری نہ کرنا استیہ ہے (۴) برہمچریہ سب طرح کے میتھنوں کو ہمیشہ تیاگ کر ویریہ کی رکھشا کرنا برہمچریہ ہے۔ سادھک کو چاہیئے کہ نہ تو کام کو بڑھانے والی چیزوں کو کھائے۔ نہ ایسے کھیل تماشوں کو دیکھے۔ نہ ایسی باتوں کو سنے اور پڑھے۔ نہ ایسے وچاروں کو من میں لاوے۔ اور استری واستریوں میں آسکت پرش کی سنگتی بھی نہ کرے (۵) اپریگرہ۔ دھن دولت اور بھوگ سامگری کو اپنی خود غرضی سے اکٹھا نہ کرنا۔

اشٹانگ یوگ کا دوسرا انگ نیم ہے۔ یہ بھی پانچ پرکار کا ہوتا ہے (۱) شوچ۔ پوترتا کا نام ہے۔ یہ دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک بیرونی دوسری اندرونی۔ بیرونی شدھی کے لئے شریر۔ بستر اور مکان آدی کو جل اور مٹی وغیرہ کے ذریعہ صاف کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اپنے ورن آشرم اور یوگتا کے مطابق جائز طریقہ سے جیون نرواہ کے لئے دھن اور ان کو حاصل کر کے شدھ پوتر بھوجن کرنا اور سب کے ساتھ مناسب سلوک کرنا بھی بیرونی شدھی میں شامل ہے۔ جپ۔ تپ اور شدھ وچاروں سے چت کے کام، کرودھ، لوبھ، موہ اور انتر کرن کے راگ، دویش وغیرہ مل کو دور کرنا اندرونی شدھی کہلاتی ہے (۲) سنتوش۔ اپنے کرتویہ کرموں کا پالن کرتے ہوئے جو کچھ اس کا پھل ملے اور پراربدھ کے مطابق جو کچھ حاصل ہو۔ ہر حالت میں اسی پر قناعت کرنا سنتوش کہلاتا ہے (۳) تپ۔ اپنے اپنے ورن آشرم اور وقت کے مطابق اپنے دھرم کے پالن کرنے میں اور شاستر دکت آگیا کو مان

کر برت اور اپواس وغیرہ کرنے میں شریر کے اور مانسک کشٹ کو خوشی سے برداشت کرنا تپ ہے۔ اس طرح کے
کرنے سے منش کا انتہ کرن شدھ ہو جاتا ہے۔ (۴) سوادھیائے۔ وید شاستروں، پرانوں، اور مہاپرشوں کے
کا پڑھنا۔ اونکار وغیرہ بھگوان کے کسی نام یا گائتری منتر کا جپ کرنا سوادھیائے ہے۔ (۵) ایشور پرنِدھا
سب کرموں کو بھگوان کے ارپن کر دینا۔ اور اس کے نام روپ اور لیلا کا سننا۔ کیرتن کرنا۔ اننیہ پریم سے اپنے آپ
کو بھگوت چرنوں میں ڈال دینا۔ غرضیکہ سب طرح سے بھگوان کی شرن میں پڑ جانا۔ ایشور پرنِدھان کہلاتا ہے۔

اشٹانگ یوگ کا تیسرا انگ آسن ہے۔ جس طریقہ سے سادھک آسانی اور آرام سے بیٹھ سکے
وہی آسن کہلاتا ہے۔ اسی آسن کو ہی کام میں لانا چاہیئے۔ کیونکہ آسن کئی طریقہ کے ہوتے ہیں۔ آسن تبھی سِدھ ہو
ہے۔ جب کہ منش تمام جسمانی حرکتوں کو چھوڑ کر بالکل سیدھا رکھ کر پرماتما میں تن کو لگا دے۔

اشٹانگ یوگ کے چوتھے انگ کا نام پرانا یام ہے۔ پران وایو کو شریر میں داخل ہونے اور باہر نکلنے
رو کنا پرانا یام کہلاتا ہے۔ اس کے تین بھید ہوتے ہیں۔ پورک۔ کمبھک اور ریچک۔ پرانا یام کرنے کا طریقہ
اس طرح ہے کہ پدم آسن یا اپنی سہولیت کے مطابق کسی دوسرے آسن پر سیدھا بیٹھ کر دائیں ہاتھ کے انگوٹھے
سے۔ ناک کے دائیں چھید کو بند کر کے بائیں چھید سے باہر کی ہوا کو اندر کھینچے۔ اس عمل کو پورک پرانا یام کہتے
ہیں۔ پھر انگوٹھے اور دوسری انگلیوں سے دونوں چھید بند کر کے ہوا کو اندر روکا جائے۔ اس کو کمبھک کہتے ہیں۔ تب
بائیں چھید کو بند ہی رکھ کر دائیں چھید سے اندر کی روکی ہوئی ہوا کو آہستہ آہستہ باہر نکالا جائے۔ اسے ریچک
کہتے ہیں۔ ان کریا کے ساتھ پرانا یام منتر بھی اچارن کرنا چاہیئے۔ اور بالترتیب برہما۔ وشنو اور رودر کا دھیان
بھی کیا جانا چاہیئے۔

اشٹانگ یوگ کے پانچویں انگ کو پرتیاہار کہتے ہیں۔ جملہ اندریوں کو ان کے راگ۔ دویش وغیرہ بھاؤ
وشیوں سے گیان اور وچار کے ذریعہ روک کر چت کے ادھین کر دینے کا نام پرتیاہار ہے۔ پرانا یام کا ابھیاس
کرتے کرتے من اور اندریاں شدھ ہو جاتی ہیں۔ جس سے اندریاں آہستہ آہستہ آسانی سے اپنی اپنی بیرونی خواہشات
کو چھوڑ کر من میں ہی لین ہو جاتی ہیں۔ پرتیاہار کے ابھیاس سے ہی منش صحیح معنوں میں یوگی بن سکتا ہے۔

چھٹا انگ دھارنا کہلاتا ہے۔ باہر یا شریر کے اندر کہیں بھی کسی ایک دیش میں چت کو ٹھہرانا دھارنا
ہے۔ نابھی چکر۔ ہردہ کمل شریر کے اندرونی دیش ہیں۔ آکاش۔ سورج۔ چندرماں یا کوئی بھی مورتی باہر کے دیش ہیں
ان میں سے کسی ایک دیش میں چت کو لگانا چاہیئے۔ اندرونی دیش میں چت برتیوں کو لگانے کے لئے شروع
دھارنا نابھی میں کی جاتی ہے۔ بعد ازاں بالترتیب ہردیہ۔ پہلوؤں میں گلا۔ منہ۔ آنکھ۔ وغیرہ میں۔

اشٹانگ یوگ کا ساتواں انگ دھیان ہے۔ دھارنا کے دیش میں چت برتی کا گنگا کے پرواہ یا تیل
کی دھار کی طرح اکھنڈ ہو کر دھیہ وستو میں لگے رہنا اور من کا وشیوں سے رہت ہو جانا دھیان کہلاتا ہے۔

اشٹانگ یوگ کا آٹھواں اور آخری انگ سمادھی ہے۔ دھیان کرتے کرتے جب چت اسی چیز کی
شکل اختیار کر لیتا ہے۔ جس کا کہ وہ دھیان کرتا ہے۔ اور اپنی شکل کو بالکل کھو دیتا ہے تب وہی دھیان ہی سمادھی
کہلاتا ہے۔ دھیان میں دھیان کرنیوالا۔ دھیان لکش اور دھیان ان تینوں کا الگ الگ دھیان رہتا ہے مگر
سمادھی میں ان تینوں کی ایکتا سی ہو جاتی ہے۔

یہ ہیں یوگ کے اشٹ انگ اب ہر ایک انگ کا پھل بھی مختصر طور پر بیان کیا جاتا ہے۔
یم پالن کرنے کا پھل۔ آہنسا روپی برت کا پالن کرنے والے یوگی کے آس پاس رہنے والے سبھی جیو ہنسا برتی اور ویر بھاو کا تیاگ کر دیتے ہیں۔ ست کا پالن کرنے سے ست وادی کی بانی میں ایسی شکتی آجاتی ہے کہ جو کچھ بھی وہ کہے سچ ہو جاتا ہے۔ برہمچریہ کے پالن سے شریر۔ من اور اندریوں میں سامرتھ شکتی آجاتی ہے اپریگرہ کے ستھر ہو جانے سے وشیوں سے آدا سکتا اور ویراگیہ ہو جاتا ہے۔ اور ان سے من کا سنیم ہوتا ہے من کے سنیم سے تینوں کال کے جنم اور ان کے کارن کا گیان ہونے لگتا ہے۔
نیم پالن کرنے کا پھل:۔ پوترتا سے من کی پرسنتا۔ ایکاگرتا۔ اندریوں پر قابو حاصل کیا جا سکتا ہے ان سے آتم۔ ساکھیات کار کرنے میں مدد ملتی ہے۔ سنتوکھ سے من کو شانتی اور سکھ پراپت ہوتا ہے۔ تپ سے پاپوں کا ناش ہو کر دُور بیٹھے ہی کسی چیز کو دیکھ لینا اور سُن لینا اپنے جسم کو چھوٹا کر لینا یا بڑھا لینا وغیرہ آٹھ طرح کی سدھیاں حاصل ہو جاتی ہیں۔ اپنے اِشٹ دیو کے نام کا جپ۔ پاٹھ۔ کتھا کیرتن کے کرنے سے اِشٹ دیو کا ساکھیات درشن ہو جاتا ہے۔
آسن سِدھی کا پھل:۔ آسن کے سِدھ ہو جانے سے گرمی، سردی، تھکاوٹ وغیرہ کی تکلیف نہیں ہو سکتی۔
پرانا یام کا پھل:۔ جُوں جُوں منش پرانا یام کا ابھیاس بڑھاتا جاتا ہے۔ تُوں تُوں اس کے دویک اور گیان کو ڈھانپ رکھنے والا ابرودہ پھٹتا جاتا ہے۔ اور سادھک کا گیان سُورج کی طرح پرکاش کرنے لگتا ہے پرتہار۔ اس کے سِدھ ہو جانے سے یوگی کی اندریاں اس کے ادھین ہو جاتی ہیں۔ وہ اِدھر اُدھر نہیں بھٹکتی پھرتی۔ اس انگ کی سدھی سے اندریوں پر قابو پانے کو کسی اور سادھن کی ضرورت نہیں رہتی۔
اشٹانگ کے آخری تین انگ دھارنا۔ دھیان اور سمادھی ان تینوں کو سنیم کہتے ہیں۔ سادھنا کرتے کرتے یوگی جب سنیم پر فتح پا لیتا ہے۔ یعنی اس کے چت میں ایسی شکتی آجاتی ہے کہ جس وشے میں سنیم کرنا چاہیے۔ اسی میں فوراً سنیم ہو جاوے۔ تو اس یوگی کو بدھی کا پرکاش ہو جاتا ہے۔ یعنی اس کی بدھی میں الوکک گیان شکتی آجاتی ہے۔ مہرشی پتانجلی جی نے سنیم کرنے کے متعلق بتلایا ہے۔ کہ پہلے سخفول چیز میں سنیم کرنا چاہیے۔ جب وہ ستھر ہو جاوے تو سوکھشم چیزوں میں۔ اس طرح جُوں جُوں سنیم ستھر ہوتا جاوے۔ تُوں تُوں زیادہ سے زیادہ سوکھشم چیز میں سنیم کرنا چاہیے۔ اس میں سب سے بہتر اور لابھدائیک سنیم اپنے اشٹ دیو کے سمبندھ میں ہے۔ اور اپنے پربھو پرماتما کے دھیان میں ہی سمادھی لگانی چاہیے۔ کیوں کہ اوپر بتلائے گئے آٹھ انگوں کا اچھی طرح انوشٹھان ہونے سے۔ مل اور آورن وغیرہ دوشوں کے مٹ جانے پر گیان کا پرکاش ہونے لگتا ہے۔ اور گیان پرکاش سے اودیا کا ناش ہو کر بھگوت ساکھیات کار ہو جاتا ہے۔

دھیان یوگ کے عملی طریقے

از یوگیراج شری سوامی شِوانند سرسوتی - رشی کیش -

یوگ کا کوئی سادھک بھی دھیان کا ابھیاس کئے بغیر یوگی نہیں بن سکتا۔ ذیل میں دھیان کرنے کے ابھیاس کے لئے چند ایک طریقے دیئے جاتے ہیں۔ یہ پدم آسن یا سِدھ آسن پر بیٹھ کر کرنے چاہئیں۔ دھیان کرتے وقت بہت سے نظارے بھی سادھک کو دکھائی دیتے ہیں ان کو کوئی اہمیت نہیں دینی چاہئے۔ مثلاً مستک میں مختلف رنگوں کی روشنی جیسے سرخ۔ سفید۔ نیلی سبز وغیرہ نظر آنے لگتی ہے۔ یہ صرف تن ماترائیں یعنی جل، اگنی، وایو۔ آکاش کے رنگ ہوتے ہیں۔ بعض اوقات تم ایک بڑے چمکتے سورج یا چاند یا بجلی کو اپنے مستک کے سامنے دیکھو گے۔ یہ بھی کوئی خاص چیز نہیں۔ ان کو چھوڑ دو۔ ان کا خیال ہی نہ کرنا۔ ان روشنیوں کے سرچشمہ میں گہرا غوطہ لگانے کی کوشش کرو۔

بعض دفعہ دیوتا، سِدھ، پورن، یوگی اور امر رِشی دھیان میں تمہیں درشن دیں گے۔ اُن کا بہت مان سے سواگت کرنا۔ جھک کر نمسکار کرنا۔ اُن سے ڈرنا نہیں۔ اُن سے اُپدیش لینا۔ وہ تمہاری رُوحانی سہائتا کرنے اور اتساہ بڑھانے کے لئے تمہیں درشن دیتے ہیں۔ اب ابھیاس کے طریقے دیئے جاتے ہیں۔

(۱)

خیال کرو کہ تمہاری چھاتی ایک لیمپ ہے۔ اس لیمپ کے سینٹر میں ہردہ کے مقام پر ایک شعلہ جگ رہا ہے۔ یہی Divine Flame یعنی ایشور کی جوت ہے۔ آنکھیں بند کر لو۔ اور اس ایشوری جوت کا دھیان کرتے ہوئے اس کے اندر جذب ہو جاؤ۔ اپنے ہردہ میں گہرے اُتر جاؤ۔ اس ایشوری جوت کا دھیان کرتے جاؤ اور آہستہ آہستہ اس کے ساتھ یکت ہو کر ایک ہو جاؤ۔

(۲)

پدم آسن پر بیٹھ کر آنکھیں بند کر لو۔ اور سورج کا، چاند کا، یا ستاروں کے پرکاش کا دھیان کرو۔ یا سمندر کا دھیان کرو کہ وہ کتنا وسیع اور اننت ہے۔ سمندر کا مقابلہ اننت برہم کے ساتھ کرو۔ اور لہروں، بلبلوں اور جھاگ کو نام اور روپ کے ساتھ مشابہت دو۔ اپنے آپ کو سمندر سمجھو اور خاموش ہو کر اپنے آپ کو شریر سے باہر دُور تک پھیلاتے جاؤ۔ اسی طرح ہوا اور آسمان کے دھیان کے ذریعہ بھی اننت برہم کا دھیان ہو سکتا ہے اور من آہستہ آہستہ شانتی کے ساگر میں پگھلنے لگتا ہے۔

(۳)

اپنے سامنے "اوم" (ॐ) کی تصویر رکھو۔ کھلی آنکھوں سے اس "اوم" اکھشر کو دیکھتے رہو۔ یہاں

تک کہ آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑیں۔ یہ سمجھو کہ یہ "اوم" اناوی، اننت۔ امر اور سرو ویاپک ہے۔ بھونروں کی گونج، بلبل کے گیت۔ راگ کے سات سُر اور تمام شبد اور آواز "اوم" میں سے ہی نکلے ہیں۔ "اوم" ویدوں کا سار ہے۔ خیال کرو کہ "اوم" دھنش ہے۔ من تیر ہے۔ اور برہم نشانہ ہے۔ من رُوپی تیر کو "اوم" روپی دھنش پر چڑھا کر بہت دھیان سے برہم کے اوپر چھوڑو اور تم برہم کے ساتھ مِل جاؤ گے۔ "اوم" کا آہستہ اُچارن تمام پاپوں کو بھسم کر دیتا ہے۔ اونچی آواز سے اُچارن موکش دیتا ہے۔ اور دیر تک کئے ہوئے لمبے اُچارن سے تمام سدھیوں کی پراپتی ہوتی ہے۔ جو شخص اِس ایک اکھشر "اوم" کا دھیان کرتا ہے اور اس کی دھونی لگاتا ہے۔ وہ مانو تمام سنسار کے شاستروں اور دھرم گرنتھوں کا پاٹھ کرتا ہے۔

(۴)

پدم آسن یا سِدھ آسن پر بیٹھ جاؤ اور اپنے سانس کی طرف غور سے دھیان کرو۔ تم دیکھو گے کہ سانس کے اندر سے خود ہی 'سوہم' کی آواز آ رہی ہے۔ سانس اندر لیتے وقت 'سو' کی آواز آئیگی اور باہر نکالتے وقت 'ہم'، سوہم کا مطلب ہے میں وُہ ہوں یعنی میں برہم ہوں۔ سانس تمہیں یاد کراتا ہے کہ تم پرماتما کے ساتھ ایک ہو۔ سانس کا دھیان کرتے ہوئے ست۔ چت۔ آنند، پورن، شدھ، شانتی، پریم وغیرہ کو سوہم کے ساتھ ملاؤ۔ شریر سے علیحدہ اپنے آپ کو انوبھو کرو۔ اور پرماتما کے ساتھ ملاتے رہو۔ اس دھیان کے لگاتار ابھیاس سے شریر بھاو ناش ہو جائے گا۔ اور آتما کا ساکشاتکار پراپت ہو گا۔

(۵)

بھاگوت پران میں بھگوان کرشن نے خود ہی اپنے دھیان کا ایک سُندر طریقہ اودھو کو بتلایا ہے اُودھو نے پرشن کیا کہ بھگوان میں آپ کا دھیان کس طرح کیا کروں۔ بھگوان نے اُتر دیا:-

"ایک ایسے آسن پر بیٹھ جاؤ جو نہ اونچا ہے نہ نیچا۔ شریر کو سیدھا رکھو۔ جس طرح آرام محسوس ہو ہاتھوں کو گود پر رکھو۔ اپنی درشٹی کو ناک کے سرے پر جماؤ۔ پھر پرانایام کر کے پران کے رستے کو پورک، کُنبھک اور ریچک سے صاف کرو۔ آہستہ آہستہ یہ پرانایام کرتے جاؤ۔

اوم (ॐ) کا شبد گھنٹی کی آواز کی طرح مُول دھار چکر سے اُوپر کی طرف تمام شریر میں پھیلا ہوا ہے۔ پران کے ذریعہ ہردہ میں "اوم" کو بارہ انگل اونچا اُٹھاؤ اور یہ سمجھو کہ یہ کنول کی ڈنڈی کی تار ہے۔ پھر اِس کے ساتھ بندو لگا دو۔ اِس طرح دس بار اوم کا اُچارن کرتے ہوئے پرانایام کا اُچارن کرو۔ اس ابھیاس کو دن میں تین دفعہ کرو۔ اور ایک مہینے میں تم پران پر قابو حاصل کر لو گے۔ ہردہ کے کمل کی ڈنڈی اُوپر کی طرف ہے اور پھول کا منہ نیچے کی طرف ہے۔ لیکن پھول بند ہے۔ جب سانس باہر نکالو تو خیال کرو کہ کمل کا رُخ بدل گیا ہے یعنی پھول کا مُنھ اوپر کی جانب آگیا ہے اور پورے طور سے کھل گیا ہے۔ اُس کی آٹھ پنکھڑیاں ہیں اور درمیان میں ایک جگمگاتی جوت و روشنی ہے۔ اُس روشنی کے اندر میری مورتی کا دھیان کرو۔ بدھی کو ایکاگر کر کے میرے شریر پر لگاؤ۔ پھر آہستہ آہستہ میرے تمام انگوں کا دھیان چھوڑ کر میرے مسکراتے ہوئے چہرے کا دھیان کرو۔ پھر آہستہ آہستہ اس کو بھی چھوڑ دو اور کیول آکاش کا دھیان کرو۔ پھر اس کو بھی چھوڑ دو اور میرے نراکار۔ نرگن رُوپ برہم کا ہی چنتن کرتے ہوئے اُس میں لَے ہو جاؤ۔ تم مجھ کو آتما میں ہی دیکھو گے اور انوبھو کرو گے

کہ تمام آتماؤں کے ساتھ ایک ہوں۔ جس طرح ایک روشنی دوسری روشنی کے ساتھ ایک ہوتی ہے۔ پدارتھوں کا گیان اور کرم کے بھرم پھر بالکل ناش ہو جائیں گے۔

(۶)

جو سادھک ساکار یا مورتی کا ہی دھیان کر سکتے ہیں۔ اُن کے لئے یہ سادھن ہے کہ اپنے اشٹ دیو شری بھگوان کرشن۔ بھگوان شنکر، گورو نانک صاحب۔ حضرت عیسیٰ مسیح یا مہاتما بدھ کی تصویر اپنی شردھا اور وشواس کے مطابق اپنے سامنے رکھو۔ بہت پریم بھری نظر سے اُس تصویر کو دیکھتے رہو اور پریم کے آنسو آنکھوں سے بہا دو۔ اُن کے ایک ایک انگ کو غور سے دیکھو اور پھر آنکھیں بند کر کے اُسی تصویر کو سامنے لانے کا ابھیاس کرو۔ جب آنکھیں بند کر کے مورتی سامنے آ گئی تو پھر اُسی کا دھیان کرتے جاؤ۔ یہ دھیان کرتے کرتے ایک دن ایسا آئے گا کہ انتر آتما جاگ اُٹھے گی۔ اور تم آتم جیوتی کا درشن کرو گے۔

مہرشی پتنجلی نے اپنے یوگ درشن میں لکھا ہے کہ یوگ کا مقصد پانچ کلیشوں کو دُور کرنا ہے اور وہ یہ ہیں اودیا یا اگیان۔ اہنکتا۔ راگ۔ دویش اور جیون کی اچھا ان میں سے جیون کی اِچھا یعنی بہت لمبی عمر حاصل کرنے کی خواہش تو بڑے بڑے ودوانوں اور مہا پُرشوں کو بھی نہیں چھوڑتی۔ یوگ کے ابھیاس سے یہ کلیش سُوکشم ہو کر دب جاتے ہیں لیکن ایک پُورن یوگی میں یہ بالکل بھسم ہو جاتے ہیں۔ ان کے لئے اُوپر بتائے ہوئے دھیان کے ابھیاس کے ساتھ ساتھ تپسیا، سوادھیائے اور ایشور پرنیدھان یعنی ایشور کی اِچھا کے آگے آتم سمرپن کرنا اور راضی بہ رضا رہنا بھی بہت ضروری ہیں۔ اپنے من کو صرف ایشور اور ایشور کے ہی خیال میں جذب کر دو۔ ایشور کا پریم تمہارے شریر کی نس نس میں اور ریشے ریشے میں رم جائے یہی طریقہ کامیابی کا ہے۔ پرانے زمانے کے رشیوں اور مہاتماؤں نے اسی طریقے سے یوگ کا ابھیاس کیا ہے۔

صرف دماغ یا بُدھی میں ہی ایشور کے ساتھ اپنی ایکتا کو سمجھ لینا کافی نہیں۔ اِس سچائی کو یوگ کے ابھیاس سے بھی انوبھو میں لانا بہت ضروری ہے۔ اِس لئے جاگو! اپنے فرض کو پہچانو۔ منشیہ جنم ملا ہے۔ اسے خالی نہ جانے دو۔ سچا برہم ابھیاس کرو۔ خوب جدّ و جہد اور پُرشارتھ کرو۔ رکاوٹوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرو۔ فولادی قوت اِرادی کے ساتھ زبردست سادھن کرو۔ پھر پرم آنند کی پراپتی میں کوئی مشکل نہیں ہو گی۔

(ہری اوم تت ست)

میرا یوگ ابھیاس

از مہاتما گاندھی جی :-

نوٹ :- ذیل میں اختصار روپ سے مہاتما گاندھی جی کے وچار درج کئے جاتے ہیں جو وقتاً فوقتاً اُن کی طرف سے اخبارات اور پستکوں میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ (ایڈیٹر)

میرا یوگ ابھیاس تو کیول رام نام ہے۔ یہ میری سنجیونی بوٹی ہے۔ میرے پران کا بھی پران ہے۔ اس کے بنا میں زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہ میرے آتما کا ہی نہیں بلکہ شریر کا بھی آہار ہے۔ ہمیں شریر اپنے آپ کو پہچاننے کے لئے ملا ہے۔ اپنے کو پہچاننا ہی ایشور کو پہچاننا ہے۔ اس پہچان کو جس نے اپنی زندگی کا اصول بنایا ہے وہ رام نام کا سمرن نہیں چھوڑ سکتا۔ دن رات رام نام کا جاپ ہونٹ ہلا کر ہی نہیں بلکہ سارے شریر کو اس میں تن مے کر کے ہوتا رہے۔ ساتھ ہی پوترتا۔ سدبھاو۔ اور اسوارتھ تیاگ اور سیوا پر پورا دھیان رہے۔ تو ایشور کا روپ ہونے کے لئے اس سے بہتر سادھن نہیں۔ بھگوان کو جس روپ میں انوبھو کیا ہو یا انوبھو کرنے کی دھارنا رکھی ہو اُس روپ کو ہردے میں رکھ کر اُس نام کا جپ کرنا سب سے اونچا سادھن ہے۔ جپ کرتے ہوئے دوسرا کوئی وچار من میں نہ ہونا چاہئیے یہ سمرن کی آدرش اوستھا ہے۔ اُسے نہ پہنچا جائے اور انیک وچار بنا بلائے چڑھائی کرتے ہوں تو ان سے ہار نہ مان کر شردھا پوروک جپ کئے جائیں۔ انت میں وجے ہو گی ہی یہ نشچے رکھیں تو وجے ضرور ملے گی۔ رام کی مدد لے کر ہم نے وکاروں کے راون کا بدھ کرنا ہے۔ رام کی سہائتا سے ہی یہ ممکن ہوتا ہے۔ جو رام پر بھروسہ رکھ سکتے ہیں وہ شردھا رکھ کر نشچنت اور بے فکر ہو کر رہتے ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے۔ کہ آتم وشواس کبھی مت کھونا۔ اپنے آپ کو دیہہ سے علیحدہ آتما جاننا۔ پرانی ماتر کی سیوا میں لگ جانا اور شدھ چت سے پرمیشور کا لگاتار نرنتر سمرن کرنا۔ جہاں پرمیشور کا نام ہے وہاں وکار نہیں ٹھہر سکتے اور جہاں وکار نہیں وہاں پورن شاریرک۔ مانسک اور آتمک سُکھ ہی انوبھو ہوتا ہے۔

اپنے رام کے چرنوں میں Surrender یعنی پورے طور سے اپنے آپ کو اُن کی شرن میں ڈال دینا اور پورن روپ سے سب کچھ اُن کے سمرپن کر دینا اور اُن سے ہی پرکاش اور رہنمائی کرنا ہی میرا جیون ہے۔ ایشور کی اچھا کے مقابلہ میں انسان کی کیا طاقت ہے۔ کچھ بھی نہیں۔ سکندر، نپولین۔ قیصر، ہٹلر وغیرہ دنیا کو فتح کرنا چاہتے تھے۔ ان کا انجام ہمارے سامنے ہے۔ انسان اپنی اچھا کے انوسار کرم کرنے میں صرف اتنا ہی سوتنتر ہے جتنا ایک جہاز کا مسافر۔ لیکن اتنی سوتنترتا کا بھی اگر وہ جائز استعمال کرے تو آتمک انتی

کر سکتا ہے۔ ہم سب بھگوان کے ہاتھ میں تنکوں کی مانند ہیں۔ وہ ہی اپنی مرضی کے مطابق ہمیں جدھر چاہیں اُڑا سکتے ہیں
ہم اُن کی اچھا کو روک نہیں سکتے۔ لیکن ہمیں پُورن شانتی اور سمتا اُسی وقت ملتی ہے جب ہم یہ محسوس کریں کہ خواہ
شریر میں رہتے ہوئے ہم ایشور نہیں ہیں پرنتو ایشور کا انش ضرور ہیں۔ جس طرح ایک ننھا سا قطرہ سمندر کا انش ہے
اگر قطرے کو سمندر سے علیحدہ کر کے لاکھوں میل دُور پھینک دیا جائے تو وہ اپنے آپ کو بے بس کمزور اور چھوٹا سمجھتا
ہوا گھبراتا ہے۔ کیونکہ سمندر کی مہان طاقت اور شان کو محسوس نہیں کر رہا۔ لیکن اگر کوئی اُسے یہ سمجھا سکے کہ وہ اُسی
مہان طاقت ور سمندر کا انش ہے۔ اُس کی نسل کا ہے۔ تو اُس کا وشواس زندہ ہو جاتا ہے۔ وہ خوشی سے ناچنے
لگتا ہے اور سمندر کی ساری طاقت اور مہانتا کی چمک اس میں نمودار ہو جاتی ہے۔

۲۔ میرا دُوسرا یوگ ابھیاس بھگوت گیتا کی شرن اور تلسی رامائن کا سوادھیائے ہے۔ گیتا کو میں ماتا
سمجھتا ہوں۔ منشیہ کو ایشور کا رُوپ ہوئے بنا چین نہیں پڑتی۔ شانتی نہیں آتی۔ ایشور رُوپ ہونے کی کوشش
کرنا سچا اور ایک ماتر پُرشارتھ ہے۔ اور یہی آتم درشن ہے۔ یہ آتم درشن سب دھرم گرنتھوں کا مضمون ہے
اور گیتا کا بھی ہے۔ لیکن گیتا نے آتما کے جگیاسو کو آتم درشن کا ایک بے نظیر اور لاثانی اُپائے بتلایا ہے۔ جو
چیز ہندو دھرم گرنتھوں میں کہیں کہیں بکھری ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ اُسے گیتا نے انیک رُوپوں میں انیک شبدوں
میں بار بار دُہرا کر اچھی طرح سمجھایا ہے۔ یعنی دیہہ کو پربھو کا مندر بنا کر۔ نشکام کرم سے۔ یگیہ کے لئے کرم
کر کے۔ کرم پھل تیاگ کر۔ سب کرموں کو کرشن ارپن کر کے من۔ وچن اور شریر کو ایشور میں ہوم کر کے۔ کرم
بندھن سے چھٹکارا اور مکتی پراپت ہوتی ہے۔ مجھے جب بھی جیون میں کوئی اُلجھن یا مشکل پیش آتی ہے۔ تو
میں جھٹ گیتا ماتا کی گود میں دوڑ جاتا ہوں۔ اور وہاں مجھے شانتی ملتی ہے۔

۳۔ میرا تیسرا ابھیاس مَون برت یا خاموش رہنا ہے۔ میں اکثر یہ محسوس کیا کرتا تھا۔ کہ ایشور پراپتی
کے متلاشی یا جگیاسو کے لئے زیادہ سے زیادہ خاموشی ضروری چیز ہے۔ مجھے یہ سبق جنوبی افریقہ میں ایک
پادری سے ملا جب اُس نے مجھے بتلایا کہ "ہم کمزور انسان ہیں۔ اکثر ہمیں پتہ نہیں رہتا۔ کہ ہم کیا بول جاتے ہیں
اگر ہم اُس باریک ہلکی آواز کو سُننا چاہتے ہیں جو ہمیشہ ہی ہمارے اندر بولتی ہے تو ہم کو خود خاموش ہونا پڑیگا"
اس کے بعد میں نے مَون برت کا تجربہ کر کے دیکھا کہ یہ کتنی انمول چیز ہے۔ چونکہ میں کسی کام کو بھی روحانی مقصد
کو مدِنظر رکھے بغیر نہیں کرتا اس لئے میں نے مَون برت کے رُوحانی فائدے محسوس کئے ہیں۔ میں ہر سوموار کو مَون
برت رکھتا ہوں اور باقی دنوں میں بھی زیادہ سے زیادہ خاموش رہنے کی کوشش کرتا ہوں۔ یرودا جیل میں ایک دفعہ
پندرہ روز کا مَون برت رکھا اور اُس عرصہ میں اپنے آپ کو سب سے اُونچے سورگ میں محسوس کرتا تھا۔ لیکن
پُورا لابھ اُٹھانے کے لئے ضروری ہے کہ اُس روز چٹھیوں کا لکھنا اور لکھ کر سوالوں کا جواب دینا بھی بند رہے
اس کا مطلب یہ ہو جاتا ہے کہ ہم زبان سے تو نہیں بولتے مگر لکھ کر باتیں کرتے ہیں۔ چونکہ میں لکھ کر سوالوں کا
جواب دیتا ہوں اس لئے اکثر کہا کرتا ہوں کہ میرا مَون برت تو ایک قسم کا پاکھنڈ ہی ہے۔ بھگوان سے باتیں
پُورے مَون میں ہی ہو سکتی ہیں۔ اسی لئے Carlyle کارلائل نے لکھا ہے۔

Speech is silvery, but silence is golden.

ارتھات: گفتگو کرنا چاندی ہے۔ لیکن خاموشی سونا ہے۔

مجھے مَون کا ایک اور فائدہ بھی ملا ہے۔ میرے اندر بھی باقی لوگوں کی طرح کرودھ کے سنسکار موجود ہیں۔ لیکن میں ان کو کامیابی سے دبائے رکھتا ہوں۔ اور اگر کبھی گھبراہٹ پیدا ہو تو میں لوگوں کو پتہ نہیں لگنے دیتا کہ میرے اندر ہلچل ہے۔ فوراً خاموش ہو جاتا ہوں۔

ایشور پراپتی کے علاوہ جو شخص پبلک سیوا کا کام کرتے ہیں۔ ان کے لئے بھی بیکاری اور فرصت کے وقت خاموش رہنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ موقعہ اور ضرورت کے وقت بولنا اُن کا فرض ہے۔ صحت کے اوپر بھی مَون برت کا بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔ میرا خون کا دباؤ کم ہو جاتا ہے۔ اور ہر مَون برت کے بعد مجھے نئی طاقت ملتی ہے۔ من شانت رہتا ہے۔ صرف اس خیال سے ہی کہ میں نے مَون برت رکھنا ہے میرے شریر کی تھکاوٹ دُور ہو جاتی ہے۔ دماغ کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔ اور مجھے تو مَون سے نیند بھی خوب آ جاتی ہے۔

لیکن ہر شخص کے لئے مَون برت خصوصاً لمبی خاموشی موافق نہیں۔ میں نے جیلوں میں دیکھا ہے کہ جن قیدیوں کو قید تنہائی کی سزا ہو جائے۔ وہ بہت جلدی چڑچڑی طبیعت اور غصہ گرہن کر لیتے ہیں۔ اور بیمار ہو جاتے ہیں۔ اس لئے میری نقل کر کے کوئی مَون نہ رکھے۔ پہلے ڈاکٹری مشورہ لے لے۔ البتہ رُوحانی سادھکوں کے لئے یہ ابھیاس لازمی سمجھتا ہوں۔

میرا چوتھا ابھیاس لمبے برت یا خوراک کا بند کرنا رہا ہے۔ لیکن یہ ہر خاص و عام کے لئے نہیں۔ صرف ہفتہ میں ایک دفعہ برت شریر اور من کی شُدھی کے لئے کافی ہے۔ تمبا کو نوشی کو میں شراب سے بھی زیادہ بُرا سمجھتا ہوں۔ اس لئے سگرٹ، حقہ اور شراب کو ممنوع ہی قرار دیتا ہوں۔

ان کے علاوہ ستیہ۔ اہنسا، برہمچریہ وغیرہ یم۔ نیم اور من، وچن۔ کرم کی ایکتا تو یوگ کا لازمی انگ ہیں یہ سب جانتے ہی ہیں۔ اور میں تو بھگوان کا بہت دھنیاد کرتا ہوں کہ میں بہت برسوں سے یہ یقین رکھتا ہوں کہ :-

اپنی کسی بات کو گپت یا چھپا کر رکھنا پاپ ہے۔ اور پالیٹکس یا سیاست میں تو خصوصاً ایک گناہ ہے جب ہم یہ جانتے ہیں کہ ایشور ہمارے ہر وچن اور کرم کا ساکشی ہے تو ہم سنسار میں کسی شخص سے بھی اپنا کوئی راز کیوں چھپائیں۔ ہمیں اپنے دوش اور نقائص بھی لوگوں کے سامنے کھلے طور پر ظاہر کر دینے چاہئیں۔ ہمارے لئے کوئی راز کی بات ہونی ہی نہیں چاہئے۔ (ہری اوم۔ تت۔ ست)

نام یوگ ہی سہج یوگ اور راج یوگ ہے

از سنت شرومنی شری سوامی ستیانند جی مہاراج

(۱) رام نام سادھن

"نام یوگ" اور "نام دھیان" بہت ہی لابھدائک۔ جلدی سدّھی دینے والا۔ تھوڑے پُرشارتھ سے ہی آتما کو جگا دینے والا۔ تھوڑے وقت میں سپھلتا کا داتا۔ دھیان میں آسانی سے لگانیوالا اور سہج یوگ ہے۔ اس یوگ میں سادھک اپنے پرمیشور کے نزدیک ہوتا ہے۔ وہ اُسی اننت ہری کو سمرن دوارا پکارتا ہے اور سمادھی کال میں اُسی میں لے ہو جاتا ہے۔ ادھیاتمک یوگ کا تو مطلب شری رام کا منگل مے مہامیل ہی مانا ہے۔ اُس آنند مے اننت میں لے ہونا کہا گیا ہے۔ اپنی ستّا کی جاگرتی سمجھا گیا ہے۔ اور من کی شانتی اور سمادھان ہی بتایا ہے۔ سادھن تو سبھی اچھے ہیں لیکن نام کا دھیان تو چنتامنی ہے۔ اس کا چنتن چت کی ساری چنچلتا، چنتا اور فکر وغیرہ کو چور کر دیتا ہے۔ یہ سچے سورگ کی آسان سیڑھی ہے۔ اننت بھگوان کے ملاپ کا پرم اُپائے ہے۔ یوگ سادھن کا مقصد بھی یہی ہے کہ سادھک کو اپنے سروپ کی پرتیتی ہو اور اننت آتما کے ساتھ بہت گہرے ملاپ یعنی لین اوستھا کی پراپتی ہو۔ اگر نام چنتن نہ کیا جائے تو رام کرپا اور پریم سے خالی شونیہ اوستھا تو سوکھے تالاب میں بے حرکت پڑے مینڈکوں کو بھی پراپت ہے۔ جس سمادھی میں رام پریم نہیں۔ رام کرپا نہیں۔ رام نام کی میٹھی گونج نہیں رام رس میں رمن نہیں اور اپنے سروپ کی الٹھتا بھی تو بھو نہیں۔ وہ صرف کوری نیند ہی سمجھنی چاہیئے۔

سنت جن اس نام دھیان کو ہی راج یوگ اور سہج یوگ کہا کرتے ہیں۔ بھگتی یوگ بھی یہی ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ابھیاسی کو بھگوان کا آشیرواد مل جایا کرتا ہے۔ رام کرپا سے ہی اس میں سدّھی جلدی حاصل ہوتی ہے۔ نام کے ابھیاسیوں کا یوگ کشیم شری بھگوان خود ہی اُٹھایا کرتے ہیں اور اس میں وِگھن نہیں آنے پاتے۔ پیارے اس یوگ کے بھید کو کورے گیان واد پر گھوڑا لگانے والے صرف شبد مالا پرونے والے اور دیہہ کو سکھانیوالے نراشا وادی یوگی نہیں جانتے۔ پرشوتم کے پریم سے خالی لوگ کیول شریر کو ہی کلیش دیا کرتے ہیں اور اُلٹے راستہ پر چل کر وقت فضول ہی گزارا کرتے ہیں۔ لیکن نام ابھیاسی بھگوان کے بھروسہ رہتے ہیں۔ آپ ترک اور بحث وغیرہ میں نہ پڑیں۔ نام کا چنتن۔ دھیان اور جپ کرتے جائیں۔ لوگوں کی سیوا۔ پر اُپکار اور شبھ کرم کرتے رہیں۔ لوگوں کو دکھانے کے لئے یوگ ابھیاس کا اڈمبر ہرگز نہیں رچنا۔ اپنے آپ کو بہت بڑا نہیں ماننا۔ اپنے ابھیاس کا۔ اپنی سدّھی کا۔ اپنی ستھرتا کا اور اپنی یوگ اوستھا کا ذکر بالکل کسی سے نہیں کرنا۔ ابھیاس کو گپت رکھنا بہت ہی لازمی ہے پرمیشور کی کرپا سے آپ یوگ میں درجہ بدرجہ اونچی ترقی کرتے جائیں گے۔

اگر آپ کا من بڑا چنچل ہے۔ آپ کی قوت ارادی یا اچھا شکتی کمزور ہے۔ آپ کا سنکلپ کبھی کامیاب نہیں ہوتا اور ہمیشہ شکوک گھیرے رہتے ہیں۔ تو یہ سب آپ کے مانس روگ ہیں۔ بُرے کرموں کی دُرواسنا سے۔ دُشٹ وِچاروں سے۔ بُرے آچار سے اور بُرے پُرشوں کی سنگت سے ایسے مانس روگ ہُوا کرتے ہیں من کے روگ سے منشیہ کا من اتنا ملین۔ اتنا اسِتھر۔ اتنا ڈرپوک۔ اتنا کمزور۔ اتنا شند کا شیل اور اتنا وہمی ہو جاتا ہے کہ اُس میں دردِھتا۔ ایکاگرتا اور سمادھانتا نام ماتر بھی نہیں ہونے پاتی۔ اگر آپ اس روگ کو جڑ سے ناش کرنا چاہتے ہیں تو رام نام کی مہا اوشدھی سیون کریں۔ اس سے آپ کا من شدھ اور بلوان ہو جائے گا۔ آپ کی اچھا شکتی مضبوط ہو جائے گی۔ اور آپ ست سنکلپ بن جائیں گے۔

اگر کسی انوبھوی منشیہ دوارا پرمیشور کا منگل مئے نام لیا جائے تو اُس سے انتر آتما جگ جاتا ہے اور وہ "نام" چِت کی برتیوں کو نرودھ کرنے یا مُور چھت کرنے میں ایک موہن منتر ہی مانا گیا ہے۔ جیسے سرسبز درخت کو پھول۔ پھل اور بیج لگا کرتے ہیں۔ ایسے ہی ایشور کرپا اور انوبھوی سجن سے گرہن کیا ہُوا "نام" ہی دھیان۔ ایکاگرتا۔ سمتا اور سمادھی کا سادھن بنا کرتا ہے۔

نام ابھیاس کی وِدھی

بھگت کبیر صاحب کے گورو مہاتما رامانند جی "رام نام" کی دیکھشا دیا کرتے تھے۔ ایک دن ایک بھگت استری نے رامانند جی کو نمسکار کر کے نویدن کیا کہ مہاراج! مجھے آتم کلیان کا سادھن بتائیے۔ سنتجی نے کہا: "دیوی! تِرکُٹی ستھان میں (یعنی دونو آنکھوں کی بھوؤں کے درمیان میں مستک کی جڑ میں اور ناک کے اُوپر کی طرف جہاں عموماً لوگ تلک لگایا کرتے ہیں) "رام" نام شبد کا دھیان کیا کرو۔ اور اسی اتینت میٹھے اور پیارے نام کا مُکھ سے سمرن کرتی رہو۔ پرمیشور تیرا بیڑا پار کر دے گا۔ جو نارائن، نراکار، نرنجن اور انتریامی ہے وہی سنت سمتی میں "رام" سمجھنا۔"

وہ استری بتائی گئی وِدھی سے دھیان سمرن کرنے لگ گئی۔ ایک مہینہ میں ہی اُس کا ابھیاس سدھ ہو گیا۔ اور وہ اپنے آپ کو کرت کرت سمجھنے لگ گئی۔ رام نام کا مُکھ سے سمرن کرنے کے لئے سانس کے ساتھ اجپا جاپ کرنا اوچیہ سادھن ہے۔

سادھن پرکاش

۱۔ نام رتن جس پاس ہے وہ ہے دھن پتی سیٹھ　　نام سادھن سے سمجھ۔ ہیں سب سادھن ہیٹھ

۲۔ پُونجی پاکر نام کی ہو جبا مالا مال　　کام دھینو یہ جانئے تجھ کو کرے نہال

۳۔ چنتا منی ہری نام ہے سپھل کرے سب کام　　مہا منتر مانو یہ "رام رام شری رام"

۴۔ نام پکڑ سینے بھاوے جیبھ ہونٹ کے بیچ　　اجپا جاپ ہو دسے شبد دھووے مانس کیچ

۵۔ کان کواڑے بند کر پلکیں پردے ڈال　　ترکٹی مندر میں من سندر لیلا بھال

۶۔ اشٹ چکر کو بھید کر سشمنا مارگ جائے　　لکھ لے بہلا رام کی پرم دھام کو پائے

۷۔ نشچے تیرا شدھ ہو جب ہو تیرا آپ　　جب اجپا نج ناد کا جان پرم ہی جاپ

۸۔ مہا مُدھر تُو آپ ہے تیری مدھر سُر تان　　جب اجپا میں ناد میں گرتا تو ہی گان

۹۔ تیرے سارے کھیل ہیں او ہو! کھلاڑی راج
تو رسیا سب رنگ کا سندر تیرے کاج

۱۰۔ تیرے ہارے ہار ہو۔ تیرے جیتے جیت
موکش دھام تجھکو ملے کر اپنی پرتیت

۱۱۔ جب جپنی ہری نام کی جے جے شبد اُچار
جگت پتا جگدیش جے جے سرشٹی کے سار

۲۔ گائتری جاپ دوارا آتما کا ساکشا تکار

اگر آپ کے اندر آتم گیان کی جگیاسا ہے۔ تو آتم گیان کا اُتم سادھن گائتری پاٹھ ہے۔ اس کو سادھارن پاٹھ کہتے ہیں۔ آپ ہر روز گائتری پاٹھ کیا کریں۔ اس سے آپ کا آتما جگ جائے گا۔ آپ کے سارے دکھ اور شوک نشٹ ہو جائیں گے۔ جگت ماتا گائتری کے پاٹھ سے آپ کے کرم سنسکار بھسم ہو جائیں گے اور پھر آپ کو کچھ کرنا باقی نہ رہے گا۔ اگر آپ دو ہزار گائتری جاپ بھی روزانہ بلا ناغہ دھیان پوروک کرنا شروع کر دیں تو اس جاپ کا سادھن کرتے ہوئے ایک دن ضرور آپ کو سونہ ہی آتما کا ساکشا تکار ہو جائیگا۔

ایک وچار شیل سچے جگیاسو اور پورن شردھا وان سادھک کا انوبھو ہے کہ جب اُسے گائتری جاپ کا سادھن کرتے ہوئے کافی عرصہ گزر گیا تو اُس نے ایک دن جاپ کے وقت اپنے سامنے سورج کا منڈل دیکھا۔ اس چمکتے ہوئے سورج منڈل میں اُس نے ایک تیجسوی مورتی دیکھی۔ اُس دلکش تیجومئی مورتی کو دیکھکر اُسے بڑی پرسنتا ہوئی اور وہ وچارنے لگا کہ یہ مورتی کیا ہے۔ اور کیوں پرگٹ ہوئی۔ ایسا وچارتے ہی اُسے پرتیت ہوا کہ وہ مورتی کہہ رہی ہے — "میں تیرا آتما ہوں۔ میرے آتما اب تو مُکت ہو گیا ہے۔ تیری سنسار یاترا ختم ہو گئی ہے۔ اب تجھے کچھ بھی کرنا باقی نہیں رہا۔ میرے آتما میں تیرے سروپ کا ہی ایک حصہ ہوں۔ تیرا پرتی ساکشی ہوں۔ جو تو ہے وہی میں ہوں۔ دیہہ میں تو ساکشی ہے۔ اور میں پرتی ساکشی ہوں۔ میں بیوہار میں ہوں اور تو کوٹستھ ہے۔"

بیوہار میں جو چیتن شکتی کام کرتی ہے اور دیکھنی۔ سننی۔ سونگھنی۔ چھونی اور وچارتی ہے وہ "ویوہارک آتما" کہی جاتی ہے۔ اُس کے اوپر جو ساکشی ہے۔ دیکھنے والا ہے۔ سوبھاو سے کاریہ کرتا ہے۔ نیک و بد کا درشتا ہے اور سچ و جھوٹ۔ ست۔ اسَت کا جاننے والا ہے۔ وہ ساکشی اور کوٹستھ آتم بھاؤ ہے۔ اسی کو سنت جن "پرمارتھک آتما" کہا کرتے ہیں۔ بیوہارک اور پرمارتھک آتما۔ یہ شبد صرف سمجھانے کے لئے اشارہ کے طور پر ہیں۔ ورنہ آتما تو اکھنڈ وستو ہے۔ پرتی وششٹ آتم بھاو کو بیوہارک کہا ہے یعنی جو سوچتا ہے اور جو برتیوں یا خیالات کو کنٹرول کرتا ہے۔ اور شانت۔ ساکشی آتم بھاو کو پرمارتھک آتما کہا گیا ہے۔ پرتی وششٹ آتما جب برتیوں پر فتح حاصل کر لیتا ہے تب وہ مُکت ہو جاتا ہے۔ اُس وقت سوکشم شریر کے ساتھ وہ استھول شریر سے باہر بھی وچرنے لگ جاتا ہے اور استھول شریر میں براجمان اپنے سروپ کا ساکشی ہوتا ہے۔ اس کارن وہ پرتی ساکشی کہا جاتا ہے۔ ایسی جیون مُکت اوستھا آرادھنا کرنے والے بھگت کو پراپت ہو جایا کرتی ہے۔

اس طرح سادھن کرنے والے سادھک جب اپنی آتما کو شریر سے باہر بھی بولتے ہوئے سُنتے ہیں۔ تو وہ آتم ستا کو بھلی پرکار جان جایا کرتے ہیں۔ جو لوگ اُونچے درجے کے آتم گیانی ہوتے ہیں۔ اُنکا

سوکشم شریر اُن کی دیہہ کے چاروں طرف دو تین ہاتھ تک پھیل جایا کرتا ہے۔ اس کا نام تیجومے شریر" بھی کہا گیا ہے۔ اسی شریر میں یوگی لوگ انیک نارائینی لیلا دیکھا کرتے ہیں۔ یہ اوستھا بھاگیہ شالی لوگوں کو ہی ملا کرتی ہے۔ اس اوستھا میں آتما کو اپنی سنکلپ شکتی کا پورا بھید معلوم ہو جاتا ہے۔ پیارے! آپ دیکھیے ہیں۔ اگر آپ نے گائتری جاپ کے سادھن سے اپنے آپ کو پرتیکش انوبھو کر لیا۔

ایک دن ایک سنت گنگا جی کی صاف شفاف ٹھنڈی نیل دھارا میں غوطہ لگا کر گلے تک پانی میں کھڑے ہو کر ترلوک تارنی، پاپ۔ شاپ ہارنی۔ وید ماتا گائتری کا جاپ کر رہا تھا۔ اس کال میں وہاں انیک سجن اشنان کرنے آئے اور نہا کر چلے گئے۔ لیکن وہ سادھن شیل سنت اس از حد ٹھنڈی جل دھارا سے باہر نہ نکلا۔ کنارے پر کھڑے لوگوں نے سوچا کہ یہ اشنان کرتے کرتے سُن ہو گیا ہے۔ اور دو آدمی جل میں داخل ہو کر اس منی کو اٹھا کر باہر لے آئے۔ لوگوں نے دیکھا کہ سنت کا شریر لکڑی کے سمان جڑ ہو رہا ہے۔ لیکن وہ مند مسکراہٹ کے ساتھ گائتری کا پاٹھ کر رہا ہے۔ لوگ حیران ہو گئے۔ وہاں کھڑے ایک سادھو نے کہا کہ یہ منی سمادھی میں ہے۔ اگرچہ اس کا شریر ٹھنڈا پڑ گیا ہے۔ لیکن اس کا من ادھیاتمک گرمی سے بھرپور ہے۔ یہ آتم بھاؤ سے جپ کر رہا ہے۔ جن لوگوں کا آتما کرم بندھن کاٹ کر سوتنتر ہو جاتا ہے وہ کسی بھی اوستھا میں کہیں بھی سمادھی میں سستھر ہو جایا کرتے ہیں۔ جیون مُکت لوگوں کا آتما سُکھ میں۔ مُکھ سے باہر اور اپنے شریر کے چاروں طرف اپنے آتم بھاؤ سے موجود ہو کر نام دھوتی دوارا اپنا پتہ دے دیا کرتا ہے۔ ایسے لوگ نارائن جن ہوتے ہیں۔

ویدک کال میں جو لوگ گائتری پاٹھ سے ادھیاتم سورج کی آرادھنا کیا کرتے تھے۔ اُن کو لوگ نارائن جن کہا کرتے تھے۔ سورج کے سامنے منہ رکھ کر گائتری پاٹھ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جیسے سورج تیجومے ہیں۔ پرماتما کا سروپ بھی پرکاش مے ہے۔ اپنا آتما بھی جگمگاتی جوت ہے۔ اسی کارن گائتری کے اُپاسک جیوتی کے سامنے اور نزدیک بیٹھ کر نارائن کا آرادھن کیا کرتے ہیں۔ آریوں کے دھارمک کرموں میں جوت کا بڑا آدر ہے۔ اُن کے سبھی دھرم کرم جوت کے سامنے کئے جاتے ہیں۔ اُن کا وشواس ہے کہ سب جوتیوں کی جوت ایشور ہے۔ پرمیشور پرم پرکاش سروپ ہے۔ اُسی سے سارے لوک لوکانتر پرکاشت ہوتے ہیں۔

جن کے پاس گائتری جاپ کا جادو ہے۔ وہ جگت ماتا گائتری کی گود میں بیٹھے ہوئے نڈر اور نربھے ہوا کرتے ہیں۔ گائتری وگھن ونا شک، پاپ ہارک۔ سنکٹ نوارک۔ اور بھگت جن تارک ہے اچھے اُپاسکوں کی ایسی ہی دھارنا اور شردھا ہوا کرتی ہے۔ جس سے وہ جیون مکتی کی پراپتی کرتے ہیں۔

آتم اُدبودھن

(سوامی آستیانند جی مہاراج)

۱۔ آتما میرے آپ ہی اپنا آپ سنبھال	تیاگ واسنا سب بُری۔ کاٹ اودیا جال
۲۔ تو ہے شُچی سوبھاؤ سے جیوں گنگا کا نیر	مایا سے تو ملن ہے جان جان دھر دھیر

۳- تیرے اپنے رُوپ میں نہیں پاپ کا باس
توُ تو نیج اکھنڈ ہے ڈھکا تموسے کوش
۴- جاگ جاگ جیون پرم - جوت تبنت جیکار
۵- تیری گہری نیند میں - لٹا پڑھی دھن پران
۶- مایا ٹھگنی ٹھگ گئی - پردا اودیا ڈال
۷- وَیری تیرا رکت کا - پیاسا پاپ اگیان
۸- اُٹھو اُٹھو! جاگو ابھی تجھ میں ذرا نہ کال
۹- دھارا امرت نام کی ترویہ سُدھا سم جان
۱۰- سہسر کمل دَل گیان کے ہیں سُندر جو کوش
۱۱- پرماتما کے سنگ سے - تو ہے بل بھنڈار
۱۲- ستّا سے ہے اچھن تو - دلیش کال کے بیچ
۱۳- مکڑی جیسے جال رچ - پھنس اُسی میں جائے
۱۴- پاپ پنجرا توڑ کر - پریم سو پنکھ ہلائے
۱۵- سنگھ سُورمے ویر تو - اپنا بن لے چین
۱۶- کائر پن کو چھوڑ دے - جو ہے اودیا بھول
۱۷- تیرا تو ہے چھپ رہا - مایا بادل بیچ
۱۸- تو تو درپن وِل ہے - اپنا رُوپ نہار
۱۹- بدّھ مانتا آپ کو - اگیانی مہا موڑھ
۲۰- میرے آتما ناش کر - مایا کا جنجال
۲۱- میرے آتما آج تو - چیت چیت ہی چیت
۲۲- چمکتے چارو چاند تو - چت چندر کا دان
۲۳- تو ہے چیتن ایک رس - جگتی جیوتی اکھنڈ
۲۴- تو دُھوم سے رہت ہے - تیجومئی سنجوت
۲۵- دیپت دیپک دیہہ کا بنا بتی بن تیل
۲۶- پیا دھان تو سُورمے سوتے سنگھ مہان
۲۷- تو بجلی کا کوش ہے اوہ! میرے نج رُوپ
۲۸- بانکے ویر سُبھاؤ نے - پکڑ شکتی کا بان
۲۹- تیرے آتم رُوپ میں - رہی سبلتا راج
۳۰- مہابلی تو سار ہے - گھور گُن کا تھام
۳۱- اچل بھاؤ میں تو رہے نشچل میرو سمان

اودیا میں ہے پاپ سب - وہی کشٹ کی راس
اسے دُور کر گیان سے نج شنکا کے دوش
سو نے سنگھ مہابلی اپنا آپ وچار
وشے لٹیرے لے گئے تیرا شدھ سو گیان
شنکا سنشے چھوڑ کر تجھ پے اپنے بال
بھرانتی رات میں ہر رہا تیرا رُوپ مہان
اپنا یہ پہچان لے مایا کی گتی ٹال تو
انتر مکھ ہو پریم سے کر لے پیارے پان
کھلیں کھلے جب سُشمنا - ناشیں سارے دوش
مہما گُن گن آدی کا - اور گیان آگار
تو تو اونچا بھاؤ ہے بنا بھول سے نیچ
ایسے تو ہے پھنس رہا - بھرانتی جال پھیلائے
اڑ جا ہنس آکاش میں - پرم جیوتی کو پائے
مرگ دل میں چرتا تج - نہیں کبھی ہو دین
تو تو شُور سُویر ہے - مہاشکتی کا مول
سہسر دل کا کمل تو چھپا بیچ ہے کیچ
مایا مل کو دُور کر - چھپا یا بھرانتی نوار
اَبل - وِناشی جاننا - ہے مایا میں رُوڑھ
رام نام کے دھیان سے بھج کر دلو دیال
اَبھا اپنی دیکھ لے - کھول گیان کے نیت
زان جیوتی نج رُوپ کو جو ہے دِل سو گیان
بجھا سکے تب جوت کو وا یو نہیں پرکھنڈ
تیرے چیتن بھاؤ سے ہے گیان کا سوت
جگتا جیوتی اکھنڈ سے مہا نرالا کھیل
تج دے آلس نیند کو - لے نج بل پہچان
پربھاوت سب کو کرے ہو سو تیج سُروپ
شتر و دوش کو نشٹ کر کس کر گیان کمان
اَدرج - شنج سمرتھتا - گن گُن رہے فیراج
دردھتا - دِھیریہ - شُورتا - لِبش مہما کا دھام
ابھے نڈر سو بھاؤ تو امرت رُوپ سو گیان

آتم گیانی کا راگ

۱۔ مَیں تو آتم بھاؤ ہُوں رہت وکار و ناشن — جیوت جاگرت۔ چیتنا۔ چِت سُو گیان وکاش
۲۔ ہیں دیپک ہُوں دِویہ ہی جگت کو جانن ہار — میرے آتم گیان کا ہے وِسرت وستار
۳۔ نتیہ شُدھ چیتنیہ ہُوں۔ اُجل جیوتی مان — میرے آتم بھاؤ میں کبھی نہ آوے ہان
۴۔ میرے شُدھ سرُوپ میں نہیں پاپ کی میل — میری نِرمل چیتنا رہی دیہہ میں پھیل
۵۔ مَیں شکتی کا کیندر ہُوں۔ اُورج، تیج، بلوان — میرا آتم تتو ہی۔ ہے سُکھ سِدھی ندھان
۶۔ نہیں سُشُپتی۔ جاگنا۔ جرا۔ یُوا۔ بھی بال — تن پر اوستھا یہ پھرے۔ میں ایک نِرِی کال
۷۔ پانچ کوش سے ہی ڈھکی میری جیوتی امند — بجھے نہیں نِرکال میں۔ کبھی نہ ہووے بند

(ہری اوم۔ تت۔ سنت)

بی آرزو

از شری آنند کپور

اے صاحبِ ہمت تُو اے صاحبِ کمال
من کو قابو کر کے حل کرے سوال
غرضِ ربطِ نفس۔ کینہ اشتعال
پیدا ہوتے ہی مٹا دے ہر خیال
اپنی قسمت کا تُو خود معمار ہے
ہیں حیاتِ بند خود کردہ اعمال
اُم اُلتکالیف ہے بی آرزو
ہے لگاؤ باعثِ رنج و ملال
خود شناسی فرض ہے انسان پر
مے وحدت پی کہ حاصل ہو وصال
فعل تیرا تجھ سے آلودہ نہ ہو
تیاگ ثمرہ بے تعلق کر افعال
ہے لباسِ بشر میں وہ دلربا
آئینہ دل میں نظر آیا جمال
جُز و اور کُل میں کہاں ہے غیریت
تیری خواہش ہے وہی ہر حال میں شامل حال
ورنہ تُو نوری ہے تجھے خاکی کیا
آنند لازوال

ہاتھ اُٹھا

(از شری آنند کپور)

تجھ سے یہی اشارہ بادِ صبا ہے دوست
باغِ جہاں ہے دو گھڑی کی سیر کیلئے
جس نے بھی دل کی وسعتوں میں ڈھونڈ پا لیا
جھگڑے ہیں جاہلانہ حرم و دیر کے لئے
جنت تو اِک طرف نہیں دوزخ اُسے نصیب
استعمال دوستی جو کرے بَیر کے لئے
کوئی ستائے لاکھ تجھے گالی ہزار دے
تُو ہاتھ اُٹھا مگر دُعائے خیر کے لئے
سجدہ کو کر کے واجبِ حق نے جتا دیا
اُونچا ہے سر جو جھک گیا ہو پیر کے لئے
مُردہ ہے جسکی جان قضا لے گئی بزور
امر ہے جس نے جان دیدی غیر کے لئے
عورت، شراب و زر ہیں آنند وہ کہاں
بحرِ حقیق ہیں جو مزے تیر کے لئے

یوگ اور ویدانت

مہاتما دولت رام جی برہمچاری

"یوگ" شبد سنسکرت بھاشا کے युज دھاتو سے بنا ہے۔ جس کا ارتھ سمادھی کرنا۔ جڑنا یا ایک ہونا ہے۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ دو بھن بھن پدارتھوں کا سدا کے لئے ایک ہونا یا جڑنا کیسے سنبھو ہے۔ جو وستو سروپ سے بھن بھن ہے وہ اگرچہ کچھ کال کے لئے کسی نمت سے مل بھی جائے مگر انت میں وہ جدا ہو ہی جاتی ہے۔ جیسے پانی اور مٹی دونو کو یدی مل کر کے ایک شکل میں یعنی گارے کی صورت میں رکھا جائے تو وقت آنے پر پانی کو خشک ہوا پائیں گے اور مٹی اُس سے الگ پھر اپنی صورت میں آجائے گی۔ ایسے ہی ملے ہوئے دودھ اور پانی آگ کے سبب الگ ہو جائیں گے وغیرہ وغیرہ۔ مگر جیو آتما اور پرماتما کے اگر واستو میں دو ہی سروپ ہوں گے۔ تو اُن کا کسی بھی نمت سے ملنا وقتی ہی ہوگا۔ ہمیشہ کے لئے ایک نہیں ہو سکیں گے۔ مگر ویدانت میں جیسے مکھیہ سدھانت آتما اور برہم کی واستو ایکتا اور مائیک بھید یا انیکتا کا ہے۔ اسی طرح پاتنجلی بھگوان نے بھی اپنے یوگ سوتروں میں یوگ کا سروپ اور اس سمادھی کال میں درشٹا یعنی آتما کا شدھ سروپ یعنی اصلی ادھشٹان برہم سے واستو ابھید کو ہی درسایا ہے۔ جیسے کہ وہ شروع میں ہی پہلے تین سوتروں میں یوں فرماتے ہیں۔

(۱) अथ योगान शासनम्

(۲) योगश्चित वृत्ति निरोधः　　३-तदा द्रष्टुस्वरुपे ऽवस्थानम

اور بھی انیک جگہ اس یوگ درشن میں چت برتی کے نرودھ ہو جانے سے اسمپرگیات سمادھی اوستھا میں اس جیو آتما کا جیو بھاو اپنے واستو سروپ پر برہم میں لین ہو جاتا ہے۔ مگر فرق صرف اتنا ہے کہ ویدانت میں وچار اور وویک کے ذریعہ مہاواکیہ کے لکش ارتھ کو گورو مکھ سے شرون کر کے شرون منن ندھیاسن کو دوار بنا کر سروپ ساکشاتکار کرتا ہے۔ اور یوگ میں پہلے چھ انگوں (یم۔ نیم۔ آسن۔ پرانایام۔ پرتیاہار اور دھارنا) کی تکمیل کے بعد دھیان یوگ سے سمادھی میں پہنچ جاتا ہے۔ جیسا کہ ویدانت میں شرون منن سے پہلے پہلے نشکام کرم۔ بھگتی۔ وویک۔ ویراگ۔ کھٹ سمپتی اور موکش اچھا ان چھ سادھنوں کو آوشیک مانا ہے۔ یا یوں کہئے پورن ادھیکار پراپت کرنے کے لئے پہلے چھ اور ادھیکاری کے لئے شرون منن پوروک ندھیاسن یا دھیان اور اُس کے بعد ساکشاتکار یا سمادھی کو سویکار کیا ہے۔ اس لئے ان دونو کا صرف طریقہ بیان یا پرکریا ہی بھید ہے۔ واستو بھید بالکل نہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ پرش یوگ کے بغیر ویدانت کی آخری سٹیج پر نہیں

ہیتا اور ویدانت* دونو نشپھل رہ جاتے ہیں - اور اسی ساکشاتکار ہی ہی دونو کا سادھن ابھیاس سپھل اور چرتارتھ ہو سکتا ہے

اتھ یوگانوشاسنم ॥

آپ ان سوتروں پر ذرا غور کی نگاہ سے وچار کریں - تو یوگ کا انوشاسن وہ ہے جس سے یوگ کا لکشن بھید اُپائے اور پرلوجن دکھلایا جائے - وہ شاستر ہی یوگ درشن ہے - اس سوتر سے مراد ہے کہ اب ہم ایسے یوگ شاستر کا آرمبھ کرتے ہیں - جو سپھل پرلوجن والا ہے -

योग श्चित्त वृत्तनिरोधः ॥ اس کے آگے یوگ کی تعریف کرتے ہوئے آچاریہ کہتے ہیں کہ

یعنی چت برتیوں کے نرودھ کا نام یوگ ہے -

چت شبد سے مراد وہ انتشکرن ہے جو کہ شدھ ستوگن پردھان تتو ہے جس کا نام من بدھی چت یا اہنکار ہے - چت روپی انتشکرن کی تین طرح کی برتیاں اٹھا کرتی ہیں - شانت - گھور اور موڑھ یعنی چت کی اندر یا باہر کے وشیوں کے آکار ہونے والی جو برتیاں اُن کا نرودھ ہی یوگ ہے -

اب نرودھ شبد کو بھی سمجھ لینا چاہئے کہ بھلی پرکار سے سروپ چنتن کے ابھیاس اور سنسار کے سبھی پرکار کے وشیوں کے ویراگیہ سے جو اودیا - اسمتا - راگ - دویش اور ابھی نویش) ان پانچ کلیشوں اور (شکل رینیہ) کرشن (پاپ) اور شکل کرشن (مشرت) کرم کو ختم کرنے کا سادھن ہو اور اُسے یعنی چت کو واپس اپنے ادھشٹان آتما سروپ میں لے کر لوپ کرے اسی سادھن کا نام چت نرودھ ہے -

اب ذرا اوپر دی گئی چت برتیوں کے نرودھ روپ یوگ میں کچھ اور وچار کرتے ہیں -

کہ اصل میں شانت برتی تو ستوگن کی سُکھ روپ برتی ہے - اور اسی کال میں پرش کو ٹھیک ٹھیک دویک بھی ہوتا ہے تو پھر شانت برتی کو گھور اور موڑھ برتی کے ساتھ کیوں گرہن کیا گیا ہے - کیونکہ گھور برتی تو رجوگن کی اور موڑھ برتی تموگن کی ہونے سے بالترتیب کشپت विक्षिप्त . اور وکشپت क्षिप्त . رجوگن کی اور موڑھ برتی تموگن کی ندرا آلس آدی روپ ہے - ان کے علاوہ ایکاگر اور نرودھ एकाग्रतथा निरुद्द - ان دونو میں پہلے دویک اور پھر آتم سروپ استھتی ہوتی ہے - اس لئے شانت گھور موڑھ تینوں برتیوں کے لئے ہی کیوں نرودھ شبد سے کہا گیا ہے ؟

اس پرکار کی شنکا ہونے پر آچاریہ کہتے ہیں کہ پہلے ان چت کی پانچ اوستھا کو سمجھنا چاہئے - کہ جس سے ٹھیک ٹھیک دویک ہو سکے - تب یہ شنکا دور ہو سکتی ہے -

۱ - کشپت اوستھا - رجوگن کے بڑھنے پر ہر لمحہ کرم روپی وایو سے پریرت ہو کر جو چت کا اتی چنچل ہونا یہ کشپت اوستھا ہے -

۲ - وکشپت اوستھا معمولی ستوگن کے کبھی آکر شامل ہو جانے سے اور رجوگن کے کم ہونے سے اور رجوگن کے برابر تموگن کے ہونے سے چت کی یہ وکشپت اوستھا ہوتی ہے - اس میں جگیاسو ستوگن کے کارن دھیان میں تھوڑا سا ٹکنے لگتا ہے - مگر تموگن سے جلدی ہی آدرن آ جاتا ہے - اور وہ استھرتا ٹوٹ جاتی ہے اور باہر کے وشیوں یا سکھوں کی سنسارک سامگری روپ الشویہ میں سے اور پریم کرنے لگتا ہے - اور چت چنچل ہو جاتا ہے - اور بار بار اُسے اس کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے - یہ اوستھا نوین یوگ ابھیاسی کی ہوتی ہے - نہیں تو عام لوگ موڑھ

* انو سار عہاداکیہ کے لکش اتھ کے اپروکش بودھ کے بغیر یوگ کا سادھن بالکل بے کار ہے اور

اور کششیپت اوستھا ہیں ہی گذرتے ہیں۔

۳۔ مُوڑھ اوستھا: تموگن کے بڑھ جانے سے ندرا، تندرا، آلسیہ اور پرماد ان برتیوں کے نمت سے ہونے والی جڑتا کا نام مُوڑھ اوستھا ہے۔

۴۔ ایکاگر اوستھا۔ جب تموگن بالکل ہی نہیں ہوتا اور آورن نہیں رہتا اور کچھ معمولی سا رجوگن موجود ہوتا ہے تو چت میں ستوگن بڑھ جاتا ہے۔ اُس وقت چت کی ایکاگر اوستھا ہوتی ہے۔ اسی ایکاگر اوستھا میں ساولمب سمادھی یا سمپرگیات سمادھی ہوتی ہے۔ مگر اس کے آخری درجہ پر دھرم میگھ نام کی سمپرگیات سمادھی میں رجوگن بھی نہیں رہتا اور شُدھ ستوگن ہی موجود ہوتا ہے۔ اس دھرم میگھ سمادھی کو یوں سمجھئے کہ باقی تمام برتیوں کے نِرودھ ہو جانے پر اُن کے سنسکار بھی ہٹ جانے پر بُدھی اور پُرش کے ٹھیک ٹھیک وویک ہو جانے سے مسلسل اس "وویک کھیاتی" کی ایک دھارا وت برتیوں کے پرواہ کو دھرم میگھ سمادھی کہتے ہیں۔

بُدھی سے مراد یہاں جڑ تبدیلی پذیر چت ہے۔ اور چیتن سروپ آتما ہی پُرش ہے۔ اُن کے بھید کا پرتکش گیان ہی وویک کھیاتی ہے۔ اسی آتم ساکشا تکار کی اوستھا کو پُرش کھیاتی کہا ہے۔ اور اس وویک کھیاتی پرواہ کا نام ہی یوگ کی پرکریا میں پرم پرسنکھیان ہے۔ یہی مکتی کا ہیتو ویدانت میں کہا ہے۔ یعنی آتما کا ٹھیک ٹھیک چیتن سروپ سمجھ لینا۔

اسی وویک کھیاتی یا دھرم میگھ سمادھی سے اودیا۔ اسمتا۔ راگ۔ دویش اور ابھی نویش یہ پانچ کلیش اور اودیا کہے گئے تینوں پرکار کے یعنی پاپ اور مشرت کرم (شکل۔ کرشن۔ اور شکل کرشن کرم) نشٹ ہو جاتے ہیں۔

ایسے اس دھرم میگھ سمادھی سے پرویراگیہ رُوپ پھل پراپت ہوتا ہے یعنی چیتن رُوپ اپرینامی اور اننت (تبدیل نہ ہونے والا اوناشی اور پری پورن) ہے۔ اور چیتن اور جڑ پدارتھوں یا دوسرے الفاظ میں پُرش اور چیتن کے وویک کو وویک کھیاتی کہا ہے وہ ایک ستوگن کی برتی ہونے سے جڑ ہی ہے جو کہ پریناسی اور سانت (تبدیل پذیر اور وناشی ہے) اس لئے یہ وویک کھیاتی بھی نیاگنے یوگیہ ہے۔ ایسا نشچے کرکے بہت زیادہ اور مسلسل محنت کا نتیجہ جو وویک کھیاتی اُس میں بھی ویراگیہ کا ہو جانا اُس کو پرویراگ کہتے ہیں۔ اُس پرویراگیہ سے وویک کھیاتی کا نرودھ ہو جانے سے سرب ورتیوں کا نرودھ پراپت ہوتا ہے۔ کیوں کہ تموگن اور رجوگن تو پہلے ہی نِورت ہو چکے اور ستوگن کی برتی کا اب تیاگ یا پرویراگ ہو گیا۔ اس کا نام چت کی نرودھ اوستھا ہے۔ اس نرودھ اوستھا میں باقی تمام سنسکاروں کے نہ رہنے پر بھی پرویراگ کے ہی سنسکار رہ جاتے ہیں یعنی جس وویک کھیاتی کا تیاگ کیا ہے۔ اس کے تیاگ کے سنسکار رہ جاتے ہیں اور کوئی برتی یا برتی کا وشے رُوپ پدارتھ نہیں رہ جاتا۔ اسی نرودھ اوستھا کو اسمپرگیات یا نروکلپ سمادھی کہتے ہیں۔ اس اوستھا میں اودیا آدک پانچ کلیش اور شبھ اشبھ کرم آدک جو کہ جنم کے بیج تھے۔ نہیں رہ جاتے اس لئے اس کو نربیج سمادھی بھی کہتے ہیں۔ اسی طرح سمپرگیات اور اسمپرگیات سمادھی بھید سے یوگ دو پرکار کا ہے۔

निर्बीज समाधि

خیال رہے کہ شبھ یا اشبھ کرموں کے انوشٹھان سے جو چت میں دھرم ادھرم رُوپ سنسکار اُتپن ہوتے ہیں انہی کو کرم آشیہ، اپورو یا ادرشٹ کہتے ہیں۔

شنکا:۔ میں سکھی دُکھی یا مُوڑھ ہوں اس پرکار جیسی جیسی ساتوک راجس یا تامس برتی ہوتی ہے۔ پُرش بھی ویسی

سروپ والا بھان ہوتا ہے۔ یعنی پرش برتیوں کے سروپ والا ہی ہے۔ جیسے کہ سورج پرکاش سروپ ہے اس لئے پرش کا تمام برتیوں کے نرودھ ہو جانے پر کیا سروپ ہوگا یعنی اس کی ستھتی کیسے ہو سکے گی۔؟

جواب :- اس کے جواب میں بھگوان پاتنجلی نے اپنے تیسرے سوتر میں بتایا ہے کہ "تدا درشٹو سروپے اوستھانم" तदा द्रष्टः स्वरुपे ऽवस्थानम् ارتھ یہ کہ جب چت کی تامس اور راجس تتھا ساتوک برتیوں کا نرودھ ہو جاتا ہے۔ تب اس اوستھا میں یعنی اسمپرگیات یوگ میں موکش اوستھا کی نیائیں اپنے شدھ نردکار چیتن سروپ میں ستھت ہووے ہے۔ تو نفیکہ چت کی اوپادھی کے شانت ہو جانے پر آتم سروپ شدھ نر اُپادھک اوستھا میں ہوتا ہے اور انتشکرن کے ستو رجو تموگن سے بالکل اتیت ہوتا ہے۔ جیسے بلور (اسپھٹک منی) کسی لال پشپ کے سبب لال پرتیت ہوتا ہے مگر ہوتا اسوقت بھی شدھ ہی ہے۔ اور لال پشپ کے ہٹ جانے پر تو بالکل شدھ پرتیت ہوتا ہے۔ اسی طرح آتما اسمپرگیات سمادھی میں اپنے واستو سروپ سے پرگٹ ہوتا ہے یہی پرم اوستھا ہے جو ویدانت شاستر کے انوسار برتی نرودھ سے سدھ ہوتی ہے۔ اس میں کٹھ اپنشد کی چھٹی ولّی کے آٹھویں منتر کو پرمان روپ سے کہا جا سکتا ہے۔

"अव्यक्तात्तु परः पुरुषो व्यापको ऽलिङ्ग एवच

यं ज्ञात्वा मुच्यते जन्तुरमृतत्त्व च गच्छति" कठ . ६-६-८

یہ پرش مایا یا پردھان سے اتیت ہے جو کہ تین گنوں والی ہے۔ اور پرش ویاپک یعنی پورن ہے اور کاریہ آدی روپ لنگ سے بھی رہت ہی ہے یعنی کارن کاریہ سے رہت ہے جس کو جان کر یہ جیو سنسار دکھ سے موکش کو پاتا اور امرتتو کو حاصل کرتا ہے۔ اور اس پرش روپ آتما کو ہی پربرہم روپ سے ویدانت شاستر نے سدھ کر کے مایا مل سے شدھ درسایا ہے۔ صرف جاگرت سوپن سوشپتی کی اوستھا میں اس کو اوپادھی کے کارن سے یہ جیو برتیوں کے سروپ کے مطابق گن دہرم یکت اگیان سے سمجھتا ہے مگر گیانوان یوگی کو اس اودیا کے ناش کے بعد کوئی بھرم اس کے گن دہرم یکت ہونے کا نہیں ہوتا۔ ہاں پراربدھ شیش اکھڑے ہوئے درخت کے کچھ عرصہ پنپتے ہرے رہنے کی طرح یا بھنے ہوئے دانے کے سمان اس سے کچھ باہر کا بوہار سوانگ ونت کرا سکتی ہے کیونکہ گیان کا اودیا یا اگیان سے ہی وِرودھ ہے اس کی پرتیتی سے نہیں جیسے کہ قالین پر بنا ہوا شیر دکھائی دیتا ہوا بھی وچارشیل پرش کو بھے کا ہیتو نہیں ہو سکتا صرف فرضی پرتیتی ماتر ہی ہوتا ہے۔ اس طرح سادھنوں اور پرکریا کے معمولی بھید کے سوائے اصل منزل مقصود کی درشٹی سے ویدانت کے ادویت سدھانت کا پاتنجل یوگ درشن سے کچھ بھید نہیں ہے۔

اپنشد، گیتا اور برہم سوتر جو ویدانت کے تین پرستھان مانے گئے ہیں۔ ان کا سدھانت بھی اسی بات کی پشٹی کرتا ہے کہ کرم بھگتی اور یوگ اس کو ادھکاری بنا کر ادویت نشٹھا میں اروڑھ کرتے ہیں۔ اور یوگ کی انتم نروکلپ سمادھی بھی اس بات کو سدھ کرتی ہے۔ کہ اس اوستھا میں سوائے چیتن آتما کے واستو سروپ کے اور کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اور اس اوستھا میں یوگ سدھانت میں اوپادھیوں یا پرکرتی اور ان کے کارج کا ابھاو ہے صرف آتم ماتر ہی ہے۔ اس لئے یہ بالکل نربھے اور سنشے رہت ہو کر کہا جا سکتا ہے کہ

ادویت سدھانت اور یوگ سدھانت کا پرکریا کے لحاظ سے بھید ہونے پر بھی سدھانت یا پراکاشٹھا میں
کہ کوئی ذرا بھی بھید نہیں۔

اب کچھ لوگ جو کہ ویدانت کو صرف کتھن ماتر اور یوگ کو موکش کے علاوہ سدھیوں کی پراپتی کا بھی بہتر
ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اُن کو بچارنا چاہئے کہ پاتنجل یوگ درشن میں ان سدھیوں سے خبردار رہنے کے لئے کہا
اور صاف تبلایا ہے کہ یہ پرمارتھ کی منزل کے لئے سدّراہ اور رکاوٹ ہیں۔ اور ان کے بتانے کا مقصد چت
شدھی کا ماپ تھا۔ جیسے کہ سڑک پر لگے ہوئے میل فرلانگ وغیرہ کے نشان۔ مگر یہ نشان ہمیں باخبر کرتے
ہیں کہ تم نے ابھی کہاں تک جانا ہے۔ یہاں ٹکنا نہیں ہے اگر ٹک گئے تو منزلِ مقصود سے ہاتھ دھو بیٹھو
اور ترقی نرودھ کے راستے میں یہ سدھیاں آ بھی جائیں تو بھی ان کا مقصد چت کی بتدریج پرکھ ہے مگر جو
ابھیاس اور ویراگیہ کا اُونچ آدرش لے کر پرویراگیہ تک پہنچنا چاہے وہ سدھیوں کو بطور ایک مقصود کے کیسے
سمجھ سکتا ہے۔ مگر ویدانت شاستر میں تو یہ بھی خطرہ نہیں ہاں چت شدھی یا دھیان یا نرودھ کی مدد سے اگر کوئی
سدھی اُدھر اس ویدانت مارگ میں آ بھی جائے تو وویک اور ویراگیہ شیل ادھکاری اس میں لپٹ نہیں
بلکہ تمام اناتم تتو سے منہ موڑ کر پورن گیان اور اس کے پھل جیون مکتی کے لئے پورے طور پر کوشاں رہتا
اور جب تک اپنی اصلیت یعنی آتما کا برہم روپ سے سنشے وپرجے رہت گیان نہ ہو جائے اس کی کوشش
جاری ہی رہتی ہے اور آخر کار وہ اپنے سروپ میں پورن سروپ استھتی پا کر ہمیشہ کے لئے پرمانند بر
سروپ میں لین ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ گنگا آدک ساگر میں جا کر اسی کا روپ ہو جاتی ہیں۔ اور ان کا کوئی
روپ نہیں رہتا۔ ایک اکھنڈ بھاؤ سے ساگر سے ایک ہو جاتی ہے۔ اسی کا نام ودیہہ یا کیولیہ مکتی ہے
جس کا انوبھو وہ جیتے جی چھٹی ساتویں بھومکا میں کر سکتا ہے۔ اور یہی سرب شاستروں کا مقصد اور اعلیٰ تر
منزل ہے۔ مگر آج کل اوّل تو نہ کوئی اس مارگ کی طرف قدم دھرتا ہے اور نہ اس کے لئے ان کے ہردے میں
شوق اور خواہش ہی ہے۔ چند ادھکاری جو اس مارگ پر چلنا بھی چاہتے ہیں۔ وہ ان اُتم سنسکاروں کو [illegible]
ہی میں سنتوش مان بیٹھتے ہیں۔ کوئی ورلے ہی شاستر ودھی انوسار گورو دوارا اس میں واکیہ کے شدھ ارتھ
کا انوبھو کرنے کے پورن وویک ویراگ سے مجکت ہو کر ودھی پوروک گورو کی شرن میں آ کر سدھانت پر پہنچنے
یتن کرتے ہیں۔ اور بہت کم تعداد ہے جو کہ پورن پرشارتھ سے پورن تتو میں پورن ریتی سے پورن استھتی پا سکے

"تمام دُنیا پہ چھا رہے ہیں"

از قلم رشتی پٹیالوی شملہ

ہر ایک صورت میں بس رہے ہیں ہر اک نظر میں سما رہے ہیں
وہ میری ہستی پہ چھانے والے تمام دُنیا پہ چھا رہے ہیں

طلسم عالم میں دیکھتی ہیں اُنہی کے جلوے میری نگاہیں
نظر جو آتے نہیں نظر کو نظر وہ ہر سمت آ رہے ہیں

بسی ہوئی ہے خوشی کی بستی نگاہ میں ہے سرورِ مستی
ہنسی فضاؤں سے ہے برستی وہ سب کو بیخود بنا رہے ہیں

یہ خواب ہے یا کوئی حقیقت فریب ہے یا طلسم حیرت
جدھر بھی دیکھوں میری نظر میں اُنہی کے جلوے سما رہے ہیں

خوشی جن آنکھوں میں بس رہی تھی ہنسی جن آنکھوں میں کھیلتی تھی
غمِ جدائی میں اب وہ ان کو لہو کے آنسو رُلا رہے ہیں

جو دُور آنکھوں سے جا بسے ہیں ہنسی ہنسی میں لگا کر آنکھیں
مجھے رُلانے کو رات دن وہ میرے تصور میں آ رہے ہیں

وفا کے پردے میں یہ جفا ہے کرم کے دھوکے میں یہ ستم ہے
دکھا کر اپنا جمالِ دلکش مجھی کو مجھ سے چھپا رہے ہیں

رشتی کوئی اُن سے اتنا کہہ دے کہ اب تصور میں بھی نہ آئیں
وہ مجھ کو دل سے بھلا چکے ہیں تو یاد کیوں اب وہ آ رہے ہیں

چنے ہوئے پھول

شری بھاگ مل جی سینی

۱۔ جیسے پانی میں نمک ملا ہوا آنکھوں سے نظر نہیں آتا۔ صرف چکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح آتما کا دیدار ان استھول آنکھوں سے ناممکن ہے۔ محض چیت برتی کے نرودھ سے ہی اُس کا انوبھو ہو سکتا ہے۔

۲۔ عارف کا بیوہار جہلا کی درشٹی میں ہے۔ لیکن عارف کی نشٹھا میں سب کچھ لیلا ماتر ہے۔ جو اس کے سروپ لیلا دھاری کے سوا کچھ نہیں۔ الفاظ فاعل۔ فعل۔ مفعول۔ بمعہ اپنے معنی کالعدم ہیں۔

۳۔ جیسے بازی گر کی تحریک سے پتلیاں ناچتی ہیں۔ اسی طرح پراربدھ روپی بازی گر کی تحریک سے پتلی روپ وجودِ عارف برتاؤ روپ رقص بلا تامل کرتا ہے۔ لیکن عارف اپنے سچدانند سروپ کو اکرتے (فاعلیت سے مبرا) جانتا ہے۔ کیوں کہ کرنے کرانے وغیرہ کا خیال شخصی وجود سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے عارف کسی فعل کا کرتا نہیں۔ جب تک عارف کا جسم ہے۔ جہلا کو برتاؤ کرتا معلوم ہوتا ہے۔ اُس کے اپنے نشچے میں غیر فاعل ذات کے سوا کچھ نہیں۔ جس میں فاعل۔ فعل، مفعول کی گنجائش کہاں۔

۴۔ بندھ موکش سب خیالات کا تانا بانا ہے۔ جو یہ مانے ہوئے ہے۔ کہ میں بندھا ہوا ہوں۔ وہ اپنے ہی وہم میں مبتلا ہو کر دکھی ہو رہا ہے۔ اور جو یہ مانے ہوئے ہے۔ میں سدا مکت روپ ہوں۔ بندھ ہونے کا محض کھیل ہی کھیلا جا رہا ہے۔ وہ حقیقی آزادی کے مزے اڑا رہا ہے۔ حقیقی ذات بندھ موکش دونوں سے بالاتر ہے۔ وہ اپنی ذاتی ماہیت سے ہی مکت روپ ہے۔ جہاں بندھ موکش کا خیال ہے۔ وہ سب من کا ہی طبقہ ہے۔

۵۔ تمہیں نہ کبھی بندھ ہوا۔ نہ ہی ہوگا۔ تم اپنی ذاتی ماہیت سے ہی مکت سروپ ہو۔ یہ خیال غلط ہے کہ تم نے کچھ کر کے بننا ہے۔ موکش تمہارا سروپ ہے۔ اس خیال واہی کو دل سے دور کرو۔ یہ خیال دائماً سرگرداں رکھتا ہے۔ بندھ موکش کے سوالات سے بالاتر ہو کر اپنے نت موکش سروپ میں مگن رہنا چاہئے۔ جو اپنے نورِ علم سے خود چمکتا ہوا کل ظہورات و حالات کو روشن کر رہا ہے۔ اُس کی تلاش کا سوال بے معنی ہے۔ اپنا حقیقی سروپ تو کسی سے دور ہے ہی نہیں۔ چشمِ باطن کی کشادگی کی ضرورت ہے۔

۶۔ جب تک لہر اپنی اصلیت بحر کو نہیں جانتی۔ درجہ کمال کو نہیں پہنچتی جب تک ذرہ اپنے چشمہ حقیقی آفتاب میں محو نہیں ہوتا۔ ذرگی سے نجات کہاں۔ بعینہٖ جب تک انسان اپنی اصلیت سے آگاہی حاصل نہیں کرسکتا۔ جزویت سے رستگاری کہاں۔ جسے اپنی پہچان نہیں۔ وہ سب کچھ جانتا ہوا بھی کچھ نہیں جانتا۔ وہ کبھی بھی پائدار اور حقیقی خوشی حاصل نہیں کرسکتا۔ نظرِ جزویت کو چھوڑ کر کلیت کو اپنا آپ جاننا ہی حقیقی وصال ہے۔

۷- آتم وچار میں محو رہنے اور جہلا کی صحبت سے پرہیز کرنے سے انسان نہایت آرام میں رہتا ہے۔

۸- جو بدلنے والی چیز ہوتی ہے۔ اُس کا ایک رس رہنا ناممکن ہے۔ جو اس شریر اور اُس کے کاروبار کو سدا سُکھ رُوپ دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ دانا نہیں ہیں۔ دائمی تبدیلات سے مبرا آتم سروپ میں قائم ہونے پر ہی انسان آرام در آرام پاتا ہے۔

۹- نظر جزوئیت (خودی) سے ہی جملہ خواہشات و ناقص عادات پیدا ہوتی ہیں ان کی بدولت ہی انسان پر خواہ مخواہ بلاہائے جہاں نازل ہو رہی ہیں۔ محض قلب کی صفائی اور آتم گیان کے ذریعہ ہی انسان نظر جزوئیت سے چھوٹ کر جملہ غم ہائے جہاں اور اندیشہ ہائے لوک پرلوک سے خلاصی حاصل کر سکتا ہے۔

۱۰- آتم گیان حاصل کرنے کا معاملہ من کے میلان پر موقوف ہے۔ جو اُس کے پانے کا مصمم ارادہ کرتا ہے۔ وہ اُسے پاتا ہے۔ جو نہیں کرتا۔ وہ کبھی اور کہیں بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ جب تک من کا پورا پورا میلان اس طرف نہ ہو۔ کوئی اور ذریعہ پورا کارگر نہیں ہو سکتا۔

۱۱- جب تک سرائے ہوتی ہے۔ تب تک اُس میں مسافر آیا جایا کرتے ہیں۔ ایسے ہی جب تک یہ شریر بنا پڑا ہے۔ دُکھ سُکھ رُوپ مسافر آتے ہی رہیں گے۔ گیان وان تو شریر اندریوں اور انتہ کرن کے دھرم اُن میں دیکھتا ہوا۔ آپ کو شدھ ساکشی سروپ انوبھو کرتا ہے۔ یا سرب آتما ہی آتما انوبھو کرتا ہوا۔ دائمی آنند سے جیون بسر کرتا ہے۔ اور اگیانی آپ کو دُکھی دیکھ کر جلتا رہتا ہے۔ پہلے دُکھ کو بے وچاری سے بڑھا لیتا ہے۔ وچار وان ہمیشہ ہر حال میں خوش رہتے ہیں۔ یہی وچار کا نقد پھل ہے۔

۱۲- اپنے رشتہ داروں کے اتنے زیر اثر نہ رہو کہ وہ اپنی حسب مرضی تم پر تفکرات دُنیا کا بوجھ لاد کر جو چاہیں کرائیں۔

۱۳- اس طلسم آباد جہاں کی بنیاد محض خیال پر مبنی ہے۔ جیسا جس کو یقین واثق ہو رہا ہے۔ ویسا ہی اُس کا نتیجہ دیکھتا ہے۔ وچار دانوں کی نشٹھا میں سوا حق کچھ نہیں۔ لہٰذا وہ حق سروپ ہی ہوں گے۔

۱۴- جو عمل زندگی میں دل نشین ہوتا ہے۔ وہی آخر میں یاد آتا ہے۔ اس لئے اپنے سوئم پرکاش سروپ کا وچار اُٹھتے بیٹھتے کرتے رہنا چاہئے۔

حاجت نہیں ہے

از شری ہربنس لال دامن

دلوں میں وہ پہلے سی چاہت نہیں ہے
میسر زمانے کو راحت نہیں ہے
فریبوں کے ہر جا پہ جالے تنے ہیں
ہویدا کہیں بھی شرافت نہیں ہے
یہاں روز روشن میں لٹتی ہے غیرت
کوئی کہہ دے کیا یہ قیامت نہیں ہے
کدورت کے شعلے بھڑکتے ہیں ہر سو
کسی کا بھی ایماں سلامت نہیں ہے
پڑی ہے شب و روز دھن جوڑنے کی
جو ہے پاس اُس پر قناعت نہیں ہے
بزرگوں کی عزت، وہ حالت نہیں ہے
عزیزوں میں بڑوں سے اطاعت نہیں ہے
سمجھتے ہیں خود کو وہ ذی فہم و دانا
مگر گفتگو کی لیاقت نہیں ہے
پسند اُن کو اوروں کی ہے عیب جوئی
ہوئی دور جن کی جہالت نہیں ہے
ہو خاموش دامن کہ اب اس جہاں میں
تجھے اور کہنے کی حاجت نہیں ہے

سداچار

از شری ۱۰۸ ویشنو آچاریہ تپو مورتی شری سوامی جی مہاراج دربار بنڈوری گورداسپور

شُرتی اور سمرتی میں جو آگیا ہے۔ اس کے مطابق شاریرک وِوہار کرنے کو سداچار کہتے ہیں۔ اس کے پالن کرنے سے منش کی شاریرک مانسک اور ادھیاتمک اونتی ہو کر لوک اور پرلوک میں کلیان ہوتا ہے۔ سداچار ہی کے ذریعہ بالک۔ نوجوان اور بردھ اپنی بہتری و بہبودی اور افلاح کر سکتے ہیں۔ استری جاتی اپنا استری دھرم اور پُرش جاتی اپنے پرش دھرم کی رکھیا کر کے ایش کو پراپت ہو سنسار کی بھلائی کر سکتے ہیں۔ براہمن کھتری ویش اور شودر وغیرہ سب جاتیاں سداچاری بن کر ہی ویش کا گورو بڑھاتی آئی ہیں برہمچریہ، گرہست۔ بان پرست اور سنیاس ان چاروں آشرموں کے کرتویہ کرموں کا سادھن کرتے ہوئے ہی منش سرلیشٹ گتی کو پراپت کر پاتے ہیں۔ الغرض سداچار کے پالن سے ہی ایک دن آریہ جاتی سنسار کی جگت گورو مانی جاتی تھی یہی وجہ ہے کہ شُرتی سمرتی میں سداچار کو ہی پہلا دھرم مانا گیا ہے۔ وِدور رشی اور تتو ویتا رشی مہرشیوں نے اپنے تجربے کی بنا پر اس کی خوبیاں ایسی بتلائی ہیں۔

ऽपाचारा लभते हयाम्रा चारा लभते श्रियम्। ऽपाचारा लभते कीर्ति परुषा प्रेत्य चेहच" सर्व लक्षण हीनो ऽपि यः सदाचारवान भवते" श्रदधानो ऽसूयश्च शतं वर्षाणि जीवति।

ارتھ بھاؤ :- سداچار کے پالن سے آیو اور لیش بڑھتا ہے۔ اس لوک اور پرلوک میں کیرتی حاصل ہوتی ہے کوئی خاص گن نہ ہونے پر بھی صرف سداچار کے پالن کرنے اور شاستر میں شردھا رکھنے سے منش سو سال تک زندہ رہ سکتا ہے۔

ہندو جاتی میں سناتن دھرم کے دھارمک گرنتھوں میں سداچار کو جو اہمیت دی گئی ہے۔ ویسی کسی دیگر مذہب یا مت متانتروں میں نہیں۔ اس بات کی تائید دوسرے دیشوں کے وِدوان بھی کرتے ہیں۔ اور سداچار کو سائنس اور دلیل کی کسوٹی پر کھس کراتے منش کے لئے لابھدائیک سمجھ کر سداچار کے سمبندھ میں وہ بھی آریہ سابھانت سے متفق ہیں سداچار کا منش شریر کے ساتھ گہرا سمبندھ ہے۔ اس لئے شریر کی سب کریا پرکرتی کے نیموں کے مطابق کرنے کی آگیا ہے۔ کیونکہ پرکرتی کے نیموں کے مطابق عمل کرنے سے صحت اور تندرستی کی حفاظت ہوتی رہتی ہے۔ اور اس کے علاوہ مانسک اور ادھیاتمک اونتی بھی ہوتی ہے۔

سدا چار میں منش کا سب سے بڑا کام برہم مہورت میں نیند سے بیدار ہونا ہے۔ برہم مہورت کے متعلق یوں لکھا ہے۔ کہ اڑھائی گھڑی کا ایک گھنٹہ ہوتا ہے۔ رات کی آخری چار گھڑیوں میں سے پہلی دو گھڑیوں کا نام برہم مہورت ہے۔ دوسری دو گھڑیوں کو رودر مہورت کہتے ہیں۔ برہم مہورت میں اٹھنا نہایت مفید اور صحت بخش مانا گیا ہے۔ آیورویدک گرنتھ بھاوپرکاش میں لکھا ہے۔ کہ منش اپنی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے برہم مہورت میں اٹھے۔ اور اپنے دکھ و سنکٹ دور کرنے کے لئے بھگوان کا دھیان کرے۔ سورج کے نکلنے کے کچھ وقت پہلے کو امرت ویلا کہتے ہیں۔ اس وقت جو ہوا چلتی ہے۔ وہ رات بھر چندرماں کی کرنوں کے ساتھ جو امرت برستا رہتا ہے* اس امرت بھری ہوا کو ویرہ وایو کہتے ہیں۔ اس ہوا کے شریر میں لگنے سے جسمانی طاقت بڑھتی ہے۔ جسم میں لال خون کی تیزی آتی ہے۔ چہرے پر رونق آتی ہے۔ بدھی تیز ہوتی ہے آلس دور ہو کر من پرسن رہتا ہے۔ اور جسم سڈول اور تندرست بنا رہتا ہے۔ اس کے برخلاف جو برہم مہورت میں نہیں اٹھتے۔ ان کے متعلق نیتی کار چانکیہ اپنے گرنتھ میں لکھتے ہیں کہ میلے کچیلے کپڑے پہننے والا۔ دانتوں کو صاف نہ رکھنے والا۔ بہت کھانے والا۔ کڑوی بانی بولنے والا۔ سورج کے طلوع و غروب کے وقت سویا رہنے والا چاہے ساکشات وشنو بھگوان بھی کیوں نہ ہو۔ تو بھی لکشمی اسے چھوڑ دیتی ہے یعنی وہ درویدری اور کنگال ہو جاتا ہے۔ اس لئے دکھوں، روگوں، شوک اور کلیش سے بچنے کے خواہش مند (ل) کو پراتا برہم مہورت میں ہی اٹھنا چاہئے۔

نیند سے بیدار ہو کر چارپائی سے نیچے اترنے کے لئے پرش اپنا دائیں پاؤں پہلے زمین پر رکھے اور استری بائیں پاؤں پہلے۔ پھر ہاتھ منہ دھو آچمن کر کے جگت پتا پرمیشور یا اپنے اشٹ دیو کا دھیان کرے اور من کو ایکاگر کر کے اس شلوک کا پاٹھ کرے۔ برہما مراری ستر پورانت کاری۔ بھانو ششی بھومی سُتو بدھ سچ گورسچ شکر اشنی راہو کیتوا۔ کرونتو سروے مم سپربھاتم

ब्रह्मा मुरारी स्त्रिपुरान्तकारी भानु शशी भूमी सतो बुधश्च" गुरुश्चशुक्र: शनि राहू केतव: कुर्वन्तु सर्वे ममसुप्रभातम

اور پرتھوی کو پرنام کرنے کے بعد ماتا پتا وغیرہ گھر کے سب بزرگوں کو بھی پرنام کرے۔ اس کے بعد پانی کا لوٹا جس میں کم از کم ڈیڑھ سیر پانی ہو۔ لے کر مل موتر تیاگ کے لئے جانا چاہئے۔ اس کے تیاگ کئے بغیر منش کو کوئی دوسرا کام نہیں کرنا چاہئے۔ اگر اس کو روکا جاوے تو مل کی غلاظت خون میں مل جائے گی۔ جس سے خون خراب ہو کر پھوڑے پھنسیاں۔ بواسیر اور بھگندر جیسے روگ پیدا ہو جاتے ہیں۔ نیز پاخانہ کو روک کر دوسرے کام میں لگ جانے سے پیٹ سے گندے بخارات دماغ تک جانے لگتے ہیں۔ جن کے اثر سے آہستہ آہستہ دماغ بھی خراب ہو جاتا ہے۔ قبض کی بیماری ہو جاتی ہے۔ اور قبض ہی کئی دیگر بیماریوں کی جڑ ہے۔ اس لئے ان خرابیوں اور بیماریوں سے جسم کو بچانے کے لئے صبح ہی رفع حاجت کے لئے جانا چاہئے۔ گھر میں اپنے نواس استھان سے کم از کم ڈیڑھ سو ہاتھ کی دوری پر جنوب مغربی کونہ پر ٹٹی خانہ ہونا چاہئے۔ اگر اس کام کے لئے گرام سے باہر جنگل میں جایا جاوے تو اور بھی اچھا ہے۔ کیونکہ جنگل میں جانے سے صبح کی سیر اور ہوا خوری ہو جاتی ہے۔ اور ہو سکے تو مل موتر کے تیاگ کے بعد کچھ دیر (دس

سے نر گھاس پر ننگے پاؤں ادھر اُدھر پھرنا آنکھوں کے لئے نہایت مفید ہے اس سے آنکھوں کی بیماریاں دور ہو کر بینائی بڑھتی ہے۔

یگیوپویت کو دائیں کان پر لپیٹ کر صبح کے وقت شمال کی طرف اور شام کے وقت دکھن کی طرف رخ کرکے رفع حاجت کے لئے بیٹھنا چاہیئے۔ اسوقت نہ تھوکنا چاہیئے نہ زیادہ سوانس لینا چاہیئے نہ ہی بولنا چاہیئے۔ اور زیادہ دیر تک بھی نہیں بیٹھے رہنا چاہیئے۔ منو مہاراج نے لکھا ہے کہ راستہ میں بھسم پر۔ چراگاہ میں۔ بیج بوئے ہوئے کھیت میں ہل چلائے ہوئی زمین میں۔ جل میں۔ ندی کے کنارے، چیتا ستھان پر۔ پہاڑ کی چوٹی پر۔ پرانے وغیرہ آباد دیو مندر میں۔ جہاں دیمک وغیرہ کیڑے مکوڑے بستے ہوں۔ چلتے چلتے یا کھڑے ہو کر مل موتر تیاگ کبھی نہیں کرنا چاہیئے۔ اس کے علاوہ چاند، سورج، گئو براہمن استری کے سامنے بھی رفع حاجت کے لئے نہیں بیٹھنا چاہیئے۔ آب دست کے وقت موتر اندری اور مل تیاگ اندری کو پانی سے اچھی طرح دھونا چاہیئے۔ اگر ایک بار پانی سے دھو کر پھر مٹی لگانے کے بعد دوبارہ پانی سے دھویا جاوے تو اور بھی اچھا ہے۔ تاکہ ان دونوں اندریوں پر موتر یا پاخانہ کی غلاظت نہ رہنے پائے۔

اس طرح آب دست کر چکنے کے بعد ندی، تالاب یا کنوآں پر جاکر مٹی سے ہاتھ پاؤں کی شدھی کرنی چاہیئے۔ اس مطلب کے لئے شدھ اور پوتر چکنی مٹی کا استعمال ہونا چاہیئے۔ دیمک، چوہوں اور دیگر کیڑوں کی کھودی ہوئی مٹی قابل استعمال نہیں مانی گئی۔ شدھی کا طریقہ یوں ہے۔ کہ پہلے بائیں ہاتھ کو دس بار مٹی لگا لگا کر دھویا جاوے۔ پھر دونوں ہاتھوں کو سات بار مٹی لگا کر اکٹھا دھونا چاہیئے۔ اور دونوں پاؤں کو تین تین بار دھونا چاہیئے۔ مگر روگی۔ مصیبت میں پھنسا ہوا۔ جس نے یگیوپویت دھارن نہ کیا ہو۔ بالک۔ استری اور شودر کے لئے یہ نیم لازمی نہیں ہے۔ وہ اتنی بار ہی مٹی لگا کر ہاتھ دھوئیں۔ جس سے درگندھی دور ہو جاوے جب ہاتھ شدھ ہو جاویں تو بارہ کلے کرنے چاہیں۔ اور منہ و آنکھوں کو پانی کے چھینٹے مار مار کر دھونا چاہیئے۔ منہ میں پانی بھر کر آنکھوں میں پانی کے چھینٹے مارنے سے آنکھوں میں تراوٹ آتی ہے۔ پیشاب کرنے پر لنگ کو ایک بار بائیں ہاتھ کو تین بار اور پھر دونوں ہاتھوں کو دو بار مٹی لگا کر دھونے سے شدھی ہوتی ہے۔ آج کل عام لوگ شوچ شدھی کے لئے صابن استعمال کرتے ہیں۔ لیکن مٹی سے جیسے ہاتھ صاف ہوتے ہیں ویسے صابن وغیرہ دوسری چیزوں سے نہیں۔ کیونکہ پرتھوی گندھ گُن یُکت ہے۔ اس میں گندگی کو اور اس کی چکناہٹ کو دور کرنے والا اجزا ہوتا ہے۔ جس سے ہاتھ صابن کی بجائے مٹی لگا کر دھونے سے خوب اچھی طرح پوتر ہو جاتے ہیں۔ اور دوسرے مٹی کے استعمال پر تو کوئی خرچ بھی نہیں آتا۔ اور صابن کے استعمال پر خرچ آتا ہے اس لئے کم خرچ بالانشین والی بات کو مدنظر رکھ کر اس مقصد کے لئے مٹی کا استعمال ہی ہونا چاہیئے۔

(باقی پھر)



کسی چیز کے حصول میں رطب اللسان ہونا ہی ہٹھ ہے۔ ہ اور ٹھ سے سوریہ اور چندر کا یوگ سدھ ہوتا ہے۔ اور پران اور اپان وایو کا آپسی یوگ بھی کسوٹی پر کسا جا سکتا ہے بشرطیکہ آپ میں نہ ختم ہونے والی لاانتہا ہی جدوجہد اور کشمکش موجود ہو۔

اثر ہے جذب الفت میں تو کھنچ کر آہی جائیں گے
ہمیں پروا نہیں گر وہ ہمی سے تن کے بیٹھے ہیں

ہٹھ یوگ کا پران اور شریر سے سمبندھ ہے۔ آسن اور پرانایام کے ذریعہ سے شریر اور پران پر قابو پانا بھی ہٹھ یوگ سے سمبندھت ہے۔

ہٹھ یوگ بذاتِ خود تو سادھن ہے۔ لیکن دھیان کے لگاتار عمل سے آپ کامیابی کی کنجی حاصل کریں گے۔

مولادھار چکر میں کنڈلنی شکتی سوئی پڑی ہے۔ ہٹھ یوگ کا ابھیاس اسے نیند سے بیدار کر کے سہسرار میں درخشاں کر دیتا ہے۔

آدمی کے جسم میں چھ چکر موجود ہیں۔ جن کی شکل و شباہت کمل کے پھولوں جیسی ہے۔ اُن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ مولادھار (۴)۔ ۲۔ سوادھشٹھان (۶)۔ ۳۔ منی پورک (۱۰)۔ ۴۔ انہدت (۱۲)۔ ۵۔ وشدھ (۱۶)۔ ۶۔ آگیا (۲)۔ ۷۔ سہسرار (۱۰۰۰)۔

ہٹھ یوگ کے لگاتار ابھیاس سے خوابِ غفلت میں بیداری آجاتی ہے۔ اور وہ بیداری ہر ایک چکر سے ہوتے ہوئے سہسرار میں جا کر اُس ہستی نافنا (پرم شو) میں سما جاتی ہے۔

ہٹھ یوگ کا ابھیاس کسی کامل گورو کے پاس جا کر ہی سیکھنا چاہئے۔ آسن۔ پرانایام۔ بندھ، مدرا اور چھ کریاؤں کے ابھیاس کو ہٹھ یوگ کہا جاتا ہے۔

اس جسم کے اندر تین بڑی ناڑیاں ہیں۔ ان کے نام ہیں۔ ۱۔ اِیڑا ۲۔ پنگلا (۳) سشمنا

اِیڑا چندر ناڑی ہے۔ یہ شیتل گن والی ہے۔ ناک کے بائیں سوراخ سے اس کا سنیوگ ہوتا ہے پنگلا کو سوریہ ناڑی کہتے ہیں۔ اس کا گن گرم ہے۔ ناک کے دائیں سوراخ سے اس کا سنیوگ ہوتا ہے۔ اسی طرح سشمنا دونوں سوراخوں سے ہو کر چلتی ہے۔ یہ آگ کی طرح ناڑی ہے۔ مراقبہ میں یوگی لوگ اسی کی

مدد حاصل کرتے ہیں۔

آسن اور پرانایام کا ابھیاس کرکے مکمل صحت کی زندگی حاصل کرو۔ اس کے بغیر آپ زندگی کے کسی بھی شعبے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

یوگ آسن اور پرانایام کا ابھیاس صبح سویرے خالی پیٹ سے کرنا چاہیے۔ کھانے اور سونے میں اعتدال سے رہو۔ تب ہی جاکر آپ ہٹھ یوگ میں کامیابی حاصل کروگے۔

ہٹھ یوگ کی ہر ایک کریا میں اعتدال ضروری ہے۔ اعتدال ہی کامیابی کا گیٹ وے (دروازہ) ہے۔ آسن سے فارغ ہونے کے بعد دودھ کا استعمال نہایت ہی ضروری ہے۔ دودھ استعمال کرنے کے ایک گھنٹہ بعد نہانا چاہیے۔

آسنوں کے بعد پرانایام۔

آسنوں کا ابھیاس کم از کم روزانہ آدھ گھنٹہ ہونا چاہیے۔ اس سے آپ صحت حاصل کروگے۔ ویریہ پراپت کروگے اور انت میں بیماریوں سے دور ایک سندر زندگی کا آنند پراپت کروگے۔

شیرشاسن سب آسنوں کا راجا ہے۔ اس کا ابھیاس جسم کو مضبوط بناتا ہے۔ یادداشت میں حیرت انگیز کامیابی بخشتا ہے۔ اور برہمچریہ کو پشٹ کرتا ہے۔

سروانگ آسن اور ہل آسن کے ذریعہ سے میرو ڈنڈ میں قدرتاً لچک پیدا ہو جاتی ہے۔ سروانگ آسن کے ابھیاس سے جسم میں طاقت آجاتی ہے۔ برہمچریہ دھارن کرنے میں یہ آسن آپ کو مدد دے گا۔ پشچمتان آسن کرنے سے موٹاپن دور ہو جاتا ہے۔ قوت ہاضمہ بڑھتی ہے۔ میور آسن بھی اسی طرح کا ہے۔

بھجنگ، شلبھ اور دھنر آسن سے پیٹ میں جما ہوا گندا مواد خارج ہو جاتا ہے۔ اور پیٹھ کی ناڑیوں کا گنٹھیا اور وات جاتا رہتا ہے۔

شو آسن سب آسنوں کے آخر میں کیا جاتا ہے اس کے ابھیاس سے جسم کے بال بال کو آرام محسوس ہونے لگتا ہے۔

اجپائی۔ سکھ پوربک، اور سوریہ بھید، یہ تینوں پرانایام کے مختلف حصے ہیں۔ ان تینوں کے ابھیاس سے صرف کنبھک کی پیدائش ہوتی ہے۔

سانس کو اندر کھینچنا، پورک کے نام سے مشہور ہے۔ سانس کو باہر لانے کے عمل کو ریچک کہا جاتا ہے۔ جب سانس کو روک لیا جاتا ہے۔ تب اسے کنبھک کہتے ہیں۔ کنبھک کا ابھیاس کرنے والا لمبی عمر اور ایک خاص طاقت حاصل کرتا ہے۔ جسے آپ شکتی بھی کہہ سکتے ہیں۔

شیتلی پرانایام کا ابھیاس، جسم کو ٹھنڈا رکھتا اور خون کو صاف کرتا ہے۔ بھستریکا پرانایام جسم میں گرمی پیدا کرتا ہے۔ جس سے دمہ اور کوڑھ کی مہلک امراض دور ہو جاتی ہیں۔

پرانایام، پرانوں کو کنٹرول میں کرتا ہے —— اور پھیپھڑوں کو شدھ کرتا ہے۔ تمام بیماریوں کو جڑ سے اکھاڑ ڈالتا ہے۔

Pranayama is the control of the Prana, and the

Vital forces of the body. If you can control the Prana you can control all the forces of the universe, both physical and mental.

بندھ کا ابھیاس کیجئے۔ ٹھوڑی کو چھاتی پر لگانا جالندھر بندھ ہے۔ سانس کو باہر نکال کر۔ پیٹ کو گولہ کار یعنی (چکر دیتے ہوئے گھمانے) کا نام اُڈیان بندھ ہے۔
مہا مدرا بہت ہی مفید مدرا ہے۔ بواسیر، تلی۔ بدہضمی اور قبض کے لئے مفید ثابت ہُوئی ہے۔
ناک کے سوراخوں کو ریشمی دھاگے کی مدد سے باری باری بغیر کسی رُکاوٹ کے باندھنے کا نام نیتی नेती ہے۔ ریشمی کپڑے کی مدد سے اندر کی صفائی کا نام دھوتی धौती ہے۔ کپال بھاتی ایک طرح کے پرانا یام کو کہا جاتا ہے گدا دوار Anus Way سے پانی اندر لے جاکر پیٹ کو صاف کرنے کے عمل کو بستی वस्ति کہا جاتا ہے۔ تراٹک त्राटक کا مطلب ہے۔ کسی چیز کو ٹکٹکی لگا کر دیکھنا۔ اب نیتی، دھوتی، بستی، کپال بھاتی، اور تراٹک یہ چھ کریا ئیں بتلائی گئی ہیں۔ انہیں کو षट् क्रियायें کہا جاتا ہے۔

اب ہٹھ یوگ کا مکمل اور مختصراً خاکہ آپ کے سامنے ہے۔ آپ بدھی پوربک روزانہ اس کے ابھیاس سے ہٹھ یوگ کی چھپی ہوئی حقیقتوں سے آشکارا ہو جائیں گے۔ اور ایک وقت آئے گا۔ جب کہ آپ دُنیا کی مشکل سے مشکل چیز حاصل کرنے میں کامیاب ہوتے نظر آئیں گے۔

ساقی

از خلیق صاحب ٹھانوی بی ٹی

رگوں میں جم گیا میرے لہو ساقی
مجھے ڈر ہے نہ سو جائے کہیں یہ بھی
پلا ایسی مئے عرفاں ہے جس سے
ہُوں تشنہ لب کبھی کا کچھ تو رحم آئے
پڑے ہیں ایک مدت سے نگوں ساغر
تڑپ کر تیرے در پر سوالی ہُوں
عطا کر وُہ چمک جس سے منور ہو
مہک ایسی عطا کر مجھ کو رُوحانی

کوئی دیکھے ہوں پھر ہو بہو ساقی
شراب معرفت کی آرزو ساقی
مرے لب پہ ہمیشہ "تُو ہی تُو" ساقی
بہا دے معرفت کی آبجو ساقی
کرم کر بھر مرے جام و سبو ساقی
بھر دل میں در بدر لئے یہ خو ساقی
میری دُنیا کا اِک اِک کاخ و کو ساقی
کہ بن جاؤں میں یکسر مشکبو ساقی

عبادت کی وُہ طاقت کر عطا مجھکو
جو رنگت دے تو دے ایسی حقیقت کی
لگن ایسی عطا کر جو مجھے یکسر
عطا کر وُہ نظر مجھکو کہ ہر لمحہ
یہ مانا تُم نہیں ملتے۔ مگر پھر بھی
مئے خانہ وحدت کی یہ خوشبو میں
گنا ہوں میں گو اُلجھایا گیا ہوں

کہ لوٹ آئے وہی پھر سے نمو ساقی
جو چہرے کو بنا دے لالہ رُو ساقی
بھلا دے یہ جہان رنگ و بو ساقی
ترا جلوہ میں دیکھوں سُو بسُو ساقی
زباں پر ہے تری ہی گفتگو ساقی
لئے پھرتی ہیں مجھکو کُو بکُو ساقی
مگر پھر بھی ہے تیری جستجو ساقی

خلیق رُوسیہ قدموں میں حاضر ہے
خطا کاروں کی رکھ لے آبرو ساقی

یوگیراج شری بھگوان نارائن

پنڈت رام ناتھ شرما۔ دربار پنڈوری۔ ضلع گورداسپور

شری سوامی بھگوان جی مہاراج سولھویں صدی میں اوچیہ کوٹی کے یوگی ہو گذرے ہیں۔ آپ نے یوگ ودیا کے چمتکاروں اور روحانی معجزات کے ذریعہ مغلیہ شہنشاہ پر بہت دوہرم کی عظمت کا سکہ بٹھا دیا۔ اور اس نے اپنی عقیدت کے اظہار کے طور پر آپ کے انکار کے باوجود بھی آپ کی کٹیا کی جگہ پر ایک پختہ بارہ دری اور ایک مندر بنوا کر اس کے ساتھ خاصی جاگیر لگا دی۔ وہ استھان آج دربار پنڈوڑی کے نام سے مشہور ہو کر سارے بھارت ورش میں بھارتی سنسکرتی کے مرکز کا درجہ رکھتا ہے۔ اور سینکڑوں سال گذر چکنے کے بعد بھی اپنے سنستھاپک شری یوگیراج بھگوان جی کی یوگ شکتی کا ثبوت پیش کر رہا ہے۔

اس یوگی کا جنم ضلع گورداسپور کے ایک چھوٹے سے قصبہ کاہنوواں میں رہنے والے پربھو بھگت اور سنتوشی براہمن طوطا رام کے گھر ہوا۔ جنم کے وقت کی گرہ ستھتی کو دیکھ جیوتشیوں نے بتلایا۔ کہ یہ بالک کوئی سادھارن ویکتی نہیں ہے۔ بلکہ کوئی یوگی پرش ہے۔ جو کہ پچھلے جنم میں یوگ کے ابھیاس کو پورا نہیں کر پایا۔ اس کو پورا کرنے کے لئے اسے پھر جنم لینا پڑا ہے۔ جیوتشیوں کی اس پیشگوئی کو سن کر والدین کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا۔ وہ بڑے لاڈ اور چاؤ سے بچے کی پرورش کرنے لگے۔ اس کے چہرے پر پورو جنم کے شبھ سنسکاروں کے تیج کی چمک جگمگا رہی تھی۔ جس کو دیکھنے کے لئے قصبہ کے سب چھوٹے بڑے استری پرش آتے جاتے رہتے۔ کچھ دنوں کے بعد ماتا پتا نے نام سنسکار کروا کر بالک کا نام بھگوان رکھا۔ بالک بھگوان ماتا کی گود میں پیار و محبت سے پرورش پاتا ہوا چندر کلا کی مانند روز بروز بڑھنے لگا۔ تو اس کی الوکک شکتیاں بھی نشو و نما پانے لگیں۔ اب بھگوان بالک بچپن سے لڑکپن میں داخل ہوا۔ تو کبھی کبھی گاؤں کے دوسرے لڑکوں کے ساتھ کھیل کود میں شامل ہونے لگا۔ اس کے کھیل تماشے تمام لڑکوں کے سے نہ تھے۔ بلکہ اس کے حرکات و سکنات۔ رنگ ڈھنگ اور بول چال کے لب و لہجہ اس امر کے شاہد تھے۔ کہ یہ بالک ایک دن روحانیت کا مینار ثابت ہوگا۔ اور بے شمار لوگ اس روحانی روشنی کے مینار کی مدد سے راہ حقیقی کو تلاش کرنے میں کامیاب ہوں گے۔

جب بھگوان جی آٹھ سال کے ہوئے۔ تو والدین نے شبھ مہورت میں آپ کا یگیوپویت سنسکار کروا کر ودیا پراپتی میں لگا یا۔ پربھو داد لیاقت کی بدولت تھوڑے ہی عرصہ میں ودیا پراپت کر اپنے گرام میں ہی گوشہ تنہائی اختیار کر کے بھگوت انوشٹھان کرنے لگے۔ اس انوشٹھان کی سماپتی پر بڑی شان و شوکت اور شردھا بھگتی سے ہون یگیہ کیا جس سے سارے گاؤں بھر میں آپ کی بزرگی و عظمت کا چرچا

ہونے لگا۔ اور لوگ جوق در جوق آپ کے درشنوں کو آنے لگے۔ مگر آپ کو اس بات سے نفرت تھی۔ اس لئے آپ اپنے گرام کو چھوڑ کر بنڈربن (جو کہ آج کل پنڈوری دھام کے نام سے مشہور ہے) میں رہنے لگے یہاں کی پاکیزہ فضا۔ گوشہ تنہائی اور بن کی شوبھا کو دیکھکر کئی سالوں تک شری رام نام کا جاپ اور گائیتری منتر کا انوشٹھان کرتے رہے۔ اسی دوران میں آپ کے ماتا پتا کا دیہانت ہو گیا۔ آپ اس خبر کو پا کر گرام میں گئے اور ماتا پتا کا انتم سنسکار کر کے اپنے فرائض سے سبکدوش ہو گئے۔

اس طرح برہمچاری بھگوان جی اپنے سر سے والدین کا قرضہ اُتار کر دنیاداری کے بندھنوں سے بالاتر ہو کر تیرتھ یاترا کو نکل پڑے۔ ایک طرف دوارکا جی دوسری طرف رامیشور تک۔ تیسری طرف گنگا ساگر اور چوتھی طرف گنگوتری، جمنوتری تک تمام تیرتھوں کی یاترا اور مہاتماؤں سے ست سنگ کرتے ہوئے جے پور پہنچے یہاں اس وقت شری کرشن داس پیے ہاری جی گلتا آشرم میں نواس کرتے تھے۔ بھگوان جی ان کی چرن شرن میں اپستھت ہوئے۔ اور کچھ دن ان کے ست سنگ میں گذارنے کے بعد ان سے گورو دیکھیا کی بھیک مانگی۔ اس پر پیے ہاری جی نے بھگوان برہمچاری کو گورو دیکھیا دینے کا پاتر اور ادھیکاری سمجھ کر شری رام منتر اُپدیش دے اور پنچ سنسکار کر کے اپنا شِشیہ بنا لیا۔ سادھن تو سبھی پہلے ہی موجود تھے۔ سادھنا کے لئے صرف گورو دیو کی ضرورت تھی۔ وہ بھی پوری ہو گئی۔ تو گورو دیو کے چرنوں میں رہ کر یوگ کی کریاؤں کا ابھیاس کرنے لگے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں اس وِدّیا کے تمام طریقوں سے واقف اور ماہر ہو کر پورے یوگی بن گئے۔

شری کرشن داس جی پیے ہاری کو اپنے اس یوگیہ شِشیہ پر بڑا مان و فخر تھا۔ کہ ان کی بدولت سنسار میں ست سناتن ویشنو دھرم کا بول بالا ہو گا۔ اس بات کے پیش نظر آپ نے شری سوامی یوگیراج بھگوان جی کو شمال مغربی بھارت کے دُور افتادہ علاقوں میں دھرم پرچار کی غرض سے بھرمن کرنے کی آگیا دی آپ اپنے گورو دیو کی آگیا کو بسرو چشم منظور کر کے جے پور سے سیدھے پنجاب میں آئے اور یہیں سے دھرم پرچار کا آغاز کیا۔ اس کے مطابق کئی سال تک جموں پرانت۔ وادیٔ کشمیر اور چمبہ کے علاقوں میں جنتا کو بھگوت بھگتی کی مہما اور رام نام منتر کا اُپدیش دیتے رہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ شری بھگوان جی کُلّو کے علاقہ میں بھرمن کرنے جا رہے تھے۔ کہ ایک لڑکا گؤئیں چراتا ہوا ملا۔ اس نے مہاتما جی کو پرنام کر کے تھوڑی دیر آرام کرنے کے لئے پرارتھنا کی۔ اس پرارتھنا اور شردھا کو دیکھکر بھگوان جی درخت کے سایہ کے نیچے بیٹھ گئے۔ لڑکا بھی ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ بھگوان جی نے لڑکے کا نام اور گاؤں دریافت کیا۔ لڑکے نے جواب دیا۔ کہ میرا نام نارائن ہے۔ اور ورن سے براہمن ہوں اس ساتھ والے گاؤں میں رہتا ہوں۔ بھگوان جی نے اس کی بات چیت اور اس کے چہرے کو ایک نظر سے دیکھ کر اندازہ لگا لیا۔ کہ یہ لڑکا ہونہار ہے۔ ایسا جان کر اسے رام نام سمرن کا اپدیش کرنے لگے۔ بالک نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی۔ کہ مہاراج! میری خواہش تو بہت ہے کہ آپ جیسے کسی مہاتما کی سیوا میں رہ کر بھگوان کا بھجن کروں۔ مگر کیا کروں میری ماتا میرے اس ارادہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچنے میں کچھ رکاوٹ ڈالتی ہے۔ اگر آپ اس سے مجھے اجازت لے دیویں۔ تو آپ کی بڑی کرپا ہو گی۔ یہ کہکر بالک نارائن مہاتما جی کو ساتھ لے کر اپنے گھر میں گیا۔ وہاں اس کی ماتا نے مہاتما جی کا بڑا آدر ستکار کیا۔ اور آنے کا کارن پوچھا۔ جواب

میں مہاتما جی نے کہا کہ بس یہی کہ آپ نارائن کو میرے حوالے کر دیں۔ مگر نارائن کی ماں نارائن کو جو اس کی زندگی کا واحد سہارا تھا سادھو کے حوالے کیسے کر سکتی تھی۔ اس نے صاف انکار کر دیا۔ بھگوان کو اس کے انکار پر نہ رنج اور نہ خوشی ہوئی۔ وہ وہاں سے چلے آئے اور اپنی راہ لی۔ کلو منی مہیش، منی کرن کانگڑہ وغیرہ کی یاترا میں کچھ عرصہ گزار کر جب واپس اپنے استھان پنڈوری میں آ رہے تھے۔ تو پھر اتفاقاً اسی گاؤں سے گزر ہوا۔ اور دیکھا کہ کچھ آدمی ایک ارتھی کو اٹھائے شمشان بھومی کی طرف جا رہے ہیں۔ ارتھی کے پیچھے پیچھے ایک عورت نہایت دردناک پرلاپ ہیں ورلاپ کرتی جا رہی ہے۔ شری یوگیراج بھگوان جی نے لوگوں سے پوچھا۔ کہ کون مر گیا ہے۔ لوگوں نے جواب دیا کہ جو بڑھیا عورت روتی جا رہی ہے۔ اس کا اکلوتا بیٹا نارائن نامی اپنی ماتا کو دام مفارقت دے کر اسے ساری عمر کے لئے روتا چھوڑ گیا ہے۔ نارائن کا نام سن کر بھگوان جی تھوڑی دیر آنکھیں بند کئے وہیں کھڑے رہے پھر لاش کے پاس جا کر اس پر سے کفن ہٹایا۔ اور اپنے کمنڈل میں سے جل کا چھینٹا دے کر بولے۔ کہ بیٹا! اٹھو اس طرح گہری نیند میں سونا تمہیں زیب نہیں دیتا۔ اتنا کہنا تھا۔ کہ نارائن جھٹ آنکھیں ملتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اور مہاتما شری بھگوان جی کو سامنے دیکھ کر پرنام کرتا ہوا پرارتھنا کرنے لگا۔ پربھو مجھے اپنے چرنوں میں جگہ دیجئے میری ماتا جی کو کوئی انکار نہیں۔ یہ عجیب چمتکار دیکھ ماتا نے نارائن کو چھاتی سے لگا لیا۔ اور بیٹے کی مرتیو کی آگ سے جھلسے ہوئے اپنے ہردے کو ٹھنڈا کر کے بیٹے کو مہاتما جی کے چرنوں میں ڈال دیا۔ اور پرارتھنا کی۔ کہ مہاراج آپ ہی اس کے جیون داتا ہیں۔ اب میں اپنے پتر کو آپ کے ہاتھوں میں سمرپن کرتی ہوں یوگیراج بھگوان جی نارائن کو ساتھ لے کر پنڈوری دھام میں اپنی کٹیا پر پہنچے۔ اور یہاں نارائن کو وشنوی دیکھشا دیکر اپنا ششیہ بنا لیا۔ اور اسے یوگ، ویراگیہ اور بھگتی کی شکھیا دینی شروع کی۔ نارائن جی اپنے گورو یوگیراج شری سوامی بھگوان جی کی کرپا درشٹی سے یوگ ودیا کی سدھیوں کو حاصل کر کے پرم یوگی بن گئے۔ اور واک سدھی میں اس قدر کامیابی حاصل ہوئی۔ کہ اپنی زبان سے جو کچھ بھی کسی کو کہہ دیتے وہ جوں کا توں پورا ہو جاتا۔ اس کی دلی مراد پوری کر دیتے۔ مگر یوگیراج شری بھگوان جی کو اپنے ششیہ شری نارائن کی اتنی فراخدلی پسند نہ آئی۔ انہوں نے وچار کیا۔ کہ یہ تو جتنی کمائی روز کرتے ہیں۔ اتنی ہی روزانہ خرچ کر دیتے ہیں۔ دوسرے ہر ایک جیو کو اپنے پراربدھ کرم انوسار دکھ۔ سکھ۔ امیری غریبی۔ عزت مان۔ پتر اور استری پراپت ہوتے ہیں۔ اور نارائن جی ریکھ میں میکھ مار دیتے ہیں۔ جس کے باعث جیو کو اپنے کرموں کا پھل بھوگنے کا موقع نہیں ملتا۔ اس طرح تو لوگوں میں کرم کا مسئلہ ایک مذاق سا بن کر رہ جاوے گا۔ ان وجوہات کی بنا پر آپ نے شری نارائن جی کو مون برت دھارن کر لینے کا حکم دے دیا۔ اور آپ چمبہ کی طرف یاترا کی غرض سے چلے گئے۔ اور چلتی بار یہ کہا کہ جب مشکل کے وقت یاد کرو گے۔ اسی لمحہ پہنچ جاوینگے۔ آپ نے یہیں بیٹھ کر بھگوت دھیان میں لگے رہنا۔ نارائن جی گورو کی آگیا کے مطابق مون دھارن کر کے یوگ سمادھی لگا کر بیٹھ گئے۔

جس زمانے کا یہ واقعہ ہے۔ اس وقت ہندوستان کی عنان حکومت مغلیہ خاندان کے شہنشاہ جہانگیر کے ہاتھ میں تھی۔ وہ ملکی انتظامات کی دیکھ بھال کرتا ہوا پنجاب کے ضلع گورداسپور میں پہنچا۔ اور قصبہ کلانور جہاں کہ اس کے باپ اکبر اعظم کی تخت نشینی کی رسم ادا ہوئی تھی میں اپنا کیمپ لگا دیا۔ ایک دن اپنے امراء و وزرا کے ساتھ شکار کھیلتا ہوا پنڈوری کے جنگل میں آ نکلا۔ یہاں لوگوں سے شری سوامی نارائن جی کی یوگ سدھی اور واک سدھی

کی باتیں سن کر اس کے دل میں درشن کی اُمنگ پیدا ہوئی۔ اور جھٹ ہاتھی پر سوار ہو کر اس جگہ پہنچ گیا۔ جہاں کہ مونی مہاتما (نارائن جی) یاد پربھو میں محو تھے۔ بادشاہ نے دیکھا۔ کہ ایک ننگا دھڑنگا سادھو سارے جسم پر بھبھوت رمائے ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا ہے۔ سر پر لمبی لمبی سنہری رنگ کی جٹائیں زمین تک لٹک رہی ہیں۔ چھوٹے چھوٹے پرندے بےخوفی سے اس کے جسم پر بیٹھے ہیں۔ اور ہر ایک اعضا پر کودتے پھرتے ہیں۔ فقیر کو ایسی حالت میں دیکھ کر بادشاہ نے آواز دی۔ مگر اُن کے منہ پر تو ان کے شری گورو دیو نے تالا لگا رکھا تھا۔ بھلا وہ کس طرح بول سکتے۔ دوسرے اُنہوں نے یوگ سمادھی لگا رکھی تھی۔ انہیں کسی کے آنے اور آواز دینے کی کیا خبر۔ بادشاہ کچھ دیر وہاں کھڑا رہا۔ جب مون دھاری مہاتما نے ان کی طرف آنکھ نہ کی۔ تو اسے بہت ناگوار گزرا۔ اور ساتھ والے ملاؤں اور قاضیوں نے اس بات کو اور بھی طول دیا۔ کہ عالیجاہ! یہ فقیر نہیں۔ بلکہ کوئی ڈھونگی ہے۔ اس نے لوگوں کو لوٹنے کے لئے یہ سب ڈھونگ رچا رکھا ہے۔ اس کا ایسا یہ فعل بادشاہ کی توہین کے مترادف ہے۔ اسے اس کے اس جرم کی ضرور سزا ملنی چاہئے۔ اس پر بادشاہ کے غصہ کا پارہ حد سے تجاوز کر گیا۔ فوراً حکم دیا۔ کہ اسے شاہدرہ لے چلو اور وہاں دربار عام میں میرے روبرو پیش کیا جاوے حکم کی دیر تھی۔ کہ نوکروں نے ایک بوسیدہ سی پالکی میں ڈال لیا۔ اور لاہور لے گئے۔ وہاں نظر بند کر دیا۔ کچھ دنوں کے بعد جب وہاں دربار عام منعقد ہوا۔ تو بادشاہ جہانگیر نے حکم دیا کہ فقیر کو میرے روبرو پیش کرو چوبداروں نے فوراً حاضر کر دیا۔ مون دھاری بابا اسی طرح خاموشی اختیار کئے مست ہاتھی کی طرح جھومتے جھامتے کھڑے ہو گئے۔ بادشاہ نے کہا۔ باوا ہم نے سُنا ہے۔ کہ تو بڑا کراماتی اور سدھ ہے۔ اگر سچ مچ تیرے میں کوئی کرامات ہو۔ تو دکھا۔ نارائن جی کو مہر خاموشی توڑنے کی اجازت نہ تھی۔ اس لئے وہ کچھ نہ بولے۔ تب بادشاہ نے نوکروں کو مخاطب کر کے حکم دیا۔ کہ باوا کو زہر گھول کر پلایا جاوے۔ اس سے اس کی روحانی شکتی کا امتحان ہو جاوے گا۔ بادشاہ کا حکم پا کر نوکر جھٹ زہر لے آئے اور گھولنا شروع کر دیا۔ نارائن جی بادشاہ کے حکم کو سن کر دل ہی دل میں اپنے شری گورو دیو کے چرنوں کا دھیان کر کے انہیں یاد کرنے لگے لوگیراج شری سوامی بھگوان جی اس وقت چمبہ میں تھے۔ اپنے شِشیہ نارائن کی پکار سن کر دریائے راوی پر آسن بچھا کر لاہور آ پہنچے۔ جس وقت آپ بادشاہ کے دربار میں پہنچے اس وقت تک نارائن جی کو چار پیالے زہر پلایا جا چکا تھا۔ جس کا اس پر مطلق اثر نہ ہوا۔ یہ دیکھ کر بادشاہ کو بڑا اچنبھا ہوا۔ اور خیال آیا کہ زہر لا نیوالے اور پلانے والے ہندو ملازم ہیں۔ شاید وہ ایسا زہر لائے ہوں جس کا اثر زائل ہو چکا ہو۔ اس لئے زہر کی پریکشا کروائی گئی۔ تو زہر بالکل با اثر ہلاک نکلا۔ پھر بادشاہ نے وہ زہر اپنی نگرانی میں تیار کروا کر نارائن جی کو پینے کے لئے دیا۔ اسوقت لوگیراج بھگوان جی نے نارائن کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا۔ کہ بیٹا! بےخوف ہو کر پی جا۔ یہ زہر تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ نارائن جی نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ تو شری گورو دیو جی کو کھڑے پایا۔ جھک کر ڈنڈوت پرنام کر کے ان کی آگیا کے مطابق زہر کے تین پیالے اور غٹاغٹ کر کے شیر مادر کی طرح پی گئے۔ اس واقعہ کو دیکھ کر جہانگیر بہت متاثر ہوا۔ تخت سے اُتر کر گورو شِشیہ کے چرنوں میں لگ کر اپنے کئے پر نادم ہونے لگا۔ بھگوان جی نے بادشاہ کو اپنے ہاتھوں سے اُٹھاتے ہوئے کہا۔ کوئی بات نہیں۔ اس کے علاوہ اس سے بڑھ کر اور بھی کوئی کڑی پریکشا کرنی چاہو۔ تو بڑی خوشی سے کر لو۔ یوگ میں یہ شکتی ہے۔ کہ وہ ناممکن کو

بھی ممکن کر دکھاتا ہے۔ بادشاہ نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی۔ یوگیراج! میرا وہم اور بھرم سب دور ہو گیا ہے۔ اب مجھے معاف کیا جاوے۔ بھگوان جی نے جواب میں بادشاہ سے کہا۔ ہمیں آپ پر کوئی رنجش نہیں۔ بھلا فقیر کو رنج و غصہ سے کیا کام۔ ادھر نارائن جی کو مون کھول دینے کی آگیا فرمائی۔ انہوں نے مون برت کھول دیا۔ اور دونوں گورو چیلا اپنے تپوبن پنڈوری دھام میں آ گئے۔ کچھ دنوں کے بعد جہانگیر بادشاہ خود اپنی بیگمات کو ساتھ لے کر یوگیراج شری سوامی بھگوان اور نارائن جی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ان کی جائے رہائش پر ایک ایک بارہ دری ایک مندر اور کنوآں بنوا کر اس استھان کے ساتھ بہت جاگیر لگا دی۔ اس طرح یوگیراج شری سوامی بھگوان جی اور ان کے ششیہ نے یوگ کی شکتی کے ادھار پر دربار پنڈوری کی بنیاد رکھی۔ جہاں کہ زمانے کی گردشوں اور انقلاب کے باوجود بھی اس روحانی استھان کی روایت کے مطابق اُس وقت سے لے کر آج تک بھوکوں کو روٹی ننگوں کو کپڑا، انتھیوں کو ست کار۔ جگیاسوؤں کو آتم گیان۔ ودیارتھیوں کو ودیا پراپت ہو رہی ہے۔ (ہری اوم تت ست)

ایک گیت

وہ میرا گیت ادھورا ہے جو گیت میں گانے آیا تھا

(از قلم۔ رشی بٹالوی۔ شملہ)

۱۔ بینا کی اُلجھی تاروں کو سُلجھانے میں ہی لگا رہا ......
سور تال ہی اپنے شبدوں کو اُلجھانے میں ہی لگا رہا
پریتم کو گیت سنانے کی ابھیلاشا لیکر آیا تھا
گیتوں سے اُسے رجھانے کی ہی بھولی آشا لایا تھا۔ وہ میرا گیت......

۲۔ اُسکا میٹھا سور سنتا ہوں جس کا مُکھ دیکھ نہیں پایا
اُسکی آہٹ پر جیتا ہوں جو من کا میت نہیں آیا
جسکی سُدھ پانے کے کارن اپنا پن بھی بسرایا تھا
وہ میرا گیت ادھورا ہے جو گیت میں گانے آیا تھا

۳۔ آسن بھی میرے پاس نہیں دیپک بھی نہیں جلانے کو
میرا گھر اُس کے یوگیہ نہیں وہ آ تو جائے آنے کو
مجھ کو تو اپنی چنتا تھی میں نے کب اُسے بلایا تھا
وہ میرا گیت ادھورا ہے جو گیت میں گانے آیا تھا

۴۔ اب ان سوچوں میں ڈوبا ہوں میں اسکو کہاں بٹھاؤں گا
مُکھ پر تو بات نہیں آتی کیا کہہ کر اُسے رجھاؤں گا
کوئی بھی بات نہیں بنتی میں بھاگیہ بنانے آیا تھا
وہ میرا گیت ادھورا ہے جو گیت میں گانے آیا تھا

بندگی

از قلم: شری نوبت رائے جی شوخ

عافیت درکار ہے تو بندگی کر بندگی
ٹال دیتی ہے بلائیں سر سے اکثر بندگی

جس کی ہستی بھی اُس کے بندوں کیلئے حاضر ہے
تجھ سے ایسی چاہتا ہے بندہ پرور بندگی

جس نے دیدی اپنی زندگی ایک فاقہ مست کو
جگمگائی اُس کے دل میں چاند بن کر بندگی

دی ہے مالک نے اگر توفیق محتاجوں کو دے
تاکہ تیری زندگی بن جائے یکسر بندگی

سجدہ جو کرتا رہے، جو اُس کا دم بھرتا رہے
اُس کی پیشانی کو رکھتی ہے منوّر بندگی

بندگی بندے کی خوبی - بندگی ہے قربِ حق
کہتے ہیں بندہ جسے اُس کا ہے جوہر بندگی

تُو اسیرانِ بلا کی مشکلیں آسان کر
ہے یہ بندے کے لئے بہتر سے بہتر بندگی

پائی جس نے خاکساری کوئے جاناں کی اُسے
پَر لگا کے لے گئی عرشِ بریں پر بندگی

شوخ ہر ذرّہ ہو اک آئینۂ دیدارِ حق
چشمِ باطن کو اگر کر دے منوّر بندگی

شبد یوگ

مترجم شری اوناش چندر

شبد دو قسم کے ہیں۔ آہت اور اناہت۔ جو شبد تصادم یعنی تاڑن سے پیدا ہوتے ہیں۔ وہ آہت کہلاتے ہیں۔ اور جو بلا تصادم یعنی آپ سے آپ پرگٹ ہوتے ہیں۔ اُن کو اناہت کہتے ہیں۔ سوامی دیانند جی و دیگر مہا پُرشوں کے عقیدہ کے مطابق ایشور نے ویدوں کا گیان اناہت شبد دوارا ہی پرگٹ کیا تھا۔ سب مذہبوں کی دھرم پُستکوں میں انہد شبد کا ذکر آیا ہے۔ مُنتری اُپنشد کے چھٹے پرپاٹھک میں آیا ہے کہ بعض لوگ شبد برہم کا دُوسرے طریقہ سے بیان کرتے ہیں۔ ہاتھوں کے انگوٹھوں سے کانوں کو بند کر کے وہ لوگ ہردے آکاش کا شبد سنتے ہیں۔ یہ سات قسم کے شبد ہیں۔ اِن سات قسم کے شبدوں سے گذر کر وہ اویکت میں سما جاتے ہیں۔ وہاں پہونچ کر وہ نرگن اور ایک روپ ہو جاتے ہیں۔ جو لوگ شبد برہم کو جانتے ہیں وہ بعد میں نرگن برہم میں رسائی حاصل کرتے ہیں۔ شبد برہم "اوم" ہے۔

اتھرو وید کی مُنڈک اُپنشد میں بیان ہے کہ منتر کے اُردھ جپ کرنے والے کو ناد کا انُوبھو ہوتا ہے:۔ تانڈیہ برہمن میں آیا ہے ۔ ۔ ۔: پہلے ایکلا پرجاپتی ہی تھا۔ اس کا سروسو کیول بانی تھا۔ اُس کا دوسرا اگر کچھ تھا تو وہ بانی ہی تھی۔ اُس نے وچار کیا کہ اِس بانی ہی کو باہر نکالوں یعنی پیدا کروں۔ یہی اس سب پرکرتی کو پرکاش کرتی جائے گی۔ ایسا سوچ کر اُس نے بانی کو پرگٹ کیا۔

برہدارنیک اُپنشد ۱۔۲۔۴۔۵ میں لکھا ہے "اُس نے سرشٹی کے شروع میں مرتیو یعنی کال پُرش نے اِچھا کی کہ میرا دُوسرا شریر اُتپن ہو۔ تو اُس نے من سے واک یعنی شبد کو پیدا کیا۔ اور اُس کے ساتھ سنگت ہوا۔ تو مرتیو نے اُس کی طرف منہ کھولا۔ اُس نے بھاں آآ شبد اُچارن کیا۔ وہی بانی ہوئی۔

رگ وید کے واک امبھرنی سُوکت میں شبد کی مہما نہایت پُرزور الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔ لکھا ہے:۔ مجھ میں ہی سب دیوتاؤں کا باس ہے۔ میں سب کا پالن پوشن کرتی ہوں۔ میں ہی سب جگت کو ہلاتی ہوں۔ میرے ہی آسرے سے سب کچھ چل رہا ہے۔ سب گیان سب کرم کو میں ہی پریرت کرتی ہوں۔

شبد بھائی گوروداس جی۔

گور سکھی گور سکھ سُن۔ اندر سیانا باہر بھولا شبد سُرت سادھان ہو۔ بن گور شبد نہ سُنی بولا

ارتھ:۔ اے گورو کے سِکھ سنو۔ گورو کے سِکھ کو کیسے برتنا چاہئے۔ اُسے انتر میں بیدار یعنی چیتن اور باہر میں بھولا یعنی سادھارن رہ کر برتنا چاہئے۔ اُسے سُرت شبد ابھیاس ہوشیار ہو کر کرنا چاہئے۔ اور جو شبد انتر میں سننے کے لئے گورو مہاراج ہدایت فرماتے ہیں۔ اُس کے علاوہ اور کسی آواز کو نہ سننا چاہئے۔

گورو گرنتھ صاحب کی بانی :-

بنو نت نانک گور چرن لاگے واجے انہد تورے

انہد روپ اناہد بانی۔ چرن سرن جے لبت بھوانی

آن دن میل بھیا من مانیا گھر مندر سوہلائے
سکھمن کے گھر راگ ہن۔ سن منڈل لو لائے
الٹ کنول امرت بھر ے ابہہ من کہتوں نہ جائے

پنچ شبد دھن انہد واجے ہم گھر ساجے آئے
اکتھ کتھا وچاریے۔ منسا من ہے سمائے
اجپا جاپ نہ وسیرے۔ آدجگاد سمائے

ناد یعنی اناہد شبد کی پراپتی کے سادھن

جو کوئی ناد شبد کے سننے اور اس کو یتھارتھ جاننے کی اچھا رکھتا ہو اُس کو واجب ہے کہ پہلے دھارنا کے بھید کو سیکھے۔

سادھک کو چاہئے کہ پہلے سب اندریوں کے وشیوں سے ورکت ہو کر اس بات کی کھوج کرے۔ کہ اندریوں کا راجہ کون ہے۔ ارتھات: سنکلپ وکلپ کون اُٹھاتا ہے۔ اور کون مایا جال میں پھنستا ہے؟ یہ من ہی ہے جو استھیر وستو کو ستیہ کر کے دکھاتا ہے۔ سادھک کو چاہئے کہ اس من کو وش میں کرنے کا یتن کرے۔ کیونکہ جس پرکار سوپن سے جاگنے پر سوپن کے سب پدارتھ متھیا پرتیت ہوتے ہیں۔ اسی پرکار جب سادھک کو ابھی اکرتی بھی متھیا بھاسنے لگیگی اور جب اُس کو ایک شبد سنائی دینے رہ جائیں گے تب اُسے اپنے اندر ناد شبد سنائی دیگا۔ جو باہر کے تمام شبدوں کا ناش کرنیوالا ہے۔ جب تک ایسا نہ ہو استھیر پرپنچ سے چھوٹ کر ستیہ کی پراپتی نہیں ہوگی۔ جب تک انتر میں شانتی اُتپن نہ ہو اور سانس چکشو یعنی باہر کی آنکھوں کی بھرم درشٹی دور نہ ہو جائے۔ آتم درشٹی ارتھات یتھارتھ گیان نہیں ہوتا۔ جب تک جیو آتما پرماتما میں تفاوت ہو کر لین نہ ہو تب تک اُس کو دویہ گیان نہیں ہوتا۔ جب تک جیو آتما وشیوں میں انوراگ رکھتا ہے۔ اور سنسار کے دکھوں سے گھبراتا ہے اور دکھیوں پر دیا نہیں کرتا اور اپنی اہنکار ممتا کا تیاگ نہیں کرتا تب تک پرماتما کی پوتر جیوتی کا آدھار بننے کے یوگیہ نہیں ہوتا۔ پرماتما کا یہ نیم ہے کہ جو تو برہم گیان چاہتا ہے۔ تو پہلے آتم گیان کو پراپت کر ارتھات اپنے آپ کی پہچان کر۔ یدی تو امر ہونا چاہتا ہے تو جینے کی آشا چھوڑ ارتھات دیہہ ادھیاس کو چھوڑ کر آتما میں استھت ہو اس مارگ میں تین پڑیاں (اوستھائیں) آتی ہیں۔ جاگرت، سوپن، اور سشپتی۔ ان تینوں کو پار کر کے چوتھی ترُیا اوستھا کو پہونچے گا۔ پھر وہ آنند مئے اننت شانتی کو دینے والے سپت لوک کی پراپتی تجھے ہوگی۔

ا۔ پہلی پُری کا نام اودیا ارتھات اگیان ہے۔ اسی پُری میں تو جنم لیتا ہے۔ پلتا ہے۔ اور مرتا ہے۔ یہ چیتن کی جاگرت اوستھا ہے۔

۲۔ دوسری پُری کا نام شکشا پُری یا سادھن پُری ہے۔ اس پُری میں بڑے بڑے منوہر پدارتھ ہیں۔ پرنتو ہر ایک سندر پُشپ کے نیچے ایک بھیانک کال سرپ لپٹا ہوا ہے۔ یہ چیتن کی سوپن اوستھا ہے۔

۳۔ تیسری پُری کا نام گیان پُری ہے۔ اس سے آگے اپار۔ اکھشر۔ لوک ہے۔ یہی سُشُپتا کا ارتھات پورن گیان

کا کھٹکا بھنڈار ہے۔

یدی تو نرو گھنتا سے پہلی پُری کو پار کرنا چاہتے تو جو واسنا کے منوہر دیپک وہاں جل رہے ہیں۔ اُن کو سُکھ کا اُجیارا سمجھ کر دھوکا نہ کھا۔

جو تو دُوسری پُری سے نرو گھن نکلنا چاہے تو اُس کی منوہر سُگندھیوں کے آنند میں متوالا نہ بن اور اُس کے مایا جال میں پھنس۔

گیانی پُرش وشیانند کے بھوگ کی ارتھات اندر سے سُکھوں کی لالسا نہیں رکھتے۔ گیانی پُرش مایا کے مدھر سوروں کی اُپی موہت نہیں ہوتے۔

جو گورو تجھکو نیا جنم دیں گے۔ اُن کو گیان پُری میں ڈھونڈ۔ جو دُوسری پُری سے پار ہے۔ اس پُری میں چھایا ارتھات سنشے کا نام بھی نہیں ہے۔ کیول جیوتی نرنجن اور ستیہ کا پرکاش ہے۔ پُورن گورو اپنے شِشیہ کو اس طرح اُپدیش کرتے ہیں:۔

"ہے پریہ شِشیہ! اس لوک میں جو اجنما پُرش رہتا ہے۔ تیرے اندر بھی وہی ہے۔ یدی تو اُسے ملنا چاہے اور اپنے جیو آتما کو پرماتما میں ملانا چاہے تو اپنے مایا رُوپی اندھکار سے آدرلوں کو اُتار۔ اپنی اندریوں کو ایسا دمن کر کہ اُن کی کوئی چِنتا نہ رہے۔ تیری جیوتی اور برہم کے بیچ میں کوئی انتر نہ ڈال سکے۔ تب دویت دُور ہو کر دونوں کا میل ہوگا۔

ہے شِشیہ! سادھان رہنا۔ اس مایا دیش کے من کو موہنے والے پدارتھوں میں اور سندر رشیوں کے دھوکے میں آ کر اُن میں اُلجھ نہ جانا۔ پتنگ کی طرح انجان جیو اس دھوکے دینے والی دیپک کی جیوتی پر موہت ہو اُس کی اور دوڑتا ہے۔ اور پران دے دیتا ہے۔ ہے شِشیہ! درشٹی کر کے دیکھ کتنے اسنکھ جیو اس بھو ساگر میں بہتے جا رہے ہیں۔ کوئی تھکا ماندہ ہے۔ کسی کے پنکھ ٹوٹے ہوئے ہیں۔ کسی کے شریر سے خون بہہ رہا ہے۔ ایک دوسرے کے پیچھے اس اتھاہ سمندر میں ڈوبتے جاتے ہیں۔

جو تو گیان پُری سے پار اُتر کر آنند مئے لوک میں پہونچنا چاہے تو دویت بھاو کے اتی بھینکر بھرم سے اپنی گیان اندریوں کو بچا۔ کیونکہ دویت بھاو ہی تجھ کو سب سے الگ اور دُور کرتا ہے۔

تیرا جیو آتما مایا سمندر میں ڈوبا ہوا ہے۔ دیکھنا پرماتما سے جو اُس کا سُوکشم سُوتر بندھا ہوا ہے۔ وہ کبھی ٹوٹ نہ جائے۔ جگت کی ماتا کُنڈلنی دیوی کا جو بیج استھان ہردہ گُہا براہمی پُری میں ہے وہاں تیج مئے کُنڈلنی شکتی کو لوٹا کر پہنچا۔ ہردہ ستھان ہے۔ وہ شکتی اُٹھ کر تیری دونو آنکھوں کے درمیان جو چھٹا چکر ہے اس میں پہونچیگی۔ وہ مدھیہ دیش ہے۔ تب وہ شکتی پرماتما کا شبد سروپ دھارن کریگی۔ جو سرب ویاپی ہے۔ تب ہی تو کھیچری مُدرا شکتی کو پراپت ہوگا۔ آکاش مارگ میں چل سکیگا۔ جل کے اُوپر چل سکے گا۔ اور انیک شکتیوں کو پراپت ہو جائے گا۔ اناہد شبد کی سب سے اونچی سیڑھی پر پیر رکھنے سے پہلے تجھ کو اپنے انتر آتما کا شبد سات پرکار سے سنائی دے گا۔

۱۔ پہلا شبد بُلبُل کی میٹھی سُر کے چیں چیں شبد کی طرح سنائی دیتا ہے۔

۲۔ دوسرا شبد گھنٹہ یا گھنگرو کے شبد کی طرح گھنٹروں کو جگاتا ہے۔

۳۔ تیسرا شبد شنکھ کی دھونی کی طرح ہوتا ہے۔

۴۔ چوتھا شبد بین کی طرح ہوتا ہے

۵. پانچواں بنسری کی طرح ہوتا ہے۔
۶. چھٹا شبد بھیری ارتھات تُوری کے شبد کی طرح ہوتا ہے۔
۷. ساتواں میگھ کی گرجنا کی طرح ہوتا ہے۔

ساتویں میں اور سب شبد لے ہو جاتے ہیں۔ پھر سنائی نہیں دیتے۔

جب چھ اُپادھیاں دور ہو جاتی ہیں۔ تب آتما کا ساکھشا تکار ہوتا ہے۔ اور وہ برہم میں لین ہو کر موکش پدوی کو پراپت ہوتا ارتھات اجو برہم روپ ہو جاتی۔ اس مہاواکیہ کا بیتھارتھ انوبھو کر سکتا ہے۔

اس امرت کو پراپت کرنے کے لئے پہلے اپنے اشدھ سنکلپوں اور اشبھ چنتاؤں کو روکنے کا یتن کر۔ اپنی اچھا شکتی سے اُن کو وش میں لا۔ ورنہ وہ تجھے وناش کر ڈالیں گے۔

ہے شِشیہ! اساودھان رہو۔ ایسا نہ ہو کہ اُن کی چھایا بھی تجھے سپرش کر سکے۔

ہے شِشیہ! کنڈلنی شکتی تجھ کو تب ہی دیوتا بنا سکیگی۔ جب تُو اپنی اچھا شکتی سے اپنے کام روپ آدرن ارتھات اُپادھی کے ناش کرنے کی شکتی کو پراپت ہو گا۔ اُپادھی یکت جیو اور پوتر آتما ان دونو کا میل نہیں ہو سکتا دونو ایک ستھان میں نہیں رہ سکتے۔ جب تک دیہہ ادھیاس دور نہ ہو آتم گیان کی پراپتی نہ ہو گی۔

ہے شِشیہ! واسنا کو ایسا مار کہ پھر نہ جاگ سکے۔ جینے کی واسنا چھوڑ اور ائنت اوستھا کو پراپت ہو۔ کرم گتی سے جو کچھ بیتے اس سے مت گھبرا اور ایشور کی اٹل بھاوری سے وچلت نہ ہو۔ کیول آہنگتا ممتا کو دمن کرنے کا یتن کر۔ پرکرتی کا سہکاری ہو کر ایشور کے کاریہ میں سہائتا کر۔ پھر پرکرتی تجھے اپنا کرتا کر کے مانے گی۔ اور تیرے آگے سر جھکائیگی۔ اور اپنا گپت اُمولیہ رتنوں کا بھنڈار تجھے کھول دیگی۔ اور سب وبھوتی تیرے ہاتھ سونپ دیگی۔

اُپادھیوں سے نورت ہوئے بنا وہ دویہ چکھشو نہیں کھلتا۔ جس کے کھلنے سے تجھکو نکھش وستو کی پراپتی ہو گی جو اپورو اور اکتھنیہ آنند کا دھام ہے۔ جب تک پاپ کی پورن نورتی نہ ہوئے تب تک تیرا اشٹ سِدھ نہ ہو گا اور نہ ہی اناہد شبد ہی سنا جائے گا۔ ہے شِشیہ! اگر تُو مایا کے دُرگم سمندر کے پار اُترنا چاہتا ہے۔ تو سنیاس ارتھات پورن تیاگ روپی پوتر جل سے اپنے پاؤں دھو۔

ہے شِش! پہلے اپنی واسناؤں کو مار اور اوگنوں کو دُور کر تب اس دُرگم مارگ میں پاؤں رکھ۔ اپنے پاپوں کو ایسا دلن کر کہ پھر نہ جاگ سکیں۔ اپنی چت برتی کا نرودھ کر اور اتی گپت بھاوتے اِنتھت ہو۔ ہے شِشیہ! یہ مارگ بڑا دیرگھ اور دُرگم ہے۔ یدی ایک بھی سنکلپ تیرے من میں رہ جائے تو وہی تجھکو کھینچ کر نیچے گرا دے گا۔ اور تجھے پھر از سر نو چڑھائی کرنی پڑے گی۔ جو کچھ بیت چکا ہے اُس کو من سے بھلا۔ پیچھے کی طرف کبھی بھی مت دیکھ۔ اور ترشنا کا تیاگ کر۔ یہ یاد رکھ کہ ترشنا کبھی بھوگ سے ترپت نہیں ہوتی۔ ہے شِشیہ! جب تک تیری اندریوں کا دمن نہ ہو۔ برتی کی چنچلتا دور نہ ہو اور آتما ہیرے کی طرح اُجول اور پوتر نہ ہو۔ تب تک وہ جیوتی ہردے گُہا میں پرویش نہ کر سکیگی اور نہ آکاش کے گپت شبد تجھے سنائی دینگے۔ چاہے پرشم اوستھا میں کتنا ہی یتن کرے۔ جب تک تجھکو سنائی نہ دے۔ دکھائی نہ دے گا۔ جب تک تُو دیکھ نہ سکے یا کان بند کر کے سُن سکے۔ ناک بند کر کے گندھ لے سکے اور منہ کھولے بنا سواد لے سکے۔ ارتھات جب چاروں اندریاں لے ہو کر پانچویں ارتھات انتر اندریے کے سپرش گیان کو بڑھاتی ہیں۔ تب اُس کو چوتھی بھومکا پراپت ہوتی ہے۔ ہے سنکلپ وکلپ کے دمن کرنیوالے پانچویں

جو سنائی نہ دیگا۔ سُننا اور دیکھنا یہ دوسری بھومکا ہے۔ جب شِش آنکھ مُوند کر دیکھ سکے۔

بھومکا میں پہنچ تجھکو ان سب کا پورن دمن کرنا پڑے گا جس سے وہ پھر کبھی جاگ نہ سکیں۔ سب باہر کی وستوؤں سے اپنے من کو کھینچ اور اُن کے انتر یہ سروپوں سے بھی برتی کا نرودھ کر ایسا نہ ہو کہ تیرے آتما کی اُجّول جیوتی میں اُن کی ملین چھایا پڑے یہ تیری دھارن اوستھا ہے اِس کو چھٹی بھومکا کہتے ہیں۔

ہے کرتار تھ پُرش! جب تو ساتویں بھومکا میں پہنچے گا تو تری کٹی تجھکو انو بھوت نہ ہوگی کیونکہ تو آپ اُس کا سروپ بن جانے لگا۔ پر گیا چکشو کے کھلنے سے تو شبو لنات استھت تری نیتر کا سوروپ بن جائے گا۔ جو تیر الکھش دھام ہے وہ تری کٹی جس کا رنج استھان اپار ہما اور آنند کا ساگر ہے۔

اب مایا کے لوک سے مُکت ہو کر نام سے رہت ہوگئی۔ اب وہ تیج سے نکھشتر (٭) کا سروپ بن گیا۔ یہ وہ اگنی ہے جو جلتی ہے۔ پر جلاتی نہیں۔ یہ وہ اگنی ہے جو جیوتی نرنجن کی اُپادھی ارتھات اُس کا آدھار ہے۔ ہے پورن منور تھ یوگی اِس اوستھا کو دھیان اوستھا کہتے ہیں۔ ایسی اوستھا سے سمادھی اوستھا کی پراپتی ہوتی ہے اب تیری آتما پرماتمن میں لین ہوئی۔ اب تو سروپ میں سنھت ہوا۔ اب تو اُس برہم کا روپ ہے۔ کہ جہاں سے پہلے تیرا پرکاش آیا۔ ہے شش! اب بتلا تیری پرتھک آہنگ بھاونا کہاں گئی اور تو کہاں رہا۔ اب آگ کی چنگاری جوت میں اور بوند سمندر میں جا ملی۔ اب تو ہی کرتا اور تو ہی ساکھشی بن گیا۔ تو ہی پرکاشک اور تو ہی پرکاش بن گیا۔ اب شبد ہی جیوتی اور جیوتی میں شبد تیرا سروپ ہے۔

ششش کہتا ہے۔ ہے گورو دیو! دِویہ گیان کی پراپتی کے لئے کیا یتن کرنا چاہئے۔ سِدّھی پراپتی کے لئے کیا کرنا چاہئے۔

گورو کہتے ہیں۔ ہے ششیہ! مارگ کو ڈھونڈ۔ پرنتو اس میں پاؤں رکھنے سے پہلے اپنے ہردیہ کو پوتر کر۔ پہلے نتیہ انتیہ کا وچار کر۔ اپرا اور پرا ودیا، ارتھات لوکک اور الوکک ودیا کا بھید بھلی پرکار سے سمجھ، مایا جال سے باہر ہو انت اناوی نرویکار ستیہ کو ڈھونڈ۔ اپنے منو کلپت متھیا سپھرنوں کے دھوکے میں نہ پڑ۔ کیونکہ من پر درپن (شیشے) کی طرح عکس ویسے دیتے دھول پڑتی جاتی ہے۔ اُس بھرم روپی دھول کو آتم گیان روپی پھونک سے اُڑاتا رہو۔

ہے سادھک! پہلے اپنے من اور آتما کو ملا کر ایک کر۔ اگیان کو دور کر اور مایا جال سے اپنے آپ کو چھوڑا جگت کی چھلنا سے منہ موڑ۔ اندریوں کے جھوٹے گیان پر بھروسہ نہ کر۔ ہے ششیہ مان بڑائی کا خیال چھوڑ گیانی پُرش جھوٹی ودیا کو گرہن نہیں کرتے۔ لوکک ودیا سرو سادھارن جیوؤں کے لئے ہے۔ اور الوکک ودیا ارتھات گپت ودیا کیول ادھکاری جیوؤں کے لئے ہے۔ لوکک ودیا والے اپنے اہنکار سے کہتے ہیں ہم جانتے ہیں۔ پر الوکک ودیا والے نر ابھیمان ہو کر کیول یہ کہتے ہیں کہ میں نے ایسا سُنا ہے۔

ہے ششیہ! پرا ودیا کا نام ہنس Great sifter ہے۔ جو استیہ روپی جل سے ستیہ روپی دودھ کو پرتھک کر لیتا ہے۔

یدی کوئی کہے کہ مُکت ہونے کے لئے سب جیوؤں سے پریتی چھوڑنی پڑتی ہے۔ جان لو کہ وہ جھوٹ بولتا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ مکتی کی پراپتی کے لئے تجھے اپنی ماتا کے پرتی اشردھا اور پتر کے پرتی دویش کرنا پڑے گا۔ اور پتا کی اوگیا (نافرمانبرداری) کر کے اُن کو سنساری جیو کہنا پڑے گا۔ اور منش اور پشو

آدمی کے پرتی دیا چھوڑنی پڑیگی۔ تو سمجھ کہ وہ جھوٹا ہے۔ یہ سوارتھی اور ناستک واچک گیانیوں کا کتھن ہے۔ یدی کوئی یہ شکشا دے کہ کرم کرنے سے پاپ کی اُتپتی ہوتی ہے، اور کرم نہ کرنے سے آنند کی پراپتی ہوتی ہے۔ تو جان کہ اُن کی بھرانتی ہے، پراودیا ادھیات برہم ودیا کا یہ وچن ہے کہ کیول کرم کا تیاگ اور پاپ اور دوشوں کی نورتی سے من کو بندھن سے چھوڑانا شدھ آتما کا دھرم نہیں ہے۔ آتما کا دھرم برہم گیان سروپ ہے۔ اور وہی ست اور اننت ہے۔ ہے ششیہ! کرم کرنا اور نہ کرنا یہ دونو باتیں تم میں ایک ہی سمے ہو سکتی ہیں۔ تیرا شریر کرم میں لگا رہے۔ من نشچل اور شانت ہو۔ تیری آتما پربت میں سُمیت سرودر کی طرح نرمل اور پوتر ہو۔

اگر تو کال چکر سے پار اُترنے کے لئے یوگی بننا چاہے تو یہ کبھی مت جان کہ منشوں سے دور اُن کو تچھ جان کر ابھیمان کرتا ہوا اور گھر اندھکار بن میں ایکانت رہنا اور کند مول کھا کر نرواہ کرنا اور پربت کا جل پینا ہی تجھ کو پرا شکتی کی پراپتی کر دے گا۔ یہ مت سمجھ کہ ہڈیوں کو توڑ کر اور ماس کو کچل کر شریر کو کشٹ دینے سے تجھ کو آتما کی پراپتی ہوگی۔ ہے موڑھ متی! مایا میں بھولے ہوئے یہ مت جان کہ منتھیا ستھول شریر کے دوش دور ہونے سے ہی منشوں اور پرکرتی کے پرتی تیرا کرتویہ پورا ہو جائیگا۔ مہاتما جن ایسا کرنے کو نندت جانتے ہیں۔ دھرم اوتار کرونا سندھو شاکیہ منی نے جیووں کے دکھوں کے بیتھا دکھ کارن کا انوسندھان کر کے بن میں ایکانت رہنے کا آنند سوارتھ سمجھ کر تیاگ دیا اور جیووں کے اپدیش اور ادّھار کے لئے آچاریہ ہوئے اور دیش ودیش اور نگر نگر گھوم کر منشوں کو آتم گیان کا اپدیش کر کے نروان کو پراپت ہوئے۔ آتم گیانی مہاپرشوں کا یہ کتھن ہے۔ کہ جو تو کرم کا تیاگ کرے گا۔ مکتی کو پراپت نہ ہو گا۔ آتم گیان کے بنا مکتی نہیں ہوتی اور شبھ کرموں کے بنا آتم گیان کی پراپتی نہیں ہوتی ہے ششیہ ایسی دھارنا کر کہ نہ سدھی کی کامنا رہے اور نہ اسدھی کا بھئے رہے۔ آتما کو اپنے اِشٹ دیو کے دھیان میں لگا۔ کہ جس کی جیوتی کی تو کرن ہے۔ وردھ برت ہو کر یتن کر۔ تیرا یہ ناشوان شریر بار بار جنمتا ہے اور مرتا ہے۔ پر تو تجھ میں جو جاننے والا اور گیان سروپ چیتن آتما ہے۔ وہ امر ہے۔ اُس کا کبھی ناش نہیں ہوتا۔ وہی انادی اننت پرش ہے۔ ہے ششیہ جو تو پرم شانتی اور آنند کو چاہتا ہے۔ تو اپنے کرم کھیتر میں شبھ کرموں کے بیج بو۔ اور جنم کے دکھوں کو برداشت کر۔ ہے ششیہ پروپکار کے لئے جینا پہلا کام ہے۔ اور کھٹ سمپتی کا سادھن یوگی کا دوسرا دھرم ہے تو اس جنم میں جیسا کرے گا۔ اگلے جنم میں ویسا ہی پھل پائے گا۔ یہ نشچے جان لے کہ تھوڑا سا بھی پرشارتھ کیا ہوا کارن لوک سے کبھی بھی نہیں مٹتا۔ جیو کے جیسے جیسے پچھلے جنم کے کرم اور سنکلپ ہوتے ہیں۔ اُسی کے انوسار اُس کو سکھ یا دکھ اس جنم میں بھوگنا پڑتا ہے کرم کی گتی بہت بلوان ہے۔ اس لئے ہے دھیریہ وان سنتوشی پرش! جو کچھ اپنے کئے ہوئے شبھ کرموں کا پھل تجھ کو پراپت ہوتا ہے۔ اُسی پر سنتوش رکھ۔ اور اپنی پراربدھ پر سدا سنتشٹ اور آنند رہو۔ اِس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے۔ آج جس کا تو اُپکار کرے گا۔ کل وہ تیرے کام آئے گا۔ ادھیات اس جنم میں پروپکار کرنے سے اگلے جنم میں تجھکو اُس کا پھل ملیگا۔ سوارتھی اُپاسک کا جینا ہی ویرتھ ہے۔ جو کوئی اپنی اوستھا کے انوسار دھرم کا پالن نہیں کرتا۔ ادھیات اپنا اپنا اچت کرم نہیں کرتا۔ اُس کا جنم ہی نشپھل ہے۔

جنم کے چکر کے ساتھ ہو کر چل۔ سکھ دکھ کو ایک سمان جان۔ اور کرم کو بھوگ کر اپنے آپ کو اُس کے بندھن سے چھوڑا۔ اور اگلے جنم کے لئے سدھی کو پراپت کر۔ ہے ششیہ! سورج اور چاند کی طرح بن اور تھکے ماندے مسافروں کو چاندنا دکھا۔ اور اُن کو سکھ دے۔ اُس کو ڈھونڈ جو تجھ سے بھی تھوڑا جانتا ہے۔ اور نراش ہو کر

بیٹھا ہے۔ جو گیان اور اس کا بھوکا ہے۔ جس کو صحیح مارگ دکھانے والا گورو نہیں ملا۔ اور نہ ہی اس کو کوئی ڈھارس اور سہائتا دینے والا ہی ملا ہے۔ ایسے پتھک کو تو ست دھرم کی وارتا سنا۔

ہے سادھک اس کو یہ بھی بتا کہ ستسنگ اور بچار تتھا بھکتی ایسی اپمولیہ وستو ہے۔ کہ وہ گیان کو پرگٹ کر دیتی ہے اور ورشٹی اور شرون ایک جنم کے سادھن سے پراپت نہیں ہوتے۔

جو تو پورن گیان کی چاہ رکھتا ہے تو اتی ونے شیل اور نمر شیل بن اور جب گیان کی پراپتی ہو جائے تو اور دین اور نمر بن۔ سمندر کی طرح گمبھیر اور شانت ہو۔ جس میں سینکڑوں ندیاں پڑتی ہیں۔ پرنتو وہ پھر بھی ایسا نشچل رہتا ہے کہ ان کا گرنا اسے جان بھی نہیں پڑتا۔

اپنے شدھ آتما دوارا اپنے ادھم آہنگ گیان (آہنکار) کا دمن کر اور پرماتما دوارہ جیو آتما کو دمن کر۔ جو ادھم کو مار سکتا ہے۔ وہی مہا پرش ہے۔ اپنی ادھم برتیوں سے ساودھان رہ ایسا نہ ہو کہ تیری اچھی برتیوں کو ملین کر دیں۔ ہے شِشیہ! اپنے آپ کو آتما اور اناتما سے بھن مت مان۔ ار نفات بھید ورشٹی کو دور کر اور دویت بھاو کو چھوڑ۔ بوند کو سمندر میں اور سمندر کو بوند میں لے کر۔ تب تو سب بھوتوں کو آتم وت جانے گا۔ سب منشوں سے بھراتری وت پریم اور پریتی رکھیگا۔ اور ان کو اور اپنے آپ کو ایک پرم گورو کا شِشیہ اور ایک پرکرتی ماتا کے پتر کرکے جانے گا۔

ہے شِشیہ! گورو تو انیک ہیں۔ پرنتو پرم گورو پرماتما ہے۔ اور وہ ایک ہے۔ دویت بھاو کو دور کر اور اپنا پا مٹا۔ گیان میں استھت ہو کر جگت کا کلیان کر۔ کرم، اپاسنا اور گیان۔ تینوں کو ہی سنمکھ رکھ۔ ان میں بھید بھاو مت سمجھ۔ دنیاوی اور شاستری کرموں کو اپنا سو بھاو بنا۔ شریر سے کرم کر۔ من سے بھکتی کر اور بدھی کو آتم گیان میں استھت کرکے اپنے جنم کو سپھل کر۔ اور پرم گتی کو پراپت ہو۔

(اوم شانتم)

نغمہ یعنی انہد شبد

سن رہا ہوں گوشِ دل سے وہ ندائے آسماں
گونجتے ہیں گونج سے جس کی مکان و لامکاں

یہ وہ نغمہ ہے ازل کے روز جو گایا گیا
یہ وہ نغمہ ہے کہ جو لب پر نہیں لایا گیا

یہ وہ نغمہ ہے کہ جس میں رازِ ہست و بود ہے
یہ وہ نغمہ ہے کہ جو ہر ساز میں موجود ہے

یہ وہ نغمہ ہے کہ جس پر ہے مدارِ کائنات
یہ وہ نغمہ ہے کہ جس سے ہے بہارِ کائنات

یہ وہ نغمہ ہے کہ جو نغمہ گرِ افلاک ہے
یہ وہ نغمہ ہے کہ جو میلِ خودی سے پاک ہے

اس کے سننے سے کھلی ہے بینشِ ثانی مری
ہے اسی کے دم قدم سے شوقِ سامانی مری

نغمہ کیا ہے؟ اک سرورِ کیف و مستی و خمار
نغمہ کیا ہے؟ اک جمالِ باطنی ہے آشکار

شرابِ بیخودی

مدتوں سے پھر پسِ پردہ ہیں گھبرائے ہوئے | حسن کے جلوے زلفِ شوق شرمائے ہوئے
کیا انا الحق کی صدا ہے اور کیا ندائے لا الہ | یہ تو سارے راز ہیں میرے ہی بتلائے ہوئے
پھر شرابِ بیخودی کا جام دے ساقی مجھے | مدتیں گذری ہیں اب تو ہوش میں آئے ہوئے

وہ فریبِ ہستیٔ موہوم کھا سکتا نہیں
جو شرابِ بیخودی ہے نوش فرمائے ہوئے

اچنبا

الٹ گئی جب موری نجریا سو تم نین کے تل ہیں | بجلی چمکی چڑھے سنارے بھیا اجالا دل ہیں
دامن دکی بادر برسے پر کوئی بھیگا ناہیں | سادھو بات اچنبا دیکھی ہم نے گھٹ کے ماہیں

پچھم سے اک سورج چڑھا اور پورو میں گیا ڈوب
دھرتی کے مدھ ملتے دیکھے اُتر اور جنوب

شبد نکیلا

گھٹ میں گنگا جمنا سرستی گھٹ میں کنبھ کا میلا | گھٹ میں جب اشنان کیا ہم صاف ہوا من میلا
سکھمن مارگ سرت چڑھائی وسم دوارنے ماڑی لائی | جا کو لکھنا جہاں کٹھن تھا سو ہم لا کھا الکھ اکیلا
نبھ منڈل کی لیلا دیکھی جوتی کی پھلواری پیکھی | ننھو نتر جب نین سمائے تب انتر بھیا اجیلا

نیک پتن من بس نہیں آنا نیک جنم یہ بھرم بھلانا
اتی چنچل من بس میں آیا جب ہم ڈاری شبد نکیلا

سکھمن میں ٹنکور شبد کی ——— برلا پکڑے ڈور شبد کی
امرت ویلے کر اشنانا ——— سرت شبد کا دھرو دھیانا
اندری بھوگ نہ ریجھے منواں ——— سہے ہوئے پراپت یوگا
ایسے ویس رہو رے یوگی ——— امرت پیو د پریم سنجوگی
تریا پدوی کو من پرسے ——— جا میں ہرش نہ سوگا

گیان سمادھی یوگ

از قلم شری بھاگ مل جی سائیں :-

انسانی زندگی کا کمال حصول کمال کے لئے ہے۔ یہ کمال اصلیت یا ذات ہے، جو انسان کی اپنی ہستی کے اندر دائم موجود ہے۔ اپنے غور و فکر یا عارفانہ کلام یا کسی کامل انسان کی صحبت کی مدد سے کر اپنے رُوحانی نشانے (ذات) کو خوب اچھی طرح روشن کرنا چاہئے۔ لہٰذا اس نشانے پر اپنی ساری توجہ کو دائم لگائے رکھنا آتم ساکشاتکار کے لئے بہترین اور قدرتی ابھیاس ہے۔ دُوسرے ہر قسم کے یوگ مثلاً سُرت شبد یوگ، راج یوگ، ہٹھ یوگ، وغیرہ سب کے سب اس سے نیچے ہیں۔ ہاں جسمانی صحت اور من کی پاکیزگی اور ایکاگرتا کے لئے۔ ان کی مناسب حدود میں رہ کر امداد لی جا سکتی ہے۔

آتما کے سلسلہ میں چند اشارے

آتم گیان انوبھو کا کھیل ہے۔ آتما کا شدھ سروپ محض انوبھو رُوپ ہے، عقل کی مدد سے اُسے غیر کی مانند کون جان سکتا ہے۔ اگر آتما کو تیز عقل کی مدد سے یُوں دیکھنا چاہو کہ یہ تو میں دیکھنے والا ہوں۔ اور اس نظر میں آتما کو میز کرسی کی مانند دیکھ رہا ہوں تو یہ خیال وہم محض ہے ؎

جب تخیل کا تصوّر کا نہیں اس میں گماں　　تب کس طرح کہدے کوئی اس ذات بےچوں کو چناں

"آتما یہ ہے" ایسا جاننا ناممکنات سے ہے۔ اس کو میز کرسی کی طرح نہیں جان سکتے کیونکہ پھر وہ ایک مادی شے بن جائے گا۔ جیسے تم اپنے آپ سے کود کر باہر نہیں جا سکتے۔ ایسے ہی تم اپنی آتما کو "یہ آتما ہے" ایسا نہیں جان سکتے۔ وہ تمہاری رُوحِ رواں ہے۔ اس کی صورت اپنے سے باہر نکال کر نہیں دیکھی جا سکتی۔ وہ قابلِ تصوّر نہیں۔ مغرب کے ایک نہایت عالم فلاسفر اور مہاتما اسپنوزا نے کیا خوب کہا ہے۔

To define God is to deny God. (Spinoza)

ترجمہ :- خدا کا تصوّر باندھنا خدا سے انکار ہے۔

یاگیہ ولک منی نے اپنی استری میتری کو یہی اُپدیش دیا ہے کہ "عالم کو کس شئے سے معلوم کریں"

آتما چونکہ گیان سرُوپ ہے اس واسطے کسی شئے کا نشئے (دکھائی دینے والا) نہیں بن سکتا۔ وہ جب نشئے کر گیا اپنے آپ کو مطلقاً نہیں کر سکتا۔ اس امر کو یُوں سمجھو کہ آنکھ ہر شئے کو دیکھتی ہے پر اپنے آپ کو نہیں دیکھ سکتی۔ ایسے ہی آتما کو قیاس کر لو۔ دُنیا کی جملہ چیزیں کیا کثیف اور کیا لطیف۔ جن میں جملہ ستھول چیزیں، اور من بُدھی وغیرہ شامل ہیں۔ سب کے سب زمرۂ معلوم میں داخل ہیں۔ اور جڑ رُوپ ہونے کی وجہ سے گیان کا نشئے ہیں آتما ان کا نشئے کرنیوالا ہے آتما شدھ سرُوپ (علم محض) ہے۔ اس میں عالم، علم معلوم کا تینا تر پٹی کا ہونا ضروری ہے۔ اس لئے درشیہ گیان اور شدھ

نوٹ: کچھ بھید ہی نہیں اس لئے وہ اپنے آپ کو کیونکر نشئے کر سکتا ہے۔ نشئے کرنے کی صورت میں یعنی اندریہ اور حواس کے ذریعہ بیرونی اشیاء کے گیان ہیں۔

گیان میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ درشیہ گیان میں عالم علم معلوم کی ترپٹی پائی جاتی ہے۔ اس لئے یہ اکھنڈ نہ ہونے کی وجہ سے سداالعُرن ہے۔ آتما کا سروپ شدھ گیان (علم محض) ہے۔ اس میں عالم علم معلوم کا کچھ بھید ہی نہیں۔ وہ کسی درشیہ گیان کا تشبیہ نہیں ہوسکتا۔ وہ خود گیان سروپ ہے اس فرق کو ذہن نشین کر لو۔

آتما کو کوئی کہے "یہ آتما ہے" کبھی دیکھ کر جان نہیں سکتا۔ وجہ اوپر ظاہر ہے۔ وہی تو ہمارے دیکھے جاننے کی بنیادی روشنی ہے۔ جو ثبوت ثابت کا ناظر ہے۔ وہ بھلا کیوں کر جانا جا سکتا ہے۔ اور کس ثبوت سے ثابت ہوسکتا ہے من بدھی اس کو احاطہ کرنے میں بالکل قاصر ہیں۔ جو لوگ اُسے بطور شئے معلوم کے جاننے کے دعویدار ہیں وہ بالکل جھوٹے مدعی ہیں۔ براہ راست دیدار پانے والوں نے محض "وہ" کہکر اس کی جانب اشارہ ہی دیا ہے۔

"وہ تیری رُوح کا مقدس جوہر ہے۔ وہ ستیہ ہے وہ آتما ہے اور اے شویت کیتو تو وہی ہے" (چھاندوگیہ اپنشد)

جہاں ترپٹی ہے وہاں نہ خوف اور نہ بھے ہے با با کا جھگڑ جھمیلا ہے۔ بقول کین اپنشد۔" جس کا زبان سے بیان نہیں ہوسکتا۔ بلکہ جس سے زبان خود پرکاش ہوتی ہے۔ محض اُسی کو ہی برہم جانو نہ کہ جس کی لوگ اُپاسنا کرتے ہیں"

"جسے آنکھوں سے نہیں دیکھا جا سکتا بلکہ جس سے آنکھیں دیکھتی ہیں محض اُسی کو ہی برہم جانو نہ کہ جس کی لوگ اُپاسنا کرتے ہیں"

"جو پران سے سانس نہیں لیتا بلکہ پران جس سے سانس لیتے ہیں اُسے برہم جانو نہ کہ جس کی لوگ اُپاسنا کرتے ہیں"

برہم جملہ تثلیثات ناظر نظر منظور، عالم علم منظور، دھیہ دھیاتا دھیان،

اُپاسیہ اُپاسک اُپاسنا سے بالاتر رہتی ہے۔ جس سے جملہ آلات علمیہ گیان اندریاں (حواس بیرونی) انتہ کرن (حواس اندرونی) روشن ہوتے ہیں، خود برہم اپنی بنیادی ہستی اور رُوحِ رواں کو شئے نہیں کر سکتے۔ اس تعلق میں مستی الجم سوامی رام تیرتھ یوں رقمطراز ہیں ؎

دستنا پکڑتا ہے اشیاء کو
عقل بدھی حواس من سارے
آتما عقل بدھ من سب کو
دنیوی شے یہ عقل کا بس ہے
عقل سے برہم چاہو پہچانا
غیر ممکن محال ہی تو ہے

کیسے پکڑے جو انگلی قابض ہو
مثل چمٹا ہیں دنیا انگارے
قابو رکھتا ہے ہاتھ چمٹے کو
آگے مجھ آتما کے خود خس ہے
ہاتھ چمٹے کو بیچ میں لانا
دم جو مارے مجال کس کو ہے

مطلب (اندریہ اور انتہ کرن آتما کا ادراک نہیں کر سکتے جیسے چمٹا کے ذریعے ہم آگ کو پکڑتے ہیں۔ لیکن ہماری انگلیوں کو جنہوں نے اُسے (چمٹا) کو پکڑا ہوا ہے وہ پکڑ نہیں سکتا۔ ہاتھ ہی کی طاقت سے چمٹا آگ کو پکڑتا ہے اور ہاتھ کا ایک آلہ ہے۔ ایسے ہی اندریہ اور انتہ کرن کے ذریعے آتما کا گیان نہیں ہو سکتا۔ یہ خود اُس کے آلہ جات ہیں اپنا کام آتما کی طاقت سے کرتے ہیں۔ برہم بیان اور قیاس سے بالاتر ہے۔ اُس کو حالتِ مفعولی میں نہیں لایا جا سکتا یعنی میز کرسی کی طرح آلات علمیہ کا وہ شئے نہیں ہو سکتا۔

ہرچہ در فہم تو آید آں بود مفہوم تو ‖ چوں بود مفہوم تو آں کو از آں عالی رہست

ترجمہ :- جو کچھ تیرے خیال میں آسکتا ہے۔ وہ تیرے خیال کا ہی مفہوم ہے۔ بھلا حقیقت کس طرح تیرے احاطہ خیال میں آسکتی ہے۔ جو اس سے بالا تر ہے۔

وہ کل ہستیوں کی آخری ہستی، کل روشنیوں کی آخری روشنی۔ کل ثبوتوں کا آخری ثبوت اور کل طاقتوں کا آخری منبع ہے۔ اُس کی ذاتی روشنی سے جملہ ظہورات اور حواسات روشن ہوتے ہیں۔

پس آتم درشن کی یہی افضل ترین تدبیر ہے کہ اپنے آپ کو بیرونی دُنیا اور شخصی وجود اور اس کی صفات و افعال سے پاک یا جدا کیا جائے یا یُوں کہ "کچھ بننے" یا ہونے کی زہر کو چھوڑ کر "کچھ نہ ہونے" کے امرت کو پیا جائے۔

کچھ نہیں "سب کچھ ہے" یاد و اندر "سب کچھ" کچھ نہیں
تف ہے اس ہستی پہ اے ہمدم یہ ہستی کچھ نہیں
بندگی اور حق پرستی کچھ نہ ہونا ہے نیاز
کچھ نہ ہونے کے سوا اور حق پرستی کچھ نہیں

اپنی حقیقی "میں" جو ہر وجود کے اندر (جس کی صورت خواہ کچھ ہی ہو) "میں" کے رُوپ میں اپنا اظہار کر رہی ہے کو ظاہری اور حقیقی "میں" سے پاک وصاف کرو۔ یہاں اس بات کو صاف کر دینا مناسب معلوم دیتا ہے کہ حقیقی "میں" سے مراد وہ ظاہر ہونے والی "میں" یا انانیت نہیں جو بیداری اور خواب میں برابر پائی جاتی ہے۔ مگر گہری نیند میں نہیں رہتی یہ ظاہر اور اخفا ہونیوالی شخصی "میں" عکسی "میں" ہے۔ حقیقی "میں" (آتما) کا عکس ہے۔ اسے ہی شخصی "میں" یا خودی (اہنکار) کہتے ہیں گہری نیند میں من بدھی (ہوش) کے معطل ہونے سے شخصی "میں" نہیں رہتی مگر حقیقی "میں" ابدی ہونے کی وجہ سے لگاتار اور برقرار رہتی ہے۔ بیداری اور خواب میں من بدھی کا سلسلہ دوبارہ قائم ہو جانے کی وجہ سے حقیقی "میں" سے عکسی "میں" ظاہر ہوتی ہے۔ شخصی "میں" اہنکار کا ظہور ہے نہ کہ آتما نہیں تمہارا اپنا آپ وہ حقیقی "میں" ہے جو تمام واقعات کو جاننے والی اور دم بدم بدلنے والے حالات میں اپنی ایکتا کو دائم برقرار رکھتی ہے اور جو کل اور سدا ایک حال پر رہتی ہے۔ حقیقی "میں" (اپنا آپ) کو "نیتی نیتی" (میں کچھ نہیں ہوں) کے ابھیاس کے ذریعہ "میں یہ ہوں" (شخصی وجود) سے پاک وصاف کیا جائے مکمل طور پر پاک ہونے کی دیر ہے کہ اپنی ابدی "میں" کے ساتھ معاً وصل ہو جاوے گا۔

اصل حقیقت بذات خود ثابت اور نرگن ہے اور وہ جملہ ظہورات و حالات سے بالکل پاک ہے۔ اس تعلق میں مندرجہ ذیل نقاط کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لو تاکہ ہمیشہ شدھ بدھ مکت سرُوپ آتما کا صاف صاف اور علم ہو جائے کہ وہ نہ کوئی شے ہے نہ حالت نہ خیال نہ جذبہ۔

۱- عارفین اور اُپنشدوں کی بولی میں آتما، برہم، آتم جیوتی، سنیہ، حقیقت، ذات، پرم "میں" یا "ہوں" سب ایک ہی بات ہے ان کے جھگڑوں میں وقت نہ ضائع کرنا چاہئے۔ ایک ہی حقیقی ہستی جزوی اور کلی نقاط سے آتما برہم کہی جاتی ہے۔

۲- بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جس حالت میں جذبات، خیالات، احساسات اور تجربات نہ ہوں وہی آتمک اوستھا ہے لیکن یہ سراسر لغو ہے اس حالت اور گہری نیند میں پھر فرق ہی کیا ہے۔ اگر ہم مصنوعی تدبیروں (پرانایاموں) اور ابھیاسوں سے گہری نیند کی سی حالت جاگرت میں ہم پہنچا سکیں تو ہم اُسے آتمک اوستھا ہرگز ہرگز نہیں

کیونکہ یہ حالت کتنی ہی بڑھی چڑھی کیوں نہ ہو اُس سے نیچے اُترنا ہی پڑتا ہے۔ آتما میں چڑھاؤ اتراؤ ہے ہی نہیں اس لئے یہ حالت آتما سے کیوں کر تعلق رکھ سکتی ہے۔ آتما کی کوئی حالت نہیں، حالتوں کا تعلق محض من سے ہی ہے۔ حالتیں من میں ہی بن بگڑ سکتی ہیں۔ چڑھاؤ، اتراؤ من کے تعلق میں ہی کچھ معنی رکھتے ہیں۔ آتما تو محض سہارا دینے اور روشن کرنے والا ہے۔ من کی جملہ حالتوں کی پیدائش قرار اور فنا پر بھی جیوں کا توں رہتا ہے۔

بقول شری گورو نانک دیو جی "سوچے سوچ نہ ہووئی جے سوچی لکھ وار" آتما تمہارے تخیل سے بالاتر ایک مثبت حالت ہے اگرچہ اُسے حالت کہنا اسے نسبتی طبقہ پر کھینچ لانا ہے۔ خیالات کے بندیا ئے ہونے، ان کی منتشر حالت اور ان کی قائمی اِن تینوں حالتوں سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ تمہارے خیالات کی موجودگی اور غیر موجودگی میں یکساں اور برقرار رہتا ہے۔ کسی حالت سے اثر پذیر نہیں ہوتا۔

۳۔ آخری حقیقت یعنی آتما ہر شے اور جاندار کا اپنا آپ ہے اس سے پرے کچھ نہیں۔ جو لوگ آتما سے پرے پرم دھام سچ کھنڈ وغیرہ کئی منازل یا دھام بتلاتے ہیں۔ وہ ایک طرح اپنی نادانی کا ہی اظہار کر رہے ہیں۔ انہوں نے لفظ "آتما" یا "برہم" کا حقیقی مفہوم سمجھا ہی نہیں۔ شرتی کہتی ہے "یہ برہم ہے جس کے نہ کچھ پہلے ہے نہ بعد میں نہ اندر نہ باہر"
"وہی شدھ برہم ہے۔ اس کو لافانی ذات کہتے ہیں۔ اس کے آسرے جملہ لوک ہیں اس سے آگے کوئی نہیں جا سکتا"

(کٹھ اپنشد ۵-۸)

ذاتی انوبھو اور اپنشدوں کے ان منتروں کی روشنی میں برہم یا آتما سے پرے منازل یا دھام بتانے والے لوگوں کے دعووں کو اگر بغور دیکھا جائے۔ تو صاف صاف معلوم ہوگا۔ کہ انہیں برہم تتو کا کچھ پتہ ہی نہیں۔ وہ ابھی تک درشیہ پدارتھوں کے پیچھے ہی دیوانہ وار بھاگ رہے ہیں اور اپنے اِن ذہنی خوابات کو ہی حقائق کا درجہ دے رہے ہیں۔ لطیف آوازیں، عجیب وغریب نظارے اور روشنیاں سب کے سب مایا کی دھوکے یا نقشہائے خواب ہیں۔ یعنی دلش کال کے تینوں گنوں کے اندر ہستی رکھتے ہیں اور سوکھشم درشیہ کے سوا کچھ نہیں۔ ان خود پیدا کردہ نظاروں اور خوابوں کو معیار حقیقت یا روحانی بلندیاں سمجھنا سفید جھوٹ کے برابر ہے علم صورت (درشیہ گیان) خواہ کتنا ہی اعلیٰ ہو یعنی انسانی آلات علمیہ اندریہ (حواس بیرونی) انتہ کرن (حواس باطنی) خواہ کتنے ہی ترقی اور نشو و نما یافتہ ہوں۔ ان کے ذریعہ آتما کو جاننا ناممکنات سے ہے کثیف یا لطیف درشیہ کبھی آتما نہیں ہو سکتے کوئی شے کوئی حالت جو ہمارے تجربے میں آسکتی ہے وہ درشیہ ہی ہے درشیہ اور درشٹا میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ درشیہ سے درشٹا کی متضاد صفات ہیں درشیہ کو حقیقت کا درجہ نہیں دیا جا سکتا اور وہ آتما کے روبرو محض منفی وجود رکھتا ہے اور وہ تبدیلی پذیر ہے پرم درشٹا بذات خود ہست اور منور ہے لاتغیر اور ناقابل تقسیم ہے۔

ظہورات عالم کے کل پدارتھوں میں درجے کا فرق ہے جنس کا نہیں کیوں کہ وہ باہم مختلف ہوتے ہوئے بھی زمرہ معلوم (درشیہ) میں شامل ہیں مگر درشٹا اور درشیہ میں جنس کا فرق ہے ہر قسم کی لطیف آوازیں اور روشنیاں سب کے سب زمرہ مشہود (درشیہ) میں شامل ہیں یا یوں کہو کہ مایا کے کھیل ہیں بس، آنکھوں کی پتلیوں کے دبانے سے جو روشنیاں اور عجیب وغریب نظارے دکھائی دیتے ہیں اور کانوں کے دبانے سے جو آوازیں سنائی دیتی ہیں وہ سب کے سب عالم ظہورات کے لطیف دھوکوں اور سایوں کے سوا اور کچھ نہیں بقول گورو نانک دیو جی :-

"جو ایہہ جانو سو ایہہ ناہیں۔ جانن ہارے کو بل جاؤ
اوہ ویکھے اُہناں نذر نہ آوے ہیتا ایہہ وڈان"

شرتی بھگوتی بھی ایسا ہی فرماتی ہے — "اس آتما کو کوئی نہیں دیکھتا۔ اُس کی صورت کبھی آنکھوں سے دیکھی نہیں جا سکتی۔ قلبِ مصفا میں وہ دیکھا (انوبھو) کیا جاتا ہے اور اس طرح بقائے دوام ملتی ہے۔

حضرت بُلّھے شاہ قصوری بھی یوں فرماتے ہیں۔

"بُلّھا شوہ نوں کوئی نہ ویکھے جو دیکھے سو کسے نہ لیکھے
اُس دا رنگ نہ روپ نہ ریکھے اوہی ہووے ہو کے چور
واہ واہ رمز سجن دی ہور
عاشق بنا نہ سمجھے کور"

آتما دکھائی دینے والا نہیں وہ درشٹا ہی ہے اور محض دید اور دیکھنا ہی اُس کی ذاتی صفت ہے۔ محدود شے ہی سمٹ کر احاطہ علم میں لائی جا سکتی ہے۔ غیر محدود کا اس طرح احاطہ علم میں لانا ناممکن محض ہے۔ بھلا شاہد ذات آتما کو کس کے ذریعے سے باندھ کر احاطہ علم میں لا سکتے ہیں۔ اگر اُس کا احاطہ علم میں آنا مان لیا جائے تو وہ ایک درشیہ ہی ہوگا۔ درشٹا نہیں۔ پھر اس کا کوئی اور درشٹا تسلیم کرنا پڑے گا۔ مادی روشنیوں اور نظاروں، کو حقیقت یا انوار الٰہی خیال کرنا محض جہالت ہے۔ آتما ہی جملہ روشنیوں کی روشنی ہے۔

اونچے نیچے آگے پیچھے دیال دھام وغیرہ وغیرہ کے تصورات آتما کے بدلنے والے ظہور میں تو کچھ معنی رکھتے ہیں خود آتما میں نہیں۔ اُس میں یا اُس کے آگے مقاموں، راستوں، طبقوں، درجوں اور منزلوں کا خیال کوری جہالت ہے۔ آتما کا کسی صفت یا صورت میں دیکھنا محض نادانی ہے۔ محض اودیا کے اندھیرے میں ہی انسان خود پیدا کردہ وہمی نظاروں کو حقیقت سمجھ کر لٹو ہو رہا ہے۔ اہلِ بصیرت کی نظروں میں یہ سب منومے کوش کے لطیف دھوکے ہیں یا یُوں کہو دھوکوں کے سوا اور کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ آتم جیوتی کو ان بیرونی روشنیوں اور نظاروں سے تمیز کرنا ضروری ہے ورنہ درشیہ میں اٹک کر آتم جیوتی کے انوبھو سے محروم رہ جاؤ گے۔

ہاں اس میں شک نہیں کہ آنکھوں اور کانوں کو دبانے کے سادھن من کی نہایت منتشر حالت میں سکون و قرار لانے کے لئے نہایت اچھے ذریعے ہیں مگر انہیں عالم حقائق خیال کرنا کوئی معقولیت نہیں رکھتا۔ جب تک نظر کے اندر تریٹی ہے تب تک سامنے استھول یا سوکھشم درشیہ کے سوا اور کچھ دکھائی نہ دے گا۔ تریٹی میں نظر آنے والے درشیہ کو سچ کھنڈ کہو یا بھنور گپھا اس سے غرض نہیں نام چاہے کچھ ہی رکھو لو مگر وہ ہے درشیہ ہی یا نقشہائے خواب کی سی رنگ آمیزی۔ اور کچھ نہیں۔ اس تعلق میں ایک باکمال صوفی یُوں گاتا ہے —

ہر چہ اندیشی پذیرائے فناست آنکہ در اندیشہ نایداں خداست

ترجمہ:۔ جو کچھ (درشیہ) تیرے علم میں آسکتا ہے وہ فانی ہے۔ اور جو (ذات) تیرے علم یا خیال سے اوپر ہے۔ وہ خدائے حقیقی ہے۔

۴۔ دلکش راگ ناچ کود یا دیگر ہر قسم کے بیرونی اور اندرونی ابھاروں اور دل بہلانے والے ذریعوں سے جو سمادھی یا بے خودی کی سی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض لوگ اُسے ہی حقیقت سمجھ لیتے ہیں۔ جو درست نہیں۔

ان خود پیدا کردہ جذباتی حالتوں سے نیچے اُترنا ہی پڑتا ہے۔ اس لئے یہ حالتیں آتما سے کیوں کر تعلق رکھ سکتی ہیں جو جملہ حالتوں میں اور ان کے گذر جانے پر بھی ایک رس رہتا ہے۔ در حقیقت یہ جذباتی حالتیں تو دُن حقیقت کی

جانب جگانے کی بجائے اُلٹا سلانے کا کام کرتی ہیں۔ انہیں میں مطمئن ہو رہنا ایک قسم کی سڑاند پیدا کرتا ہے۔ یہ حالتیں کم و بیش خیالی خبط اور جذباتی اُبالا ہی ہوتی ہیں۔ ان کے ذریعے ہم حقیقت کو ہوبہو انوبھو کرنے اور اُس میں بیدار ہونے کی بجائے بیرونی یا اندرونی اُبھاروں کے محتاج اور اپنے وجود کے غلام ہو رہتے ہیں۔ جس طرح نادان بچہ گدگدی میں خوش رہتا ہے ایسے ہی اندرونی یا بیرونی اُبھاروں کی راہ میں خوشی ڈھونڈنے والے لوگ جذبات کی گدگدی میں خوش رہتے ہیں۔ اور ان جذباتی حالتوں کو ہی عالم حقائق کا درجہ دیتے ہیں۔ کسی بیرونی یا اندرونی اُبھار یا بناوٹی تدبیر سے آتما کو انوبھو نہیں کر سکتے جذباتی جوش وخروش یا خوشی جو اکثر ناچنے کودنے اور آنسو بہانے میں ظاہر ہوتی ہے آتما نہیں ہے یہ محض آنند مے کوش کے دھوکے ہیں ہاں یہ سادھن کی عارضی صورتیں ضرور ہیں۔ اور ان کے ذریعہ بدھی کے رُک جانے کی وجہ سے عارضی خوشی اور آنند ضرور ہوتا ہے۔

آتما وہ پرم "میں" ہے جو جملہ ظہورات پر حاوی اور سب کچھ اپنے اندر رکھتی ہوئی ہر ایک ظہوری مرکز (جسم) میں الگ الگ "میں" کے روپ میں رونما ہے کسی شخصی "میں" پر محدود نہ ہونے کی وجہ سے اُسے ہی پرماتما کہتے ہیں۔ ہمارے وجود کے اندر (بدھی) میں عکسی "میں" (خودی یا جیو) کا ظاہر ہونا آتما (حقیقی "میں") کی موجودگی کا ناقابل انکار ثبوت ہے ہر ظہوری "میں" کا منشا آئینہ بدھی (آلۂ ظہور) نہیں بلکہ پرم "میں" یا آتما ہے جو اپنا اظہار بدھی کے ذریعے "میں" "میں" کے رُوپ میں کر رہا ہے ظہوراتِ عالم کی ہر شے کے پیچھے ایک ہی اکھنڈ ستا آتم دیو (پرم "میں") موجود ہے آئینہ میں ظاہر ہونے والی عکسی "میں" کو اکھنڈ حقیقی "میں" کی بجائے بدھی سے منسوب کرنا بھول اور جہالت ہے۔ بات یہ نہیں کہ لاانتہا جدا جدا ظہوری مرکزوں یا جسموں یا وجودوں کی وجہ سے لاانتہا "میں" موجود ہیں بلکہ ہر وجود کے اندر ایک ہی اکھنڈ پرم "میں" ہے اور وہی بے شمار ظہوری مرکزوں (جیووں) کے اندر سے "میں میں" کے روپ میں اپنے ہونے کو ثابت کر رہی ہے، مثال سے یوں سمجھو ایک طرف چودھویں رات کا چندرماں ہو اور دوسری طرف زمین پر لاانتہا مٹی کے گھڑے پڑے آب موجود ہوں زمین کی جانب نظر کرنے سے ہر ایک گھڑے میں چندرماں کا عکس جدا جدا نظر آئے گا۔ مگر اوپر نظر اُٹھانے سے ایک ہی چندرماں نظر آئے گا ایسے ہی عکسی "میں" اور پرم "میں" کی نسبت قیاس کر لو۔ فرق ہے تو محض آلۂ ظہور (اجسام) میں ہے جدا جدا ہیں تو ظہوری آلہ جات ہیں مگر ان میں ظاہر ہونے والی پرم "میں" میں کوئی تفرقہ نہیں۔ وہ ہر ظہوری "میں" کے پس پشت ایک ہی ہے سہ

لیصد آئینہ یک روئے مقابل   گرچہ صد نماید یک است

گہری نیند میں ظہور کے آلے بدھی کے معطل یا ہوش کا سلسلہ منقطع ہو جانے سے عکسی "میں" پرم "میں" میں گم ہو جاتی ہے بیداری میں دوبارہ بدھی کی نمو داری سے عکسی "میں" ظاہر ہو آتی ہے جسمانی حالات کی لگاتار تبدیلی میں پرم "میں" ایک رس رہتی ہے۔ گہری نیند میں ہوش کے مٹ جانے پر اُسے کوئی زوال نہیں آتا۔ موت کے سلسلے میں بھی یہی بات قیاس کر لو۔ جس شخص نے آئینہ میں پڑنے والے چہرے کے عکس کو ہی اصل چہرہ سمجھ رکھا ہے وہ عکس کے بگڑنے اور معدوم ہونے کو ہی چہرہ کی زندگی اور موت خیال کرتا ہے۔ مگر یہ بات جہالت پر مبنی ہے۔ آلۂ ظہور کی شکست سے اصل صورت کو زوال نہیں آتا۔ جملہ وجودوں کے اندر "میں" بیٹھا ہوا ہے۔ جس سے پوچھو۔ جس سے سوال کرو "میں" "میں" کی رٹ لگا رہا ہے۔ پہلے۔ بیچ۔ پیچھے۔ پرم "میں" ہی "میں" ہے۔ اگر کوئی عقل کا اندھا اپنے نہ ہونے کو ثابت کرتا ہے۔ تو وہ بے خبری میں اپنے آپ کو ہی ثابت

کر رہا ہے کوئی شخص کہے "میرے منہ میں زبان نہیں"، تو وہ اپنے کلام سے ہی اپنی زبان کو ثابت کر رہا ہے۔ اس کا یہ کہنا "میرے منہ میں زبان نہیں" زبان کا قطعی ثبوت ہے۔ بقول مہابھارت "ہم اپنی فنا کا تصور یا خیال کریں تو اپنی فنا کے آپ ہی ناظر ہوں گے فنا کے تصوّر کو تجربہ کرنے والی ہستی سے کہاں بھاگ کر جائیں گے جس طرح سورج کو تہ و بالا کرنا مشکل ہے ایسے ہی بذات خود منوّر ہستی سے انکار کرنا مشکل ہے۔ جو لوگ (شونیہ وادی) محض نیستی کے قائل ہیں۔ انہوں نے حقیقت کو نیستی محض کیسے معلوم کر لیا۔ نیستی کو تجربہ کرنے والی ہستی سے کیونکر انکار کر سکیں گے۔ نیستی مطلق کا تجربہ بھی ایک تجربہ کرنے والی ہستی کا ہی قائل ہے۔ ہر قسم کے تجربے کرنے والی ہستی ہمارے اندر لگاتار جاگتی رہتی ہے ؎

"گھٹ گھٹ اندر سدا ہی جاگے" (گورو نانک دیو جی)

بیرونی خدا کی ہستی میں شک ہو سکتا ہے کیونکہ اس کا خیال ذہن کی راہ سے آتا ہے اُس کے ثابت کرنے کے لئے جملہ مذاہب ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ مگر جب دوسری جانب سے سائنس دانوں کی دلیلوں کے گولے ان پر برستے ہیں تو ان کی دلیل بازی کی شاندار عمارتیں فوراً مسمار ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ آج کل مذہبی لوگ اپنی اپنی کتب مقدّسہ کی تحریروں کے معنی موجودہ روشنی کے مطابق دھڑا دھڑ بدل رہے ہیں مگر وہ ربڑ کے تو بنے ہوئے نہیں ہیں کہ جس طرح چاہیں توڑ توڑ کر بدل سکیں مگر اپنی حقیقی ہستی میں شک ہو ہی نہیں سکتا اس کا انکار محالات سے ہے۔ شک کے پیدا ہونے میں بھی شک کرنے والی ہستی کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔

جب اپنا روحانی نشانہ (ذات) خوب اچھی طرح روشن ہو جائے تو بعد ازاں اس نشانے پر اپنی ساری توجہ کو دائم لگائے رکھنا آتم ساکشاتکار کے لئے بہترین اور قدرتی ابھیاس ہے ؎

چشم دل بر وجہہ ہر دم بدوز

ایسے ہی ایک اور مغربی مہاتما فرماتے ہیں:—

"سدا ہی نور کو اپنی آنکھوں کے پیش رکھو"

آتم گیان کے قدرتی اور سہج سادھن میں لطیف آوازوں عجیب و غریب نظاروں اور دیگر اقسام کے کٹھن سادھنوں کو ترک کر کے کیول ابھیاسی اور اصلی آتم وستو پر ہی درشٹی رکھی جاتی ہے جس میں اونچے نیچے درجوں یا منزلوں کا دخل ہی نہیں ؎

حق کا ہی دھیان محویت اُسمیں مدام　　اُس کا ہی سہارا اور اُسی میں ہی قیام
یوں گیان سے دھوئے گئے سب جنکے پاپ　　اُنکا نہیں بازگشت اے نیک انجام

(گیتا ادھیائے ۵ شلوک ۱۷)

آتم گیان کا سادھن یہ ہے کہ جگیاسوؤں کے جیتن برہم کو اپنی انتر آتما کر کے جانو یعنی کارخانہ قدرت کے پس پشت جو طاقت ہے وہی تمہاری رُوح کی ماہیت ذاتی ہے وہی تم ہو —

"تت توام اسی۔ شویت کیتو" اے شویت کیتو تو وہی ہے (اپنشد)

جو شخص کمال بے خوفی سے ذات برہم کو اپنا آتما کر کے محسوس کرتا ہے۔ وہ لافانیت یعنی ابھے پد کو

ہے۔ اس کے برعکس جو ذرا بھی اپنے آپ میں اور ذات میں فرق دیکھتا ہے۔ اُس کے لئے بھے اور خوف لازمی شرتی ہے۔

"جو آدمی کسی دیوتا کی اُپاسنا اس خیال سے کرتا ہے کہ وہ اور ہے اور مَیں اور ہُوں۔ وہ دیوتاؤں کا جانور ہے"
(برہدارنیک اُپنشد ۱-۴-۸)

اس سلسلہ میں کامل مواحد گورو نانک دیوجی فرماتے ہیں:۔

جب ان کچھ کر مانے بھیدا　　تب لگ دوکھ ڈنڈ ارکھیدا
جب اس تنے پنسے سبھ بھرما　　بھید ناہی ہے پار برہما

ترجمہ:۔ جب تک انسان نے کچھ بھید مانا ہوا ہے (حقیقت سے اپنے آپ کو الگ ہستی مانتا ہے) تب تک ہی اُسے دُکھ سزا اور تکلیف ہے۔ جب اس کے دل سے جملہ وہمات دُور ہو جاتے ہیں۔ تب اُس کا پار برہم ذات سے بالکل کوئی فرق نہیں رہتا۔

برہم مئی برتی

آتم انوبھو اور حقیقی آنند کے لئے برہم مئی برّتی کے نرنتر ابھیاس کی ضرورت ہے۔ تاکہ وہ اکھنڈ روپ سے قائم ہو جائے۔ حقیقی آنند کا چشمہ تو تمہارا اپنا آپ ہی ہے۔ مگر اس کے احساس کا سرور حاصل کرنے کے لئے برہم مئی برّتی کے نرنتر ابھیاس کی سخت ضرورت ہے۔ اس "اہم برہم" کی برّتی کو سدا پیش نظر رکھنے سے تم اپنے آپ کو آنند کے سمندر میں تیرتا پاؤ گے اور حقیقی برہمتا کو انوبھو کرنے لگو گے۔

"برہم کو جاننے والا برہم ہی ہو جاتا ہے" (اُپنشد)

"جس جانا سو تِس ہی جیہا" (گورو نانک دیو)

برہم مئی برتی کو قائم کرنے کے لئے لگاتار کچھ عرصہ تک برہم دھیان کرنا چاہئے۔ اس سے بڑھ کر صفحہ ہستی پر کوئی دھیان نہیں۔ اس رُوحانی کمال کے تصور کو اَٹل وشواس سے اُس وقت تک پیش نظر رکھنے کا ابھیاس کرنا چاہئے جہاں تک کہ یہ برتی اکھنڈ رُوپ سے قائم ہو جائے یعنی ہماری ہوش میں مستقل ڈیرے جمائے جیسے افیون۔ بھنگ۔ چرس کھاتے ہی نشہ معلوم ہوتا ہے ایسے ہی جو لوگ برہم گیان کے سنتے ہی برہمانند کے سمندر میں تیرنا چاہتے ہیں وہ غلطی پر ہیں جو لوگ راسخ الاعتقادی اور صبر و استقلال سے لگاتار برہم دھیان کرتے ہیں۔ وہی تغیر و تبدل سے بالاتر سرورِ لازوال کو پاتے ہیں۔ مچھلی پکڑنے کے تعلق میں جیسے ماہی گیر پانی میں کانٹا ڈال کر گھنٹوں صبر و استقلال کے ساتھ اس امر کے انتظار میں رہتا ہے کہ کب مچھلی لقمہ پر آکر پھنسے۔ ایسے ہی برہمانند کو لوٹنے کے لئے صبر و شانتی سے برہم مئی ترقی کو قائم کرنا پڑتا ہے یا بقول پرم ہنس رام کرشن "جو آدمی خواہ تیراک بننا چاہتا ہے اُسے چند روز تیرنے کی مشق کرنی پڑے گی۔ ایک بار دن میں کوئی تیراک نہیں بن سکتا۔ اس طرح اگر تم برہمانند کا مزہ لینا چاہتے ہو تو ابھیاس کے ذریعے برہم مئی برتی کو اکھنڈ رُوپ سے قائم کرنا پڑے گا"۔

برہم مئی برتی سے محروم لوگ جو محض گیان چرچا میں خاص مہارت رکھتے ہیں اور اندرونی طور پر دشیوں کے پیچھے دیوانہ وار بھاگتے ہیں۔ وہ ہرگز مکت نہیں ہو سکتے۔ وہ اپنی ہی خواہشات سے مغلوب ہو کر بار بار دنیا میں آتے ہیں۔ مگر جو لوگ حیوانی خواہشات سے اوپر اٹھ کر برہم مئی برتی کو اکھنڈ روپ سے قائم کرتے ہیں۔ انہیں ہی کا نقد آنند ملتا ہے۔

پرہیز

وقت بڑا قیمتی ہے اُسے شاستر ارتھ اور دیگر مذہبی جھگڑوں یا فضول و لیل بازی میں — مت گنواؤ۔ انہیں تضیع اوقات سمجھ کر بالکل چھوڑ دو ورنہ تمہیں بے چینی اور بے قراری کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ بقول شری پرم ہنس رام کرشن "ایک چھوٹی چھپڑی سے اگر پانی پینا مطلوب ہو۔ تو یہ ضروری ہوتا ہے کہ صاف پانی صرف سطح پر سے لیا جائے اگر اس میں تھوڑی سی ہل چل پیدا کی گئی تو سارا پانی خراب ہو جائے گا۔ نیچے کی تہ کی کدورت اٹھ کر سارے پانی کو خراب کر دے گی۔ اسی طرح اگر تم پورن روحانی شگفتگی حاصل کرنا چاہتے ہو تو مکمل بھروسے سے آتم چنتن میں لگے رہو۔ اپنے قیمتی وقت کو فضول دلیل بازی میں مت خراب کرو ورنہ تمہارا چھوٹا سا دماغ گدلا ہو کر پریشانی کا موجب ہوگا۔ اگر پہلے پہلے کچھ روز آنند محسوس نہ ہو تو مت گھبراؤ۔ اٹل وشواس اور یقین کے ساتھ آتم چنتن میں لگے رہو۔ اگر سمندر میں ایکبار غوطہ لگانے سے موتی نہ نکلیں تو یہ مت خیال کرو کہ سمندر میں موتی مطلق ہے ہی نہیں پھر اور پھر اور غوطہ لگانے سے موتی ضرور ہاتھ آئیں گے اس طرح شانتی اور صبر سے برہم مئی برتی کے ابھیاس میں لگے رہو۔ یقینی طور پر تمہارے اندر سے دریائے سرور موجزن ہو جائے گا۔

کیا نظر آیا

از قلم :- رشتیؔ پیٹالوی شملہ

انہیں دیکھا تو خود اپنا پتہ ملتا نظر آیا
میری مشتاق نظروں کو نہ جانے کیا نظر آیا

کھلی ہی رہ گئیں آنکھیں جمال ایسا نظر آیا
اُٹھا جب ایک پردا دُوسرا پردا نظر آیا

تماشا جلوہ گاہِ حُسن میں ایسا نظر آیا
جدھر دیکھا وہی دیکھا ہُوا جلوہ نظر آیا

نظر آیا نہ کوئی فرق مجھ کو دیر و کعبہ میں
وہی صورت نظر آئی وہی جلوہ نظر آیا

کوئی پُوچھے میرے دِل سے کسی کے حُسن کا عالم
نظر کس منہ سے کہہ سکتی ہے اس کو کیا نظر آیا

گنوا بیٹھا سکونِ قلب میں راز آشنا ہو کر
تماشا بن گیا ہوں خود تماشا کیا نظر آیا

بصد عجز و ادب ہم نے وہاں اپنی جبیں رکھ دی
جہاں راہِ طلب میں تیرا نقشِ پا نظر آیا

نظر آتے نہیں دیکھا سما کر دل میں وہ اکثر
نگاہِ جستجو کو بارہا دھوکا نظر آیا

کہاں کھوئی رہی اُن کی نگاہِ جستجو اب تک
ازل سے دیکھنے والوں کو آخر کیا نظر آیا

انہیں دیر و حرم کے پھیر میں پڑنے سے کیا حاصل
جنہیں کاشانۂ دل میں تیرا جلوا نظر آیا

کبھی یارب تیری دُنیا کسی کو راس بھی آئی
نظر آیا جو ہم کو شاکیٔ دُنیا نظر آیا

رشتیؔ ہم نے محبت میں پرستش کے مزے پائے
جُھکایا سر جہاں اکثر وہیں کعبہ نظر آیا

ایک اونکار ست گور پرشاد

گوربانی اور راج یوگ

از شری مان سردار گمبھیر سنگھ بیر

"نوں گور پرساد کر راج جوگ"
"جھنت کار اناہد گھن گھورن ترکٹی بھیتر آئی چھب جورن"

ہندو فلاسفی کے انوسار ست یعنی واہگورو یا پرماتما کی پراپتی کے لئے کرم یوگ، بھگتی یوگ اور گیان یوگ تین مارگ بتائے گئے ہیں۔ لیکن دراصل یہ تینوں کوئی علیحدہ علیحدہ راستے نہیں۔ ایک ہی راہ ہے۔ شبھ کرم کرنے سے بھگتی بھاو پیدا ہوتا ہے۔ اور بھگتی بھاو سے شبھ کرم بڑھتے ہیں اور بھگتی درڑھ ہوتی ہے۔ ویسے وچار کے لئے یہ تینوں مارگ جدا جدا کر کے لکھنے پڑتے ہیں۔ لیکن اصلیت میں عملی طور پر یہ آپس میں اتنے ملتے جلتے ہیں کہ ایک ہی معلوم ہوتے ہیں۔

جس طرح یہ تینوں یوگ ایک ہی جیون کے علیحدہ پہلو یا حالتیں ہیں اسی طرح ارداس (پرارتھنا) سمرن اور گیان بھی ابھیاس کے تین علیحدہ سروپ ہیں۔ ارداس سے سمرن بڑھتا اور پختہ ہوتا ہے۔ سمرن سے گیان پیدا ہوتا ہے۔ گیان بڑھنے سے ارداس شدھ اور اونچی ہوتی جاتی ہے۔ اور سمرن درڑھ ہوتا ہے اور پھر سوکھشم گیان پراپت کرنے میں سہائتا ملتی ہے۔ یہ تینوں ایک ہی دائرہ میں چلتے ہیں۔ ایک دوسرے پر اثر ڈالتے ہیں اور برتی کو اونچے منڈلوں میں لانے کا کارن دیکھے گئے ہیں۔ میرا ذاتی تجربہ یہی ہے کہ جب میرے اندر سے بہت زبردست، گہری اور رُلانے والی ارداس نکلتی ہے۔ تو اس کا اثر سمرن میں تبدیلی اور گیان کے خیال flashes or ideas ہوتے ہیں۔

ان تینوں کے ملاپ میں سے ایک ایسی اوستھا پیدا ہوتی ہے جس کو راج یوگ کہنا چاہئے۔

"نوں گور پرساد کر راج جوگ"

اس اوستھا میں انسان خود مکمل اور اس کے سارے کرم مکمل یا پورن ہوتے ہیں۔ گورسکھ کا نشانہ اس اوستھا میں کھیلنا ہے۔ گورسکھ آدرش دنیادار، آدرش بھگت اور آدرش گیانی ہونا چاہئے۔ گورو نانک دیو جی کی تعلیم کا نمونہ سارے پرانے طریقوں میں سے ایک نیا، پورن اور عملی جیون راستہ پیدا کرنا تھا اس راستہ کو بھائی گورداس جی نے "گاڈی راہ" بتایا ہے۔ جس سے مراد شاہراہ یا آدرش رستہ ہے۔ یہ آدرش جیون صرف پستکوں کے پڑھنے۔ فلاسفی اور دماغی ورزشوں سے پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس کے

لئے محنت کی۔ ابھیاس کی اور عملی جیون کی ضرورت ہے۔ اس کی صرف ایک ہی یُکتی ہے اور وہ ہے "نام ابھیاس کمائی"، یہ کمائی اور ابھیاس ہی ہمیں "مانش سے دیوتا" بنا سکتے ہیں۔ اس کے بغیر آدرش جیون ناممکن ہے

سُرت شبد سمرن

سمرن یا نام کے جاپ کے لئے کوئی شبد اپنے دھرم، کنشچے یا گورو کے حکم کے انوسار چُننا چاہئے الشبد کے جتنے نام ہیں سب اتم ہیں۔

"بلہاری جاؤں جیتنے تیرے ناؤں ہیں"

رام۔ اوم۔ اللہ۔ گوبند، مادھو وغیرہ سب اُسی کے پیارے نام ہیں۔ لیکن میں "واہگورو" شبد کا پاٹھ کرتا رہا ہوں اور سب گورسکھوں کو اسی ہی شبد کی سفارش کروں گا۔ کیونکہ ابھیاسی جب اونچی دشا میں پہنچ جائے اور برہما کشات نرنجنی جوت کے درشن کرے۔ تب "واہ۔ واہ" خودبخود ہی روم روم میں سے نکلتی ہے اور اس لسماد کی اوستھا میں ایشور گورو روپ نظر آتا ہے۔ لفظ "گورو" میں ایشور کے سرگُن اور نرگن والے تمام لکشن آجاتے ہیں۔ گورو سے صرف دیہہ دھاری گورو ہی مراد نہیں ہوتا۔ بلکہ ایشور اور برہم کے لئے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔

گورو کی مورتی کا دھیان ٹھیک نہیں

پہلے پہل کئی ابھیاسی واہگورو شبد کے ساتھ آنکھوں کے سامنے گورو نانک یا گورو گوبند سنگھ یا کسی اوتار یا کسی سنھول چیز کا دھیان کرتے ہیں۔ لیکن آخری اوستھا میں بڑی مشکل پیش آتی ہے۔ میں گورو نانک دیوجی کی تصویر سامنے رکھ کر سمرن کیا کرتا تھا۔ شروع میں من ایکاگر کرنے میں اس یُکتی نے بڑی مدد کی۔ میرا ابھیاس اتنا بڑھ گیا کہ سمرن میں بیٹھے ہوئے گورو نانک دیوجی کی تصویر کو دیکھتے ہوئے بجلی چمکنی شروع ہو جاتی اور پھر اس تصویر میں جان پڑ جاتی اور گورو نانک دیوجی ساکشات بیٹھے ہوئے نظر آتے تھے۔ میری خوشی کی کوئی حد نہ تھی۔ آہستہ آہستہ ابھیاس اتنا پختہ ہو گیا کہ یہ تصویر میرے ہردہ کے اندر رہنے لگی۔ اور جب دل کرتا آنکھیں بند کر کے درشن کر لیتا۔

لیکن اس دھیان میں یہ بڑا نقص ہے کہ اس کے پختہ ہو جانے پر ایشور کے نرگن سروپ کا دھیان دھرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے اور نرگن سروپ کی سمجھ اور اس میں لین ہونا ہی بھجن کی آخری منزل ہے۔ جب میں نرگن سروپ کا دھیان کرنا چاہتا تھا تو میرے سامنے گورو صاحب کی شکل آجاتی تھی۔ آخرکار جتنی کوشش سے اس تصویر کے ہوبہو درشن کرنے کی حالت پیدا کی تھی اس سے زیادہ کوشش کے ساتھ اس عادت کو توڑنا پڑا۔ اس لئے شروع سے ہی نرگن روپ کا دھیان کرنا بعد کی تکلیفوں سے بچا دیتا ہے اور سمجھدار تجربہ کار مہاتما نرگن کے دھیان کی سفارش کرتے ہیں۔

سمرن ابھیاس کی تین اوستھا۔ یا درجہ ہیں۔ پہلی اوستھا میں زبان کے ساتھ نام کا جاپ ہوتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ زبان ہلنی بند ہو جاتی ہے اور سُرت یعنی من میں خود ہی نام جپنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ دوسری

اوستھا ہے۔ اس میں اگر سانس کے ساتھ جپنے کی عادت پڑ جائے تو بھی بہت آنند آتا ہے۔ یعنی سانس اندر لے جاتے وقت "واہ" اور باہر سانس نکلتے ہوئے "گورو" کا ابھیاس کیا جائے۔ اس سے بغیر تکلیف یا کوشش کے خود ہی جاپ ہوتا رہتا ہے اور رس۔ شانتی اور آنند کی لہریں اُٹھتی ہیں۔

سہج اوستھا

سمرن کی تیسری اوستھا بڑی عجیب ہے۔ مانسک جاپ یا سُرت میں نام جپتے جپتے من اتنا ایکاگر ہو جاتا ہے کہ نام جپنے سے جو من میں ہلکی سی آواز آتی تھی۔ وہ بہت اونچی محسوس ہونے لگتی ہے۔ دُنیا کی اور سب آوازیں سنائی دینی بند ہو جاتی ہیں کیول سمرن کی دھونی ہی سنائی دیتی ہے اور وہ بھی بہت اونچی اور شور کے ساتھ۔ اس اوستھا کی حالت یہ ہے کہ اگر ریلوے ٹرین میں بیٹھے ہوں اور گاڑی پوری رفتار سے چل رہی ہو تو ابھیاس میں بیٹھے ہوئے اپنے اندر سے سمرن کی آواز ہی سنائی دیتی ہے۔ ریل کے پہیوں کی کھڑکھڑاہٹ سنائی ہی نہیں دیتی۔

آہستہ آہستہ یہ اوستھا اتنی بڑھتی ہے کہ من سمرن کی آواز کو بھی ایک شور اور سُرت یا توجہ کے اوپر ایک بوجھ سمجھتا ہے اور چاہتا ہے کہ یہ بوجھ بھی ہٹ جائے سمرن بند ہو جاتا ہے لیکن من اڈول ایک تار میں پرویا ہوا ٹکا رہتا ہے۔ سمرن کی شاریرک اور مانسک یعنی جسمانی اور خیالی دونو اوستھا ختم ہو چکتی ہیں اور من بالکل سِتھر۔ نشچل اور شانت ٹِکا ہوا رہتا ہے۔ اس حالت کا آنند اور خوشی بیان سے باہر ہیں۔ اس کو "سہج اوستھا" یا سہج نام کی اوستھا بھی کہتے ہیں۔ اسوقت دِل کہتا ہے :-

"جنھی ایسا ہر نام نہ چیتیا سے کاہے جگ آئے رام راجے"

من ہر وقت متوالا ہوا رہتا ہے اور ایسا محسوس کرتا ہے۔ جیسے اُس کو کوئی بہت درلبھ چیز مل جاتی ہے۔

سمادھی

جب سمرن کی آخری اوستھا جس میں خیالات اُٹھنے بند ہو جاتے ہیں جو اوپر بیان کی گئی ہے۔ اور گیان کی آخری اوستھا جہاں کھوج اور وچار ختم ہو جاتے ہیں۔ جب یہ دونو مل کر آپس میں ایک اوستھا بن جائیں تو اس سے سمادھی کا درجہ پیدا ہوتا ہے۔

گیان کی آخری اوستھا گوربانی میں دیئے ہوئے مندرجہ ذیل شبدوں کی سچائی کو گرہن کرنا ہے۔

"من میں منوا چیت میں چیتا — ایسے ہر کے لوگ اتیتا"

سری راگ محلہ پہلا

۱۔ آپے رسیہ۔ آپ رس۔ آپے راونہار — آپے ہووے چیلڑا آپے سیج بھتار

رنگ رتا میرے صاحب رو رہیا بھرپور

۲۔ آپے ماچھی مچھلی۔ آپے پانی جال — آپے جال منکڑا۔ آپے اندر لال

۳۔ آپے بہو بدھ رنگلا سکھئے میرا لال — نت رووے سوہاگنی دیکھ ہمارا حال

۴۔ پرنوے نانک بینتی تو سرور تو ہنس — کول تو ہے کویا تو ہے آپے دیکھ وگس

دیگر

پُہپ مدھ جیوں باس بست ہے مُکر ماہہ جیسے چھائی ۔ تیسے ہی ہر بسے نرنتر گھٹ ہی کھوجو بھائی
باہر بھیتر ایکو جانو ایہہ گُرو گیان بتائی ۔ جن نانک بن آپا چینے مٹے نہ بھرم کی کائی
من تُوں جوت سروپ ہیں اپنا مُول پچھان ۔ من ہر جی تیرے نال ہے گورمتی رنگ مان
مُول پچھانہ تاں سہو جانہ مرن جیون کی سوجھی ہوئی

اب ابھیاسی اپنی کھوج کا رُخ بدلتا ہے ۔ اپنی ساری سُرت یا توجہ اپنے آپ کے اُوپر ٹکاتا ہے اپنے آپ کو دیکھنا اور پہچاننا آرنبھ کرتا ہے ۔ اپنے انتر آتما کا انوبھو چاہتا ہے ۔ یہاں سے سمادھی کا ابھیاس شروع ہوتا ہے ۔

سمادھی کی پُوری سمجھ اونچی اوستھا کے ابھیاسیوں کو ہی آسکتی ہے ۔ سادھارن سجنوں کو بھی نراش نہیں ہونا چاہئے ۔ جب من کو کسی اور اگلی کھوج کی خواہش نہیں رہتی ۔ اپنے آپ میں مگن اور پُورن ہو جاتا ہے ۔ یا یُوں کہو کر من ہی نہیں رہتا ۔ مر جاتا ہے ۔ اور من کے ساتھ خیالات اور چت کی برتیاں بھی مر جاتی ہیں تو سمادھی کی اوستھا شروع ہونے لگتی ہے ۔ جسم کی رگ رگ اور نس نس اپنی جگہ پر ٹھہر جاتی ہے ۔ نبض کی رفتار بہت آہستہ ہو جاتی ہے اور آخیر میں نبض بند ہو جاتی ہے ۔ خون کا دورہ بھی آہستہ ہوتا ہوا بند ہو جاتا ہے ۔ شریر بالکل جڑھ ہی ہو جاتا ہے آتما جسم کی سب اندریوں سے علیحدہ اور جُدا ہو کر اپنے آپ میں مست ۔ بے پرواہ اور اڈول سٹھر ہو جاتی ہے

"سہج سمادھ اُپادھ رہت پھُن بڈے بھاگ لِولاگی"

پھر ابھیاسی کو کوئی آواز سنائی نہیں دیتی ۔ اس اوستھا کے پرم آنند کا جب رس آ جاوے تو پھر واپس ہوش اور وچار کے منڈل میں آنے کو دل نہیں کرتا ۔ ابھیاسی یہی چاہتا ہے :-

"چھِن بھر کی بے خودی پر صدقے ہزار ہوش ۔ بگڑی بنانیوالے مستی میری مٹا دئے"

دسم دُوار میں سمادھی

من یا سُرت کو ٹھہرانے کے کیندر یا سنٹر ہمارے شریر میں چھ ہوتے ہیں ۔ (۱) ناف کے نیچے (۲) ناف (۳) ہردہ (۴) گلا ۔ (۵) ناک اور آنکھوں کے درمیان کی جگہ اور (۶) سر کا اوپر کا حصہ جہاں ہندو چوٹی رکھتے ہیں اور سکھ عام طور پر جُوڑا کرتے ہیں ۔ سر والے کیندر یا سنٹر میں سُرت جوڑنے سے آنند اور رس کی کوئی حد نہیں رہتی ۔ من متوالا اور بیہوش ہو جاتا ہے ۔ گوربانی میں اس استھان کو "دسواں دوار" لکھا ہے ۔ اس ستھان کی مہما ناقابل بیان ہے ۔ لیکن یہاں پہنچنے کے لئے جلدی نہیں کرنی چاہئے ۔ میں نے جلدبازی کے نتیجے خراب دیکھے ہیں ۔ دسم دوار میں پُورن ابھیاسی پُرش کو ہی پہنچنا چاہئے ۔ کیونکہ یہ ایسا رسدائک ستھان ہے کہ یہاں سے واپس لوٹنے کو دل نہیں کرتا ۔ اس ستھان میں سمادھی پیدا ہو جاتی ہے ۔ اندر مہاتما لوگ اس ستھان میں سما جاتے ہیں اور شریر چھوڑ جاتے ہیں ۔ اس ستھان کے آنند کا رس جس کو لگ جائے ۔ اُس کی دنیاوی زندگی میں بہت کم دلچسپی رہ جاتی ہے ۔

میں جب اس ستھان سے واپس اُترتا ہوں تو ساری دنیا غیر ، ناواقف ، بیگانی ، بھُولی بھٹکی اور ڈانوا ڈول

نظر آتی ہے۔ اس اوستھا کے بعد کئی کئی روز تک میرا اس مانت لوک میں رہنے کو دل نہیں کرتا۔ مجھے اپنے من کو یہاں کی دلچسپیاں۔ موہنی باتیں اور یہاں کے رس یاد کرانے پڑتے ہیں۔ اور دُنیا میں دل لگانے کے کئی یتن کرنے پڑتے ہیں۔ ایک مہاتما کہا کرتے ہیں کہ "دُنیا داروں کو اس اوستھا میں زیادہ نہیں آنا چاہئے۔ پھر وہ دُنیا کے کام کے نہیں رہتے اور کسی کام کو دل لگا کر نہیں کر سکتے۔ ان کو اس کی سمرتی خواب میں بادشاہت بھوگنے کی مانند رہ کر یاد آتی رہتی ہے" اس لئے ابھیاسیوں کو بھی اس کا زیادہ ابھیاس اس وقت کرنا چاہئے جب پر چار و پر اُپکار کا کام ختم کر چکے ہوں۔ کیوں کہ یہاں پہنچ کر پھر سنساریک جیون کی خواہش گھٹتی اور ست (پرماتما) میں سما جانے کی اچھا تیز ہوتی جاتی ہے۔

گوربانی میں اس اوستھا کی بابت کئی جگہ ذکر آیا ہے۔

۱۔ گورمُکھ انتر سہج ہے من چڑھیا دسویں دوار
تتھے اُونگھ نہ بھُکھ ہے ہرامرت نام سُکھ واس

۲۔ جھُنڈکار انہد گھن گھورن۔ ترکٹی بھنیر آتی جیب جورن (ربینتیں اکھری)

۳۔ پنچ شبد نہ پُورن ناد۔ انہد باجے اچرج بسماد
بر لے پاوے ابہہ بسرام
ڈِگ نہ ڈولے کت ہُو نہ دھاوے　　گور پرساد کو ابہہ محل پاوے (رام کلی محلہ ۵)

۴۔ دن سوئرن ہبد نہیں سا ستر۔ تا ہے بسے نرنکار ا

دسم دوار سے نیچے کے کینیدر بھی سُرت ٹھہرانے کے لئے بہت موزوں ہیں اور بسماد کی حالت پیدا کرتے ہیں۔ ابھیاس کے شروع میں نیچے کے کینیدروں میں ہی من کو ٹکانا چاہئے اور آہستہ آہستہ ابھیاس پختہ کر کے اُوپر کے کینیدر کی طرف آنا چاہئے یہ اوستھا جلدی نہیں پختہ ہُوا کرتی اس لئے صبر اور استقلال کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ لالچ بندگی میں بھی اچھا نہیں۔ کبیر صاحب نے فرمایا ہے۔

"ہر کا بلوونا بلو دو میرے بھائی　　سہج بلو دو جیسے تت نہ جائی"

اگرچہ آج کل انوبھوی ابھیاسی مہاتما کہیں مشکل سے ہی نظر آتے ہیں اور جو ہیں وہ بھی گپت یعنی چھُپ کر رہنا پسند کرتے ہیں۔ پھر بھی ابھیاسی پُرش کی زیر نگرانی کیا ہُوا سادھن بہت ہی لابھدائک ہوتا ہے۔ ہر شخص کی جُداجُدا مشکلیں ہو سکتی ہیں۔ جن کو سمجھنے والے کی باموقعہ مدد اور رہنمائی بڑی سہائک ہوتی ہے

یوگ سمادھی کا پھل

سمادھی کے ابھیاسی کو سنسار کا کھیل بچوں کا کھیل تماشہ معلوم ہوتا ہے۔ بقول "بازیچۂ اطفال ہے دُنیا میرے آگے"۔ وہ دُنیا کے بادشاہوں، امیروں، فلاسفروں۔ شاعروں، مصوروں اور ان کے پھیکے شغلوں پر ہنستا ہے اور ان کو اپنے لئے غیر ضروری سمجھتا ہے۔ اس اوستھا کے پُورن ابھیاسی اپنے خوشی سے آتما کو جسم سے علیحدہ کر سکتے ہیں۔ جسم پوشاک کی طرح پڑا رہتا ہے۔ اور وہ خود کافی وقت تک جسم سے باہر سوکشم منڈلوں کی سیر کر سکتے ہیں۔ جہاں جسم کی رسائی نہیں۔ یہ بات عقل کو پہلے حیران ضرور کر دیتی ہے اور اصل میں یہ

ہے بھی عقل کے دائرہ سے باہر۔ صرف اس اوستھا میں پہنچ کر ہی اس کی سچائی کے ہم لوگ قائل ہوتے ہیں۔
اس اوستھا میں آتما کا جسم کے اوپر پورن حکم اور قبضہ ہوتا ہے۔ جو مہاتما اس اوستھا کے کھلاڑی ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اگر آتما چاہے تو جسم بالکل ہلکا ہو سکتا ہے۔ اس کا وزن کچھ اس طرح کم ہو جاتا ہے۔ کہ زمین کے اوپر اس کا بوجھ رہتا ہی نہیں۔ اگر مہاتما چاہے تو جسم پون روپ بن سکتا ہے۔ جو کہ عام لوگوں کو نظر نہ آوے۔ یہ بات پھر دماغی چار دیواری میں پھنسے انسان نہیں سمجھ سکتے۔ ابھیاسی کی خواہش کے مطابق یہ شریر رنگ بدلتا ہے۔ اور اگر سدھ ابھیاسی چاہے تو پنج بھوتک شریر کو تتوں " तत्वों " میں ملا کر آپ بج آتما روپ میں لین ہو سکتا ہے۔ یہ بات آتمک گیانیوں کی سمجھ میں ہی آ سکتی ہے۔ میرا اپنا ابھیاس یہاں تک نہیں پہنچا لیکن مجھے جو کچھ انوبھو کی آنکھوں سے نظر آتا ہے اس سے میرا پورن نشچے ہو گیا ہے کہ گورو نانک دیو جی نے اپنی خوشی سے دیہہ کا تیاگ کیا تھا اور لوگوں کے جھگڑا کرنے پر کہ ان کے شریر کا داہ سنسکار کیا جائے یا دفن کیا جائے۔ انھوں نے اپنی آتمک شکتی کے ذریعہ شریر کو پانچوں تتوں میں الوپ کر دیا تھا۔ پورن یوگی ابھیاسی آتمک شکتی سے ایسا کر سکتے ہیں۔ اس اوستھا کا ثبوت کبیر صاحب کے کتھن سے بھی ملتا ہے

" پون روپ ہو جاوینگے "

سمادھی کی آخری یا گودھ حالت میں پہنچ کر ابھیاسی کے لئے دیش۔ کال اور کارن کی کوئی قید نہیں رہتی وہ اپنی آتما کو سرو دیاپک پرماتما کے ساتھ بالکل ابھید دیکھتا ہے۔ وہ جاگرت اوستھا میں شریر سمیت جہاں چاہے پہنچ سکتا ہے۔ ہمارے تین گورو صاحبان اپنے شریر سمیت اس مات لوک سے الوپ ہوئے ہیں پہلی پاتشاہی۔ پانچویں پاتشاہی اور دسویں پاتشاہی نے شریر کے ساتھ ہی پرلوک گمن کیا تھا۔

آج کل کے دلیل اور عقل کے غلام۔ وشواس ہین۔ پڑھے لکھے بہت سجن ان روحانی باتوں کو نہ سمجھتے ہوئے ان باتوں کو ناممکن مانتے ہیں۔ اور میں خود بھی ان میں سے ایک رہ چکا ہوں۔ لیکن جب وہ سمرن کے ذریعہ ذرا اونچی اوستھا میں پہنچیں گے۔ تو ان کو آتما کی شکتی کا بغیر دلیل بازی کے یا کسی کے سمجھانے کے خود بخود یقین آ جائے گا۔ میں گورو نانک دیو جی کے کئی دن ندی نالے میں غائب رہنے کے بعد زندہ باہر آنے اور بے بے نانکی کے یاد کرنے پر بڑی بڑی دور سے مردانہ کو ساتھ لے کر بے بے جی کے پاس پہنچ جانے کی باتوں کو بالکل ٹھیک سمجھتا ہوں۔ وہ سجن جو اتہاس میں سے اس قسم کے واقعات کو نکال دینے کے اس وجہ سے حامی ہیں۔ کہ وہ خود اور عام لوگ ان کے ممکن ہونے میں شک کرتے ہیں۔ وہ نام کی مہما۔ آتما کی طاقتوں اور ممکنات سادھو اور یوگی کی آتمک شکتیوں اور گورو گرنتھ صاحب جی کی اونچی تعلیم کے ساتھ بڑی بے انصافی کرتے ہیں۔

شولنگ میمانسا

از قلم :- مہاتما دولت رام جی :-

آج کل کے لوگ اگرچہ بیرونی نقش و نگار پر زیادہ مائل ہیں۔ اور اسی کے لئے جملہ فیشن ایجاد کرنے اور اسی دیہہ کی سجاوٹ اور پالن پوشن کے لئے قدرت کے ذرائع سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور یہ بات عام طور پر زیادہ پڑھے لکھے اور شائستہ کہلانے والے لوگوں میں ہی ہے۔ دیہاتی بیچارے تو آج کل بھی اس نئی روشنی سے "غیر مستفید" ہی ہیں۔ مگر حیرانی کی بات ہے۔ کہ اس نام روپ پر مرنے والے لوگ کس طرح مورتی پوجا سے انکاری ہو سکتے ہیں۔ جب کہ ان کا جیون ہی نت نئی مورتیوں یعنی چلتی پھرتی آج کل کی تتلیوں کو سنوارنے انکی اُپاسنا کرنے اور انہیں خوش کرنے میں ہی گذرتا ہے۔ اور "جو کچھ باہر عمل میں آتا ہے وہ پہلے دل میں ہوتا ہے" اسی اصول کے ماتحت ان کے دل میں بھی یہ بُت پرستی ہر دم ہو رہی ہے۔ حالانکہ ہمارے شاستر کاروں نے اسی حیوانی جذبہ کا ردِ عمل بنا کر مہا پُرشوں و دیوی دیوتاؤں اور اوتم مریادا اور لیلا دھاری اوتاروں کی مورتیاں ہمارے سامنے ایک خاص مقصد سے رکھی تھیں۔ مگر یہی مورتی پوجا کے منکر لوگ عام طور پر دُنیوی مورتیوں کی سیوا پوجا اور پرستش میں دن رات لگے رہتے ہیں۔ بقول ایک شاعر ؎

ہر دم بتوں کی صورت رکھتا ہے دل نظر میں
ہوتی ہے بت پرستی اب تو خدا کے گھر میں

اس پر طرفہ یہ کہ مورتی پوجا کی فلاسفی کو سمجھنا اس قدر ضروری ہے جتنا کہ جسم کے لئے پران اور ان جل۔ اسی مورتی اُپاسنا کی کرپا سے پھر یہ پُرش ادھکاری ہو کر امورت وستو کی پہچان کر سکتا ہے۔ شالگرام اور شیو لنگ کی پوجا اس مورت امورت اُپاسنا کا ایک ملا جلا سروپ ہے جس کے لئے سادھارن پُرش عام طور پر بھٹک جاتا ہے اور ارتھ کا انرتھ کرنے لگتا ہے۔ آج کا ہمارا مضمون اس شولنگ میمانسا پر ہی ہوگا۔

اُپنشدوں کی بھاشا اور پورانوں کی بھاشا اور طریقہ بیان الگ الگ ہونے پر بھی دونو کا مقصد ایک ہی وستو کو سمجھانے کا ہوتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اُپنشد وید کا ہی گیان بھاگ ہے اور اس میں شدھ بدھی والے اوتم ادھکاری اور جگیاسو سادھن سمپن کا ہی ادھیکار ہے۔ اور پوران ان پُرشوں کے لئے ہے۔ جن میں شردھا کی ادھکتا اور بویک کی پربلتا ہو۔ तीक्ष्णता تیکشنتا یا بدھی کی شدھی اپنے پورے کمال پر نہ ہو۔ اسی لئے پوران شاستر کسی ایک سدھانت کو واضح کرنے کے لئے بجائے دلیلوں کے روچک اور بھیانک واقعات کو ذریعہ بنا کر اور کافی وستار اور النکار کے دوارا سدھانت کے نیچے رتھ واکیہ بتلاتا ہے۔ مثال کے طور پر "سچ بولو" सत्यं वद۔ اس ویدواکیہ کی گہرائی تک اُترنے کے لئے مہاراجہ ہریشچندر کا اُپاکھیان پورے

دستار سے بتلاتا ہے کہ سچ بولنے میں کس قدر کٹھنائی سامنے آتی ہے۔ اور انہیں کس قدر حوصلہ اور درڑھتا سے نبھایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح بھگوت کے اسنگ سروپ یعنی اکرتا بھاو کو سمجھانے کے لئے بھاگوت پران میں شری کرشن جی کا ادبھت جیون لیلا پرشوتم روپ سے کیا گیا ہے۔ ایسے ہی شو برہما وشنو دیوی آدک سب کے ایک لکشن ماتر برہم سروپ کو دکھلانے کے لئے شری ویاس بھگوان نے شو پران۔ برہم دیوورت پران (ब्रह्मवैवर्त) وشنو پران آدک میں نیز دیوی بھاگوت پران میں ہر ایک کو برہم روپ دکھلا کر اُن سے سب دیوتا منش پشو آدک جنگم جگت اور برکش آدک استھاور جگت بلکہ تمام جڑ جگت کی اُتپتی استھتی اور لے بھی اُسی میں دکھلایا ہے اور شو پران کا شو تتو ہی وشنو پران کا وشنو تتو وانتو میں ایک برہم تتو ہی ہیں۔ اس بات کو سِدھ کرنے کے لئے اٹھارہ پرانوں کی رچنا کی تھی۔ وہ لوگوں کو گمراہ کرنے والے آج کل کے کپٹی لوگوں کی طرح سوارتھی نہیں تھے۔ بلکہ تمام جیون لگا کر آگے آنیوالی سنتانوں کے لئے کلیان کا مارگ سرل سے سرل رِیتی سے بیان کر گئے۔ کیونکہ انہیں سروگیہ ہونے کے سبب یہ معلوم تھا کہ آنے والے زمانہ کے لوگ کس قدر تُچھ بدھی اور سادھن ہین ہوں گے۔ اتو۔

اِن پرانوں میں شو پران کے چوبیس ہزار اور لنگ پران کے دس ہزار شلوکوں میں شو لنگ مہما کو وضاحت سے کہا گیا ہے اور سِدھ کیا گیا ہے۔ کہ یہ شُدھ برہم ہی شو سروپ ہے جو کہ سب کا اپنا آپ آتما سروپ ہے۔

شو शिव ۔ شبد میں श + इ + व تین اکشر ہیں श+व یعنی شو مُردہ یا جڑ کو کہتے ہیں اور اُس چیتن کی پری پورن چیتن شکتی चिति کو بولتے ہیں۔ اسی شکتی کو پا کر یہ مُردہ اور جڑ جگت اور دیہہ آدک سنگھات چیتن ہو رہا ہے۔ جیسے کہ بجلی کی سّتا کو پا کر بجلی کا بلب چمکتا اور پنکھا حرکت کرتا ہے ایسے ہی اِس ادھشٹان چیتن شکتی کو پا کر ہی یہ دیہہ اندریے من اور پران کا بلب چمکتا اور حرکت کرتا ہے۔ یعنی بدھی میں گیان من میں سنکلپ وکلپ اندریوں میں اپنے اپنے وشیوں کا بودھ اور شریر میں بڑھنا گھٹنا اور پرانوں میں تنفس یعنی پران کریا प्राण क्रिया ہو رہی ہے۔ اِسی سے جاگرت سوپن سوشپتی تینوں اوستھاؤں کے ستھول سوکشم کارن دیہہ اپنا اپنا کام کرتے ہیں۔ اور یہ چلتا پھرتا انسان یا جاندار کہلانے لگتا ہے ہاں جن پدارتھوں میں انتشکرن اور پران لینے کا سادھن سوکشم شریر اویکت اوستھا میں پڑا ہے۔ مثلاً پہاڑ پتھر جل مٹی آدک اُن میں زندگی یا چیتنتا کا ظہور نہیں ہوتا گھاس برکش آدک میں نشو و نما کی صورت میں ہوتا ہے۔ پشو، پنچھی، کیٹ، پتنگ منش آدک میں ستّا گیان رُوپتا دونوں حالتوں میں ہوتا ہے اور آنند کی تلاش جاری رہتی ہے۔ اور پورن تتو ویتا کے پرم شانت اور گیان سورج کے اُجالے والے انتشکرن میں پرماتما پورن ست چیت اور آنند رُوپ سے بھان ہوتا ہے اور دیہہ اندریے من بدھی پران کے سنگھات اور اُن کے افعال کو بالکل مائیک اور متھیا [illegible] کی طرح جان کر اُن کی وجہ سے دکھائی دینے والی دوئیت سے اُس میں بھید بھاؤ نہ پیدا ہونے سے وہ اننت سروپ برہم اپنے کو انوبھو کرتا ہے اور بعد دیہہ پات کے پنر جنم کا کوئی ہیتو نہ رہ جانے سے وہ برہم سروپ ہی ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ فٹ بال کی ہوا پہلے بھی ہوا تھی اب اُس کا منہ کھل

جانے پر سمشٹی وایو سے ایک ہو گئی اس طرح وہ بھی برہم کیولیہ روپ سے استھت ہو جاتا ہے۔
اس کے لئے وید بھگوان فرماتا ہے :-

न स पुनरा वर्तते न स पुनरा वर्तते ॥

न तस्य प्राण: उत्क्रामन्ति अत्रैव समवलीयन्ते"

اسی برہم سروپ کو شیو کہا جاتا ہے۔ اس میں شرتی

शान्त: प्रज्ञं "एकात्म प्रत्यय सारं प्रपञ्चोपशमं" शान्तं

शिवमद्वैतं चतुर्थं मन्यन्ते स आत्मा स विज्ञेय: ॥ (मांडूक्योपनिषद् - ७)

پرمان ہے۔ کہ یہ ادوییت برہم ہی شیو روپ اور تریا سروپ برہم آتما کو جاننا یوین ادھکار کے لئے نہایت کٹھن ہے۔ اس لئے نراکار روپ کو دکھلانے کے لئے تمام برہمانڈ کا نمونہ یعنی گول مول بنا کان کو ناک، منہ کے شیو لنگ کی اُپما دے کر شاستروں نے ورنن کیا ہے۔ کیونکہ برہمانڈ گول ہے پرتھوی گول ہے جیسا کہ ہم گلوب کے ذریعہ کرہ ارض کو دکھلاتے ہیں۔ سب کی ابتدا یعنی بندو یا بیج گول ہے کال کا پھیر پھیر آنے جانے والا دن رات کا چکر گول ہے۔ سورج، چاند، تارے اور آسمان گول ہی ہیں۔ یہ شریر بھی دراصل گول ہے، ہاتھ پاؤں تو اس کے کھمبے ہیں۔ حتیٰ کہ گول بتلا کر یہ ظاہر کیا کہ یہ شیو ہی تمام سرشٹی سروپ ہے۔ اور گول وستو کا آغاز انجام نہیں ہوتا۔ اس لئے برہم بھی (انادی اور اننت) ہے اور اس لنگ شبد کا اپنا ارتھ بھی دکھلانے کا نشان ہے۔ اس کی (व्युत्पत्ति) یوں ہے۔

(१) लीनं जगत् यस्मात गम्यते ज्ञायते तल्लिङ्गम् ।

(२) लीनं मच्छति अस्मीन्नाति लिङ्गम

یعنی (۱) یہ جگت لین ہوا ہوا پرلے کے بعد سرشٹی کے آدی کال میں جس سے ظاہر ہوتا ہے وہ لنگ ہے اور (۲) جس میں یہ جگت لین ہوتا ہے وہ لنگ ہے۔ کئی لوگ لنگ کا ارتھ اُلٹا اندریہ کہہ کر اس سے غلط رنگ پیش کرتے ہیں۔ مگر یہ وام مارگ والوں کی کلپنا ہے۔ اگر لنگ کا یہی ارتھ ہوتا تو पुल्लिङ्ग. مذکر स्त्रीलिङ्ग. مونث नपुंसकलिङ्ग. بے جان کا کیا ارتھ کیا جاتا۔ اور الو مان میں لنگ شبد کا کیا ارتھ ہوتا۔ یہ بچار نے کی بات ہے۔ اس نے اس شیو روپی نراکار روپ ہونے پر بھی جو اننت اور انادی (بے آغاز اور بے انجام) روپ سے دکھلانے والے گول اکار کو رشیوں نے کلپنا کیا ہے وہ بیقرار تھ کلپنا ہے اور علم ہندسہ کی رو سے یہ صفر سے مشابہ ہے۔ جس کی طاقت اننت infinite ہے کیونکہ وہ عدد کے ساتھ لگنے سے ایک سے دس اور دس سے سَو اور سَو سے ہزار دکھلاتی چلی جاتی ہے۔ اور بائیں طرف لگنے پر ایک کی قیمت کو $\frac{1}{10}$ (۰۱) $\frac{1}{100}$ (۰۰۱) وغیرہ دکھلاتی چلی جاتی ہے اور آپ اکیلی کسی سے بھی شمار نہیں کی جا سکتی۔ اس کے ساتھ ہی جلہری کا بھی دوچار

کرنا ہوگا کہ یہ پرکرتی اور وکرتی روپ جگت جس میں سے ستا پاکر قائم ہے وہ ہی یہ جگت اوسیت روپ سے اس ادھشٹان روپ چیتن میں اظہار کا ذریعہ ہے جیسے کہ سونے کا زیور سونے سے قائم رہ کر سونے کو دکھلانے اور ظاہر کرنے کا سادھن بھی ہے ورنہ بے نام روپ سونے کی ذات کیسے ظاہر ہو۔ اس شِو لنگ کی اُپاسنا بھی وشیش کرکے شِواارچن کی ودھی سے شوراتری کو کی جاتی ہے۔ کیونکہ شوراتری ہی سرشٹی کے آغاز کا دن مانا گیا ہے سرشٹی سمت संवत اسی سے شروع ہوتا ہے جو کہ اس وقت ایک ارب پچاسی کروڑ سال کے قریب کا ہے اس شوراتری کے دن ہی پورانک ڈھنگ سے بھگوان شِو اپنے شُدھ جیوتی سروپ سے پرگٹ ہوئے تھے جس کی کتھا یوں ہے کہ جیووں کے کرم پھل اُدے ہونے کے نمت سے شری وشنو بھگوان اپنے کشیر क्षीर ساگر یعنی مایا کے ستوگن میں من روپی شیش ناگ کی سیجا پر براجمان تھے۔ بدھی روپی لکشمی اُن کے چرن دبا رہی تھی۔ اُن کے اندر سے سنکلپ شکتی کو لے کر آدی جیو روپی برہما جی پیدا ہوئے جن کے چار مکھ انتشکرن پران، شریر اور اندریہ یا انتشکرن کی باہر مکھ اوستھا من بدھی چت اہنکار کی برتیاں ہیں۔ چونکہ جیو اپنے کارن وشنو کو جاننے میں اسمرتھ تھا۔ اس لئے اس نے ابھیمان کیا کہ میں (آدی جیو) برہما ہی سب کچھ جاننے والا سروگیہ ایشور ہوں۔ مگر وشنو جی نے بتلایا کہ تم تو مجھ سے ظاہر ہوئے ہو اس لئے میں ہی تمہارا پوجیہ اور بڑا ہوں مگر جیو کی بدھی میں نہ بیٹھا اور وہ ضد پر اڑا رہا۔ آخر اس جھگڑے کو مٹانے کے لئے انادی اننت برہم سروپ جیوتی لنگ کے روپ میں آکاش ویاپی ہو کر پرگٹ ہوئے اور آکاش بانی ہوئی کہ جو اس جیوتی لنگ کے آدی انت کو جان سکے وہ ہی بڑا اور وہ ہی پوجیہ ہے اب دونو برہما اور وشنو نیچے اور اوپر اس کا آدی اور انت تلاش کرنے کے لئے چلے۔ برہما جی تو تھوڑی دور جا کر ہی لوٹ آئے اور گائے (بانی) (سنسکرت میں گو نام بانی کا بھی ہے اور گؤ کا بھی) اور کیتکی پشپ (رُچی یا شوبھا النکار آدک) کو گواہ قائم کر کے آکر کہہ دیا کہ ہم نے اس جیوتر لنگ کا آخری سرا جان لیا ہے اور وشنو بھگوان نے آکر سچ سچ کہہ دیا کہ ہم اس کا پار نہیں پا سکے۔ اس طرح پھر آکاش بانی ہوئی اور بتلایا کہ برہما جی جھوٹ بول رہے ہیں۔ اس لئے ان کی کہیں پوجا نہ ہوگی۔ مگر پرارتھنا کرنے پر صرف پشکر راج (اجمیر) تیرتھ پر پوجا کا استھان ملا۔ گائے کا سہارا دیکھ پوتر مان کر بھی اس کا مکھ اپوتر نشچے کیا گیا اور کیتکی پھول کا شواارچن میں نکھیدھ کیا گیا اور برہما کو جگت کی اُتپتی اور وشنو جی کو رکشا اور اپنے سروپ کو لے کا ہیتو ٹھہرایا گیا۔ اس پورانک کتھا سے سِدّھ ہوتا ہے۔ کہ شِو وہ شدھ جیوتی سروپ آتما ہے جس سے تمام جگت ظاہر ہوا جس میں قائم رہتا ہے۔ اور جس میں پھر لے کو پراپت ہو جاتا ہے اُسی کے سگن مایک سروپ برہما وشنو اور رُدر ٹھہرائے گئے اور ان کے ادھشٹان کو شو یعنی کلیان سروپ برہم بتلایا گیا۔

شواارچن کی ودھی بھی یہی بتلاتی ہے کہ ایک مہارُدر مٹی کا بنا کر اُس سے چھوٹی چھوٹی رُدریاں تیار کی جاتی ہیں یعنی ایک برہم سروپ کے ہی کئی انتشکرن کے بھید سے جیو آتما کلپنا کئے جاتے اور پھر اُن کی پوجا ارچنا کر کے انت میں پھر اُسی مہارُدر سروپ میں لے کر دیئے جاتے ہیں یہی جگت کی اُتپتی استھتی اور لے روپ سے اور برہم سے ابھید درشٹی کرنے سے اس کا پوجن ہے اسی کو ایک سنسکرت کوی نے کہا ہے:-

" यस्माद्विश्वमुदेति यत्र रमते यस्मिन पुनर्लीयते भासा यस्य जगा
भाति सहजानन्दोज्ज्वलम यन्महः॥ शान्तंशाश्वत मक्रियं यमपनुर्भावाय
भूतेश्वरं, द्वैतध्वान्तम पास्य यान्ति कृतिनः प्रस्तौमि पूरुषम्

ارتھ: جس پر برہم سروپ سے یہ جگت اُدے ہوتا۔ جس میں استھت رہتا اور جس میں پھر پرلے کو پاجاتا ہے۔ جس کے پرکاش سے یہ جگت (سونے سے زیور کی طرح) یا سوپن پرپنچ کی طرح پرکاش کو پاتا ہے، جو سوبھاؤ سے ہی آنند سروپ شدھ اور مہان پرکاش سروپ ہے۔ اُس شانت الکھس (لازوال) اکریہ اکریا رہت) سرب بھوتوں کے ایشور سروپ پرماتما کو مکتی پراپت کرنے کی غرض سے سادھک لوگ دویت کے مایا مَل کو دور کر کے دھیان یعنی ندھیاسن آدک سادھن دوارا پالیتے ہیں۔ اُس اپنے آتم سروپ پرش کو نمسکار کرتا ہوں یعنی اُس میں اپنے آپ کو وِلے کرتا ہوں جیسے کہ ندی سمندر کو پرنام کرتی ہوئی اُسی میں ولین ہو جاتی ہے۔

یوں بھی شرتی سمرتی پوران گرنتھ کے آدھار پر سرب جگت کے مول کارن یا پرم ادھشٹان (کارن کاریہ بھاؤ رہت) شدھ سروپ کا دھیان کرانے کے لئے اور چت کو ایکاگر کرنے اور سجاتی و جاتی سوگت بھید رہت بے اجزا "निरावयव" وستو کو دکھلانے کے لئے سب سے زیادہ سُگم اور آسان یہ شِولنگ ہی ہے اور شروع سے آج تک اس کی اُپاسنا کا رواج سناتن کال سے آستک جگت میں چلا آرہا ہے۔ اور اونکار یا شِو ایک ہی ارتھ کو جتانے والے ہیں۔ جیسا کہ مانڈوکیہ اُپنشد میں اونکار کی تین ماترا अ-उ-म آ۔ اُو — م اور چوتھی اماتر سروپ کو جیہ کی جاگرت سوپن سوشپتی تین اوستھا اور اُن کے ابھمانی وشو تیجس پراگیہ کے ساتھ ابھید کر کے آخر میں اماتر اور "तुरीय" سروپ کو ایک نشچے کرایا ہے اور اسی کو شِو سروپ۔ آتم سروپ اور برہم سروپ بتلایا ہے۔ اسی طرح "اوم" جس پرکار آتما اور برہم سروپ کے بودھ کا اعلیٰ ترین سادھن ہے۔ اسی طرح شِولنگ بھی اس برہم سروپ کا بہترین سادھن یا دوار ہے اسی لئے گیان مارگ کے ابھیاس کرنے والے سنیاسیوں میں شِو اُپاسنا کی پردھانتا ہے کیونکہ باقی سب رام کرشن۔ دیوی، سورج آدک کو سرشٹی کے آدی یا مدھ کال میں ہونے والا ہونے سے ان میں اُپاسنا کرنے کے لئے سنشے اُتپن ہو سکتا ہے چنانچہ بھگوان رام نے بھی سیتو بندھ رامیشور کی ہی ستھاپنا کر کے یہ سدھ کیا ہے کہ یہی شدھ برہم سروپ کے دھیان کرنے کیلئے اُتم سے اُتم آلمبن یا آشرے ہے۔ لہذا اس شِولنگ کو وام مارگ کے نکتہ نگاہ سے نہ دیکھ کر پرم شردھا اور شدھ بھاونا سے اپنے کلیان کے لئے اوشیہ آلمبن بنا کر چت شدھی اور برہم بھاونا کے بل سے کیول مکتی کا سادھن بنانا چاہئے۔ ورنہ شردھا کی ہینتا سے ایسا سرل سے سرل اُپائے سے ونچت رہ کر منش جیون جیسے انمول رتن کو کھو دیں گے اور سنشے کرنے سے اپنا وناش ہی کر دیں گے۔ کیونکہ شک ہی کفر کی علامت ہے۔ جیسے کہ گیتا بھگوتی کہتی ہے

ہر کہ شک آرد کافر گردد۔

"संशयात्मा विनश्यति"

شریمد بھگوت گیتا

تیسرا باب (کرم یوگ)

نسیم - نور محلی :-

اُستاذی نسیم صاحب نور محلی نے حال ہی میں شریمد بھگوت گیتا کا نہایت آسان۔ سلیس اور ٹکسالی اُردو میں سلجھا ہُوا منظوم ترجمہ کیا ہے۔ آپ کا نام ادبی دُنیا میں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ ذیل میں گیتا کے تیسرے ادھیائے (کرم یوگ) کا منظوم ترجمہ شائع کیا جاتا ہے۔ ترجمے کی خوبصورتی۔ سلاست فصاحت اور بلاغت کا اندازہ اس ایک باب کے ترجمے سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ کوئی مالک مطبع پبلشر یا گیتا پریمی اِسے کتابی صورت میں شائع کرنا چاہے تو وہ مترجم سے براہِ راست خط و کتابت کر سکتا ہے اُن کا یہ پتہ کافی ہے۔ نسیم نور محلی۔ نیا بازار۔ بمقام نور محل۔ ضلع جالندھر۔ (رشی پٹیالوی)

ارجن نے کہا :-

۱۔ علم ہی جب عمل سے اچھا ہے
پھر یہ بھید اے جناردن کیا ہے

کیوں یہ تلقین جنگ کی مجھکو
اس سے رکھئے معاف ہو مجھکو

۲۔ سن کر الجھی ہوئی سی بات ایسی
وہم میں پڑ گئی سمجھ میری

بات پکی بتائیے مجھکو
راہِ حق پہ چلائیے مجھکو

بھگوان کرشن نے کہا :-

۳۔ اے گناہوں سے پاک اے معصوم
دونوں رستے تجھے ہوئے معلوم

گیان کا اور یوگ کا رستا
یہ ہے گیانی کا وہ ہے یوگی کا

۴۔ کرم کے تیاگ سے کوئی بندا
کرم بندھن سے چھٹ نہیں سکتا

آسرا صرف تیاگ کا لیکر
پا سکیگا نہ اوج کوئی بشر

۵۔ کوئی بیکار ایک پل بھی نہیں
کوئی دنیا میں بے عمل بھی نہیں

ساری خلقت ہے کام پر مامور
فطرتی گن سے ہیں سبھی مجبور

۶۔ جو ہو غافل عمل کی قوت سے
لذتوں کا مگر حریص رہے

وہ پراگندہ دل ہے جھوٹا ہے
لذتوں کا ہوس کا پتلا ہے

۷۔ کام لے جو عمل کی قوت سے
اور قابو میں ہوں حواس اس کے

کچھ غرض ہو جسے نہ پھل کا خیال
اس بشر کا ہے کرم یوگ کمال

۸۔ کام کرنا ہی فرض ہے تیرا
کچھ نہ کرنے سے کام اچھا ہے

کرم اگر چھوڑنے پہ مائل ہے
روح و تن کا نباہ مشکل ہے

۹۔ کام ہیں یگیہ کے سوا جتنے
ان سے پابند ہیں سبھی بندے

جان کر یگیہ کر عمل سارے
رکھ تعلق نہ کرم سے پھل سے

۱۰۔ یگیہ پیدا بشر کے ساتھ کیا
اور خالق نے پھر یہ حکم دیا

اس پہ جب تم یقین لاؤ گے
دل کی ہر اک مراد پاؤ گے

۱۱۔ دیوتاؤں کو اس سے شاد کرو
شاد وہ بھی کریں گے پھر تم کو

خوش اگر ایک دوسرے کو کرے
مرتبہ دونوں پائیں گے اس سے

۱۲۔ دیوتا شاد ہو کے یگیوں سے
تم کو ہر اک مراد بخشیں گے

دے کے نعمت بھی جو نہ دے کچھ شے
بالیقیں چور ہے وہ غاصب ہے

۱۳۔ یگیہ ہیں جو کھلا کے کھاتا ہے
وہ گناہوں سے چھوٹ جاتا ہے

جو خود اپنے لئے پکاتا ہے
وہ گنہ گار جانا جاتا ہے

۱۴۔ غلہ پر آسرا ہے خلقت کا
یگیہ پر ہے مدار بارش کا
۱۵۔ کرم ہوتے ہیں برہم سے پیدا
دونوں عالم پہ برہم چھایا ہے
۱۶۔ یگیہ کا، کرم کا ہے دور اچھا
وہ گنہگار اور پاپی ہے
۱۷۔ جس کے دل میں ہے آتما کی لگن
جو اسی پر ہے مطمئن خورسند
۱۸۔ اس کو افعال سے نہیں مطلب
کچھ جہاں سے غرض نہیں اس کو
۱۹۔ ہر تعلق سے تو بری ہو کر
بے غرض ہو کے جو کریگا کام
۲۰۔ کرم سے پا گئے بزرگ اقبال
اس لئے تو بھی اس پہ مائل ہو
۲۱۔ نامور جو بھی کام کرتے ہیں
جو اصول انکی زندگی کا ہے
۲۲۔ سب جہانوں سے ہیں ہوں بے پرواہ
نہ کسی چیز کا میں بھوکا ہوں
۲۳۔ نہ کروں میں اگر مسلسل کام
پیروی میری خاص و عام کریں
۲۴۔ ہیں جو بالفرض چھوڑ دوں ہر کام
ورن ہو جائیں چاروں زیر و زبر
۲۵۔ جیسے نادان کام میں ہوں مگن
بے غرض کام یوں کرے دانا
۲۶۔ نہ مورکھوں میں اگر ہو کرم کا جوش
یوگ سے خود وہ کاروبار کریں
۲۷۔ ساز ہستی میں جو ہے کرم کی لے
جو ہے نافہم اور ناہنجار
۲۸۔ کرم گن سے علیحدہ سمجھے ہے
کھیل اسکو گنوں کا سمجھتے ہیں

وہ ہے محتاج ابر رحمت کا
یگیہ ہوتا ہے کرم سے پیدا
لافنا سے جنم ہوا اس کا
یگیہ میں بھی اسی کا سایا ہے
کاربند اس پہ جو نہیں ہوتا
اس کا جینا اسی کی ہیٹی ہے
جو فقط ہے اسی کی لے میں مگن
نہیں رہتا وہ کرم کا پابند
ترک اعمال سے نہیں مطلب
این و آں سے غرض نہیں اسکو
کام کر وہ جو فرض ہے تجھ پر
تم بھی پاؤ گے بہترین مقام
اور اسی سے ملا جنک کو کمال
کرم کرنا ہی چاہئے تجھکو
لوگ بھی دم اسی کا بھرتے ہیں
اس میں گن سب کی رہبری کا ہے
مجھ پہ کچھ فرض ہے نہ کچھ قرضا
پھر بھی ہر وقت کام کرتا ہوں
رک رہیں کام دہر کے بھی تمام
بھول کر بھی نہ کوئی کام کریں
تہ و بالا ہو دہر کا یہ نظام
خون عالم ہو میری گردن پر
دل میں رکھتے ہوں کام ہی کی لگن
رکھنے قائم نظام دنیا کا
شک میں ڈالیں نہ انکو اہل ہوش
اور ان کو بھی رستہ دکھلا دیں
فطرت اور اسکے گن کئے ہیں سبھی
وہ سمجھتا ہے خود کو خود مختار
اس حقیقت کو جاننے والے
اس لئے بے نیاز رہتے ہیں

۲۹۔ فطرت اور اسکے گن کے متوالے
گو ہیں نادان بے سمجھ وہ بشر
۳۰۔ من لگا مجھ میں عقل قائم کر
سونپ دے مجھکو کاروبار اپنا
۳۱۔ جو کرے کوئی پیروی میری
جو عقیدت سے کرم کرتا ہے
۳۲۔ جو مری پیروی نہیں کرتے
علم ان کا ہے سب فساد و فتور
۳۳۔ کوئی گیانی ہے یا وہ جاہل ہے
کرتی فطرت بدل نہیں سکتا
۳۴۔ پاک رکھ اپنے دل کو نفرت سے
دونوں دشمن ہیں عقل انسان کے
۳۵۔ اپنا ناقص بھی دھرم ہے اچھا
موت آئے تو اپنے دھرم پر

ارجن نے کہا:

۳۶۔ اے شری کرشن مجھ سے یہ کہئے
آدمی ہر گناہ کرتا ہے

بھگوان کرشن نے کہا:

۳۷۔ سخت دشمن ہیں غصہ اور ہوس
دونوں دشمن ہیں یہ بڑے بھوکے
۳۸۔ جیسے پنہاں ہو پیٹ میں بچہ
آگ کو جسطرح چھپائے دھواں
۳۹۔ یہ ہوس گیانیوں کی بیری ہے
دوسرا نام آگ ہے اس کا
۴۰۔ عقل دل اور یہ حواس تمام
ہیں پڑتا ہے گیان پر پردا
۴۱۔ اس لئے تو بھی اے بلند اقبال
پھر ہوس کا نشاں دل سے مٹا
۴۲۔ آدمی کے حواس ہیں اعلیٰ
عقل کا درجہ من سے اونچا ہے
۴۳۔ روح کو جان بہتر و برتر سب سے
نفس امارہ ہے بڑا دشمن

چھٹے رہتے ہیں کرم سے گن سے
ان کو لوگ نہ عقل مند مگر
کرم کر رکھ نہ اس کے پھل پہ نظر
جنگ کر دھرم ہے یہی تیرا
نکتہ چینی نہ وہ کرے کوئی
کرم بندھن سے وہ مبرا ہے
شک میں ہیں بے شعور ہیں دل کے
ایسے جاہل تباہ ہیں [illegible]
اپنی فطرت کی سمت مائل ہے
جبر سے کام چل نہیں سکتا
اور پرہیز کر محبت سے
کچھ تعلق نہ رکھ کبھی ان سے
دھرم اچھا بھی غیر کا ہے برا
دوسرے دھرم میں تجھے ہے خطر
کیا وہ طاقت ہے جبر سے جسکے
دم برے کام ہی کا بھرتا ہے

ان کے آگے ہے آدمی بے بس
رونما ہوتے ہیں رجوگن سے
جیسے شیشہ ہو گرد سے اندھا
یوں نہیں ہوگا ہوس سے گیان نہاں
گیان کو رو سیاہ کرتی ہے
پیٹ بھرتا نہیں کبھی جس کا
اس ہوس کیلئے ہیں جائے قیام
یہیں کھاتا ہے آدمی دھوکا
سب سے پہلے حواس اپنے سنبھال
ورنہ یہ گیان کو کریگی فنا
ان کا اونچا ہے مرتبہ من سے
آتما عقل سے بھی بہتر ہے
بس میں کر کے حواس تو اپنے
مار اس کو یہ ہے بڑا دشمن

شب خون

مہابھارت کا ایک اہم واقعہ

(ہندوستان بلکہ دنیا بھر کی تاریخ میں اپنی نوعیت کا سب سے پہلا واقعہ)

(از نسیم نور محلی)

مہابھارت کی لڑائی کا اٹھارواں اور آخری دن تھا۔ راجہ دریودھن جو اس مہیب جنگ کے بانی تھے بھیم سین کے ہاتھوں زخمی ہو کر گر چکے تھے۔ ان کی ان گنت فوج میں سے۔ اشوتھاما۔ کرپاچاریہ۔ اور کرت ورما۔ صرف یہی تین بہادر زندہ بچے تھے۔ جب انہوں نے راجہ کا زخمی ہونا سنا تو وہ رتھ پر سوار ہو کر میدان کارزار میں پہنچے۔ ان کو یہ دیکھ کر بےحد ملال ہوا۔ کہ ان کا راجہ آندھی کے زور سے گرے ہوئے کسی تن آور درخت کی طرح زمین پر پڑے ہیں ان کا جسم اور لباس خاک و خون میں لت پت ہے۔ اور غم و غصہ کی وجہ سے ان کے ماتھے پر بے شمار شکنیں پڑی ہوئی ہیں اسی غم واندوہ کے عالم میں۔ وہ تینوں بہادر رتھ سے اتر کر زخمی راجہ کے پاس زمین پر بیٹھ گئے۔ فرط غم سے اشوتھاما کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ روتے ہوئے گلے اور مغموم آواز سے اس نے راجہ کو پکارا۔ اور کہا کہ اے مہاراج آپ کو اس کس مپرسی اور مصیبت کے عالم میں دیکھ کر یہ معلوم ہو رہا ہے۔ کہ دنیا کی ہر چیز، ہر نعمت اور ہر آرام و راحت ہیچ ہے۔ آپ جیسا پرتاپی راجہ جس کا جاہ و حشم۔ شان و شوکت اور دبدبہ۔ دیوتاؤں کے راجہ اندر سے کسی طرح کم نہ تھا اس طرح شکستہ حالت میں خاک و خون میں لت پت فرش زمین پر پڑا ہے۔ اس پر جسقدر افسوس کیا جائے کم ہے۔ جو ایک دن تمام دنیا کا شہنشاہ تھا۔ جس کی فوج کی گنتی نہ ہو سکتی تھی۔ وہ آج زمین پر اس حالت میں پڑا ہے۔ آج مجھے دوشاسن نظر نہیں آتا۔ مہارتھی کرن۔ اور دوسرے ہمدرد مہارتھیوں کے درشن نہیں ہوتے یہ کیا بات ہے۔ سچ ہے کہ تقدیر کا منشا سمجھنا نہایت دشوار ہے۔ یہ وقت کا الٹ پھیر ہے کہ آپ جیسا فلک وقار شہنشاہ خاک میں لوٹ رہا ہے وہ سفید چھتر کہاں گیا۔ چھنور کہاں گیا۔ اور اس بےشمار فوج کو کیا ہوا۔ کس سبب سے کون سا کام۔ کب اور کس طرح ہوگا۔ یہ راز انسانی عقل کی دسترس سے بالا ہے۔

اشوتھاما کی یہ درد بھری بات سن کر راجہ دریودھن کی آنکھوں میں بھی آنسو آگئے۔ ہاتھوں سے آنسو پونچھ کر انہوں نے کہا کہ اے بہادروں کے سرتاج۔ تخلیق عالم کے وقت قدرت نے انسانی زندگی کو نہایت مختصر بنایا ہے اس کا وقفہ آنکھوں کی جھپک سے بھی کم ہے۔ چھپکلی کی زبان کی ایک حرکت میں بھی وہ سرعت نہیں ہوتی جس سرعت سے انسانی زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ جو پیدا ہوا ہے اسے ایک دن مرنا ہے۔ دنیا کی لذتیں محدود ہیں۔ ہر خوشی کے بعد غم ہے قدرت کا یہ اصول اٹل ہے۔ اور اسی اصول کے مطابق آج میری یہ حالت ہے۔ جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ اس پر بھی خوشی کی بات ہے۔ کہ میں نے مصیبت کے وقت بھی لڑائی سے منہ نہیں موڑا۔ اپنے بھائیوں۔ بیٹوں، بھتیجوں، بندگان، رشتہ داروں، عزیزوں، دوستوں اور سپاہیوں کے ساتھ میدان جنگ میں مارا گیا ہوں۔ اس سے بڑھ کر

باعثِ فخر یہ بات ہے کہ آپ تینوں مہارتھی۔ اس مہیب جنگ میں موت کے منہ سے بچ رہے ہیں۔ آپ تمام استادوں میں ہیں۔ اور سب کام کرنے کے قابل ہیں۔ آپ نے میری فتح کے لئے اپنی جانیں تک لڑانے میں کوتاہی نہیں کی۔ میری بہتری کی خواہش میں ہر ممکن تدبیر کی۔ آپ سے جو کچھ بنا آپ نے کیا۔ اس پر بھی اگر مجھے کامیابی نصیب نہیں ہو سکی تو آپ پر کوئی الزام نہیں۔ تقدیر کا لکھا بدلا نہیں جاسکتا۔ ہر صورت میں ایک بہادر کھشتری کی موت مر رہا ہوں۔ اور اگر شاستر سچے ہیں۔ تو مجھے دیوتاؤں کا سورگ نصیب ہو گا۔ اس لئے میری موت غم کے قابل نہیں۔ اتنا کہکر راجہ دریودھن بے حال ہو گئے۔

اپنے راجہ کی یہ حالت دیکھ کر اشوتھاما کا غم و غصہ اور بھی بڑھ گیا۔ اور وہ ہاتھ مل کر کہنے لگا۔ کہ اے مہاراج پانڈو بہت نیچ اور کمینے ہیں۔ انہوں نے میرے باپ کو دھوکے اور پاپ سے مارا لیکن مجھے باپ کی موت پر بھی اتنا رنج نہیں ہوا۔ جتنا آپ کی حالت دیکھ کر ہو رہا ہے۔ میں نے آج تک جو دان پن کیا ہے۔ جو اچھے کام کئے ہیں۔ اور جو یگیہ کئے ہیں۔ ان سب کی قسم کھا کر یہ عہد کرتا ہوں کہ آج ان بے انصافیوں کا بدلہ لے کر چھوڑوں گا۔ آپ مجھے ایسا کرنے کی اجازت بخشیں۔

اشوتھاما کے یہ لفظ سن کر راجہ دریودھن بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے کرپا آچاریہ سے پانی منگوایا۔ اور پانی آ جانے پر یہ کہا کہ اے گورو دیو! آپ میرے بہی خواہ ہیں۔ اور آپ کے دل میں میرے لئے پریم ہے تو اشوتھاما کو سیناپتی کے منصب پر قائم کر دیں۔ کرپا آچاریہ نے اسے بخوشی منظور کیا۔ اور شاستر کے مطابق اشوتھاما کو سیناپتی بنا دیا۔ اشوتھاما نے راجہ دریودھن کو گلے لگا کر جنگ کا بگل اس زور سے بجایا۔ کہ فضا تھرتھرا اٹھی۔ اس کے بعد وہ تینوں بہادر وہاں سے روانہ ہو گئے۔ خاک و خوں میں لت پت راجہ دریودھن نے وہ بھیانک رات وہیں کاٹی۔

وہاں سے چلنے پر تینوں نے پانڈووں کے جشن مسرت کا شور سنا اس خیال سے پانڈو پتہ پا کر کہیں ان کا تعاقب نہ کریں۔ وہ اپنے آپ کو چھپاتے ہوئے مشرق کی طرف چل پڑے۔ کچھ دور جا کر ایک گھنا جنگل آ گیا۔ جس پر درختوں پر بیشمار بیلیں چڑھی ہوئی تھیں۔ چنانچہ انہوں نے برگد کے ایک بڑے بھاری درخت کے نیچے جس کی ہزاروں شاخیں چاروں طرف پھیلی ہوئی تھیں۔ رتھ کھڑا کر دیا۔ گھوڑے کھول دیئے۔ اور رات بھر وہیں آرام کرنے کا خیال کیا۔ کرپا آچاریہ اور کرت ورما بہت گھائل اور تھکے ہوئے تھے۔ اس لئے انہیں بہت جلد نیند آ گئی۔ اشوتھاما کو تھکاوٹ کے باوجود غصہ کی وجہ سے نیند نہیں آئی۔ وہ پانڈووں سے بدلہ لینے کی تدبیریں سوچنے لگا۔ اور بہت دیر تک اسی ادھیڑ بن میں محو رہا۔ اس کے سامنے ہی ایک درخت پر بہت سے کوّے رہتے تھے۔ اتنے میں بادامی رنگ کا ایک بہت بڑا الّو وہاں آیا۔ اس نے آہستہ آہستہ ایک شاخ سے دوسری شاخ پر جا کر ایک ایک کوّے کو مارنا شروع کیا۔ کسی کے پر نوچ ڈالے کسی کا سر کاٹ ڈالا کسی کے پاؤں توڑ دیئے۔ اور کسی کا پیٹ پھاڑ دیا۔ اس طرح اس نے دیکھتے ہی دیکھتے سب کوّوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یہ دیکھ کر اشوتھاما کو ایک نیا خیال سوجھا۔ بالکل نیا خیال جس کی مثال ماضی میں موجود نہ تھی۔ اس نے اس واقعہ کو غیبی اشارہ سمجھا۔ اور ایک بالکل انوکھا نکتہ خیال سے سوچنا شروع کیا۔ کہ یہ جانور مجھے دشمنوں سے بدلہ لینے کا طریقہ بتانے آیا ہے۔ میں نے مرتے ہوئے راجہ کے سامنے بدلہ لینے کی قسم کھائی ہے۔ پانڈو بہادر ہیں۔ ہر طرح کا سامانِ جنگ ان کے پاس ہے۔ اور اس وقت فتح کی خوشی سے ان کا حوصلہ بڑھا ہوا ہے۔ ان حالات میں ان کے سامنے جانا بایقین موت کے منہ میں

جاتا ہے۔ سامنے کی لڑائی میں ہمارا زندہ بچ کر آنا ناممکن ہے۔ رات کو چپ چاپ ان پر حملہ کر دیا جائے تو کام بن جانے میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ پانڈووں نے قدم قدم پر دھوکے اور پاپ کی لڑائی لڑی ہے اس لئے ان سے ایسا سلوک کسی طرح بھی نازیبا نہیں۔ وہ ایسے سلوک کے روادار ہیں۔ یہ سوچ کر اس نے دونوں ساتھیوں کو جگا کر اپنے ارادے سے مطلع کیا۔

اشوتھاما کا ایسا شرمناک ارادہ سن کر دونوں نے شرم سے اپنا سر جھکا لیا اور کوئی جواب نہ دیا۔ اس پر اشوتھاما نے آنکھوں میں آنسو بھر کر اپنے ماموں کرپاچاریہ سے کہا کہ ماما! جن کے لئے ہم جنگ میں کودے ہیں ان راجہ دریودھن کو پاپی بھیم سین نے آج بڑی بے دردی سے مار کر ان کے سر کو پاؤں سے ٹھکرایا ہے۔ یہ سنو۔ جیت سے پھولے ہوئے پنچال لوگوں کے نعرے۔ باجوں کی آواز اور ہنسی ٹھٹھول کی باتیں۔ ہوا کے زور سے چاروں طرف دور دور تک سنائی دے رہی ہیں۔ اس وقت ہم صرف تین آدمی کورو فوج سے زندہ بچے ہیں۔ اس لئے اگر ہماری عقل خراب نہیں ہوئی۔ تو ہمیں اس بات کا فیصلہ کرنا چاہئے۔ کہ اب ہمارا فرض کیا ہے۔ کرپاچاریہ نے کہا۔ کہ عزیزمن۔ ہم نے تمہاری بات سن لی۔ اب تم ہماری بات سنو۔ دریودھن نے دور تک سوچ کر کام نہیں کیا۔ جن لوگوں نے اس کے بھلے کی کہی۔ ان کی اس نے بے قدری کی۔ اور جو شخص نہایت بے وقوف اور ناعاقبت اندیش تھے۔ ان کی صلاح مان کر اس نے ہر طرح نیک، لائق، دھرماتما اور ہنرمند پانڈووں سے لڑائی مول لی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مارا گیا۔ اس پاپی اور ناعاقبت اندیش کے پیچھے لگ کر ہماری بھی یہ حالت ہوئی۔ دکھ اور شکست کی وجہ سے ہماری عقل ٹھکانے نہیں۔ اس لئے ہم کوئی اچھی صلاح دینے کے قابل نہیں۔ جو آدمی موہ سے اندھا ہو رہا ہے۔ اسے چاہئے کہ وہ اپنے خیرخواہوں اور دوستوں سے صلاح لے اس لئے ہمیں چاہئے کہ دھرتراشٹر، گندھاری اور بدر سے نیک مشورہ کے لئے التماس کریں۔ سب آدمی تدبیر اور تقدیر سے بندھے ہوتے ہیں۔ ان دونوں کے سوا اور کچھ نہیں۔ اکیلی تقدیر یا تدبیر سے کامیابی نہیں ہوتی کامیابی کے لئے دونوں کا ملاپ ضروری ہے۔ پھل کی تجویز تقدیر کے ذمہ ہے۔ پھر بھی دیدہ ور تدبیریں محو رہتے ہیں۔ آدمی کے سب کام ان دونوں کے آسرے کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ تدبیر کی کامیابی تقدیر کے راس ہونے پر منحصر ہے۔ اور پھل کا حصول بھی تقدیر پر انحصار رکھتا ہے۔ گو دیدہ ور تقدیر کے خلاف ہونے پر بھی اپنے کام بڑی سمجھ اور محنت سے کرتے ہیں۔ پھر بھی انہیں کامیابی نہیں ہوتی اس کے خلاف ایسی نکمے لوگ کسی کام کو شروع کرنا ہی اچھا نہیں سمجھتے۔ لیکن عقلمندوں کو یہ بات پسند نہیں۔ کیونکہ دنیا میں کوئی کام بھی بے ثمر نہیں سمجھا جاتا لیکن کام نہ کرنے پر تو دکھ ہی دکھ نظر آتا ہے۔ جو تدبیر نہ کرنے پر بھی ہر طرح کا پھل حاصل کر لیتے ہیں۔ یا جنہیں کام اور محنت کرنے پر بھی کوئی پھل نہیں ملتا۔ ایسے لوگ دنیا میں بہت کم نظر آتے ہیں۔ پھر بھی عزم مصمم سے کام میں لگے ہوئے آدمی ہی آرام سے زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ اور سست آدمیوں کو کبھی سکھ نہیں ملتا۔ محنت سے کام کرنے والے ہی اس دنیا میں کامیاب نظر آتے ہیں۔ اگر انہیں کام شروع کرنے پر بھی کوئی پھل نہیں ملتا۔ تو ان پر کوئی الزام نہیں دیا جا سکتا۔ لیکن جو کچھ کئے بغیر ہی پھل پا لیتا ہے۔ اس کی دنیا میں بدنامی ہوتی ہے۔ اور لوگ اکثر اس سے حسد کرنے لگ جاتے ہیں اس طرح جو شخص صرف تقدیر۔ یا صرف تدبیر کے قائل ہیں۔ وہ اپنا برا ہی کرتے ہیں۔ عقلمندوں کا یہی کہنا ہے۔

کئی بار کوشش کرنے پر بھی جو کامیابی نہیں ہوتی۔ تو اس میں ہمت کی کمی ہوتی ہے یا تقدیر کی ناسازی۔ تیسری کوئی وجہ نہیں ہوتی۔ لیکن ہمت نہ کرنے پر تو کوئی کام پورا ہوتا ہی نہیں۔ جو آدمی بزرگوں کی سیوا کرتا ہے ان سے اپنی بہتری کی تدبیر پوچھتا ہے اور ان کے بتائے ہوئے رستے پر چلتا ہے۔ وہ بُرا نہیں سمجھا جاتا۔ کام شروع کر دینے کے بعد بزرگوں کے محترم اشخاص سے بار بار رائے لینی چاہیئے۔ کام کی کامیابی کے اسباب یہی ہیں۔ بزرگوں کی رائے سے شروع کیا ہوا کام جلد سپھل ہو جاتا ہے۔ لیکن جو شخص ہوس۔ غصہ، خوف یا لالچ سے کسی کام میں محو ہوتا ہے۔ وہ اپنے بیچ سے جلد ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ اور ناکام رہتا ہے۔ دریودھن بھی طامع اور اوچھی عقل کا مالک تھا۔ اس نے اپنی مورکھتا سے ناعاقبت اندیشی سے بُرے لوگوں کی صلاح سے اور جہالت سے یہ جنگ شروع کیا تھا۔ اس لئے اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ یہ تو درست ہے کہ کام شروع کئے بغیر کامیابی نہیں ہو سکتی۔ جن کا کام محنت کرنے پر بھی پورا نہیں ہوتا۔ ان کی تقدیر ہی کو ناموافق سمجھنا چاہئے اس لئے بہتر یہی ہے کہ ہمیں خود سوچ سمجھ کر اور بزرگوں کی رائے لے کر کام شروع کرنا چاہیئے۔

کرپا آچاریہ کی یہ تقریر سن کر اشوتھاما غصہ سے لال پیلا ہو گیا اور کہنے لگا کہ جتنے انسان ہیں۔ سب کی عقل جُدا جُدا ہے۔ سبھی اپنی عقل کو اچھی سمجھتے ہیں۔ اور اسی کے مطابق کام کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ میں نے اپنی عقل کا حال آپ سے کہہ سنایا۔ میری سمجھ میں اسی کے مطابق کام کرنے سے مجھے سکون قلب مل سکتا ہے۔ دشمنوں کے ڈیروں میں گھس کر اور پانڈوؤں کی جان لے کر مجھے شانتی ہو گی۔ پنچال لوگوں کو مار کر آج میں اپنے باپ کے قرضے سے سبکدوش ہوں گا۔

اشوتھاما کو اپنی بات پر اڑے ہوئے دیکھ کر کرپا آچاریہ انہیں دھرم کے رستے پر لانے کی کوشش کرنے لگے اور بولے کہ بیٹا! تم اپنی ضد سے ٹلنے والے نہیں ہو۔ آج پانڈوؤں سے بدلہ لینے کے لئے تمہارا ایسا خیال ہوا ہے یہ بُرا نہیں۔ صبح ہونے دو۔ ہم دونوں بھی تمہارے ساتھ چلیں گے آج کی رات آرام کر لو۔ تمہارا دل ٹھکانے آ جائے گا۔ اس کے بعد تم دشمنوں کا سامنا کرو گے تو بالیقین ان پر فتح پا لو گے۔ ہم دونوں بھی تمہارے ساتھ مل کر تمہارے دشمنوں کو ماریں گے۔ جب میدان جنگ میں ہم تینوں کا ساتھ ہو گا۔ تو دیوتاؤں کا راجہ اندر بھی ہمارا مقابلہ نہیں کر سکیگا۔ ہم پانڈوؤں کو فتح کئے بغیر میدان جنگ سے واپس نہ آئیں گے۔ یا پانڈوؤں اور پنچال لوگوں کو مار کر میدان جنگ سے آئیں گے۔ یا خود وہاں مر جائیں گے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ کل ہم پوری ہمت سے تمہاری مدد کریں گے۔

یہ سن کر اشوتھاما نے غصہ سے آنکھیں لال کر کے کہا۔ ماما! باپ کی موت کی بات یاد کر کے میرا دل رات دن جلتا ہے۔ زخمی ہو کر میدان جنگ میں گرے ہوئے راجہ دریودھن کی حالت دیکھ کر میری چھاتی پھٹتی جا رہی ہے اس صورت میں مجھے نیند کیوں کر آ سکتی ہے۔ ارجن اور کرشن کے ہوتے ہوئے پانڈوؤں کو دیوتاؤں کا راجہ اندر تو کیا خود یم راج بھی نہیں جیت سکتا۔ آج کی رات پانچوں پانڈو اور کرشن گنگا تٹ پر ہیں۔ اس لئے جو کام کرنے کا ارادہ میں نے کیا ہے۔ اس کے لئے اور کوئی صورت نہیں ہے۔ آج کی رات بہترین موقعہ ہے۔

کرپا آچاریہ نے کہا۔ کہ اے عزیز۔ دوست یا رشتہ دار کو بُرا کام کرتے دیکھ کر چُپ نہیں رہا جاتا۔ میری بات سنو۔ اس وقت غصہ کو روک کر اگر تم میری بات سنو گے تو اچھے رہو گے۔ ورنہ بعد میں پچھتاؤ گے۔ سب لوگ جانتے ہیں۔ کہ فن جنگ کے ماہر ہو۔ اس لئے صبح ہونے پر۔ سب کے سامنے تم اپنے دشمنوں پر فتح پانا۔

آج تک تم نے رتی بھر پاپ نہیں کیا۔ اب اگر تم یہ قابل مذمت کام کروگے۔ تو یاد رکھو تمہاری یہ کرتوت تاریخ کے اوراق اور تمہارے اعمال نامے میں ایک بدنما دھبہ ہوگا۔ جنگ میں پاپ کی لڑائی کی ابتدا کرنیوالے سب سے پہلے شخص تم ہوگے۔ اور رہتی دُنیا تک تہذیب و اخلاق کی نگاہوں میں گنہ گار رہوگے۔

یہ سُن کر اشوتھاما نے کہا۔ کہ آپ نے جو کچھ کہا ہے وہ دُرست ہے۔ مگر دھرم کے اصولوں کو پانڈو ایک دفعہ نہیں بلکہ ہزار دفعہ پہلے ہی توڑ چکے ہیں۔ جھوٹی خبر سُنا کر میرے باپ کے ہتھیار رکھوا دیئے اور اس حالت میں انہیں مار ڈالا۔ دلدل میں پھنسے ہوئے رتھ کے پہیے کو نکالتے وقت کرن کا سر کاٹ لیا۔ شکھنڈی کے سامنے آنے پر ہاتھ روک لینے پر بھیشم پتامہ کو رتھ سے گرا دیا۔ اور آخر میں پاپ کی لڑائی کرکے بھیم سین نے راجہ دریودھن کی ران کی ہڈی توڑ دی۔ آج ہی رات کو میں اپنے باپ کے قاتل کو ماروں گا۔ یہ گناہ ہے تو گناہ سہی۔ اس کے عوض اگلے جنم میں مجھے حیوانوں اور کیڑے مکوڑوں کا جسم بھی ملے تو پروا نہیں۔ اتنا کہکر بہادر اشوتھاما نے رتھ میں گھوڑے جوڑ لئے۔ اور تیزی سے دشمنوں کے پڑاؤ کی طرف چل پڑا۔ اس کے دونو ساتھی بھی لاچار ہو کر اس کے پیچھے دوڑ پڑے غصے سے بھرے ہوئے اشوتھاما نے پانڈوؤں کے پڑاؤ کے قریب جا کر گھوڑوں کی رفتار سُست کر دی اس وقت پانڈو اور پنچال لوگ سُکھ کی نیند سوئے پڑے تھے۔ جب کرپا آچاریہ اور کرت ورما نے یہ دیکھا کہ اشوتھاما خیموں میں داخل ہونے کو ہے۔ تو وہیں ٹھہر گئے۔ اشوتھاما نے خوش ہو کر کہا۔ کہ آپ دونوں باہر ہی ٹھہریں۔ میں اندر پہنچکر موت کا طوفان برپا کردوں گا۔ آپ اتنا کام کریں کہ اس جگہ سے کوئی زندہ نہ جانے پائے۔ جو آپ کو اس دروازے سے پہلے اسے قتل کر ڈالیئے۔ اتنا کہکر اشوتھاما نے صدر دروازہ چھوڑ دیا اور پہرے داروں کی نظر بچا کر ایک اور ہی رستے سے پڑاؤ کے اندر گھس گیا۔

تھوڑی دیر ٹھہر کر اس نے اپنی تجویز پر نظر ثانی کی۔ پھر آہستہ آہستہ قدم رکھتے ہوئے سب سے پہلے وہ سیناپتی دھرشٹ دیومن کے ڈیروں میں گیا۔ دن بھر جنگ کرنے کی وجہ سے تھکے ہوئے پنچال لوگ بے سُدھ سو رہے تھے۔ یہ دیکھ کر اشوتھاما بہت خوش ہوا۔ بڑی پھرتی سے وہ دھرشٹ دیومن کے سونے کے کمرے میں پہنچ گیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک مخملی بچھونے پر خوشبودار پھول بچھے ہوئے ہیں۔ اور اس پر دھرشٹ دیومن گہری نیند سویا پڑا ہے۔ اشوتھاما نے دھرشٹ دیومن کو اپنے پاؤں سے ٹھکرا کر جگایا۔ جب وہ جاگ اُٹھا۔ تو اس کے بال پکڑ کر اسے زمین پر پٹک دیا۔ سونے سے اچانک اُٹھنے کے سبب اس کا سارا بدن سُست تھا۔ یکایک حملہ ہو جانے سے وہ خوف زدہ بھی ہو گیا تھا۔ اس لیے وہ کسی طرح اپنا بچاؤ نہ کر سکا۔ اشوتھاما اُسے حیوانوں کی طرح لاتوں اور گھونسوں سے پیٹنے لگا۔ دھرشٹ دیومن بڑے بڑے ناخنوں اور دانتوں سے اشوتھاما کو لہو لہان کر دیا۔ اس کے سوا اس سے کچھ اور نہ بن سکا۔ اس کو صاف صاف بولنا بھی مشکل تھا۔ بڑی مشکل سے مدھم سی آواز میں یہی کہہ سکا۔ کہ اے اشوتھاما مجھے ہتھیار سے قتل کر دے۔ تاکہ میں مرنے کے بعد ویر لوک حاصل کر سکوں۔ اس پر اشوتھاما نے غصے سے جل بھن کر یہ کہا کہ اے ننگ خاندان تجھ جیسے گورو کے قاتل کو ویر لوک نہ کیا۔ کوئی لوک بھی حاصل کرنے کا حق نہیں۔ یہ کہکر اس نے پوری قوت سے پاؤں کی ٹھوکریں مار مار کر اسے جان سے مار ڈالا۔ دھرشٹ دیومن کی چیخوں سے عورتیں اور پہرے دار جاگ اُٹھے اُنہوں نے اشوتھاما کو بھوت سمجھا اور خوف کے مارے دم بخود رہ گئے۔ دھرشٹ دیومن کے ڈیروں سے نکل کر اشوتھاما باقی دشمنوں کے ڈیروں کی طرف چل دیا۔ اتموجا ابھی سویا پڑا تھا۔ اس کے گلے کو دبا کر

اشوتھاما نے اسے بھی مار ڈالا۔ یدھامینو نے اتمو جا کی چیخیں سُن کر گدا اُٹھالی اور اشوتھاما کے مقابلے پر آیا۔ اشوتھاما نے اسے بھی پکڑ کر زمین پر گرا دیا۔ اور گلا گھونٹ کر مار ڈالا۔ اس طرح اس نے سوئے ہوئے ہزاروں بہادروں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ چاروں طرف چلاہٹ مچی ہوئی تھی۔ اور زور زور سے رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ یہ سن کر سب پنچال لوگ جاگ اُٹھے۔ اور اسی طرف کو دوڑے۔ اشوتھاما کو دیکھ کر بہتوں نے زرہ بکتر پہن لئے اور ہتھیار سنبھال کر اسے گھیر لیا۔ لیکن اشوتھاما تمام ہتھیاروں کا ماہر اور چابک دست تھا۔ اس نے بات ہی بات میں رودر استر سے سب کا صفایا کر دیا۔ اس کے بعد ... اس نے تلوار نکالی۔ اور موت کی طرح چاروں طرف گھومنے لگا۔ تھوڑی دیر میں اس نے پنچال لوگوں اور راجہ دروپد کے بیٹوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ اس کا تمام جسم اور لباس خون سے لال تھا۔ اور اس کی صورت بڑی ڈراؤنی معلوم ہو رہی تھی۔ بہت لوگوں نے اسے راکشش سمجھا۔ اور اُسے دُور ہی سے دیکھ کر بھاگنے لگے۔ لیکن دروازے پر کرت ورما اور کرپا آچاریہ کے شکار ہو گئے۔ اتنے میں دروپدی کے پانچوں بیٹے زرہ بکتر اور ہتھیاروں سے لیس ہو کر اس کے سامنے آ گئے۔ لیکن اشوتھاما نے انہیں جلد ہی بڑی بیدردی سے کاٹ ڈالا۔ اس کے بعد شکھنڈی کو بھی اشوتھاما نے تلوار کے ایک ہی وار سے دو ٹکڑے کر دیا۔ راجہ دراٹ کی تمام فوج کو گاجر مولی کی طرح دم زدن میں کاٹ کے رکھ دیا۔ چاروں طرف عجیب شور و غل مچا ہوا تھا۔ چیخوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ ہاتھیوں اور گھوڑوں نے رسّے تڑوا لئے۔ اور ڈیروں میں بے تحاشہ دوڑنے لگے۔ ان کے پاؤں کے نیچے سینکڑوں آدمی کچلے گئے۔ سیاہ رات اور اس پر ہاتھیوں گھوڑوں کی بھگدڑ۔ ایک عجیب سی گھبراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ نیم بیداری کی حالت میں لوگوں نے اپنے ہی آدمیوں کو دُشمن سمجھ لیا۔ ایک دوسرے کو پہچان نہ سکے۔ اس لئے انہوں نے آپس ہی میں مارکاٹ شروع کر دی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہزاروں بہادر اپنے آدمیوں کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اُتر گئے۔ گویا اشوتھاما کو قدرت کی طرف سے یہ بھی ایک طرح کی مدد مل گئی۔

اسی دوران کرت ورما کو اشوتھاما کی مدد کا خیال آیا۔ اس نے ڈیروں میں جگہ جگہ آگ لگا دی۔ آگ تیزی سے بھڑک اُٹھی۔ کرت ورما اور کرپا آچاریہ بھی اشوتھاما سے آ ملے۔ ان تینوں نے مل کر پانڈوؤں کی بھاگتی ہوئی فوج کے ایک ایک آدمی کو مار ڈالا۔ کوئی شخص بھی اپنی جان نہ بچا سکا

جیسا سناٹا ڈیروں میں اشوتھاما کے داخل ہوتے وقت تھا۔ ویسا ہی سناٹا ڈیروں پر پھر چھا گیا۔ اشوتھاما کی قسم پوری ہو گئی۔ اور باپ کی موت کا دُکھ اس کے دل سے دُور ہو گیا۔ خون میں شرابور تینوں حملہ آور ڈیروں سے باہر نکل آئے۔ ارجن اور کرشن کے وہاں نہ ہونے کی وجہ سے پانڈوؤں کی لقایا فوج تباہ ہو گئی۔

ڈیروں سے باہر نکل کر تینوں نے ایک دُوسرے کو گلے لگایا۔ اور اپنی کامیابی پر نازاں ہوتے اور اس کے بعد رتھ پر سوار ہو کر میدان میں پڑے ہوئے راجہ دریودھن کے پاس پہنچے۔ رتھ سے اُتر کر اُنھوں نے دیکھا کہ راجہ دریودھن بے حال پڑے ہیں۔ بدن سے خون بہہ رہا ہے۔ بھیڑیوں، گیدڑوں اور کتوں نے گھیر رکھا ہے اور جیتے جی ہی ان پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ راجہ دریودھن جسم میں سکت نہ ہونے کے باوجود ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر انہیں دور رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ تینوں بہادر ان کی یہ حالت دیکھ کر پریشان اور ملول ہو گئے۔ اور راجہ کو گھیر کر بیٹھ گئے۔ کتوں اور گیدڑوں کے بھاگ جانے پر راجہ دریودھن بیہوش ہو گئے۔ وہ تینوں زور زور سے رونے لگے۔ غم کا بوجھ ہلکا ہونے پر، اشوتھاما راجہ دریودھن کو بلند آواز سے پکار کر کہنے لگا۔ اے مہاراج! جسم میں اگر کچھ جان باقی ہے۔ تو اس دل خوش کن خبر کو سنئے

کہ اس وقت پانڈووں کی فوج میں سے پانچوں پانڈو۔ کرشن اور ستانکی صرف یہ سات آدمی زندہ رہ گئے ہیں۔ کل رات پانڈووں کے ڈیرون میں داخل ہو کر پانڈووں کی ساری بچی کچی فوج۔ دھرشٹ دیومن۔ شکھنڈی، الموجا۔ بدھامنیو اور درو پدی کے پانچوں بیٹوں کو مار کر بدلہ چکا دیا ہے۔

اشوتھاما سے یہ خوشخبری سن کر راجہ دریودھن کو کچھ ہوش آیا۔ اور مدھم سی آواز سے انہوں نے یہ کہا۔ کہ اے بہادر بھیشم پتامہ کرن اور آپ کے باپ سے جو کام نہیں ہوا۔ وہ آپ نے کرت ورما اور کرپا آچاریہ سے مل کر کر دکھایا۔ نیچ پنچال لوگوں کا مارا جانا سنکر میں آج اپنے کو بہت خوش قسمت سمجھتا ہوں۔ پرماتما آپ تینوں کا بھلا کرے۔ بہشت میں آپ سے میری ملاقات ہوگی۔ یہ کہکر راجہ نے باری باری تینوں کو گلے لگایا۔ اور دم توڑ دیا۔ اس وقت جو رنج ان تینوں کو ہوا وہ بیان نہیں ہو سکتا۔ راجہ دریودھن کی لاش کو بار بار گلے لگا کر وہ تینوں رتھ پر سوار ہو کر پانڈووں کے خوف سے وہاں سے کھسک گئے۔ اور مہابھارت کے مہیب جنگ کا خاتمہ اس افسوسناک اور قابلِ مذمت واقعہ پر ہو گیا۔

پرارتھنا

(پنڈت آسانند جی شرما معتدم)

من موہن برج چندر سریش

ہے مرلیدھر، ہے رادھیش

سنیہ روپ اگیان وناشک | سدا وِمل سد گیان پرکاشک
بھو جل بکھے ہیں سدا سہائک | ہرو ہمارا سکل کلیش

من موہن برج چندر سریش

ہے مرلیدھر، ہے رادھیش

اتی گاڑھ یہ موہ تم ناشو | اُریں گیان پردیپ پرکاشو
ہمیں سدا چرنوں میں راکھو | رہیں نہ تم بن ایک نمیش

من موہن برج چندر سریش

ہے مرلیدھر، ہے رادھیش

رہیں تمہاری چھتر چھایا ہیں | کبھی نہ بھولیں موہ مایا ہیں
گیان کی جوت جگا کایا ہیں | چمک اٹھیں ہم سریس دنیش

من موہن برج چندر سریش

ہے مرلیدھر ہے رادھیش

کلہ شت سوارتھ بھاؤ کو چھوڑیں | پر ہت سے نج ہت کو جوڑیں
گھرنا بندھ سے ناطہ توڑیں | رکھیں سبھی سے پریم وشیش

من موہن برج چندر سریش

ہے مرلیدھر ہے رادھیش

یوگ کیا ہے؟

لالہ کانشی رام جی چاولہ لدھیانہ

ادھیاتم کشیتر میں یوگ شبد کے بھاشیہ کاروں نے کئی ارتھ کئے ہیں مثلاً "وِیوگ" "ادیوگ" اور "سنیوگ" یعنی جدائی، کوشش اور ملاپ۔ زیادہ تر تو یوگ کا ارتھ ملاپ ہی کیا جاتا ہے۔ لیکن دوسرے دونوں ارتھ بھی شاستروں نے کئے ہیں۔ جہاں پر جدائی کے معنی لئے گئے ہیں وہاں کہا گیا ہے کہ جب تک ایک طرف سے جدائی نہ ہو دوسری طرف میل نہیں ہو سکتا اس لئے پہلے جدائی ضروری ہے اور جدائی ہو جانے پر قدرتی طور پر دوسری طرف توجہ ہو جاتی ہے اس لئے بنیادی چیز جدائی ہے لہذا اسی کا نام یوگ ہے مثلاً آتما پرکرتی سے پیار کرتا ہے جب تک پرکرتی سے ویوگ نہ ہو تب تک پرماتما کی طرف جا نہیں سکتا اس لئے یوگ کے بنیادی ارتھ ہیں آتما اور پرکرتی کے تعلق کا ٹوٹنا۔ جہاں پر یوگ کا ارتھ ادیوگ یعنی یتن یا کوشش کیا گیا ہے وہاں یہ وجہ دی گئی ہے کہ نہ تو ایک چیز سے جدائی ہو سکتی ہے اور نہ دوسری سے ملاپ ہو سکتا ہے جب تک یتن نہ کیا جائے اس لئے حقیقی معنوں میں کوشش یا پریتن ہی یوگ ہے۔ جیسے پہلے آتما اور پرکرتی کی مثال دی گئی ہے۔ "ادیوگ" ارتھ لینے والے کہتے ہیں کہ پرشارتھ یا ادیوگ سے ہی آتما اپنا پنڈ پرکرتی سے چھڑا سکتا ہے اور ادیوگ سے ہی اپنا سمبندھ پرماتما سے کر سکتا ہے۔ اس لئے ادیوگ ہی مکھیہ چیز ہے اور اسی کو یوگ کہنا چاہیئے۔

جہاں پر یوگ کا ارتھ سنیوگ لیا گیا ہے وہ تو ظاہر ہی ہے۔ کیونکہ یوگ کا سادھارن ارتھ ہے جڑنا یا جوڑنا۔ آتما کو پرماتما سے جوڑنے کا نام ہی یعنی آتما کا پرماتما سے سنیوگ ہی سچا یوگ ہے۔ غور سے سوچا جائے تو یوگ کے اندر یہ تینوں باتیں آ جاتی ہیں۔ پرکرتی سے ویوگ بھی لازمی ہے۔ اس کے لئے ادیوگ ضروری ہے اور پھر پرماتما سے ملاپ بھی لابھ ہے۔ اصلی ادیشیہ تو پرماتما سے سادھی کرنا ہی ہے۔ لیکن پرماتما کی طرف رغبت اور اس کے لئے پیار ہو ہی نہیں سکتا جب تک پرکرتی کی طرف سے منہ نہ موڑا جائے اس لئے پہلی منزل یوگ کی ویوگ ہی ہے۔ پرکرتی کی جانب سے منہ موڑنا کوئی آسان بات نہیں۔ پرکرتی نے آتما کو بری طرح سے جکڑا ہوا ہے انیک پرلوبھنوں اور بھوگ اچھاؤں کی زنجیروں سے باندھا ہوا ہے۔ ان زنجیروں کا توڑنا لوہے کے چنے چبانا ہے۔ اس لئے ان تاروں سے چھٹکارا پانے کے لئے بڑے سخت ادیوگ کی ضرورت ہے۔ پھر اس کے بعد پرماتما ایسی ستا ہے جو دکھائی نہیں دیتی من اور اندریوں کا وشے نہیں ہے۔ اس طرف جھکنے سے فوراً کوئی لابھ یا سکھ پرتیت نہیں ہوتا۔ یہ تو ایک انوکھی گھٹنی ہے اس لئے پرماتما کی طرف رغبت کرنے کے لئے اور اس سے پریم کا ناطہ جوڑنے کے لئے پھر ادیوگ کی ضرورت ہے۔ یہ دوسری منزل ہے اس کے طے ہو جانے کے بعد تیسری اور آخری منزل آتی ہے۔ یعنی پرماتما سے میل ہوتا۔ پرماتما سے پریم کا رشتہ جوڑنا چونکہ یہ آخری منزل ہے اور اسی غرض کے لئے پہلی دونوں منزلیں طے کرنی پڑتی ہیں اسی وجہ سے آخری منزل یعنی آتما اور پرماتما

کے ملاپ کو ہی یوگ کا نام دیا جاتا ہے۔

یوگ کا ٹھیک پتہ لگانے کے لئے ایک درشٹانت دیا جاتا ہے۔ رنگ منچ پر راجہ ہریشچندر کا کھیل ہو رہا ہے سامنے ایک سجن دیکھ رہا ہے۔ جب وہ نظارہ آتا ہے کہ ہریشچندر بھنگی کا نوکر بن کر شمشان میں مُردے جلانے کا ایک ایک ٹکہ محصول وصول کرتا ہے ادھر سے اس کی رانی تارا سانپ سے کاٹے جانے پر مرے ہوئے ان دونوں کے پیارے بچے روہتاس کو بغیر کفن کے اٹھا کر لاتی ہے۔ رانی کے پاس پیسہ نہیں ہے۔ ہریشچندر اپنے "بچے" کا داہ سنسکار کرنے کی غرض سے اپنے فرض کی ادائیگی کی وجہ سے بغیر محصول لئے اجازت نہیں دیتا۔ رانی بھی چیخیں مار کر رونے لگتی ہے اور راجہ ہریشچندر کے بھی آنسو نکل جاتے ہیں۔ اس دردناک سین کو دیکھ کر دیکھنے والا سجن بھی بلبلا اٹھتا ہے۔ اور وہ بھی ڈھاریں مار مار کر رونے لگتا ہے۔ کیا واقعی ہریشچندر اور اس کی رانی اور بیٹا وہاں موجود ہیں؟ بالکل نہیں۔ کیا وہ سب کچھ حقیقتاً وہاں ہو رہا ہے ہرگز نہیں کھیل کرنیوالا چند پیسے کمانے کے لئے یہ سارا تماشہ دکھا رہا ہے۔ اور دیکھنے والا بھی چند پیسے دے کر یہ جانتا ہوا کہ صرف ایک کھیل ہے وہاں بیٹھا دیکھ رہا ہے۔ تو سوچنے والی بات ہے کہ سب کچھ فرضی ہوتے ہوئے بھی وہ درشک کیوں اتنا دکھ محسوس کر رہا ہے۔ اس دن اس کے گھر اپنے لڑکے کی شادی کی تاریخ مقرر ہوئی تھی وہ ہنستا کھیلتا اور خوش خوش گھر سے گیا تھا۔ آج تو اس نے منہ پر اداسی بھی نہیں لانی تھی۔ پھر آج ہی اس کی ایک دوست کے ہاں ضیافت ہے کیونکہ دوست کے لڑکے کی بارات واپس آئی ہے۔ اس کی بھی اسے بڑی خوشی تھی۔ ان تمام حالات کے ہوتے ہوئے وہ اسی طرح بلک بلک کر رونے کی بدشگونی کر رہا ہے۔ باقی خوشی کے سارے سامان ہوتے ہوئے بھی اس نے اپنا اس طرح یہ حال کیوں بنایا ہے اس کا جواب صاف ہے کہ اس کا من باہر کے حالات سے بے نیاز ہو کر ان سے ویوگ کر کے۔ انہیں بھلا کر اس کھیل کے اندر محو ہو رہا ہے۔ بس اسی کا نام "یوگ" ہے۔ ایک سادھک بھی جب تمام بیرونی اشیاء اور حالات سے بے نیاز ہو کر پرماتما کی کھوج میں یعنی پربھو پراپتی کے سادھن میں اس طرح سے محو اور لین ہو جاتا ہے اس کو یوگ کہتے ہیں۔ جب پربھو پراپتی کا آنند محسوس ہونے لگتا ہے تب وہ یوگ پورن ہو جاتا ہے آنند کا احساس بھی اسی حالت کا نام ہے کہ جب اس ناٹک کے درشک کی طرح بیرونی سب نظارے فراموش ہو جاتے ہیں تب اس آتم آنند یا پرماتم آنند کا انوبھو ہونے لگتا ہے۔

یہ تو یوگ حقیقی ہے۔ یوگ مجازی بھی ہوتا ہے۔ دو دوست جا رہے ہیں۔ آپس میں ادھر ادھر کی باتیں ہو رہی ہیں۔ ایک دوست تو سوادھیائے شیل ہے۔ اور ساتھ ہی منن شیل ہے۔ اس نے صبح ہی بھگوت گیتا کا یہ شلوک پڑھا تھا

मन्मना भव मद्भक्तो मद्याजी मा नमस्कुरु।
मामेवष्यसि युकत्वैवमात्मानं मत्परायणः॥

"یعنی میرے میں من لگانے والا ہو۔ میرا ہی بھگت بن۔ میرا ہی پوجن کر اور مجھے ہی نمسکار کر اس طرح اپنے آپ کو میرے میں لگا ہوا میرے پرائن ہو کر تو مجھ کو پراپت کرے گا۔" دوسرے آدمی کی ابھی نئی شادی ہوئی ہے وہ اپنی پیاری بیوی کو بہت چاہتا ہے۔ چلتے چلتے اس کی یاد آ گئی ہے۔ وہ اس کی یاد میں اتنا محو ہو گیا کہ اسے بھی کوئی خیال نہ رہا کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔ اپنے اپنے خیال میں دونوں دوست ایسے لین ہو گئے کہ ان کی بات کا سلسلہ ٹوٹ گیا [illegible] وہ اپنی اپنی دُھن میں لگے ہوئے خاموشی سے چلتے گئے کافی دور نکل جانے کے بعد ایک۔۔

دوست کا خیال اکھڑ گیا یعنی اس کا من اندر سے باہر آگیا اور وہ دوسرے دوست سے پوچھتا ہے۔ چپ کیوں ہو گئے۔ دوسرا دوست بھی چونکتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ بھی چپ ہو گئے تھے۔ بس اس طرح سے من کی برتیوں کا باہر سے اندر کی طرف جانا ہی یوگ کہلاتا ہے۔ ان دونوں دوستوں میں سے ایک کا یوگ حقیقی تھا دوسرے کا مجازی۔

مجازی یوگ کی ایک اور مثال دی جاتی ہے۔ لکھا ہے کہ جب اکبر بادشاہ یہاں حکومت کرتا تھا۔ تو وہ کئی بار باہر نکل جاتا تھا۔ اور وہاں مالک کی یاد کیا کرتا تھا۔ ایک دن وہ ایک کپڑا بچھا کر بیٹھا تھا کہ یکایک ایک عورت اس کے کپڑے پر پاؤں رکھتی ہوئی تیزی سے نکل گئی۔ بادشاہ کو غصہ تو کافی آیا کہ اس نے ایک تو ویسے ہی بے ادبی کی ہے۔ اور دوسرے اس پاک کپڑے پر جوتوں سمیت چل کر اس نے اور بھی زیادہ گستاخی کی ہے لیکن اس نے ضبط سے کام لیا اور عورت کو کچھ کہا نہیں۔ تھوڑے عرصہ کے بعد وہ عورت ایک آدمی کے ساتھ ہنستی کھیلتی واپس اسی راستہ سے آئی اور وہ دونوں بچھے ہوئے کپڑے سے دور ہو کر نکلے۔ تب بادشاہ نے اس عورت کو پہچان کر اسے بلا کر ڈانٹا کہ تمہیں خبر نہ تھی کہ میں مالک کی یاد میں یہاں بیٹھا تھا اور تو نے نہ میرا کوئی خیال کیا نہ اس پاک آسن کا۔ تب وہ عورت ہنسی اور کہنے لگی۔ یہ آدمی جو میرے ساتھ جا رہا ہے یہ میرا پریتم ہے۔ میں اسے ملنے کے لئے جا رہی تھی میں اس کے دھیان میں اتنی محو تھی کہ اس وقت نہ تم مجھے دکھائی دئیے اور نہ تمہارا کپڑا لیکن میں حیران ہوں کہ تم اپنے بڑے پریتم کی یاد میں بیٹھے تھے اور تمہیں میرا بھی دھیان رہا اور اپنے کپڑے کا بھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم دل سے اپنے مالک کی یاد میں نہیں بیٹھے تھے۔ وہ محض ایک دکھاوا تھا۔ بادشاہ اس عورت کی —— بات سن کر لاجواب ہو گیا۔ وہ عورت جس وقت اپنے پیارے کی موہ کے دھیان میں چلی جا رہی تھی وہ یوگ میں تھی۔ اس کا من اس وقت سب بیرونی نظاروں سے اور حالات سے بے نیاز تھا۔

یوگ کی ایک اور مثال بھی ہے یعنی مہابھارت میں کتھا آتی ہے کہ جب گورو درونا آچاریہ پانچوں پانڈو بھائیوں کو شستر ودیا سکھلا کر ان کا امتحان لینے لگے تو انہوں نے درخت پر ایک مچھلی باندھ دی اور اس کے نیچے تیل سے بھرا ہوا برتن رکھ دیا جس میں اس مچھلی کا عکس پڑتا تھا اور اس نے پانچوں بھائیوں سے کہا کہ تیل کے اندر مچھلی کے عکس کو دیکھ کر اس کی آنکھ میں تیر لگاؤ۔ گورو کی آگیا پا کر پہلے سہدیو آیا اور اس نے نشانہ باندھا تو گورو نے پوچھا تم کو کیا کیا چیز دکھائی دیتی ہے۔ سہدیو نے جواب دیا کہ درخت اس کے پتے ٹہنیاں اور مچھلی سب کچھ دیکھ رہا ہوں۔ گورو نے کہا کمان رکھ دو اور پیچھے ہٹ جاؤ تم امتحان میں فیل ہو۔ پھر نکل آیا اس نے نشانہ باندھنے کے بعد گورو کے پوچھنے پر بتایا کہ مجھے ٹہنیاں پتے اور مچھلی دکھائی دیتی ہے۔ گورو نے اسے الگ کر دیا۔ پھر بھیم آیا اس نے کہا مجھے ٹہنی اور مچھلی دکھائی دیتی ہے۔ گورو نے اسے بھی فیل کر دیا پھر یدھشٹر جی آئے انہوں نے بتایا کہ مجھے صرف مچھلی دکھائی دیتی ہے۔ گورو نے اسے بھی پاس نہ کیا۔ آخر میں ارجن آیا اور جب نشانہ باندھنے کے بعد گورو نے سوال کیا تو اس نے کہا مجھے صرف مچھلی کی وہ آنکھ دکھائی دیتی ہے۔ جس میں تیر لگانا ہے۔ گورو خوشی سے ناچ اٹھا۔ اور کہا چھوڑو تیر کیونکہ تمہارا تیر نشانے پر بیٹھیگا اور ویسا ہی ہوا اسی کا نام ہے یوگ۔ جب تک انسان کو سوائے اس ذات واحد کے علاوہ اور سب پدارتھوں کا خیال دل سے مٹ جاتے اس کا نام ہوتا ہے "یوگ"

اس مضمون کے شروع میں ایک کھیل دیکھنے والے کی مثال دی گئی ہے۔ جو راجہ ہریش چند اور اس کی رانی کی مصیبت کا تماشہ دیکھ کر پلپلا اٹھا تھا کیوں؟ اس لئے کہ اس نے اپنے آپ کو اس کھیل کا تدروپ بنا لیا تھا۔

ہرشچندر کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھ رہا تھا۔ اس لئے اسے دُکھ ہوا اور وہ رونے لگا۔ جب وہ آدمی اس کھیل کے احاطہ سے باہر آگیا۔ وہاں کی حالت کو بھول گیا۔ اور اپنے دوستوں کے ساتھ رنگ رلیاں منانے لگا۔ جس طرح وہ کھیل ہو رہا تھا اسی طرح یہ دُنیا بھی ایک ناٹک ہے اس میں کھیل ہو رہا ہے اور ہم اس کے دیکھنے والے ہیں۔ چونکہ ہم اپنے آپ کو اس کھیل کے ساتھ تدروپ بنا لیتے ہیں۔ استری چیز اور دوسرے سمبندھیوں سے مانوس ہو کر انہیں اپنا سمجھ کر دُکھی ہوتے ہیں۔ انسان کے دُکھ کا کارن یہی ہے۔ جس وقت اس کے کسی سمبندھی کا ویوگ ہو جاتا ہے۔ اس کا کوئی مالی نقصان ہو جاتا ہے۔ کوئی مکان گر جاتا ہے تو وہ ان پدارتھوں کے ساتھ یوگ ہونے سے اپنے آپ کو دُکھی محسوس کرتا ہے۔ روتا ہے۔ چلاتا ہے۔ اُداس رہتا ہے۔ لیکن جو وچاروان پُرش اس دُنیا کو بھی ایک کھیل سمجھ کر اس کے احاطہ سے باہر آجائے من کا جو یوگ ان پدارتھوں سے ہوا ہوا ہے اسے ہٹا کر اپنے سچے پریتم اور سچے سکھ کے چشمہ کے ساتھ جوڑے تو وہ دُکھ سُکھ محسوس نہیں کرتا۔

دکھ سکھ انسان کو اسی لئے ہوتا ہے کہ اس کا یوگ پراکرت پدارتھوں سے ہے۔ اور یہ دکھ اس وقت تک بنا رہتا ہے جب تک ان وستوؤں سے یوگ بنا رہتا ہے۔ آدمی یوگ ان پدارتھوں سے کرتا تو اسی خیال سے ہے کہ مجھے سکھ ملے گا۔ لیکن ان میں حقیقی سکھ نہیں یہ تو وہی مثال ہوتی ہے۔ کہ جس طرح ایک جال کے نیچے پڑے ہوئے دانوں کو دیکھ کر ایک پرندہ ان پر جھپٹتا ہے۔ ایک آدھ دانہ تو اس کی چونچ میں آجاتا ہے لیکن وہ جال میں پھنس جاتا ہے۔ ایک دانہ کھانے کا سکھ تو اسے ملا لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ جال میں پھنس کر سدا کے لئے دُکھی ہو گیا پرندے نے دانے کے ساتھ یوگ کیا۔ اور وہ پکڑا گیا۔ یا جیسے ایک مچھلی کانٹے کے ساتھ لگے ہوئے مانس کے ٹکڑے کے سُکھ کے لئے اس پر جھپٹتی ہے۔ وہ ٹکڑا تو منہ میں آجاتا ہے لیکن ساتھ ہی کانٹا بھی گلے میں پھنس جاتا ہے اسی طرح انسان دُنیا کے پدارتھوں کے ذرا ذرا سے سُکھ کے لئے ان پدارتھوں سے یوگ کر کے اپنے آپ کو پھنسا لیتا ہے۔ پھر شاکی ہوتا ہے کہ دُکھوں نے گھیر لیا ہے۔ دُکھوں میں پھنستا تو خود ہے۔ لیکن شکایت کرتا ہے کبھی قسمت کی کبھی ناسازگار حالات اور زمانہ کی کبھی دوسرے آدمیوں کی دُشمنی اور مخالفت کی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسے نہ دُنیا دُکھ دیتی ہے نہ دُنیا والے۔ یہ خود ہی اس دلدل میں پھنستا ہے اور آفتیں جھیلتا ہے۔

آپ نے دیکھا ہو گا یا سُنا ہو گا کہ دریا کے کنارے پر دلدل ہوتی ہے۔ اگر کوئی آدمی یا جانور اس میں پھنس جائے تو باہر آنا مشکل ہوتا ہے۔ جوں جوں وہ ہلتا ہے توں توں نیچے غرق ہوتا جاتا ہے۔ اگر کسی پھنسنے والے آدمی کو دلدل کی خاصیت کی خبر ہو تو وہ بغیر ہلنے جلنے کے سکون سے وہاں ٹھیر جائے اور کسی دوسرے آدمی کی انتظار کرے جو اُسے وہاں سے نکلنے میں سہائتا دے یہی حال اس دُنیا کی دلدل کا ہے۔ ایک آدمی اس میں پھنس جاتا ہے یعنی کچھ سنسارک پدارتھ اپنے سُکھ کے لئے اکٹھے کرتا ہے۔ جب ان کی وجہ سے کچھ دُکھ محسوس ہوتا ہے تو وہ ہلنے جلنے لگتا ہے یعنی اور چیزیں اکٹھی کرتا ہے۔ نئے سے نئے مکان بناتا ہے۔ نئے سامان خریدتا ہے۔ نئے تعلقات پیدا کرتا ہے۔ لیکن دلدل میں پھنسے ہوئے آدمی کی طرح وہ بھی جوں جوں ہل جل کرتا ہے توں توں زیادہ گرفت میں آتا جاتا ہے۔ بس ظاہر ہے کہ سنسارک پدارتھوں سے جوں جوں یوگ یا میل بڑھے گا ٭ لیکن اگر کوئی وچارشیل پُرش پرکرتی کی خاصیت سے باخبر ہو کر سکون کے ساتھ اپنا کر تو یہ پالن کرے گا۔ زیادہ ہل جل نہیں کرے گا۔ تو کوئی سادھن ایسا بن جائے گا۔ جس سے وہ اس دائرہ سے بالکل باہر نکل آ

٭ توں توں دُکھ بھی بڑھیگا۔

اس حلقہ سے باہر نکلنے کا یہ ارتھ نہیں کہ ضروری طور پر گھر بار چھوڑ جائے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے یوگ کے رشتے کو بدلے۔ محض گھر بار چھوڑ دینے سے دکھوں کا خاتمہ نہیں ہوتا۔ بھگوان کرشن نے بھگوت گیتا کے تیسرے ادھیائے میں فرمایا ہے کہ جو انسان اپنی باہر کی اندریوں کو تو روک لے۔ لیکن من کا یوگ پھر بھی دنیاوی پدارتھوں سے رکھے یعنی اپنے اندر ہی اندر ایک اور دنیا رچ لے تو اسے کچھ لابھ نہیں ہوگا بلکہ وہ تو ڈھونگی بن جائے گا۔ لابھ اس بات میں ہے کہ من کے یوگ کو بھگوان کی یاد میں لگا کر پھر دنیا کے سب کام دھندے نراسکت ہو کر کرے۔ ایسا کرنے سے وہ اپنے دھندے بھی چلاتا جائے گا اور ان کی دلدل میں بھی نہ پھنسیگا۔ کہا ہے سے

"ہاتھ کار میں من یار میں"

بس اسی کو سچا یوگ کہتے ہیں۔ جن لوگوں کو پورن ویراگ ہو وہ دنیا کے دھندوں کو چھوڑ بھی سکتے ہیں۔ لیکن جو آدمی محنت سے بچنے کے لئے حرامخوری کرنے کے لئے یا اپنی پوجا پرتشٹھا کرانے کے لئے بھگوے کپڑے پہن لیتے ہیں۔ وہ تو اپنا لوک پرلوک دونوں بگاڑ لیتے ہیں۔ بھگوان کرشن نے فرمایا ہے کہ سنیاس تو من کا ہے یعنی من کا یوگ پرم آتما کے ساتھ ہو ورنہ دنیا چھوڑنے پر دنیا کی اور گہری دلدل میں پھنسنا ہوتا ہے کیونکہ بناوٹی سنیاس سے من میں چھل کپٹ اور دمبھ بڑھ جاتا ہے۔ ایک فارسی شاعر کہتا ہے سے

چیست دنیا از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

سوال کیا گیا ہے کہ دنیا کسے کہتے ہیں۔ جواب ملتا ہے کہ روزی کمانے کو دنیا نہیں کہتے۔ زر و مال اکٹھا کرنے کا نام دنیا نہیں ہے۔ اور بیوی یا بچوں کا ہونا بھی دنیا نہیں کہلاتا۔ بلکہ دنیا اس چیز کا نام ہے کہ انسان اپنے مالک کو بھلا دیوے۔"

لہذا دنیا میں رہتا ہوا کوئی انسان اگر دنیاوی چیزوں کی محبت میں یعنی ان کے یوگ میں اپنے آپ کو غرق نہیں کرتا اور پرمیشور سے یوگ کرتا ہے تو وہ سنیاسی ہے۔ اسی لئے ایک کوی کہتا ہے،

من کو رنگا یوگی سانچے رنگ میں : کیا ہے کپڑا رنگانے میں

اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ یوگ کیا ہے۔ یوگ ہے من کی برتیوں کو باہر سے ہٹا کر انتر آتما میں لگانا۔ ان برتیوں کو دنیاوی پدارتھوں کے لگاؤ سے ہٹا کر یا روک کر اپنے ہردے منڈل میں براجمان پرماتما تتو میں لین کرنا۔ اسی لئے پاتنجلی رشی کے یوگ شاستر نے اپنے پہلے ہی سوتر میں یوگ کی تعریف یہی لکھی ہے۔

ارتھات من کی برتیوں کو روکنا یوگ کہلاتا ہے

لہذا جو سادھک اپنا کلیان چاہتے ہیں انہیں واجب ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے دنیا کے سب کام دھندے کرتے ہوئے اپنے فرائض نبھاتے ہوئے من کو سنسارک وستوؤں میں نہ پھنسائیں بلکہ اپنے آنند کے سروپ سچدانند پربھو کے ساتھ یوگ کریں تاکہ کرت کرتیہ ہو جائیں اور اپنا جیون سپھل بنا لیں۔ انت میں یہ بات پھر اچھی طرح سے جتلائی جاتی ہے کہ اگر انسان دکھ سے نجات چاہتا ہے تو اس کا ایک مات اپائے یہی ہے کہ وہ اپنے من کی برتیوں کو باہر کی طرف سے روک کر اندر کی طرف لے جائے اور اسی کا نام یوگ ہے۔ جب تک برتیاں باہر مکھی رہیں گی تب تک دکھوں کا خاتمہ نہیں ہو سکتا

یوگ کی چتر مکھی تپسیا اور چتر مکھی کوشش

از پرم یوگی شری ماتاجی (فرانسیسی دیوی) انچارج شری اروندو آشرم پانڈی چری

(نوٹ از ایڈیٹر۔ شری ماتاجی کا مضمون شروع کرنیسے پہلے "اوم" کے پاٹھکوں کو اُن کا تعارف کرانا ضروری خیال کیا جاتا ہے کیونکہ بہت کم لوگ انکو جانتے ہیں اسلئے بہت ہی مختصر روپ میں اُنکے متعلق واقفیت نیچے درج کی جاتی ہے ابھی انک میں شری اروندو گھوش جی کے مضمون میں بھی ان کا کچھ ذکر آچکا ہے)

شری ماتاجی فرانسیسی دیوی ہیں۔ اور اُن کی عمر اسوقت ۷۷ سال کے قریب ہے۔ اُن کا جنم ۲۱ فروری ۱۸۷۸ء کو فرانس میں ہوا تھا۔ بچپن سے ہی ان کے اندر ایشور بھگتی اور روحانیت کے زبردست سنسکار تھے۔ اور اُن کو اکثر رُوحانی نظارے دکھائی دیا کرتے تھے۔ جن کو کوئی اور شخص نہیں دیکھ سکتا تھا۔ مثلاً اُنہوں نے ایک جگہ لکھا ہے کہ تیرہ سال کی عمر میں جب وہ رات کو سویا کرتی تھیں اُنہیں ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اُن کا آتما شریر میں سے نکل کر آسمان کی طرف جا رہا ہے۔ اُس کے چاروں طرف کسی نے ایک چمکدار سنہری کپڑا لپیٹ دیا ہے۔ وہ کپڑا بڑھتا بڑھتا سارے شہر کے اوپر پھیل جاتا اور ہزاروں دُکھی اور بیمار انسان اس کے نیچے جمع ہو کر خوشی حاصل کرتے۔ پھر اُن کا آتما واپس شریر میں آ جاتا۔ ایک بزرگ آدمی (فرشتہ) ہر وقت اُن کے پاس بیٹھا پریم بھری نظر سے اُن کو دیکھتا رہتا۔ ایک سال تک روزانہ یہ انوبھو ہوتا رہا۔ اس طرح غیبی طاقتوں کے ساتھ اُن کا سمبندھ ہوتا رہتا تھا۔ ۱۹۱۴ء کے قریب ان کو ایک آواز کہنے لگی کہ "تو ہندوستان جا۔ وہاں ایک شخص تیرا انتظار کر رہا ہے۔ تُو نے اُس کے ساتھ کام کرنا ہے" یہ آواز بار بار اس قدر زور سے آنے لگی کہ وہ ہندوستان آنے کے لئے مجبور ہو گئیں۔ اور جب اُن کا جہاز پانڈیچری کی بندرگاہ سے کچھ فاصلہ پر سمندر میں ہی تھا ان کو ایک سنہری روشنی کا چکر شہر کی طرف آسمان میں دکھائی دیا۔ پانڈیچری پہنچنے کے بعد بھی وہی چکر عرف ان کو ہی متواتر نظر آتا رہا۔ وہی روشنی ایک دن ان کو ایک مکان کے سامنے لیگئی اور لوگوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہاں ایک بنگالی جلاوطن اروندو گھوش رہتا ہے جو ریاضت کرتا ہے۔ شری ماتاجی انکو ملے اور دونو ہی ایک دوسرے کی رُوحانی شکتی سے بہت متاثر ہوئے حالانکہ شری اروندو جی عمر میں اُن سے کئی سال بڑے تھے لیکن اُنہوں نے ماتاجی کو اُن کے فرانسیسی نام سے نہیں پکارا بلکہ مدر "MOTHER" یعنی ماتا ہی کہا اور یہی نام اُن کا پختہ ہو گیا۔ پُستکوں میں اور خط و کتابت میں بھی ان کا نام مدر یا شری ماتاجی ہی لکھا جاتا ہے ۱۹۱۴ء میں کچھ عرصہ پانڈیچری رہنے کے بعد شری ماتاجی واپس فرانس چلی گئیں۔ لیکن یوگ اور ویدک فلسفہ پر شری اروندو جی کے ساتھ خط و کتابت جاری رہی۔ آخر ۱۹۲۰ء میں اپنے وطن فرانس کو ہمیشہ کیلئے خیر باد کہہ کر پانڈیچری مستقل رہائش اختیار کر لی اور شری اروندو جی کے کام میں شریک ہو گئیں۔ انہوں نے ہی سادھکوں کے لئے شری اروندو آشرم کی بنیاد رکھی اور اس پودہ کی اس طریقہ سے پرورش کی کہ بہت جلدی سینکڑوں سادھک وہاں رہنے لگ گئے۔ اُس وقت سے ابتک شری ماتاجی آشرم کی رُوح رواں ہیں اور آٹھ سو کے قریب سادھک۔ پُرش استریاں اور بچے وہاں رہتے ہوئے اُن سے یوگ ابھیاس سیکھ رہے ہیں

شری اروند جی ماتا جی کی روحانی شکتیوں اور سدھیوں کے مداح تھے۔ وہ شری ماتا جی میں مہاشکتی، مہیشوری، بھگوتی کے ہی درشن کرتے تھے۔ انہوں نے لکھا ہے۔ کہ ایک دفعہ آٹھ روز تک بغیر ایک منٹ بھی سونے کے متواتر دن رات شری ماتا جی کام کرتے رہے۔ اور آٹھ دن کے بعد بھی ان کے شریر میں تھکاوٹ کا کوئی نشان نہیں تھا۔ چہرہ پر اور آنکھوں میں اسی طرح تیج، پرکاش اور تازگی تھی۔

اس وقت ۷۶ سال کی عمر میں بھی شری ماتا جی نوجوانوں سے بھی زیادہ ان تھک کام کرنیوالی ہیں۔ جن لوگوں نے ان کے درشن کئے ہیں وہ بتاتے ہیں کہ ان کے شریر میں بڑھاپے کے کوئی آثار نہیں کسی وقت بھی وہ بیکار نہیں رہتیں۔ ان کی خوراک بھی بہت تھوڑی ہے۔ اور رات کو بھی تھوڑا ہی سوتی ہیں۔ ان کا شریر پتلا، چست اور پھرتیلا ہے۔ ان کا جیون بہت سادہ رہا ہے۔ دریائی سادہ ساڑھیوں سے زیادہ کپڑے کبھی انہوں نے نہیں رکھے۔ اپنے کپڑے ہمیشہ خود ہی دھوتی رہی ہیں۔ کوئی کام بھی ایسا نہیں جسے اپنے لئے گھٹیا سمجھتی ہوں۔ سادھکوں کی صحت کا بہت خیال رکھتی ہیں۔ ہر ایک سادھک استری پرش کے لئے آشرم کے کھیل کے میدان میں شام کو کسی نہ کسی کھیل میں حصہ لینا یا کسی قسم کی ویایام کرنی لازمی ہے۔ اور خود بھی مثال قائم کرنے کے لئے روزانہ ٹینس کھیلتی ہیں۔ اتنے بڑے آشرم کے ہر ایک محکمہ کا پربندھ۔ وسیع خط و کتابت، پستکوں اور مضامین کا لکھنا، انٹرنیشنل یونیورسٹی کے متعلق سرگرم مصروفیات، سادھکوں کو اپدیش وغیرہ لاانتہا کام انہوں نے اپنے اوپر لیا ہوا ہے۔ لیکن کسی نے کبھی ان کو تھکاوٹ میں نہیں دیکھا۔ چہرہ ہر وقت پُرنور اور شگفتہ ہی رہتا ہے۔ بہت پریم بھری مدھر درشٹی ہے۔ وہ ایک پیدائشی یوگی ہیں۔

اب انکا مضمون ملاحظہ فرمائیں جو بہت ہی اختصار کے ساتھ صرف سار روپ میں ہی نیچے دیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

پرستاونا

"سنسار کی سب سے بڑی Discovery (دریافت) یعنی دنیا کی تمام معلومات میں سے سب سے بڑی اور اہم جو اب تک دریافت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ "جیو کی 'میں' اور پرماتما کی 'میں' ایک ہے۔ ہم اور ہمارا سرچشمہ جس سے ہمارا نکاس ہے یعنی ہم اور ہمارا ایشور ایک ہیں"

The individual 'I' or the 'I' of each, and the great Univesal 'I' are one. We and the source of our being, we and our God, are one.

اور یہ ایکتا صرف اپنے سنبندھ یا رشتہ کی گہرائی یا نزدیکی دکھانے کے لئے بطور النکار ہی نہیں کہی جاتی بلکہ حقیقت میں پرنتو صحیح طور پر ہم ایک ہی ہیں۔ ہماری زندگی کا مقصد اسی ایکتا کو انوبھو کرنا اور اپنے اندر سے ہی ایشور کو پرگٹ کرنا ہے۔

کسی کیلئے یہ سادھن بہت کٹھن، لمبا اور کشٹ دائک ہوتا ہے اور بعض کی کچھ آتمک انتی ہو چکی ہے ان کے لئے سہج ہوتا ہے۔ لیکن سب کو ہی اس کے باقاعدہ روزانہ نیم اور ودھی کے انوسار ابھیاس کرنا ضروری ہے۔ اس کے سادھن اور ابھیاس کی آخری وہ ہے جب ایک مہا دُشٹ، راکشس، مہاپاپی اور ہمارے خون کے پیاسے انسان میں بھی پرماتما کا درشن ہو۔ اس سے نفرت، گھبرانا اور غصہ کرنے کی بجائے اس کو کہیں "اے اٹھ جاگ۔ اے جیوتی سروپ آتما تو شدھ ہے۔ جنم اور موت تیرے نزدیک تک نہیں۔ اے سرو شکتیمان۔ اور اپنے سچے سروپ میں پرگٹ ہو"۔ یہ آتمک درشٹی اور سچا ایشوری پریم ہے۔

آپ پرماتما کا روپ بنیں۔ لیکن پہلے یہ سمجھ لیں کہ پرماتما ہے کیا۔ وہ سب کا سوامی ہے۔ اور سب کا نوکر بھی ہے۔ سب پر حکومت کرتا ہوا بھی وہ ایک نوکر کی طرح بھلے برے سب کی دن رات سیوا کرتا ہے۔ اس لئے سب چھوٹے بڑے

جو ایشور کے ساتھ مل کر سوامی اور ایشور بننا چاہتے ہیں۔ مگر سب کا نوکر بننے کا یہ عاجزانہ جیون کتنا مہان اور کتنا سُندر ہے۔ ایسے منشیہ ہی اپنے اندر ایشور کو پرگٹ کر سکتے ہیں۔ بیوہار کے جیون میں داس بھاؤ اور اپنے اندر آتم درشٹی کا آنند، سمتا اور شانتی۔ یہی سچا ایشوری جیون اور ایشوری پریم ہے۔ اس کے لئے کوئی بھی سادھن جو آپ کے انوکول ہو جس سے اہنکتا کا سروناش ہو جائے سو ٹھیک ہے۔ لیکن سب سے اُتم اور آسان سادھن "آتم سمرپن" یا Self-surrender to God ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ ایشور کی کرپا کا آواہن کرنے کے لئے ہم پرکرتی کے بنے ہوئے اپنے عجیب و غریب سنھول اور سوکشم شریروں کو پورے طور پر پرماتما کے حوالے کر دیں تا کہ ان کی شکتی کے انوسار ان سے زیادہ سے زیادہ سادھن اپنا روپ بنانے کے لئے کرائیں۔

اگر آپ اس روحانی مارگ پر چلتے ہوئے راستہ کے دُکھوں اور تکلیفوں سے گھبرا گئے ہیں تو دیکھنا ہمت نہ ہارنا۔ آپ سے پہلے ہر ایک سادھک کی اس سے بھی بُری دشا ہوئی ہے۔ خود میں نے آپ سے بھی بہت زیادہ تکلیفیں، مصیبتیں، غریبی، تنہائی اور انیک کشٹ سہن کئے ہیں۔ دُکھ اور تکلیف میں ہی پرم جیوتی تمہارے اندر پرویش کریگی۔ سُکھ میں کبھی نہیں۔

"شولی اوپر سیج پیا کی کِس بِدھ ملنا ہوئے"

بیٹا! میری بات سنو۔ انسان کی سب سے زیادہ دُکھی، خطرناک اور قابلِ رحم حالت سرشٹی کے آرنبھ میں تھی جب پرماتما نے اُس کو اپنے سے جدا کر کے ایک تنِ خاکی میں بند کر کے زمین پر چھوڑ دیا تھا۔ اپنے ایشوری سروپ کی جدائی وہ برداشت نہ کر سکا۔ بہت گھبرایا، تلملایا اور واپس اُس میں سما جانے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔ جب آسمان کی طرف نظر ماری تو دیکھا کہ کسی دشمن نے ایک زبردست اور موٹی حد اُس کے اوپر چاروں طرف پھیلا دی ہے جس کو وہ عبور نہیں کر سکتا۔ سامنے کی طرف دوڑا تو اُفق کے دروازوں پر دہکتی ہوئی تلواریں ہاتھ میں لئے سنتری اُس کا راستہ روک رہے تھے۔ کیا کرے کدھر جائے، پرم پِتا پرماتما نے اُس کی آہ و زاری دیکھ کر محسوس کیا کہ اُس کی جدائی سہن کرنا اُس کے پتروں کے لئے ناممکن ہے اُس نے فوراً ہی اُتر کر انسان کے شریر میں پرویش کیا اور اپنے انش کو اپنے پتر کو اپنی گود میں لے کر وہاں ہی بیٹھ گیا۔ اس طرح ہر ایک منشیہ کے ہردے میں ایشور نے اپنا نواس استھان بنا لیا۔ اب کتنی حیرانی کی بات ہے کہ جو ایشور تم سے کبھی جدا نہیں ہوا جو اناد کال سے تمہیں گود میں لئے بیٹھا ہے اُسے خوابِ غفلت میں بھول کر تم باہر اِدھر اُدھر ڈھونڈتے پھرتے ہو وہ کہیں گم تو نہیں ہوا۔ گم تو تم خود ہو گئے ہو۔ تمہارا اپنا آپ کھویا گیا ہے۔ اپنے آپ کو تلاش کرو کہ تم کہاں ہو۔

میرے پیارے بچے! تمہارے ہردے کی اندرونی خاموش گہرائیوں کے اندر ایک اگنی جگ رہی ہے۔ وہی تمہارا ایشوری سروپ ہے۔ تمہارا اصلی حقیقی SELF یا آتما ہے۔ اُس کو پہچانو۔ اُس کی آواز کو سننے کا ابھیاس کرو۔ اور اُس کے مطابق عمل کرو۔ اگر یہ ٹھیک ہے کہ سنسار میں انسان جیسا کمزور اور بے بس کوئی نہیں تو یہ بھی سچ ہے کہ پرماتما کی جیوتی اور شکتی جتنی انسان کے اندر ہے اُتنی کسی اور ہستی میں نہیں۔ لیکن اس ایشوریہ یعنی ایشوری شان، ایشوری تیج اور ایشوری جیون کی عملی پراپتی صرف نمرتا میں، عاجزی میں اور اہنکار رہت ہو کر ہی ہو سکتی ہے۔

چتر بھُجی تپسیا

یوگ دوارا ایشور کے جس روپ میں ہم نے سنسار میں پرگٹ ہونا ہے اُس کے چار پہلو یا چار بھجائیں ہیں Love, Knowledge, Power and Beauty.

یعنی پریم ۔ گیان ۔ شکتی اور سُندرتا یا خوبصورتی ۔ اِن چاروں کو اپنے وجود میں پُورن رُوپ سے دھارن کرنے کے لئے ہمارے پاس چار چیزیں ہیں جن کے نام سلسلہ وار یہ ہیں (۱) پریم کے لئے ہماری Soul یا رُوح (۲) گیان کے لئے بُدھی اور من (۳) شکتی کے لئے پران ۔ اور (۴) خوبصورتی کے لئے شریر ۔ اِن چاروں کی مکمل شُدھی اور پُورن تبدیلی ہی از حد لازمی سادھن ہے ۔ اِس کے بغیر کوئی یوگی ترقی نہیں کر سکتا ۔ اِس لئے یوگ میں پُورنتا پراپت کر کے سنسار میں رہتے ہوئے ہی چاروں طرف سے مُکت ہونے یا چتر مُکھی موکش انوبھو کرنے کے واسطے چار پرکار کی تپسیا یا چتر بھُجی تپسیا ہر ایک یوگی سادھک کے لئے ضروری ہے ۔

تپسیا کا نام سنتے ہی عموماً لوگ خیال کرنے لگتے ہیں کہ اس سے مُراد عام پرچلت سادھو یا لنگوٹ بند فقیر کی شریر کو کشٹ دینے والی تپسیا ہے جو من اور اندریوں کو دمن کرنے کے لئے وہ لوگ کرتے ہیں ۔ مثلاً از حد سردی اور از حد دھوپ میں ننگے بدن باہر رہنا ۔ شریر کو بھُوکا مار کر بہت کمزور کرنا ۔ لوہے کی میخوں کو بستر بنا کر اُس پر لیٹنا ۔ جسم پر چابک لگوانا اور اسی قسم کے طریقوں سے شریر کا اور زندگی کا ستیاناس کرنا ۔ یہ باتیں بہت ہی بری ۔ حقیر ۔ نکمی ۔ زندگی کو اداس مغموم اور تاریک بنانیوالی ہیں ۔ ان کا رُوحانیت سے کوئی سنبندھ نہیں ۔ رُوحانی جیون تو پرکاش ۔ تیج ، چمک ۔ پوترتا ۔ طاقت اور خوبصورتی سے بھرپُور ہوتا ہے ۔ اُس کے لئے اور قسم کی تپسیا کی ہی ضرورت ہے ۔ لیکن وہ تپسیا اُوپر لکھی ہوئی سادھوؤں کی تپسیاؤں سے بہت زیادہ بڑی ۔ زیادہ مکمل اور زیادہ کٹھن ہے کیونکہ وہ ایکانت میں یا جنگل میں نہیں کی جاتی بلکہ دُنیا میں ہر قسم کے لوگوں کے درمیان روزانہ کے بیوہارک جیون میں کی جاتی ہے ۔ وہ چتر بھُجی تپسیا حسب ذیل ہے :-

۱ ۔ Tapasya of Love. ارتھات پریم یا ایشور بھگتی کی تپسیا

۲ ۔ Tapasya of Knowledge. " مانسک تپسیا ۔ گیان اور وچار کی تپسیا ۔ خیالات اور باتی

۳ ۔ Tapasya of Power. پران شکتی کو شُدھ پوتر بنا کر جوش ۔ جذبات ، اُمنگوں اُتساہ اور شکتی کو یوگ کی طرف لگانیکی تپسیا ۔

۴ ۔ Tapasya of Beauty. شریر کو تندرست ۔ طاقتور ۔ سڈول اور خوبصورت بنانے بنائے رکھنے اور جب تک یوگ میں پُورنتا پراپت نہ ہو جائے اس کی عمر کو زیادہ سے زیادہ لمبا کرنیکی تپسیا ۔

اب ان چاروں تپسیاؤں میں آپ نے کیا کرنا ہے ۔ یہ مختصر طور پر بتاتی ہوں ۔ یہ چاروں تپسیا اکٹھی ساتھ ساتھ ہی کی جاتی ہیں ۔ لیکن جس شخص میں جس طرف زیادہ کمی محسوس ہو وہ اُس پر زیادہ زور دے سکتا ہے ۔ کوئی خاص قاعدہ نہیں آپ اپنی ضرورت کے مطابق اپنا پروگرام بنا سکتے ہیں ۔

پریم یا ایشور بھگتی کی تپسیا

یہ سب سے زیادہ مشکل اور کٹھن تپسیا ہے ۔ کیونکہ اس میں تمام دنیاوی رشتہ توڑ کر بندھوؤں ۔ رشتہ داروں دوستوں ، استری ۔ پتی اور بچوں کا موہ ۔ پیار چھوڑ کر ایشور سے اور صرف ایشور سے ہی پریم کرنا ہے اور ساتھ ہی اُن کے درمیان رہتے ہوئے اُن کے سنبندھ میں اپنے تمام فرائض ادا کرتے ہوئے اپنے طرز عمل سے اُن کے دلوں میں ایں

قہم کا کوئی شک نہیں پیدا ہونے دیتا کہ آپ اُن کی طرف سے لاپرواہ ہیں یا اُن سے کوئی اُنس نہیں رکھتے۔

پریم یا محبت پرماتما نے ایک بہت ہی پوتر چیز بنائی ہے۔ پریم سے ہی پرانی ماتر کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر سرشٹی کو قائم رکھنے کے لئے مل کر اکٹھے رہنا سکھایا ہے۔ اگر پریم کا بندھن نہ ہو تو سرشٹی کی پیدائش اور پرورش ہی ختم ہو جائے۔ پہلے نر اور مادہ یعنی استری اور پُرش میں پریم ہوتا ہے۔ پھر ایک تیسری چیز آگئی یعنی بچہ، اس طرح پریوار میں ایک دوسرے کا تیسرے کے ساتھ پریم ہو گیا۔ پھر ایک پریوار کا دوسرے کے ساتھ اور دوسرے کا تیسرے کے ساتھ پریم ہو کر سنبندھ اور رشتہ بڑھتے گئے۔ اس طرح بہت سے پریواروں کا ایک فرقہ اور پھر جاتی یا قوم بن گئی۔ اپنی جاتی یا قوم کا پریم پیدا ہو گیا۔ اپنے دیش کا۔ اپنی بھاشا یا زبان کا۔ اپنے مذہب کا۔ اپنی سبھیتا کا کلچر اور رسومات وغیرہ میں پریم پیدا ہو کر جذباتی رَو باہر کی صورت بھی اختیار کر گیا۔ اگر یہ پریم شدھ اور نشکام رہتا تو سنسار کا جیون کتنا سندر، شانت اور آنند مئے ہوتا۔ لیکن افسوس۔ انسان نے اس کو گرا کر ناپاک اور بھرشٹ کر دیا اور سوارتھ اور سودا بازی کے تنگ اور تعصب بھرے دائرے میں محدود کر دیا۔ کہیں کہیں اس کا نام گہری محبت یا عشق کی دیوانگی رکھدیا گیا۔ اور اس پریم اور محبت کے نام پر بڑے سے بڑے کام اور بدترین اور سنگین فعل کئے گئے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ غرضیکہ انسان کے اندر پریم حیوانی سطح پر نیچے گر گیا ہے۔

اب آپ نے اس پریم کے بھاؤ کو بہت ہی شدھ اور پوتر بنانا ہے۔ لیکن اگر آپ کا پریم انسان کے ساتھ ہے تو خواہ کتنا ہی سندر اور پوتر کیوں نہ ہو یہ ایک تنگ دائرہ کے اندر ہی رہے گا۔ اور ایشور کے ساتھ آپکے براہ راست سنبندھ کو کاٹ دے گا۔ اس لئے آپ کی سب سے بڑی نیتیا یہ ہے کہ انسان سے پریم کرنا چھوڑ دیں خواہ وہ آپ کا کتنا ہی نزدیکی ہو۔ اور ایشور کے پریم کا رس لیں۔ یہ چاشنی جن کے مُنہ کو لگ گئی ہے وہی جانتے ہیں کہ یہ کتنی مدھر اور رس بھری ہے اور اس کے مقابلہ پر باقی سب پریم بہت چھوٹے۔ اور خودی اور تاریکی کی ملاوٹ سے دھندلے ہیں۔

یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ آپ جس سے پریم کریں گے اُس کا ہی رُوپ بن جائیں گے۔ اس لئے اگر آپ ایشور کا روپ بنا چاہتے ہیں تو صرف اُس سے ہی پریم کریں۔ سچا، شدھ اور نشکام ایشوری پریم ہی آپ کے جیون کو آنند بھرے سورگ میں تبدیل کرنے کی شکتی رکھتا ہے۔ لیکن آپ پوچھیں گے کہ یہ تو آخری منزل ہے۔ اس تک پہنچنے کا مارگ کیا ہے اور پہلے کیا قدم اُٹھانے چاہئیں۔ اور اگر اپنے پریم کو پوری شان کے ساتھ صرف ایشور کے لئے ہی ریزرو یا مخصوص رکھنا ہے تو باقی لوگوں یعنی پریوار، ہمارے دوست مِتر، ہتیشی اور ہماری سیوا کرنیوالوں اور ہمارے ساتھ پریم کرنیوالوں کے ساتھ ہمارے بھاؤ، جذبات اور بیوہار کس قسم کے ہوں گے۔ میرا جواب سنئے۔

ان لوگوں کے ساتھ ہمارا سلوک بہت ہی شُبھ، ہمدلی اور مہربانی سے بھرپور ہو گا۔ اُس میں ہمارا سوارتھ، خود غرضی یا اہنکار نام ماتر بھی نہیں ہوں گے، ہم اپنا فرض اور دھرم سمجھتے ہوئے یتھا شکتی سب کی سیوا کریں گے۔ لیکن اُن کی محبت میں دیوانہ نہیں ہوں گے، اپنا پریم اُن کو نہیں دینگے اور اُن سے سیوا کے عوض میں سیوا کرانے کی، کچھ لینے کی۔ یا صرف شکریہ ادا کرانے کی یا اپنی تعریف کی۔ یا اُن کے دل میں اپنی نیکی کا خیال تک بھی پیدا کرنے کی آشا نہیں رکھینگے۔ صرف یہی نہیں بلکہ دوسرے لوگ آپ کے ساتھ کتنا ہی بُرا سلوک کیوں نہ کریں آپ کے اندر کرودھ پیدا نہیں ہو گا اور نہ ہی کوئی گھبراہٹ اور ہلچل ہو گی۔ ایشور کیساتھ آپکے شدھ پریم کا ثبوت بھی ہو گا کہ آپ اُسی پر ہی چھوڑ دینگے کہ وہ بُرے لوگوں کی کم عقلی، بددیانتی اور بدسلوکی سے آپ کی کسطرح رکھشا اور حفاظت کرتا ہے اس طرح آپ کو اپنے پریوار، جاتی، دیش یا کسی اور چیز کی محبت کے جذباتی جوش سے بالکل آزاد ہونا پڑے گا۔ اب آپ اپنی

خوشی اور راحت کے سامان کے لئے صرف ایشور کی طرف ہی دیکھو گے۔ صرف اُس سے ہی سہامتا کی آشار کھو گے اور وہی
سہارا بنیگا۔ آپکے دُکھ میں وہ آپ کو تسکین دے گا۔ راستہ میں آپ کی رہنمائی کرے گا۔ اگر ٹھوکر کھا ئینگے تو آپ کو پکڑ کر اُٹھائیگا
اور جب آپ تھک کر از حد کمزوری اور بیہوشی محسوس کریں گے تو وہ آپ کو اپنے پریم کے مضبوط بازوؤں میں لے لیگا اور شانتی
اور شکتی دینے والی اپنی میٹھی گود میں آپ کو لپیٹ لے گا۔

لیکن یاد رکھیں کہ آپ کے وجود کا کوئی حصہ بھی ایشور کے ساتھ لگاتار شدھ پریم نہیں کر سکتا۔ سوائے آپکی SOUL یا آتما
جو ایشور کی طرح خود مہاوانی ہے اور آتم دان کرنے کی جگیا سا اُس کے انش میں ہی ہو سکتی ہے جو اُس سے جُدا اپنے آپ کو محسوس کر
ہر وقت اُس کے ساتھ ملے رہنے کی ہی چنتا چاہتا ہے۔ اس لئے اس بیش بہا قیمتی موتی کو اپنانا آپکا پہلا فرض ہے۔ آتم چنتا
دوارا ہر وقت اپنے اصلی لکش۔ اپنی اصلی نورانی اور روحانی ہستی کا خیال اور دھیان اپنے ذہن میں رکھیں۔ پھر آپ اپنی تپسیا
کامیاب ہوں گے۔

۲۔ مانسک تپسیّا

Mental Austerity or Tapasya of Knowledge.

عام طور پر مانسک تپسیا سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ دھیان میں بیٹھ کر من کو ایکاگر یا یکسو کر کے خیالات کو روکا جائے
اندرونی خاموشی حاصل ہو سکے۔ یہ مضمون اتنا عام فہم بن چُکا ہے اور زمانہ قدیم سے آج تک اس پر اتنا لٹریچر یا پستکیں لکھی جا
چکی ہیں کہ یہاں اسکے متعلق کچھ کہنے یا لکھنے کی گنجائش نہیں۔ لیکن مانسک تپسیّا کا ایک اور پہلو ہے جسپر لوگ بہت کم توجہ دیتے ہیں
وہ ہے "بانی یا زبان کا کنٹرول" Control of Speech اس کو بہت کم اہمیت دی جاتی ہے
اور جو اس کی ضرورت محسوس کرتے ہیں وہ آخری درجہ اختیار کر لیتے ہیں یعنی بالکل ہی بولنا بند کر دیتے ہیں۔ مَون ہی ہو جاتے ہیں
کیونکہ درمیانی راستہ اُنکے لئے مشکل ہوتا ہے۔ سنسار میں رہتے ہوئے۔ روزگار کا کام کرتے ہوئے زبان کی روک بہت ہی مشکل
ہے۔ بڑے بڑے ودوان۔ اونچے کیریکٹر کے مالک۔ سچے جگیاسو بھی اس چٹان کے ساتھ اپنے سادھن کو کھو بیٹھتے ہیں اور
نقص کا انکو پتہ ہی نہیں چلتا۔ روحانی سادھک کے لئے کم سے کم بولنا نہایت ہی ضروری ہے۔

خیالات کی روک اور شُدھی کے لئے میں صرف دو باتیں لکھتی ہوں اور وہ یہ ہیں :-

۱۔ اپنے خیالات کو ہر وقت چوکنے ہو کر دیکھتے رہو اور ان پر سخت پہرہ دو۔ صرف شُدھ۔ اُونچے اور نیک وچاروں کو ہی
اپنے دماغ میں داخل ہونیکی اجازت دو اور اُن پر عمل کرو۔ نیچے اور ناپاک خیالات کو فوراً باہر نکال دو۔ مانسک شدھی کا یہ سادھن
باقاعدہ طور پر ہر وقت ہوتا رہے۔ اس سے آپکی بانی (زبان) اور کرم بھی شُدھ اور پوتر بنتے جائیں گے۔

۲۔ من کو SILENT یا خاموش بنانے کی کوشش کرو اور اسکے طریقے سیکھو۔ تاکہ آہستہ آہستہ آپ کا سنبندھ اونچے
طبقوں کے ساتھ قائم ہو سکے اور آپ وہاں کے سندیش اور آویش گرہن کر سکیں۔ خاموشی سے من کو آرام بھی بہت ملتا ہے
صرف چند منٹ کے لئے ہی اگر من بالکل خاموش ہو جائے تو سارے شریر کو اور دماغ کو اتنا آرام محسوس ہوتا ہے جو کئی
گھنٹہ سو کر بھی نہیں ملتا۔ (من کو خاموش کرنے کے طریقے اسی انک میں شری اروندجی کے مضمون میں مفصل دیئے گئے ہیں)

بانی کا کنٹرول ۔ پرماتما نے صرف انسان کو ہی بولنے اور باتیں کرنیکی طاقت عطا کی ہے۔ میں یہ کبھی نہیں چاہتی کہ
انسان ایشور کی اس بخشش سے پُورا فائدہ نہ اُٹھائے۔ لیکن انسان اس کا بہت ناجائز استعمال کرتا ہے اور اس قدر شور
مچاتا ہے کہ کان سُن نہیں سکتے اور خاموشی کا آنند لینے کے لئے اکثر سنسان جنگل کی بجائے اور جگہ نظر نہیں پڑتی۔ (باقی)

Talkativeness یعنی باتونی عادت کو سب کے لئے عموماً اور یوگ کے سادھک کے لئے خصوصاً برا سمجھتی ہوں۔ اس سے میری مراد ہے "بغیر انتہائی ضرورت کے بولے جانا" اس کے متعلق ہر شخص کو اپنے حالات کے مطابق وچار کرنا چاہئے اور یہ فیصلہ کرنا چاہئے کہ اُس کے لئے بولنا کب بہت ضروری ہے۔ بس اس کاریہ میں یعنی اس تپسیا میں آپکی سہائتا کے لئے کچھ ہدایات نیچے درج کرتی ہوں:۔

۱۔ اپنے گھر میں پریوار یا کٹمب کے ساتھ بولتے وقت بہت تھوڑے شبدوں میں باتیں کرنے کا ابھیاس کریں۔ صرف بہت ضرورت کے وقت بولیں۔ آپ دیکھیں گے کہ آپ کے کٹمب کے لوگ آپ کے اشارہ سمجھنے کے عادی ہو جائیں گے اور آپکے بہت سے کام بغیر بولے یا ایک دو شبدوں سے ہی پورے ہونے لگ جائینگے۔ اور جب بولنا ضروری ہو تو بہت آہستہ اور میٹھا بولیں۔ کسی قسم کی گھبراہٹ، تیزی یا غصہ کی ملاوٹ آپ کی زبان میں نہ ہو۔ اس کا آپکی سنتان پر بہت اچھا اثر پڑے گا۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی سنتان اخلاق اور تمیز سیکھے تو خود انکو اونچے اخلاق اور تمیز کا نمونہ پیش کریں۔ جس گھر میں استری پرش کم گو اور میٹھا بولنے والے ہوتے ہیں۔ وہاں بچے بھی یہی سوبھاو گرہن کرتے ہیں اور اُس گھر کا وایومنڈل شانت رہتا ہے۔ اور اگر روحانی ترقی کے لئے آپکی خواہش اور لگن سچی ہے تو گھر کو اُس کے لئے شدھ اور شانت ستھان بنانا آپکے اپنے اختیار میں ہے۔

۲۔ اگر آپکو روزگار کے سلسلہ میں اور لوگوں کے ساتھ مل کر کام کرنا پڑتا ہے مثلاً کسی دفتر میں کارخانہ میں یا دکان پر۔ تو وہاں بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ صرف کام کے متعلق ہی ضروری بات کریں ورنہ خاموشی سے اپنا کام کریں۔ آپکے ساتھی جلدی ہی آپکے سوبھاو سے واقف ہو جائیں گے اور آپ کو فضول بات چیت میں نہیں لگائینگے اگر وہاں بھی آپ اونچے اخلاق کا نمونہ پیش کرینگے تو آپ کا ادب کرینگے۔ وہاں خاموش رہنے کا ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ اگر کوئی شخص جوش یا تیزی کی حالت میں آپکو ایسی باتیں کہتا ہے جن سے آپکے اندر بھی جوش اور ہلچل پیدا ہونے لگے تو خاموش رہ کر اُسے دبا دینگے اور اس طرح تلخی اور جھگڑا رُک جائے گا۔

۳۔ اگر آپ کسی سکول یا کالج میں پڑھاتے ہیں یا آپکے روزگار کا پیشہ ہی وکالت اور ویاکھیان یا لیکچر وغیرہ دینا ہے تو اُس وقت پوری سنجیدگی اور توجہ کے ساتھ بولیں۔ اور پھر اکیلے خاموش ہو کر وچار چنتن یا سوادھیائے میں لگ جائیں۔ اور اگر دوسرے لوگوں میں ہی بیٹھنا پڑے تو خاموش رہیں۔ اُنکی باتوں کیطرف دھیان ہی نہ دیں۔ بغیر اشد ضرورت بات چیت نہ کریں۔

۴۔ دوسروں کے آچار یا کام کاج کے متعلق باتیں بنانا سب سے بری باتونی عادت ہے۔ نکتہ چینی کا حق آپ کو صرف اُس صورت میں حاصل ہوتا ہے جب آپ بچوں کے والدین یا سرپرست ہیں۔ ادھیاپک ہیں یا کسی محکمہ کے افسر ہیں۔ جب آپ کے ذمہ بچے، ودیارتھی اور ماتحت ملازم نگرانی اور اصلاح کے لئے سپرد ہوں۔ اُس صورت میں بھی آپ کو پکشپات کے بغیر ایمانداری اور سچائی کے ساتھ اپنی رپورٹ مختصر طور پر صرف کام کے متعلق ہی کر کے اصلاح کیمتعلق ہدایات کرنی چاہئیں۔ دوسروں کی تعریف کرنا بھی ٹھیک نہیں۔ کیونکہ جب کوئی شخص اپنی اندرونی حالت اور آچار کا اندازہ ہی ٹھیک طور پر نہیں لگا سکتا۔ تو دوسروں کے متعلق صحیح رائے کیسے قائم کر سکتا ہے۔

۵۔ جب ہمارے خیالات شبدوں کی صورت میں باہر نکلتے ہیں تو ہماری آواز کی لہروں میں اتنی طاقت ہوتی ہے۔ کہ دوسروں کے خیالات کے ساتھ مل کر وہ اُن کے اندر اُسی قسم کے بیج یا سنسکار ڈال دیتی ہیں۔ اسی لئے دوسروں کی نندا یا بدخوئی کبھی نہیں کرنی چاہئے۔ یا بڑے اور کڑوے بچن نہیں بولنے چاہئیں کیونکہ ایسا کرنے سے آپ سنسار کے وایومنڈل میں ایک ایسا زہر پھینکتے ہیں۔ جو ایشور پراپتی کے لئے دُنیا کے راستے میں بڑی رُکاوٹ بنتا ہے۔ صرف ایک پورن یوگی کو ہی نکتہ چینی اور دوش درشٹی کا ادھیکار ہے۔ کیونکہ وہ شدھ ہو چکا ہے۔ اور دوسروں کے دوش اور خامیوں کو دُور کرنے

گی طاقت رکھتا ہے۔ اُس کی اہنگتا کا ناش ہو چکا ہے۔ اور وہ لوگوں کے کلیان کے لئے ایشور کا شُدھ اور نشکام یَنتر ہو جاتا ہے۔

۶۔ لوگ عموماً کہا کرتے ہیں کہ دھارمک، ادبی ساماجک اور اخلاقی مضامین پر تبادلہ خیالات کرنا تو لابھدایک ہوتا ہے۔ اُس پر پابندی نہیں ہونی چاہئے۔ یہ بھی ایک غلطی ہے کیونکہ انسان ان عالمانہ اور دھارمک باتوں کے اندر بھی پکشپات، تعصب اور فرقہ پرستی کو لے گیا ہے۔ باتوں میں بحث شروع ہو پڑتی ہے۔ جس کا نتیجہ تلخی، بدمزگی اور جھگڑا ہی ہوتا ہے۔ اس لئے ان عالمانہ اور دھارمک وشیوں پر رائے زنی کرنے سے بھی گریز ہی کریں۔ اور اپنے سدھانت کے مخالف باتیں سن کر بھی خاموش اور شانت رہ کر رواداری کا ثبوت دیں۔ کیونکہ ہر وچار اور اصول اپنی اپنی جگہ پر اچھا ہی ہوتا ہے۔

۷۔ رُوحانی سادھک ایک اور غلطی کیا کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ رُوحانی ترقی کے سادھن تو سب کے لئے ایک ہی ہیں۔ اس لئے اپنے تجربات کا دوسرے کے ساتھ ذکر کرنے کے خواہشمند رہتے ہیں وہ اپنی تھوڑی سی ترقی کی خوشی کو اپنے اندر سما نہیں سکتے۔ دیکھنا یہ غلطی کبھی نہ کرنا۔ ورنہ کئی سال کی محنت کے بعد جو آتمک شکتی آپ نے حاصل کی ہے۔ اُسے ایک منٹ میں ضائع کر دیں گے صرف اپنے گورو کو ہی اپنے رُوحانی تجربات بتائیں۔ اور وہ بھی اس وقت جب اُن سے کوئی تشریح یا مزید واقفیت کی ضرورت ہو۔

۸۔ اگر آپ گورو ہیں تو آپ کے اوپر بھی اپنے ذاتی رُوحانی انوبھو کے بارے میں خاموش رہنے کا ہی نیم عائد ہوتا ہے۔ قدرت میں ہر ایک چیز حرکت میں رہتی ہے۔ اور جو آگے کو حرکت نہیں کرتا۔ اُسے لازمی طور پر پیچھے کو حرکت کرنی پڑتی ہے۔ گورو نے بھی اپنے چیلوں کی طرح رُوحانی ترقی جاری رکھنی ہے۔ فرق صرف اتنا ہی ہے۔ کہ گورو کی ترقی بہت اونچی منزلوں میں جاری رہتی ہے۔ اور چیلہ ابھی نچلی منزلوں میں ہی ہوتا ہے۔ اس لئے اگر آپ اپنے رُوحانی تجربات اپنے چیلوں کو بتائیں گے۔ تو آپ دیکھیں گے۔ کہ آپ کی آتمک شکتی کا کافی حصّہ کافور کی طرح اُڑ جائے گا۔ البتہ اس سے چیلوں کو ضرور فائدہ پہنچتا ہے۔ اس لئے یہ اب آپ نے اپنی بُدھی سے سوچنا ہے کہ آپ چیلوں کے لئے کتنی قربانی کر سکتے ہیں۔ شہرت اور مان کے لئے اپنی رُوحانی ترقی اور سِدّھی وغیرہ کی شیخی مارنا تو گورو کو پاکھنڈی ہی بنا دیتا ہے۔

چیلوں کو میں یہ بات کہنا چاہتی ہوں۔ کہ اگر انہیں کوئی گورو مل گیا ہے۔ تو وہ خواہ کوئی ہی کیوں نہ ہو۔ بہت شردھا اور وفاداری سے اُس کی آگیا کا پالن کریں۔ وہ آپ کی رہنمائی کرے گا جہاں تک آپ جا سکتے ہیں آپ کو لے جائیگا۔ اور اگر خوش قسمتی سے خود ایشور ہی آپ کا گورو بن گیا ہے۔ تو آپکے انوبھو اور رُوحانی ترقی کی کوئی حد ہی نہیں ہو سکتی۔

آخر میں میں آپ کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ اگر آپ چاہتے ہیں۔ کہ آپ کی زبان سے سچائی ہی باہر نکلے اور آپ کے بچن کے اندر "الہامی شبد" کی شکتی ہو۔ تو آپ اس پر کار عمل کریں: — اپنے من میں خاموش رہیں اور اس سرو گیہ ست، چت، آنند، چنین شکتی یعنی پرماتما کے ساتھ اپنی ایکتا اور ابھید تا پراپت کرنے کیلئے یوگ کی زبردست لگاتار تیز خواہش کے سچے بھاو کو مستقل مزاجی سے قائم رکھیں۔ اب بولنے سے پہلے یہ نہ سوچیں کہ آپ نے کیا کہنا ہے۔ اور نہ یہ تشخیص کریں۔ کہ جو آپ کہیں گے وہ اچھا ہے یا بُرا۔ اور اس کا اثر دوسروں پر کیا ہو گا۔ تب اگر آپ کی لگن اور نیت بالکل سچّی اور مخلص ہے۔ اور اس میں ذرّہ بھر بھی بناوٹ، ظاہرداری اور دنیاوی کامیابی کی اچھیا کا انش نہیں۔ تو آپ کی زبان سے خود بخود ہی وہی شبد نکلیں گے۔ جو نکلنے چاہئیں۔ نہ زیادہ نہ کم۔ اور اُن شبدوں کے اندر زبردست اثر پیدا کرنے کی طاقت ہو گی۔

(باقی مضمون ماہ مارچ ۱۹۵۵ء میں چھپیگا)

بھوگ میں یوگ

از لالہ کانشی رام جی چاولہ۔ لدھیانہ

مضمون کی یہ سرخی دیکھ کر آپ کو حیرانی ہوگی کہ بھوگ اور یوگ تو دونوں متضاد باتیں ہیں۔ کیونکہ یوگ کے معنی تو تیاگ کے ہیں اور بھوگ بالکل اس کے مخالف شے ہے تب ان دونوں کا میل کیسے ہو سکتا ہے۔ یعنی بھوگ میں یوگ کس پرکار کمایا جا سکتا ہے۔ لیکن سچ پوچھو تو سچا یوگ ہی وہی ہے جو بھوگ کے اندر ہو۔ کیونکہ اس میں تو کوئی بہادری نہیں کہ انسان آنکھیں بند کر کے کہے کہ میں کسی استری کی طرف نگاہ نہیں ڈالتا۔ ویرتا تو اسی میں ہے کہ آنکھیں کھلی بھی رہیں اور پھر بھی پر ناری کی طرف نہ اٹھیں۔ یا ایک بیمار آدمی جس کو بھوک نہیں لگتی اس لئے بھوجن نہیں کرتا اگر وہ کہے کہ میں چندراین برت کر رہا ہوں تو اس کا یہ کتھن محض لاف زنی ہے۔ برت تو اسی صورت میں پھل دائک ہو سکتا ہے کہ انسان بالکل تندرست و توانا ہو۔ بھوک کڑاکے کی لگتی ہو اور پھر وہ ودھی انوسار برت کرے اسی طرح سے اگر کوئی آدمی اپنا گھر بار چھوڑ کر گوشہ نشینی اختیار کرتا ہے۔ لیکن دنیاوی پدارتھوں کی واسنا تیاگ نہیں کرتا۔ تو اس کا گھر بار چھوڑنا فضول ہے۔ اصلی چیز جو تیاگنے لائق ہے۔ وہ تو من واسنا ہے اسی لئے بھگوان کرشن نے شریمد بھگوت گیتا کے اندر کہا ہے۔ کہ اگر کوئی انسان اپنی کرم اندریوں کو روک کر چپ چاپ بیٹھ جاتا ہے لیکن من میں بھوگوں کی واسنا بسی رہتی ہے۔ تو اس کا تیاگ ایک فریب ہے اور چھل ہے۔ اگلے شلوک میں اس اصول کو زیادہ واضح کرتے ہوئے بھگوان نے فرمایا ہے کہ جو آدمی اپنے من کی واسنا کو روک کر سنسار کے سب کام دھندے چلاتا ہے۔ وہی سچا تیاگی ہے (دیکھو ادھیائے ۳۔ شلوک ۶-۷) اسی طرح گیتا کے ادھیائے ۱۸ شلوک ۲ سے ۶ میں بھگوان کرشن نے اصلی تیاگ کی تعریف کی ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ پرامت یہی ہے کہ انسان یگیہ، دان، تپ وغیرہ پوتر کرم آسکتی کو چھوڑ کر کرے۔

جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ یوگ دنیا کو چھوڑ دینے سے سدھ ہو سکتا ہے۔ انہیں غلط فہمی لگی ہے۔ اس دنیا کو چھوڑ کر انسان جا کہاں سکتا ہے۔ کہا بھی ہے ؎

اچھی کہی یہ شیخ نے دنیا کو چھوڑ دو
کیا اس کو ترک کر کے رہیں آسمان پر

اس لئے سچا یوگی بننے کے لئے کسی خاص جگہ کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اس دنیا کے سارے بھوگوں کو پا کر بھی نرلیپت رہنا ہوگا۔ جیتے ہوئے اپنی خواہشات کو مارنا ہوگا۔ سچا جنک ودیہہ بننا ہوگا اس صورت میں ہی حقیقی طور پر بھوگ میں یوگ کا حقیقی آنند پراپت ہوگا۔ گھر میں رہ کر جنگل سے بھی زیادہ منگل مے زندگی بسر ہوگی۔ اور سچے معنوں میں اسی کا نام یوگ ہے۔ اپنی ہٹھ سے کسی برے خیال یا عادت کو دور کرنا برا نہیں۔ لیکن ایسا کرنا یوگ نہیں کہلاتا۔ دمن یعنی اندریوں کو روکنا شاستروں میں قابل تعریف لکھا ہے۔ لیکن وہ سچا تیاگ نہیں اس سے تو تیاگ شکتی کی کمزوری

ہی ظاہر ہوتی ہے۔ یوگی کا کام یہ نہیں کہ کسی ورتی کو محض کرم اندری کو روک کر دمن کرے۔ یوگی تو وہی ہے۔ جو سامان عیش و عشرت کے دریا میں کھڑا ہو کر بھی اپنے آپ کو سوکھا رکھ سکے۔ اُس کی ترنگوں کا رنگ اپنے اوپر نہ چڑھنے دے۔ ایک فارسی شاعر نے کیا اچھا کہا ہے۔ ؎

ظاہر اندر مائل فرزند و زن　　در حقیقت با خدائے خویشتن

ظاہر اندر مائل سیم و زر است　　باطن اندر صاحب بحر و بر است

ترجمہ:۔ "ایک یوگی ظاہرہ طور پر تو اپنے بیوی بیٹے کے ساتھ رہتا ہے۔ لیکن اُس کا ضمیر اپنے مالک کے ساتھ جُڑا ہوا ہوتا ہے۔ باہر سے وہ زر و دولت کماتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ لیکن اس کی اندر کی تار خشکی و تری کے مالک بھگوان سے وابستہ ہوتا ہے"

اسی طرح کا یوگ ہی عام انسان کے لئے مفید ہو سکتا ہے۔ ورنہ جب تک انسان جیتا ہے وہ دنیا کی کریاؤں سے علیحدگی کس طرح اختیار کر سکتا ہے۔ اسی لئے ایک شاعر نے ٹھیک ہی کہا ہے ؎

ممکن نہیں ہے ذوق علائق سے چھوٹنا　؎　جب تک کہ روح کو ہے تعلق بدن کیساتھ

گھر بار چھوڑ دینے سے یا رنگے ہوئے کپڑے پہن لینے سے یوگ یا تیاگ کی تکمیل نہیں ہوتی۔ جب تک کہ دل کی واسنا اور ترشنا پر قابو نہیں پایا جاتا۔ واسنا کا تیاگ ہی اصل تیاگ ہے اور اسی کا نام ہی یوگ ہے۔ وید کے اندر بھی کہا ہے

तन्तु तन्वन रजसो भानु मन्विह ज्योतिष्मतः ॥ ऋग० १०/५३/६

ترجمہ:۔ سنسار کا تانا بانا بُنتا ہوا بھی پرکاش کے پیچھے جا۔" بس یہی جیون کا اُپدیش ہے۔ بیراگ ہونے پر سنیاس دھارن کرنا تو ٹھیک ہے۔ لیکن اس خیال سے سنیاس لینا کہ گھر بار چھوڑ دینے سے ہی تیاگ ہو جائے گا۔ ایک بڑی بھاری بھول ہے۔

گھر میں رہتے ہوئے من کی ورتی کو پربھو میں لگانا ہی اصل تیاگ ہے۔ جیسے کہ کہا ہے ؎

جیتے جی خاک میں مل جاؤ فقیری یہ ہے　؎　کپڑے مٹی سے مل کر نہ فقر اسے رنگو

یعنی دنیا میں رہتے ہوئے ہی اپنی خواہشات کو ختم کر دو یہی کا نام یوگ ہے۔ ورنہ عام فقیروں کے ساتھ مل کر اپنے کپڑوں کو نیلی پیلی یا ہری مٹی سے رنگنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ گوسائیں تلسیداس جی نے بھی اس بارے میں بڑی واضح بات کہی ہے ؎

گھر ہی میں بیٹھ کے رہے رام لولین　　تلسی ایسے بھگت کو نہیں چاہیے کہ بین

اگر ہم نے سچا یوگ سادھنا ہے تو پہلے من کو یوگی بنانا ہوگا۔ صرف تن کو یوگی بنانے سے کام نہیں چل سکتا۔ اور ایسے یوگ کی سادھنا کے لئے سب سے پہلے اپنے آچار وچار کو شدھ اور اندازے میں باندھنا ہوگا۔ جب تک چِت کی چنچلتا اور اُس کی ہل چل کا ناش نہیں ہوتا تب تک یوگ یا تیاگ پراپت نہیں ہو سکتا۔ منش خواہ گھر میں رہے یا بن میں جائے ضرورت ہے چت کو یوگی بنانے کی۔ اگر چت میں ابھیمان اور چھپا کپٹ بنا رہا۔ خواہشات بھی قائم رہیں تو نہ گھر میں سکھ مل سکتا ہے اور نہ باہر۔ گردھر گوپی رائے جی

جنگل میں منگل تجھے جو تو ہو وے فقیر | خدمت تیری سب کریں جو دل کا چھوڑے مکر
دل کا چھوڑے مکر فقیری کا رنگ لاگے | مُول سہت سنسار روگ سگلو بھرم بھاگے
کہے گردھر کوی رائے کفر کی توڑو سنگل | جہاں اچھیا تہاں رہو نگر وا جنگل

پھل تو بھاونا کا ہی ہوتا ہے۔ شُبھ بھاونا ہی انسان کو یوگی اور تیاگی بناتی ہے۔ اور کھوٹی بھاونا اُسے لمپٹ بناتی ہے۔ بھاونا سے ہی انسان سادھو بنتا ہے۔ اور بھاونا سے ہی چور۔ بھاونا شُبھ ہو تو انسان خواہ کہیں رہے اُسے منگل ہی منگل ہے۔ بھاونا اچھی نہیں ہو سکتی ہے۔ جب دل قابو میں ہو۔ بھاونا ہی سُکھ اور دُکھ کا کارن بنتی ہے۔ گھر میں رہنا یا گھر چھوڑ جانا دُکھ سُکھ کا کارن نہیں ہوتے۔ اسی لئے کبیر جی نے فرمایا ہے کہ ؎

پریم ایک جاہئے۔ بھیش انیک بناؤ | بھاویں گرہ مڈھے رہو بھاویں بن میں جاؤ

اسی طرح سچے پربھو بھگت دریا صاحب نے کہا ہے ؎

جو کوئی سادھو گرہ میں رہے رام بھرپور | کہے دریا وا سادھو کی ہیں چرنن کی دُھور
باہر کوئی بھیش ہو ماہیں رام کا راج | دریا کہے وا سادھو ہی ہے میرا سرتاج

کسی خاص رنگ کے کپڑے پہن لینے سے یا جٹا بڑھا لینے سے کان چھدوانے سے یا تن کو میلا رکھنے سے یوگ کی سادھنا نہیں ہوتی۔ اگر ایک پھول بہت خوشنما ہے۔ لیکن اس میں سگندھ نہیں تو وہ کسی کام کا نہیں۔ لیکن اس کے برخلاف اگر کسی پھول کا رنگ معمولی ہے۔ لیکن وہ خوشبو سے بھرا ہوا ہے تو وہ بڑا قابل قدر ہے۔ اسی لئے ایک شاعر نے کہا ہے ؎

چاہئے دل سے فقیری اس پہ کیا موقوف ہے | اے ظفر رنگیں ہو یا ہو جامۂ انساں سفید

سچے یوگ کی سادھنا کسی کو کسی خاص مقام کے چھوڑنے کی ترغیب نہیں دیتی یا کسی خاص جگہ پر جا کر بیٹھنے کی تاکید نہیں کرتی۔ وہ تو اسی بات کی مقتضی ہے کہ دل کی چلبلاہٹ اور اس کی بھاگ دوڑ باقی نہ رہے۔ دل ایک سدھے ہوئے گھوڑے کی طرح ہو۔ تاکہ اس کو جس طرف چلایا جاوے اُدھر ہی چلے۔ جس طرف اُس کی باگ موڑی جائے وہ ضد نہ کرے۔ اور چپ چاپ اس طرف کو روانہ ہو جائے۔ جس طرح ایک سدھا ہوا گھوڑا منزل مقصود پر پہنچاتا ہے۔ اور بے سدھا گھوڑا ہڈی پسلی توڑتا ہے۔ اسی طرح سدھا ہوا من انسان کو یوگی بنا کر سُکھ دیتا ہے۔ اور بے سدھا من اندھے بھوگ میں پھنسا کر دُکھ اور کلیش کا باعث ہوتا ہے۔ اسی لئے ایک فارسی شاعر نے کہا ہے ؎

نمے گویم کہ از دنیا جُدا باش | بہر کارے کہ باشی با خدا باش

یعنی میں نہیں کہتا کہ تو دنیا سے الگ ہو جا۔ میں تو یہی کہتا ہوں کہ دنیا کا جو بھی تو کام کرے اُسے کرتے ہوئے اپنے دل کو اپنے مالک کے ساتھ ملا کر رکھ۔

دُنیا میں رہ کر بھوگ میں یوگ کی سادھنا اسی طرح زندگی بسر کرنے سے ہو سکتی ہے۔ کہ جس طرح ایک کنول کا پھول پانی میں رہتا ہے یا بھوگ میں یوگ کی ودھی ہم مرغابی سے سیکھ سکتے ہیں۔ جیسا کہ ایک فارسی کے کوی نے کہا ہے ؎

بگیر رسم تعلق و لاز مرغابی | شود در آب چوں برخاست خشک پر برخاست

یعنی اے دل دُنیا میں رہنے کا ڈھنگ تو مرغابی سے سیکھ کہ جو ہمیشہ پانی میں رہتی ہے۔ لیکن جس وقت بھی پانی سے باہر نکلتی ہے۔ اُس کے پر خشک کے خشک ہوتے ہیں۔ اسی طرح دُنیا میں رہنے سے ہی بھوگ میں یوگ کا سُکھ اُٹھایا جا سکتا ہے۔ دُنیا میں رہ کر انسان کو واجب ہے۔ کہ اپنی خواہشات پر قابو پاوے۔ جو کچھ نیک محنت سے میسّر آوے۔ اس میں سنتوش رکھے۔ اسی لئے ایک شاعر نے ٹھیک کہا ہے۔

دُنیا کا کاروبار کر اور دیندار رہ۔ | امید وارِ رحمتِ پروردگار رہ
کس نے کہا ہے تجھ سے دُنیا کو چھوڑ بیٹھ | بس ایسی باتیں اپنی طرف سے نہ جوڑ بیٹھ

شریمد بھگوت گیتا بھی اسی سدھانت کا سمرتھن کرتی ہے۔ کہا ہے

योगः कर्मसु कौशलम ॥ (२-५०)

یعنی یوگ اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے کرموں کو صفائی اور خبرداری سے کرے گیتا سے بڑھ کر کوئی یوگ کا گرنتھ نہیں۔ بے شک پاتنجلی جی کا یوگ شاستر اور دوسرے بھی کئی یوگ کے گرنتھ ہیں۔ لیکن یوگ کے موضوع پر جو روشنی بھگوت گیتا نے ڈالی ہے وہ اور کسی گرنتھ میں نہیں ملتی۔ اس کے تو ہر ایک ادھیائے کو ہی یوگ کا نام دیا گیا ہے۔ اور اوپر کے شلوک میں جو یوگ کی تعریف کی ہے وہ شاید بہترین ہے۔ یعنی اپنے کرموں میں خوبی اور خوبصورتی پیدا کرنا ہی اصل یوگ ہے۔ کرم کو تیاگ کرنا نہیں۔ اس لئے سچا یوگی بننے کے لئے اور بھوگ میں یوگ کا لطف اُٹھانے کے لئے ایک شاعر کے اِن خیالات کو اصولِ زندگی بنانا چاہئے۔ وہ کہتا ہے ؎

ترکِ دُنیا اِک خیالِ خام ہے

زندگی جدو جہد کا نام ہے | موت کیا ہے؟ کام سے آرام ہو
جانتا ہے جو اُلجھنا موت سے | اس کا ہی دُنیا میں نیک انجام ہو
رنج و غم سہہ کر کے جینا شان ہے | غم سے مر جانا بھی کوئی کام ہے
کھلِ کھلانا چہچہانا رات دن | زندگی گویا خوشی کا نام ہے
ہر وقت اور ہر گھڑی جو خوش رہے | بس وہی دُنیا میں شاد اور کام ہے
مر گیا جو فرض کی تکمیل میں | دین و دُنیا میں اسی کا نام ہے
دعوٰی سے کہتا ہے خوشدل ایک بات | ترکِ دُنیا اِک خیالِ خام ہے

گرہست ویراگ تیاگ یوگ پریم بھگتی کی منہ بولتی تصویر ناٹکی دنیا میں ہلچل مچا دینے والا بالکل انوکھا

ڈرامہ

وشواس گھات عرف بھرتری ہری

از خفیفت رقم ادم آشرت شری سوامی اکھنڈ آتما نند پارس (سابق ڈاکٹر پارس ورمانی) پرمہنس سنیاسی
پرم ہنس آشرم دہلی ۵

پہلا سین (نٹ اور نٹی کا گانا)

رے من مورکھ بھج کرتار۔ ست گور پورا ہر دے دھار

جھوٹی مایا جھوٹی کایا جھوٹا ہے یہ سب سنسار رے من… مطلب کی ہے دنیا ساری مطلب کے سب رشتہ دار رے من…
اُلٹی ریت جگت کی دیکھی چھوڑیں ست اسنت پیارے رے من… مانش جنم امولک پاکر پھنس گیا وشے وکار رے من…
یہ سنسار مسافر خانہ مثل مسافر رین گزار رے من… ست گور پورا مکتی داتا بھوساگر سے کردے پار رے من…

چھوڑ دے دھندے جاگ، گور شرنی پارس اپنا جنم سنوار
رے من مورکھ بھج کرتار۔ ست گور پورا ہر دے دھار

نٹی۔ پران ناتھ! آج کس قسم کا ناٹک کھیلا جائے گا۔ اور رسک سماج اُس سے کس قسم کا لابھ اُٹھائے گا

نٹ۔ سُندری! آج کا ناٹک وشئی پرشوں کے دلوں میں ویراگ اُپجائے گا۔ اس اسار سنسار کی انتیہ تا دکھائے گا۔ گرہست ویراگ تیاگ پریم اور بھگتی کی سادھنائیں اور مجسم نمونے دکھائے گا۔ بن مکھ اور مورکھ پرشوں کو گورمکھ اور گیانی بنائے گا۔ بلکہ سچ پوچھو تو تیری جاتی کا جذباتی پھیر اور وشواس گھات جنتا کو خون کے آنسو رلائے گا

تیری جاتی کی دکھائی جائے گی کرتوت آج — اور کامی پرشوں کے منہ پر لگیں گے جوت آج
ناری وش ہر ماتما کی آتما کو سکھ کہاں — وش بھرے سارے وشے ہیں آج کردوں گا عیاں

ناری کے آدھین جو نر نر نہیں ناری ہے وہ
نہ کہو پارس منش اُس کو کہ وبھچاری ہے وہ

نٹی۔ پریتم! آج تو کچھ اور ہی رنگ نظر آرہا ہے۔ گفتگو کا نرالا ہی ڈھنگ نظر آرہا ہے۔ استری جاتی پر اس قدر خفگی اتنا کرودھ۔ اس کی اتنی شکایت اس سے اتنا وِرودھ .... کارن کیا ہے؟

نٹ۔ پیاری! استری جاتی میں جہاں پتی برت دھرم کا چمتکار ہے۔ وہاں اس میں وبھچار کی بھی بھرمار ہے اس کے جذبات میں سدا طوفان بپا رہتا ہے۔ ہمیشہ مد و جزر کا سماں بندھا رہتا ہے۔ زندگی کے آخری لمحوں تک اس کا اعتبار نہیں کیا جا سکتا اسے ست اور دھرم کا سرٹیفکیٹ نہیں دیا جا سکتا۔ اگر ایک وقت پتی برت دھرم پر پتھر کی چٹان کی طرح اڈول رہتی ہے

تو ایک وقت ایسا بھی آجاتا ہے کہ کام وش ہو کر موم کی طرح پگھل کر کلنک کا ٹیکہ سہنی ہے۔ دشٹوں کے داؤ پیچ میں آکر الٹی زد میں بہتی ہے۔ اس لئے تو کہا گیا ہے ؎

رہے گر تاڑنا ملتی تو یہ سب ٹھیک رہتے ہیں
پشو، ناری گنوار، ڈھول دانا صاف کہتے ہیں

نٹی - پرنتو آج کونسا ناٹک کھیلنے کا وچار ہے، کس استری کی کرتوت کا اظہار ہے؟

نٹ - آج ایک پتی برتا کے پتت ہونے کی داستان سناؤں گا۔ اس کے جذباتی تلاطم کا ہیر پھیر بتاؤں گا۔ جس سے بے ساختہ منہ سے نکل جائے گا ؎

خیالات پھرتے نہیں لگتی دیر
پتت ہوتے گرتے نہیں لگتی دیر

نٹی - اس ناٹک کا نام؟

نٹ - دیوی! وشواش گھات عرف بھرتری ہری

نٹی - تو کیا آپ پنگلا کی داستان سنانے والے ہیں۔ ایک پتت و بھچارنی استری کی مثال لے کر ساری جاتی پر کرودھ کی چنگاریاں برسانیوالے ہیں۔ انہیں بدنام جہاں کرنے اور ان پر عیب لگانیوالے ہیں۔

نٹ - شانت - دیوی شانت! پنگلا پتت نہیں تھی و بھچارنی نہیں تھی۔ مگر اسے بہکایا گیا۔ پتی برت دھرم سے گرایا گیا۔ پتھر کی چٹان تھی ریت کی دیوار ہو گئی! پتی برت دھرم چھوڑ کر کامدیو کے تیروں کا شکار ہو گئی!

نٹی - ... کیسے؟

نٹ - ... پردہ اسٹیج پر دکھایا جائے گا۔ پنگلا کی اصل داستان سے پردہ اٹھایا جائیگا جسکو آج گپت راز بنایا جائے گا۔

نٹی - سوامن یہ گپت بھید آپ کے ہاتھ کیسے آیا؟ پراچین پرچلت داستان کو کیسے جھٹلایا؟

نٹ - یہ سب کچھ شری سوامی اکھنڈ آتما نند پارس (سابق ڈاکٹر پارس ورمانی) کی چھان بین کا نتیجہ ہے اور رسالہ ادم کے کاریہ کرتاؤں کی مہربانی ہے۔

نٹی - کیا یہ رسالہ "ادم" اجمیری گیٹ دہلی کی مندرجہ کہانی ہے۔

نٹ - ہاں شری پارس جی نے دو سال کی غیر حاضری کے بعد امسال "ادم" کے یوگ انک کے لئے بھرتری ہری پر زور قلم دکھایا ہے۔ اور اصل واقعات سے پردہ اٹھایا ہے۔

نٹی - یہ پارس بھی عجیب الشان ہے نوین ناٹک رچتا ہونے پر بھی ناٹک رچتاؤں میں پردھان ہے اس کی قلم میں زور اس کی تحریر میں جان ہے۔ اس سے پہلے بھرت کا بھراتری پریم۔ پاپ کا باپ، دیوانی رادھکا۔ آنسو۔ تیاگی رام، ویوگی رام، ویر ابھمنیو۔ ستی ساوتری۔ پورن گورو۔ چنڈی اوتار۔ دیوی دیربالا وغیرہ لکھے گئے ڈراموں کی کس قدر شان ہے

نٹ - یہ سب کچھ پربھو ادم کی کرپا ہی کا اثر ہے اسی نے یہ بل پروان کیا ہے۔ کیونکہ پارس جی نے اپنے آپ ادم آشرت بنا لیا ہے

نٹی - تو پھر دیر نہ لگائیے پرانے واقعات کو جھٹلائیے اصل حقیقت سے پردہ اٹھائیے نیا نظارہ دکھلائیے۔

نٹ - بہت اچھا۔ ابھی لیجئے۔

(دونو کا جانا)

(ڈراپ سین)

دُوسرا سین (رنواس)

(مہاراجہ بھرتری کا پٹ رانی مہارانی پینگلا اور دوسری تین سو رانیوں کے ساتھ ہاس بلاس کرتے اور بڑے سوز سے گانا گاتے نظر آنا)

بھرتری :-
ہے محبت گر گنہ تو میں گنہ گاروں میں ہُوں
ہے محبت قابلِ سزا تو میں سزاواروں میں ہُوں
عشق ہے دیوانگی تو میں بھی دیوانوں میں ہُوں
ہے صبر سرمایۂ دل تو میں ناداروں میں ہُوں
اُنس سے انسان ہے اور میں بھی انسانوں میں ہُوں
ہے خزینہ اُنس گر تو پھر میں زرداروں میں ہُوں
بُت پرستی کفر ہے میں ہوں صنم کو پُوجتا
ایک ہندو بھی نہیں ہوں نہ ہی دینداروں میں ہُوں
حُور و غلماں کی مجھے خواہش نہیں ہے ناصحا
پاکبازوں سے ہوں، بھاگو سیہ کاروں میں ہُوں
فکرِ طوفاں کا نہیں کشتی مری محفوظ ہے
ناخدا سے منحرف پارس خداداروں میں ہُوں

پینگلا- سوامن! آج تو آپ محبت کے رنگ میں خوب رنگے ہوئے ہیں آپ کے پُرسوز گانے نے مجھے بھی کچھ سنانے پر مجبور کر دیا ہے۔ اگر اجازت پاؤں تو زبان ہلاؤں۔

بھرتری- پران پیاری کیوں نہیں میرا تو اپنا دل چاہتا تھا کہ تجھ کومل کنٹھی کی سُریلی تانیں سنوں تبھی تو پہلے خود گانا گایا۔

پینگلا- محبت کی مَے کے پیالے غٹاغٹ۔ پئے جا پئے جا پئے جائے جا۔ خودی ترک کرکے تو خطِ زندگی کا۔ لئے جا لئے جا لئے جا لئے جا
تو دیر و حرم کی پرستش سے توبہ۔ کئے جا کئے جا کئے جا کئے جا۔ پرستش ہے یہ چاک داماں کے دامن۔ سئے جا سئے جا سئے جا سئے جا
جو جینا ہے اوروں کی خاطر تو بیشک جئے جا جئے جا جئے جا جئے جا۔ بچے جاں کسی کی تو جاں اپنی پارس۔ دیئے جا دیئے جا دیئے جا دیئے جا

بھرتری- کیا خوب گانا گایا۔ حقیقی محبت کا فوٹو دکھایا۔ اور خاص طور پر مجھے یہ شعر بہت پسند آیا کہ ؎
"جو جینا ہے اوروں کی خاطر تو بے شک۔ جئے جا جئے جا جئے جا جئے جا"
لیکن تو اپنے دل کی کہہ کہ فقط اپنے لئے جی رہی ہے یا کسی اور کے لئے۔

پینگلا- میرے جیون آدھار۔ یہ کیسا استفسار۔ پرنتیم آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ پینگلا کی جیون لتا آپ کے پریم جل کے آشرے ہری بھری ہے اگر آپ ذرا بے رخی دکھائیں تو اسے یقیناً سوکھی پائیں ؎
آپ ہی کے پریم رس کو پان کر مَیں جی رہی
زندگی ہے جب تلک ہوں پریم پیالہ پی رہی

بھرتری- استھبو! استھبو!! پرہے استھبو!!! مرنا جینا الیشوری نیم کے آدھین ہے بھلا کون کسی کے لئے جی سکتا ہے۔ کون کسی کے لئے مر سکتا ہے۔ یہ سب کتھنی ہے کرنی نہیں۔ یہ صرف زبانی ڈینگ ہے پوری اُترتی نہیں۔

پینگلا- نہ سوامن! ایسا نہ کہو ایک پتی برتا استری ناممکن کو ممکن کر دکھاتی ہے۔ پتی پریم پر ہی اُس کی زندگی کا انحصار ہے۔ پتی پریم کے بغیر اُس کا جیون بیکار ہے۔ زندگی وبال اور دل داغدار ہے۔

بھرتری- اگر میری آتما چولا چھوڑ دے۔ شریر سے رشتہ توڑ دے تو تو یہ پرن کیسے نبھائے گی۔

پینگلا- نہ پربھو ایسا نہ کہو کلیجہ دہل جائے گا۔ دل بچل جائے گا۔

بھرتری- زندگی کا بھروسہ نہیں ایسا ہو سکتا ہے۔ پرنتو تو اُس وقت کیا کریگی۔ میری محبت کا دم کیسے بھرے گی۔

پینگلا- مرتیو کی خبر سنتے ہی اپنے پتی برت دھرم بل سے شریر چھوڑ دونگی۔ سنسار سے سمبندھ توڑ دونگی۔ آتما سے آتما کا رشتہ

جوڑ دوں گی سه

پن پتی جینی رہے زندہ اُسے دھکار ہے
وہ پتی برتا نہیں وبھچارنی اِک نار ہے

بھرتری ۔ اہو بھاگیہ! جب اِس قسم کی پتی برتا استری پراپت ہو تو پھر خوشی کا کیا ٹھکانہ ہے۔ اچھا مجلس برخاست! میں نے ذرا دربار جانا ہے۔ واپسی پر اِس وِشئے پر دوبارہ وچار کیا جاوے گا۔ اور اس کی حقیقت کا جائزہ لیا جاویگا۔ اچھا رخصت!

(ڈراپ سین)

تیسرا سین

(جنگل)

(مہاراجہ بھرتری کا شکار کھیلتے کھیلتے ساتھیوں سے دُور نکل جانا اور تھک کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر دل ہی دل میں سوچنا)

بھرتری ۔ (دل ہی دل میں) دل نہیں مانتا پنگلا کا اتنا دھرم بل کیا وہ ایسا کر پائے گی۔ میری موت کی خبر سُنتے ہی پران چھوڑ جائے گی ہے تو ناممکن لیکن اُس نے میرے پُوچھنے پر صاف کہدیا تھا کہ آپ کی مرتیو کی خبر سُنتے ہی پران چھوڑ دونگی دین دُنیا سے رشتہ توڑ لوں گی۔ شاید ہنسی مذاق ہو بھلا مر کر میں کیا پھر دیکھنے آؤں گا۔ جو اس کا سچ جھوٹ آزماؤں گا۔ آج ہی آزما لینا چاہئے اور اُس کے دعوے کا پتہ لگا لینا چاہئے ہم ابھی ابھی دُور رہوں گے اُنہیں آتے ہی نگر لوٹا دوں گا۔ اور اپنے ایک خاص رازدار کو یہاں بٹھاؤں گا (بھراتا کا نزدیک آکر پرنام کر کے بیٹھ جانا بھرتری کا اپنے بھراتا وِکرم سے مخاطب ہونا)

بھرتری ۔ بھراتا وِکرم تم ساتھیوں سمیت نگری کو لوٹ جاؤ۔ میں منتری سمیت ایک آدھ دن بن بھرمن کر کے اپنا دِل بہلاؤں گا پھر تمہارے پاس آجاؤں گا۔ میری عدم موجودگی میں راج کاج خُوب چلتا رہے دھرم کرم کا بیڑہ پھولتا پھلتا رہے ۔

وِکرم ۔ مہاراج! جو آگیا۔ مگر بہت دِن نہ لگانا ذرا جلدی لوٹ آنا۔ میرا دِل اُداس ہو جائے گا ۔

بھرتری ۔ بیفکر رہو بھراتا میں جلدی آجاؤں گا (سب کا پرنام کر کے چلنا مہاراجہ بھرتری اور منتری کا بیٹھے رہنا)

بھرتری ۔ منتری جی! آپ میرے خاص رازدار ہیں۔ میرے پُورے وفادار ہیں۔ پنگلا کے محل میں بلا روک ٹوک آجا سکتے ہیں میں پنگلا کی پریکشا لینا چاہتا ہوں۔ آپ اُس میں میرے کام آسکتے ہیں۔ اگر بھید گپت رکھنے کا بچن دو تو بتاؤں۔

منتری ۔ سه
سر تسلیم خم راجن تیرے ارشاد کے آگے
جھکا دوں سر اشارے پر پربھو جلاد کے آگے
زُباں سے بھید نکلے تو زباں اپنی کٹا دوں گا ۔
تیری خاطر سوامی جان تک اپنی لڑا دوں گا

بھرتری ۔ پیاری آتما! تیری ذات سے توقع ہی ایسی تھی۔ مجھے پُورن وشواش ہے کہ تو میرے کام آئے گا۔ اپنے پرن کو جان کے ساتھ نبھائے گا اچھا ابھی ابھی جا اور رات کی تاریکی میں جب ساری کائنات محوِ خواب ہو پنگلا کے محل میں جا کر اُس کے کانوں تک میری مرتیو کی خبر پہنچاؤ۔ اُس کے بعد جو کچھ ظہور میں آئے فوراً آکر مجھے بتاؤ لیکن احتیاط رہے کہ سوائے میرے تیرے اور پنگلا کے یہ راز کسی پر نہ کھُلنے پائے ۔

منتری ۔ ست بچن مہاراج ایسا ہی ہو گا ۔ (منتری کا پرنام کر کے چلنا) ڈراپ سین

چوتھا سین

(محل پنگلا)

(پنگلا کا پلنگ پر لیٹے پتی دیو کی یاد میں بے قرار نظر آنا)

پنگلا۔ نہیں آئے نہیں آئے اب تلک پران آدھار نہیں آئے نہیں آئے اب تلک غمگسار نہیں آئے سنسار بھر کے پُرش ناریاں پر سیر پریم کرتے ہوئے محوِ خواب ہیں۔ لیکن مجھے خلاف معمول آج انتظاری کے عذاب ہیں۔ پران ناتھ! کیوں بھُول بیٹھے ہو۔ کہاں مشغول بیٹھے ہو دل تڑپ رہا ہے۔ کلیجہ دھڑک رہا ہے۔ کیوں تڑپا رہے ہو کیوں ویوگی بنا رہے ہو میرے دل کے دیوتا آؤ میرے من کا سنتاپ ہرو میرے ہردے کی کلپنا مٹاؤ۔ گانا

کس لئے رُوٹھے ہو مجھ سے کیا میری تقصیر ہے — اب تلک آئے نہیں یہ فکر دامنگیر ہے
آپ محوِ عیش و عشرت میں ہُوں کرتی زاریاں — کیا مرے خوابِ محبت کی یہی تعبیر ہے
ایک پل پڑتی نہیں ہے کل پر بھو تیرے سوا — پھر رہی آنکھوں میں تیری ہر گھڑی تصویر ہے
انتظاری بیقراری اور بے صبری مِری — دم بدم جاتا بڑھاتا آج چرخ پیر ہے
آہیں بھرتے تارے گنتے رین ہے اب جا رہی — کھانا پینا تیری فرقت میں ہُوا خنضیر ہے
میری اس سچی محبت کا یقیں نہ آئے تو — آزمانے کے لئے اک سہل سی تدبیر ہے
پھیر دے خنجر گلے پر اُف کروں پارس نہیں
آزما لے پران پیارے کسوٹی شمشیر ہے

منتری۔ (خوابگاہ کے دروازے پر) مانئیشوری پرنام! کیا جاگ رہی ہو؟
پنگلا (پلنگ سے اُٹھ کر دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے) ہیں! کون؟ پیارے منتری جی۔
منتری۔ ہاں سرو ہنکاری ماتا! آپ کا ناچیز پُتر!
پنگلا۔ اتنی رات گئے کس طرح آنا ہوا؟
منتری۔ ماتا! کہا نہیں جاتا۔ پرنتو بن کہے رہا نہیں جاتا۔ مہاراج ادھیراج پرلوک سدھار گئے اور ......
پنگلا۔ (بات کاٹ کر) ہیں! پران ناتھ۔ اتنی جلدی؟ نہیں جانے دُوں گی۔ بھاگ تو میں ابھی آتی ہُوں (پنگلا کا دھڑام سے پلنگ سے گِرنا۔ فرش پر گرتے ہی پران پکھیرو کا اُڑ جانا۔ منتری کا سراسیمہ و پریشان ہو کر جنگل کی طرف بھاگنا) ڈراپ سین

پانچواں سین

(جنگل)

(مہاراج کا منتری کی انتظار کرتے نظر آنا)

بھرتری ہری۔ (منتری کو دُور سے آتا دیکھ کر دل ہی دل میں) اے لو آ گئے منتری ور آ گئے۔ دیکھئے کیا سناتے ہیں۔ پریکشا کا کیا نتیجہ لاتے ہیں۔
منتری۔ (نزدیک آ کر) مہاراج اندھیر ہو گیا۔ نصیبہ بگڑ گیا آباد گھر اُجڑ گیا۔ آپ کی مرتیو کی خبر کیا تھی۔ کہ پنگلا پر گر پڑی اور اُس کا پران پکھیرو فوراً ہی اُڑ گیا) س

پریکشا کیسی تھی راجن یہ تھا یہ کیسا امتحاں
پریم کی پُتلی تھی پنگلا کس لئے لی اُس کی جاں

بھرتری۔ ہائے! تُو نے مجھ سے یہ کیسا کُکرم کرایا۔ آزمائش کیسی تھی اپنی پریم پھلواڑی پر اولوں کا مینہ برسایا اور اپنے آپ کو پتنی ہتیا کا گھاتک بنایا۔ پنگلا۔ پنگلا۔ نہیں سہا جاتا۔ تیری فرقت کا صدمہ نہیں سہا جاتا۔ نہیں رہا جاتا تیری امولیہ جان لے کر زندہ نہیں رہا جاتا۔ چل چل میں آتا ہوں تیرے پیچھے سورگ لوک میں پہنچ کر اپنا سچا پریم دکھاتا ہوں۔ (بھرتری کا غش کھا

کر گرنا ۔ منتری کا پانی کے چھینٹے دے کر ساودھان کرنا)

منتری ۔ مہاراج ! اپنے ہاتھوں اپنا ستیاناس کیا ۔ پنگلا نے تو پریم کا آزمائشی امتحان فُل نمبروں پر پاس کیا اُس کی مرتیو پر افسوس کیسا ۔ مقدر میں یہی لکھا تھا اس میں کسی کا دوش کیسا ۔ ساودھان ہوجیئے نگر پدھاریئے اور پنگلا کے انتم کریا اور داہ سنسکار کا فرض اُتاریئے ؎

ہوچکا ہونا تھا جو کچھ ہوچکا
مر گئی پنگلا نصیبہ سو چکا

کچھ نہیں بیسُود ہے آہ و فغاں
سہن شکتی سے سہو سنکٹ مہاں

ساودھان ہو بھُول جا رنج و الم
مِل چکا منک پہ تھا جو کچھ رقم

بے کفن کو چل کفن خود دیجئے
داہ کرم پنگلا کا چل کر کیجئے

وقتِ آفت کیجئے راجن ضبط
اس طرح ہوگا نہ پارس غم غلط

بھرتری ۔ ست رووان کیوں مُنہ تے پا لیہ گیا وقت مُن ہتھ نہ آوندا اے
کیہی گھڑی منحوس آزمائش کیتی کر کر یاد پیا جی گھبراوندا اے

پنگلا پریم نے ست نبھا گئی اے میراجی غوطے پیا کھاوندا اے
پالاں پریت دی ریت میں جان ویکھے میں نوں جگ جہان نہ بھاوندا اے

ملے منہ منگی جیکر موت مینوں لکھ وار میں شُکر گزار ہووان
شہر شیر وانگر نظر آئے پارس مینے لگدیاں ای شرمسار ہووان

نثر :۔ منتری جی ! پند و نصائح بیسُود ۔ دُنیا و مافیہا بے سُود بغیر پنگلا کے زندگی حرام نہ سلطنت سے واسطہ نہ حکومت سے کام بس اتنا اُپکار کیجئے ۔ کہ مجھے پران پیاری پنگلا کی لاش ابھی وقت لا دیجئے اور آپ جا کر راج کاج میں دِکرم کا ہاتھ بٹایئے ۔ مگر اس واقعہ کو دل کی گہرائیوں میں چھپا دیجئے ۔ اگر میرا صدق کامل نکلا تو بھگوان شنکر سے پنگلا کے پرانوں کی بھکشا لاؤں گا ۔ یا کٹھن اُپہاس کرکے پنگلا کی لاش کے ساتھ ہمیشہ کے لئے سُکھ کی نیند سو جاؤں گا ۔

منتری ۔ جی نہیں چاہتا کہ آپ کو اس حالت میں چھوڑنا گوارا کروں مگر حکم عدولی کا چارہ نہیں ابھی جاتا ہوں اور ارشاد بجا لاتا ہوں ۔

(ڈراپ سین)

چھٹا سین .... جنگل

(بھگوان شِو اور پاربتی کا بھرمن کرتے نظر آنا)

پاربتی :۔ (دُور ہی سے مہاراجہ بھرتری کو پنگلا کی لاش گودی میں لئے غمزدہ صورت بنائے بال بڑھائے بھبھوت رمائے دیکھکر) بھگون ! وہ دیکھیئے تپسوی کی صورت چنتا کی مُورت مردہ استری گودی میں لٹائے دین و دُنیا بھلائے اچل سمادھی لگائے کون بیٹھا ہے ۔ کیا عجب حالت بنائی ہے ۔ نہ معلوم اس پر کون سی آپتی آئی ہے ، دیکھنے میں تو کوئی پرتاپی راجہ نظر آتا ہے ۔ حالت اتنی گر چکی ہے کہ فکر و غم میں گھلتا جاتا ہے ؎

ہے کیا سنکٹ اُسے پربھو مجھے بتلا دیجئے
آج انتریامتا اپنی پربھو دکھلا دیجئے

شِو جی ۔ پران پیاری ! یہ مالوہ پتی مہاراجہ بھرتری ہے اپنی پتی برتا استری پنگلا کی پریکشا لینے کی نیت سے اُسے اپنی مرتیو کی خبر پہنچائی ۔ پنگلا نے خبر سنتے ہی پران چھوڑ کر پریت کی ریت نبھائی اب اُسی کے غم میں دیوانہ ہو رہا ہے ۔ آج دسویں دن سے

اُن جل تیاگ کر میرے دھیان میں مستانہ ہو رہا ہے۔ پنگلا کے ویوگ میں بہت ہی غمگین ہے اسی کی لاش گودی میں لئے میری بھگتی میں لین ہے اسے پنگلا کے لئے جیون دان درکار ہے۔ بصورت دیگر اسی اُپہاس میں پران چھوڑنے کو تیار ہے سہ

ہے بہت دُکھی ویوگی کر رہا بھگتی مری
لاش گودی میں لئے پنگلا کی راجہ بھرتری

پاربتی۔ دینا دیال پھر آپ اپنے بھگت کا دُکھ دُور کیوں نہیں کرتے پنگلا کو پران دان دے کر بھرتری کو مسرور کیوں نہیں کرتے کتنے کشٹ اُٹھا رہا ہے۔ دس دن کا بھوکا پیاسا کتنی اچل سمادھی لگا رہا ہے کس طرح آپ کے گُنا بار گا رہا ہے سہ

دیا کیجے آپ ساگر ہیں بھگت ہتکاری ہیں بھگوان
کرو اُپکار اس پہ آپ پر اُپکاری ہیں بھگوان

شوجی۔ یہ تو ٹھیک ہے پرنتو ایک چنتا اور ہے دراصل راجہ بھرتری گورو مچھندر ناتھ جوگی کی پیاری آتما ہے۔ اور اب اس کے سنساری چکروں اور بندھنوں کا خاتمہ ہے۔ اسی ویوگ سے ویراگی بن جائے گا۔ اور گورو مچھندر ناتھ کے چیلوں میں اچھیہ پدوی پائے گا۔ اگر پنگلا کو جیون دان دیا۔ تو پھر وشیوں میں غلطان ہو جائے گا۔ اور اس کی روحانیت کا نقصان ہو جائے گا۔ اس لئے اس سے زیادہ اصرار نہ کیجئے اور اسے اسی حال میں رہنے دیجئے سہ

یہی کارن وراگ اس کا ابھی ہو جائیگا بہتر
یہ دھندے چھوڑ سنساری پہنچ جائیگا منزل پر

پاربتی۔ دیالو! جس پنگلا کی یہ کھیل کھیل میں جان لے بیٹھا ہے۔ اسے اُس کے پریم سے دل بہلانے دیجئے جب یہ جوگیوں ہی کی رو رہے تو اوشیہ ہی انہی کے ہاں جائے گی۔ اور نتھا یوگیہ سمان پائے گی۔ لیکن ابھی اس کے دل کا ارمان نکل جانے دو

شوجی۔ پرنتو اُس وقت اس سے بھی زیادہ بیزار ہو گا۔ دُنیا کی بے ثباتی پر اشکبار ہو گا۔ غم و الم سے سینہ فگار ہو گا۔ نہ طبیعت کو چین ہو گا۔ نہ دل کو قرار ہو گا۔ نہ زمانے میں عزت ہو گی۔ نہ گھر میں وقار ہو گا زیادہ کیا کہوں بہت ہی ذلیل و خوار ہو گا۔ زندگی سے بیزار ہو گا۔ تب جا کر کہیں جوگیوں میں شمار ہو گا۔ اور واقفِ اسرار ہو گا۔

پاربتی۔ بھگون! کچھ بھی کیوں نہ ہو۔ ایکبار تو ضرور پنگلا کو پران دان دیجئے اور بھرتری کا دُکھ سنتاپ دُور کیجئے۔

شوجی۔ بہتر اچھا! مگر ذرا صبر کیجئے بھرتری کی سمادھی کھلنے کی اوستھا دیکھ لیجئے (شوجی پاربتی کا اوٹ میں ہونا۔ بھرتری کی سمادھی کھلنا)

بھرتری۔ لاحاصل ساری تپسیا لاحاصل بیہودہ دس دن کا اُپہاس بیہودہ نشپھل اچل سمادھی اور ابھیاس نشپھل۔ بھگوان شنکر پرسن نہ ہوئے۔ کیلاش پتی کے درشن نہ ہوئے۔ کیوں آتے۔ پاپ آتماؤں کے پاس کیوں آتے بھگتی ہین لیشو سمان مجھ پاپی کو کیوں درشن دکھلاتے نوغرض کی بھگتی سے کیوں خوش ہو جاتے کیوں میرے من کا کلیش مٹاتے۔ اچھا نیل کنٹھ بھگوان تیری موج اگر پنگلا کے لئے پران دان نہیں۔ تو بھرتری کے بھی پران نہیں (پنگلا کی لاش گودی سے ہٹا کر رکھتے ہوئے) پنگلا! میرے دل کی مالکہ پنگلا۔ نہیں نہیں میری پران آتما پنگلا! بھرتری تجھے پران دان دلانے میں ناکام ہے مگر تیرے بغیر جیون ہی حرام ہے۔ تیری لاوارث لاش بھگوان شنکر کے سپرد کر کے خود آتم گھات کرتا ہوں (کٹار اُٹھا کر) میری پیاری کٹار! اب تک تو تو دشمنوں کا خون پیتی رہی اب اپنوں کا لہو پان کرنا ہے۔ دھوکہ نہ دینا میرے پران ہرنا ہے (کٹار مارنا چاہتا ہے کہ پٹاخے کی آواز پر بھگوان شنکر پاربتی سہت پرگٹ ہو کر بھرتری کا کٹار والا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں)

شوجی۔ شانت! راجن شانت! میں تیری بھگتی سے اتی پرسن ہوں ور مانگو۔ سہ

مرادیں دل کی پوری ہوں بتادے مدعا راجن
تجھے منہ مانگا ور دیدوں زباں اپنی ہلا راجن

بھرتری۔ (ساشٹانگ ڈنڈوت کر کے) اُپکار اُپکار جٹا دھاری اُپکار اُپکار بھوانی ماتا اُپکار میری پرنام سویکار کیجئے

سہ دے کے درشن سارے سنکٹ ہر لئے شنکر پربھو ہے یہ تیری دیا لٹا درشن دئے شنکر پربھو
ہے جگت پر سدھ بھگوان تیری انتریامتا
پنگلا ہی کو پران دے کر پوری کردو کامنا

شنکر - تتھا استو (بھگوان شنکر کا پنگلا کی لاش پر پانی کا چھینٹا دینا پنگلا کا ساودھان ہونا بھرتری اور پنگلا کا بھگوان شنکر اور ماتا بھوانی کو پرنام کرنا بھگوان شیو اور پاربتی کا آشیرباد دے کر انتر دھیان ہونا)

(ڈراپ سین)

ساتواں سین ——— (ڈیرہ گورو مچھندر ناتھ جوگی)

(گورو مچھندر ناتھ کا اُچیہ آسن پر بیٹھے تمام چیلوں کا آتے اور گورودیو کو نمو شوائے بُلاتے اپنے اپنے آسنوں پر بیٹھتے جاتے آخیر پر گورکھ ناتھ کا آنا اور گورودیو کو نموشوائے آدیش بلا کر اپنے آسن پر بیٹھتے دکھائی دینا)

گورکھ - (ایک خالی آسن دیکھ کر) گورودیو ہمارے مٹھ کی تمام مورتیاں اپنے اپنے آسنوں پر براجمان ہیں۔ پرنتو آج ایک آسن ایک سیلی ٹوپی ایک کھپر جھولی بچ رہی ہے۔ اس کا کیا کارن ہے۔

مچھندر - بچہ گورکھ دراصل میرے سنسار میں آنے کا کارن اپنی بکھری ہوئی آتماؤں کو اکٹھا کرنا ہے تم سب میری ہی آتماؤں کے انش تھے جنہیں اپنا چکا اپنی بنا چکا مگر ابھی تک ایک روح باقی ہے جسے لانا ہے اور اس خالی آسن پر بٹھانا ہے۔ یہ کھپر جھولی دینا سیلی ٹوپی پہنانا ہے۔

گورکھ - دینا دیال وہ کون سی ایسی روح ہے جو اب تک بلائی نہ گئی اپنی بنائی نہ گئی۔

مچھندر - وہ اجین سمراٹ بھرتری ہے جو کہ پنگلا رانی کے حسن کا پروانہ بن رہا ہے۔ محبت کی زنجیروں میں جکڑا ہوا دیوانہ بن رہا ہے۔ فانی دنیا کے ناپائدار سکھوں پر مر رہا ہے اپنی آتما کا ستیاناس کر رہا ہے نہ ہی وہ وشیوں سے منہ موڑتا ہے۔ نہ پنگلا کی محبت چھوڑتا ہے نہ ہی ہم سے تعلق جوڑتا ہے۔ سہ

پھنس گئی وشیوں کے پھندوں میں ہماری آتما دیکھیے کب شُدھ بُدھی دے اُسے پرماتما
جسقدر بچھیں روحیں اپنی ہو چکی ہیں سب اکٹر
اب تلک وشیوں میں پھنسی ہے بھٹکتی اک مگر

گورکھ - اگر وہ ہماری آتما ہے تو میں جاتا ہوں اُس گری ہوئی آتما کو اُٹھاتا ہوں اس سے پنگلا کی محبت چھڑاتا ہوں اُسے آپ کے چرنوں میں لاتا ہوں بچھڑی روحوں کو ملاتا ہوں۔ آپ کے چرنوں کا پرتاپ دکھاتا ہوں۔ آپ کے نام کا ڈنکہ بجاتا ہوں سہ

جب ہماری ہی ہے روح پھر کس لئے گمراہ ہو آپ کے چرنوں کی اُسکے دل میں کیوں نہ چاہ ہو
میں چلوں گا چال وہ بھو جال ہی آ جائے گا
بھرتری آکر یہاں پارس انکھے سکھ پائے گا

مچھندر - اُسے سیدھے راستہ پر لانا مشکل ہے۔ اُس کے دل سے پنگلا کا خیال بھلانا مشکل ہے وہ پنگلا کو آزما چکا ہے۔ اُسے پتی برت دھرم کی مجسّم تصویر پا چکا ہے۔ بھگوان شنکر کی کرپا سے اُسے نئی زندگی دلا چکا ہے۔ اب تو بھرتری

پنگلا کے محل میں نواس ہے۔ حکومت کا کام وکرم اور منتریوں کے پاس ہے۔ گاہے گاہے راج دربار میں آتا ہے۔ مگر فوراً ہی پنگلا کے محل میں واپس لوٹ جاتا ہے۔ اُدھر پنگلا بھی اُس کی محبت میں دیوانی ہے۔ پتی برت دھرم میں لاثانی ہے بغیر بھرتری کے پل گزارنی محال ہر وقت اُسی کی محبت میں سرشار اُسی کے خیال میں نہال۔ بھرتری اگر پھول ہے تو پنگلا اُس کی خوشبو، پنگلا اگر شمع ہے تو بھرتری اُس کی لَو ہے

جسم ہے گر بھرتری تو پنگلا اُس کی جان ہے ۔۔۔ دیہہ اگر ہے پنگلا تو بھرتری پھر پران ہے
ایک جاں قالب ہیں دو وہ ہو نہیں سکتے جُدا
کس طرح گورکھ اُسے تو سیدھے رستے لائیگا

گورکھ۔ کرپاندھان! یہ سب ستیہ ہے پرنتو وہ کون کاریہ ہے جو کیا نہیں جاسکتا وہ کون سا نشہ ہے جو پیا نہیں جاسکتا کوشش ناممکن کو ممکن بنا دیتی ہے۔ پانی میں آگ لگا دیتی ہے۔ میں ایسی یُکتی لڑاؤں گا کہ پنگلا سے پتی برت دھرم چھوڑاؤں گا۔ اور بھرتری کو پنگلا سے متنفر کر دکھاؤں گا۔ اُس کے من میں ویراگ اپجاؤں گا ؎

فانی دُنیا کی محبت چھوڑ دیگا بھرتری ۔۔۔ آتما پرماتما سے جوڑ دیگا بھرتری

مچھندر۔ بچہ آخر ہمیں بھی کچھ تو بتاؤ۔ اپنی انوکھی چال کا حال سناؤ۔ تاکہ ہمیں یقین آجائے کہ تُو میدان مار لے گا۔ بگڑی سنوار لے گا ؎

حقیقت اپنی یُکتی کی ہمیں کچھ کچھ سُنا گورکھ ۔۔۔ چلے گا چال جو جا کر ہمیں بھی دے بتا گورکھ

گورکھ۔ ترکال درشی پربھو! آپ سے کیا چھپا ہے۔ لیکن اگر میرے ہی مُنہ سے کہلوانا ہے۔ تو سنئے میں گھوڑوں کے دوڑانے سدھانے سکھلانے میں کافی دسترس رکھتا ہوں۔ اشوپال بن کر بھرتری کے نوکروں میں شامل ہو جاؤں گا پھر اُسے اپنی گھوڑ ودیا سے رجھاؤں گا۔ ساتھ ہی اُسے جانوروں پرندوں کی بولیاں سکھانے کے بہانہ سے اپنے دام میں پھنساؤں گا۔ آہستہ آہستہ راج محل تک پہنچ کر پنگلا سے سلسلۂ اُلفت و محبت بڑھاؤں گا۔ مسمریزم، ہپناٹزم سے اُسے قابو میں لاؤں گا پھر موقع پا کر بھرتری کو اُس سے متنفر دکھاؤں گا ؎

میں اپنی حکمت عملی کے گورو جوہر دکھاؤں گا
میں دونو کے دلوں میں جذبۂ نفرت بڑھاؤنگا

مچھندر۔ لیکن ایک پتی برتا استری کا پتی برت دھرم بھنگ کرنا مہا پاپ ہے۔ دھرم کے ورودھ اور نیائے کے خلاف ہے

گورکھ۔ نہ سوامی وہ پاپ پاپ نہیں جس میں کسی کا کلیان ہو وہ پُنیہ پُنیہ نہیں جس سے کسی کا نقصان ہو۔ اور پھر پنگلا کا تو ست بھنگ ہی نہ ہونے پائے گا گو وہ میری مقناطیسی قوتوں سے پتت ہونے پر تیار ہو جائے گی۔ لیکن ادھر میری طرف سے اُسے وعدوں میں ہی ٹرخا دیا جائے گا۔ وہ قولاً تو اپنے دھرم سے گر جائیگی مگر فعلاً نہیں گرایا جائے گا ؎

میں اُنکو سیدھا کرونگا دھرم سے نہ گراؤنگا
مگر دونو دلوں کو میں علیحدہ کر دکھاؤنگا

مچھندر۔ شاباش بیٹا گورکھ شاباش اپنے قول کا پاس رکھنا اپنا کرتویہ نہ بھلانا کہیں شکار کھیلتے کھیلتے خود شکار نہ ہو جانا۔

گورکھ۔ جب آپ کا کرم شامل حال ہے تو میرا شکار ہونا محال ہے اچھا نمو شوائے آدیش میں جاتا ہوں اور آپ کے چرنوں کا پرتاپ دکھاتا ہوں بھرتری کو دست بستہ یہاں لاتا ہوں (گورکھ کا جانا)

(ڈراپ سین)

آٹھواں سین

(راج دربار)

(وکرم منتری پردھان و دیگر سبھاسدوں کا یتھا یوگیہ آسنوں پر بیٹھے نظر آنا)

چوبدار۔ ساودھان! مہاراج تشریف لا رہے ہیں (تمام درباریوں کا ہوشیار ہو جانا۔ مہاراجہ بھرتری کا آنا تمام درباریوں کا پرنام کرنا مہاراجہ کا تخت پر بیٹھنا)

بھرتری۔ (منتری سے) منتری جی! راج کاج تو ٹھیک طور پر سر انجام پا رہا ہے۔

منتری۔ مہاراج آپ کی کرپا اور وکرم جی کی سہائتا سے انصاف کا جھنڈا لہرا رہا ہے۔

پردھان۔ ان داتا اگر اجازت پاؤں تو چند ضروری کاغذات خدمت میں پیش کرنے کو لاؤں۔

بھرتری۔ پردھان جی میں بارہا کہہ چکا ہوں کہ میں دربار میں زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتا۔ تمام فیصلہ جات وکرم کے مشورہ سے کر دیا کرو۔ میری انتظار نہ کیا کرو۔ میں تو صرف چند منٹ کے لئے یہاں آیا کروں گا۔ اور تمام کام باقاعدہ ہوتا ہوا دیکھ جایا کروں گا۔

پردھان۔ یہ ہے تو ٹھیک ہجور۔ لیکن بکرماجیت کو ایشور بھگتی سے فرصت ہی کم ملتی ہے۔

بھرتری۔ بھرا تا وکرم میں تیری ایشور بھگتی کی لگن سے بہت پرسن ہوں لیکن سلطنت کا ہر طرح سے خیال رکھنا بھی تیرا ہی کام ہے میرا تو صرف نام ہی نام ہے۔ وہ کام کیا کرو جس سے پرجا کو سکھ ملے دھرم کا کنول کھلے۔ رعایا پروری بھی ایشور بھگتی کا انگ ہے

وکرم۔ پربھو جو آگیا۔ پرجا کے سکھ کا ہر دم خیال رکھا جائے گا۔ آپ کے انصاف اور عدل کا جھنڈا لہرائے گا۔ سہ

سلطنت کا کام تو چلتا رہیگا بے خطر — آپ بھی لیکن ہماری لیتے رہنا ہت خبر

چوبدار۔ مہاراج دروازے پہ ایک برہمن کھڑا ہے۔ اندر آنا چاہتا ہے۔ آپ کے درشن پانا چاہتا ہے۔

بھرتری۔ میرے دربار میں برہمن بلا روک ٹوک آسکتا ہے اپنی من مانی مرادیں پا سکتا ہے۔ اس کے لئے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ فوراً جاؤ اور اسے آدر سہت لے آؤ۔ (چوبدار کا جانا اور برہمن کو ساتھ لانا)

برہمن۔ سہ
تیرے اقبال کا سورج ہمیشہ اوج پر چمکے —— نہ اس پر چھا سکیں بادل کبھی رنج و الم غم کے
ہو لونڈی لکشمی تیری ملازم بخت تیرا ہو —— تیرے دل میں ہمیشہ شادمانی کا بسیرا ہو

برہمن کی دعاؤں کو پربھو منظور کرلیں گے
اکھے سکھ سمپتی عزت کا پارس تجھکو وردینگے

بھرتری۔ کہاں سے آنا ہوا کس طرح قدم رنجہ فرمانا ہوا۔ پنڈت جی ارشاد کیجئے۔ منہ مانگی مراد لیجئے
یہ دھن سمپت برہمن کے قدم پر وار ڈالوں گا
برہمن ہی کا سب کچھ ہے میں کرتویہ اپنا پالوں گا

برہمن۔ رتبہ بلند ہو اقبال دوچند ہو جیسا سنا ویسا پایا آپ کے دھرم کرم کا چرچا ہی یہاں لایا (امرت پھل پیش کر کے) لیجئے مہاراج! یہ تچھ بھینٹا سویکار کیجئے۔

بھرتری۔ (پھل ہاتھ میں لے کر) ویپر ورجو آگیا۔ پرنتو یہ ان دیکھی وستو ہے یہ کیا ہے اتنا بتا دیجئے اور اس کے گن اوگن اچھی طرح سمجھا دیجئے۔

برہمن۔ مہاراج! یہ امرت پھل ہے اس کے کھانے والا امر ہو جاتا ہے۔ اسے نہ ہی موت آتی ہے نہ ہی روگ ستاتا ہے

بھرتری۔ پھر تو نے خود کیوں نہ کھایا؟ امر ہونے کا لطف کیوں نہ اٹھایا؟ یہاں کس خیال سے لے آیا؟

برہمن۔ مہاراج! ایک نادار برہمن اسے کھا کر آئو بڑھا کر کیا بنائے گا بلکہ اپنی مصیبت اور بڑھائے گا اگر آپ اسے کھائیں گے اور امر ہو جائیں گے۔ تو دھرم کرم اور گئو برہمن کی رکھشا سے نام پائیں گے۔ دکھیوں کے دکھ مٹائیں گے روتوں کی دھیر بندھائیں گے۔

بھرتری ۔ اچھا دیوتا بتری اچھیا (منتری سے) منتری جی برہمن کو خزانہ سے منہ مانگا مال و زر دو اس کی مفلسی ناداری دور کرو
منتری ۔ بہت اچھا مہاراج (برہمن سے) آیئے دیوتا آیئے اور منہ مانگا دھن لے جایئے (دونو کا جانا)
بھرتری ۔ (دل ہی دل میں) کیا یہ امر پھل خود کھالوں۔ اپنی آیو بڑھالوں سدا جوانی کے لطف اٹھاؤں۔ کدا پی نہیں کدا پی نہیں یہ بڑی امولیہ اور پیاری وستو ہے۔ اپنی پران پیاری کی بھینٹ کرنی چاہئے۔ وہ اسے کھانے گی امر ہو جائے گی میری خاطر جان قربان کرنے کے صلہ میں اچھے سکھ پائے گی۔ (ظاہرا) وکرم میں اب جاتا ہوں۔ راجیہ کاریہ میں پردھان کا ہاتھ بٹاتے رہنا اور اونچ نیچ سمجھاتے رہنا۔
وکرم ۔ جو آگیا! (مہاراجہ کا امر پھل لے کر چلنا تمام درباریوں کا آداب بجالانا .... (ڈراپ سین)

ناتواں سین ~~~~~~~~ (محل پنگلا)

(مہارانی پنگلا کا اشوپال کی یاد میں بیقرار نظر آنا)

پنگلا ۔ چرا کر دل اگر دلبر وصل سے جی چرانا تھا
دکھا کر چال مستانہ دیوانہ بنانا تھا
نہ رکھا پاس رُتبہ کا تجھے دل دیدیا اپنا
ستمگر ے کے دل میرا کیا یونہی رُلانا تھا
بُلایا بارہا ۔ قاصد مگر ناکام لوٹا ہے
یہ پہلے سونچ لینا تھا اگر کچھ خوف کھانا تھا
مرا ست بھنگ ہوا دزدیدہ آنکھوں سے جبھی دیکھا
دھرم سے گرگرانا تھا گلے سے پھر لگانا تھا
پتی کو دے رہی دھوکہ ہوں اپنی چالبازی سے
اشوپالا میرے دل کا تجھے ارماں مٹانا تھا
دکھی کر کے پتی سے نہ مجھے کچھ سکھ دیا تو نے
ہوں مارِ آستیں بن کر مجھے ہی کاٹ کھانا تھا
لبوں پر جان اٹکی ہے تیرے بیمارِ اُلفت کی
دمِ آخر تو آخر آ کے پارس کو بچانا تھا

(نثر) داسی کو گئے بہت دیر ہو گئی مگر میرا پیارا اشوپال میرے دل کا سہارا اشوپال اب تک نہ آیا نہ معلوم کیوں تڑپا رہا ہے۔ کیوں وصل سے جی چرا رہا ہے رہ رہ کر خیال آتا ہے کہ پتی پرنا ہو کر ست بھنگ کرنے پر تیار ہوں مہاراجہ سے متنفر غلام کی طلبگار ہوں۔ مگر کیا کروں مجبور و لاچار ہوں اُس کی آنکھوں میں جادو تھا کہ مجھے بھرما لیا۔ پتی برت دھرم سے گرا لیا۔ اُس کی نگاہ میں بجلی تھی۔ جس نے میرے ست کی لنا کو جلا ڈالا۔ مجھے بے صبر بنا ڈالا۔ پھر حیران ہوں کہ دل چھین کر کیوں ستا رہا ہے۔ وصل سے جی کیوں چرا رہا ہے۔ پیاری سے پیاری وستو اُس کی بھینٹ چڑھا رہی ہوں۔ اچھے سے اچھے کھانے اُسے کھلا رہی ہوں پھر بھی فرقت کے صدمے اُٹھا رہی ہوں۔

داسی ۔ (باہر سے آکر) مہارانی جی اشوپال آرہا ہے! (اشوپال کا آنا)
پنگلا ۔ آگئے میرے دل چور آگئے ۔ دل کے بیٹھ آگئے ہردیہ کے ٹھور آگئے کیوں جی اسی لئے دل چرایا تھا۔ اسی لئے جادو چلایا تھا۔ کہ مجھے تڑپاتے رہوگے۔ رُلاتے رہوگے وصل سے جی چراتے رہوگے ؎

چھین کر دل بھول جانا یہ کہاں کی ریت ہے ٭ پریم کر کے دور رہنا پریت کے وپریت ہے

اشوپال ۔ نہیں نہیں پنگلا ایسا نہیں میں تو تیرا صدق آزما رہا ہوں۔ تیرے پریم کو پختہ بنا رہا ہوں اسی لئے انتظاری دکھا رہا ہوں وصل سے جی چرا رہا ہوں۔ ابھی صبر کر طبیعت پہ جبر کر جب تیرا امتحان ہو جائے گا۔ تو اشوپال تیری خدمت بجالاتے گا تیرے

دِل کی تپش بجھائے گا ؎

محبّت ہن کی صادق ہے وہ کب فریاد کرتے ہیں
زباں سے کچھ نہیں کہتے دِلوں میں یاد کرتے ہیں

پینگلا۔ تو کیا ابھی امتحان نہیں ہو چکا۔ آپ کا اطمینان نہیں ہو چکا۔ تو پھر میرے جیون پر دھکار میری زندگی پر پھٹکار۔ دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔ پتی سے دیکھ ہوں تجھے اپنا نہ سکی اپنا نہ بنا سکی ؎

پریم پر پریتم کو میرے گر نہیں ہے اعتبار
زندگی بے ارتھ میری میرے جیون پہ دھکار

اشوپال۔ پینگلے نراش نہ ہو۔ اداس نہ ہو "دیر آید درست آید" پریم کے پھل کو پکنے دینا چاہئیے۔ کچا نہ کھانا چاہئیے دیر سے نہ گھبرانا چاہئیے (داسی کا اچانک داخل ہونا)

داسی۔ مہارانی جی! مہاراج تشریف لا رہے ہیں۔

اشوپال۔ اَب کیا کیا جائے غضب ہو گیا مہاراج دیکھتے ہی گولی سے اُڑا دیں گے محبّت کا مزہ چکھا دیں گے۔ عدم کی سیر کرا دیں گے۔

پینگلا۔ گھبرا گئے کیوں؟ سٹ پٹا گئے۔ کیوں؟ تجھ پر حرف نہ آنے دُونگی کسی کو انگلی نہ اُٹھانے دونگی (داسی سے) جا اسے لے جا کر اندھیری کوٹھری میں بند کر دے (داسی کا لے جانا)

بھرتری۔ (اندر داخل ہوتے ہی) پیاری پینگلا اُداسی اور غمگینی کے آثار ہیں۔ چہرہ افسردہ آنکھیں اشکبار ہیں۔ یہ بیقراری کیسی ہے اشکباری کیسی ہے غمگینی اور بیزاری کیسی ہے ؎

بیقراری دیکھ کر تیری ہے دِل یہ بیقرار
میں تیری اُلفت کا شیدا کر دوں اپنی جاں نثار

پینگلا۔ میرے پران آدھار آپ کی جدائی کا ایک لمحہ گزارنا مجھے محال نظر آتا ہے۔ آپ کے بن دیکھے جیون وبال نظر آتا ہے جتنی دیر آپ دربار میں تشریف رکھتے ہیں میں آہ وزاری کرتی رہتی ہوں سرد آہیں بھرتی رہتی ہوں بے آب ماہی کی طرح تڑپتی رہتی ہوں۔ کلیجہ مسلتی اور سر پٹکتی رہتی ہوں آنکھیں ہیں کہ ساون بھادوں کی جھڑی لگا دیتی ہیں۔ پلنگ پر بیٹھے بیٹھے مجھے نہلا دیتی ہیں ؎

تیری فرقت کے مجھے پل پل نظر آتے ہیں سال
میں تڑپتی رہتی ہوں جب تک نہو تیرا وصال

جسم ہوں میں اور میرے پران سوامی آپ ہیں
کیوں اکیلی چھوڑ کر دیتے مجھے سنتاپ ہیں

بھرتری۔ پران پیاری! میں نے بہت دیر تو نہیں لگائی۔ وہاں پہنچتے ہی واپس لوٹنے کی صلاح بنائی اتنی جلدی گھبرانا نہ چاہئیے خیر اب تو میں دربار جاؤں گا نہیں اتنا وقت لگاؤں گا نہیں۔ ہاں مجھے یاد آ گیا جب میں ادھر آ رہا تھا تو دُور سے مجھے ایک سفید کپڑوں والا پُرش نظر آ رہا تھا۔ جو یہاں پہنچنے سے پہلے ہی غائب ہو گیا۔ یہ کیا اسرار ہے۔

پینگلا۔ ٹھیک ہے اگر آپ تھوڑی سی دیر اور لگاتے تو آج پینگلا کو زندہ نہیں پاتے۔ جب آپ کی فرقت سے گھبرانے لگی تو آپ کا سفید چوغہ سامنے لٹکا کر آپ کے درشنوں سے دِل کی پیاس بجھانے لگی۔ لیکن اس وقت تو اُس چوغہ سے بھی اُکتا چکی تھی۔ اُسے اُٹھا کر دوسری طرف لٹکا چکی تھی۔ اپنی زندگی کا ٹنٹا چکانے کی تیاری کر رہی تھی کہ آپ آ گئے آتم گھات سے بچا گئے

بھرتری۔ (دل ہی دِل میں) کتنا پوتر پریم ہے کتنا ایثار ہے۔ ایسی پتی برتا استری پر دل و جان نثار رہے۔ اسے امرت پھل ضرور کھلانا چاہئیے اور اسے امر بنانا چاہئیے ایسا نہ ہو کہ کہیں آتم گھات کر بیٹھے اور خواہ مخواہ اُتپات کر بیٹھے (ظاہرا) بھانی! لیجئیے یہ امر پھل ہے اس کو کھا کر امر ہو جائیے سدا جوانی کے مزے اُٹھائیے۔

پنگلا۔ بھگوان یہ امرت پھل کیسا ہے۔ موت اور بڑھاپے کی مشکل کا حل کیسا۔ کہاں سے آیا کون لایا۔

بھرتری۔ آج دربار میں ایک برہمن نے بھینٹ کیا۔ جو بھی اسے کھاتا ہے نہ ہی اُسے موت آتی ہے نہ ہی بڑھاپا ستاتا ہے اسی لئے میں ایسی پیاری وستو اپنی پران پیاری کے لئے لایا ہوں۔ کہ وہ کھالے اپنی آیو بڑھالے سدا جوانی کے لطف اُٹھائے

پنگلا۔ مہاراج! پھر یہ امرت پھل آپ ہی کھائیے عمرِ جاودانی پائیے۔ سدا جوانی کے لطف اُٹھائیے۔ میرے دل کو ٹھنڈک پہنچائیے

میں فدا ہونگی تری حسن و جوانی دیکھ کر
ہوگا من پرتن عمرِ جاودانی دیکھ کر

بھرتری۔ نہیں سُندری یہ پھل تم ہی کھاؤ اور امر ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ مجھے چھوڑ کر سُرپور سدھاؤ۔ اور مجھے وجوگ میں تڑپاؤ

ایک پل تیری جدائی کا سہا جاتا نہیں
بن تیرے دیکھے گھڑی بھر بھی رہا جاتا نہیں

کھا امر پھل ہو امر سب وسوسے مٹ جائیں گے
تیری فرقت کے مجھے پھر خواب بھی نہ آئیں گے

پنگلا۔ میرے ہردیہ سمراٹ جب آپ کی عمر کا اعتبار نہ ہوگا۔ تو میرا امر ہونا بیکار نہ ہوگا میری تو عمر جاودانی ہو اور آپ کا جیون فانی ہو۔ پتہ زندگانی ہو تو اس کا یہی مطلب ہوگا کہ آپ کے پران چھوڑنے پر میری ہانی ہو امر ہونے پر پشیمانی ہو۔ پربھو! یہ پھل آپ ہی کھائیں امر ہو کر پرجا کو سُکھ پہنچائیں۔ میرا دل بہلائیں۔ میں اسے کھا کر کیا بنا لوں گی عورت ذات کسی کو کیا سکھ پہنچا لوں گی۔

بھرتری۔ نہیں پیاری اگر دل میں میرا سچا پریم ہے تو اسے کھانا پڑے گا۔ میرا حکم بجالانا پڑے گا۔

پنگلا۔ بہت اچھا مہاراج! پھر میں اسے کل صبح نہا دھو کر کھاؤں گی۔ پرنتو آپ کل سے دربار جانا چھوڑ دیں۔ مجھے بیکل بنانا چھوڑ دیں۔ یوں تڑپانا چھوڑ دیں۔

بھرتری۔ پیاری ایسا ہی ہوگا۔ پھر میں ابھی جاتا ہوں دکرم اور پردھان کو سب کچھ سمجھا آتا ہوں۔ اور یہ بتا آتا ہوں کہ اب میرا دربار آنا نہیں ہوگا۔

پنگلا۔ بہت بہتر مگر دیر نہیں لگانا۔ فوراً لوٹ آنا دروازے پر آنکھیں لگی رہیں گی۔

بھرتری۔ ابھی آیا ...... (مہاراجہ کا جانا۔ اور اشوپال کا نکلنا)

اشوپال۔ آج تو جان بچی لاکھوں پائے سچ ہے بڑوں کے گھر چھوٹا نہ جائے خیر آج تو تو مہاراجہ کی اُلفت کا خوب دم بھر رہی تھی اس پر جان نثار کر رہی تھی۔ آج تو امر پھل کھا کر امر ہو جائے گی۔ سدا جوانی پائے گی۔ مہاراجہ کا دل بہلائے گی۔

پنگلا۔ یہ سب دل بہلانے کی باتیں ہیں۔ اپنا آپ بچانے کی باتیں ہیں۔ دھوکہ دینے اور اعتبار جمانے کی باتیں ہیں۔ امرت پھل تو تیرے لئے رکھ چھوڑا ہے۔ اسے کھا کر امر ہو جاؤ۔ سدا جوانی پاؤ میرے دل کی تپش بجھاؤ۔

اشوپال۔ (امر پھل لے کر دل ہی دل میں) خوب موقع ہاتھ آیا۔ گورو مچھندر ناتھ نے کیا عجب سبب بنایا یہ امر پھل کسی طرح مہاراج تک پہنچا دوں گا اور اس کے دل میں پنگلا کے لئے نفرت کا جذبہ بڑھا دوں گا جس سے اُسے کارن ویراگ ہو جائے گا۔ اور پھر خود بخود گورو مہاراج کی شرن میں پہنچ کر اُسے سُکھ پائے گا (ظاہرا) اچھا میں یہ پھل کل نہا دھو کر کھاؤں گا پھر تیرے پاس آؤں گا تیرے دل کے ارمان مٹاؤں گا۔

پنگلا۔ بہت اچھا۔ مگر بھول نہ جانا۔ کل ضرور آنا۔ انتظاری نہ دکھانا زیادہ نہ تڑپانا ......

(ڈراپ سین)

دسواں سین

(راج دربار)

———— (مہاراجہ بھرتری کا تخت پر جلوہ فگن اور تمام سبھا سدوں کا بیٹھا ہوئیہ سنگھاسنوں پر بیٹھے نظر آنا)

بھرتری - پردھان جی! مَیں نے آج دربار میں نہیں آنا تھا - لیکن آپ کے بار بار اصرار پر تھوڑی دیر کے لئے آ گیا ہُوں ضروری کاغذ پر دستخط کرا لیجئے اور مجھے محل جانے دیجئے۔

پردھان - ست بچن مہاراج (پردھان کا کاغذات پیش کرنا مہاراجہ کا اندھا دھند دستخط کرنا چوبدار کا آنا)

چوبدار - مہاراج! تارا کنجری (رولیشیا) مجرا کرنے کے لئے حاضر ہونا چاہتی ہے۔

بھرتری - تو پھر دیر کس لئے لگاتی ہے۔ آج طبیعت پر کچھ اُداسی سی چھائی جاتی ہے جاؤ اُسے بُلا لاؤ کوئی اچھا سا گانا گائے تو شاید دل کی دھڑکن مِٹ جائے۔

تارا - مہاراج! بندنا کرتی ہُوں

بھرتری - تارا کوئی اچھا سا گانا سناؤ اور میرا دل بہلاؤ۔

تارا -

(گانا)

چھوڑ کر مجھ کو کہاں اے دل گیا ۔۔۔ اُف غضب جا کر عدو سے مل گیا
غیر کا دم بھرنے ہی سے پیشتر ۔۔۔ کیوں نہیں کر کے مجھے بسمل گیا
جان کو غم تھے ہزاروں جانکاہ ۔۔۔ فرطِ غم سے کیا تو ہو بیدل گیا
رنج فرقت سہہ چکا تھا سینکڑوں ۔۔۔ تیری فرقت سے کلیجہ ہل گیا
ایک تھا ہمدرد تو پر اب کہاں ۔۔۔ تیرے بھی دل سے ہے دردِ دل گیا
تُو نہیں گر پاس تو کچھ بھی نہیں ۔۔۔ زندگانی کا مِری حاصِل گیا
کون پارس کی بھلائے گا خبر ۔۔۔ چھوڑ کر جب اُس کو اپنا دل گیا

بھرتری - پردھان جی تارا کے گانے سے دل از حد مسرور ہوا رنج والم کافور ہوا۔ میرے خیال میں شاہی خزانہ سے اس کا معقول وظیفہ مقرر کر دیا جائے اور یہ روزانہ راج محل میں آ کر مجھے گانا سنایا کرے میرا اور پنگلا کا دل بہلایا کرے۔

پردھان - بسرو چشم منظور اب تارا شاہی خزانہ سے وظیفہ پایا کرے گی۔ اور روزانہ راج محل میں جا کر گانا سنایا کریگی۔ آپ کا اور مہارانی پنگلا کا دل بہلایا کریگی۔

تارا - آپ کی مہربانی اور غریب نوازی کا شکریہ۔ لیکن مَیں آج وظیفہ لینے نہیں آئی ہُوں۔ بلکہ ایک سوغات لائی ہُوں اگر آپ قبول فرمائیں تو زہے نصیب۔

بھرتری - کیوں نہیں تارا وہ کون سی سوغات ہے۔ قبول کرنے کی کون سی بات ہے۔

تارا - (امرت پھل پیش کر کے) عالیجاہ مجھے خوش قسمتی سے یہ امر پھل ہاتھ آ گیا ہے۔ اس میں یہ خوبی ہے کہ جو مرد عورت اسے کھائے وہ امر ہو جائے۔ عمر جاودانی پائے۔ نہ اُسے موت آئے نہ بڑھاپا ستائے سو اسے کھا کر اپنی عمر بڑھا کر میں کیوں پاپ کرموں کو بڑھاؤں اس لئے اسے آپ کی بھینٹ کرتی ہوں۔ آپ دھرماتما ہیں۔ پنیہ آتما ہیں دُکھیوں کے مددگار ہیں غریبوں کے غمخوار ہیں آپ اسے کھائیں اور عمر جاودانی پائیں۔ دھرم کرم میں اُتساہ دکھائیں۔

ہیں امر ہو کر رو نگی پاپ ٹہول نیچ اتما — آپ سے ہوں گے کرم شبھ آپ ہیں دھرماتما

بھرتری۔ (پھل ہاتھ میں لیکر) پھل ہے تو اتی اُتم پر تیرے ہاتھ کیسے آیا تارا۔ تُو نے کہاں سے پایا تارا۔

تارا۔ مہاراج! میرا تعلق اُلفت کے دیوانوں محبّت کے پروانوں نفس کے غلاموں سے ہے کسی دل جلے نے کہیں سے پا لیا اور جُوں کا تُوں ہمیں پہنچا دیا۔

بھرتری۔ آخر اتنا نادان کون ہے جس نے خود تو استعمال نہ کیا اور تجھے لا کر دیدیا۔

تارا۔ مہاراج! آپ کے طویلے کا جمعدار اشوپال!

بھرتری۔ (دل ہی دل میں) امرت پھل ہے تو وہی لیکن اشوپال کے ہاتھ کیسے آیا کہیں پنگلا نے دشواش گھات نہ کیا ہو (ظاہرا) پردھان جی! تارا کو منہ مانگا انعام دو اور خوب ہوشیاری سے راج کاج سرانجام دو۔

پردھان۔ بہت اچھا حضور! ارشادِ عالی بسر و چشم منظور (مہاراجہ کا امر پھل لے کر محل کی طرف چلنا۔ پردھان کا تارا کو انعام دے کر رخصت کرنا۔

(ڈراپ سین)

گیارھواں سین

(محل پنگلا)

(پنگلا کا اشوپال کی یاد میں فکرمند نظر آنا)

پنگلا۔
اشوپال نکلا دغا باز پُورا —— دیا مجھکو دھوکہ ہے دمباز پُورا
وصل کا نہ وعدہ وفا کرنے آیا
نہ دردِ جگر کی دوا کرنے آیا

داسی۔ (باہر سے آکر) مہارانی جی! مہاراج تشریف لا رہے ہیں۔ (مہارانی کا ہشیار ہونا مہاراجہ کا تشریف لانا)

بھرتری۔ پنگلے تُو آج پھر اُداس نظر آتی ہے۔ اشکوں کی روانی تیری غمگینی کا پتہ بتاتی ہے۔

پنگلا۔ مہاراج! آپ کی جُدائی سے جب طبیعت گھبراتی ہے تو خواہ مخواہ اشکوں کی جھڑی سی لگ جاتی ہے آپ نے دربار نہ جانے کا وعدہ کر کے ایفا نہ کیا۔ آج پھر دربار میں تشریف لے جا کر میرے نازک دل کو بہت دُکھ دیا۔

بھرتری۔ پیاری آج ایک ضروری کام تھا جس کے واسطے جانا پڑا وعدہ بھُلانا پڑا۔

پنگلا۔ اب اگر پھر کبھی مجھے اکیلا چھوڑ کر دربار چلے جاؤ گے تو مجھے اب کے زندہ نہ پاؤ گے۔

بھرتری۔ کیا کہا اگر اب دربار جاؤں گا تو تجھے زندہ نہ پاؤں گا۔

پنگلا۔ یقیناً
ہجر میں تیرے پر بھو دینی پڑیگی جاں مجھے — تیری فرقت سخت ہے پر موت ہے آساں مجھے

بھرتری۔ تُو کداچت مر نہیں سکتی آتم ہتیا کر نہیں سکتی۔

پنگلا۔ کیوں
نہ کرنا شک ذرا اس پر تیرے ہجراں میں مرنا ہے
نہ آؤ گے نظر جس دم اُسی دم کوچ کرنا ہے

بھرتری۔ کیا تُو نے امر پھل نہیں کھایا تھا۔ موت سے پِنڈ نہیں چھوڑایا تھا۔

پنگلا۔ بھُول گئی۔ پر بھو بھول گئی۔ اب تو موت بھی مجھ سے جی چراتی رہیگی تیری فرقت میں مصیبت کے لمحے بڑھاتی رہیگی امر پھل کیا کھا بیٹھی۔ اپنی آبرو کیا بڑھا بیٹھی۔ اپنے رستے پر کانٹے بچھا بیٹھی۔ اپنے پاؤں پر اپنے ہاتھوں کلہاڑی چلا بیٹھی

سے مصیبت امرپھل کھا کر بڑھائی — سدا تیری سہنی پڑیگی جدائی

بھرتری - پیاری امرپھل تو نے کب کھایا تھا؟

پینگلا - جس دن آپ لائے تھے اسی دوسری صبح کو نہا دھو کر ناشتہ بنایا تھا۔

بھرتری - کیا سچ مچ تو نے وہ پھل کھا لیا تھا کسی غیر پُرش کو تو نہیں دے دیا تھا۔

پینگلا - ہیں مہاراج! یہ آپ کیا فرما رہے ہیں - مجھے غیر مرد کا طعنہ سُنا رہے ہیں۔ میرا نازک دل دُکھا رہے ہیں۔ میرا کلیجہ چھلنی بنا رہے ہیں سے

ہا ستم ہیں دے رہے خود غیر کا طعنہ مجھے — اُف بنی ہی ہیں سُنانے آج بیگانہ مجھے
میری نظروں میں ہیں تیرے بن کوئی بھی جچتا نہیں — مرد میرے خیال میں کوئی دوسرا بستا نہیں
سب مجھے ناری پُرش آتے نظر ہیں ناریاں
دے رہی ہیں دُکھ مجھے یہ آپ کی گلکاریاں

بھرتری - (امرپھل دکھا کر) دیکھ کیا یہ وہی امرپھل ہے - اب ذرا تو ہی بتا دے کہ تیرے ناپاک دل میں کتنا کپٹ اور چھل ہے سے

اب تو تیرا چھل کپٹ سب آشکارا ہو گیا — اور ظاہر تیرے ست کا راز سارا ہو گیا
کسقدر نرلج کٹنی ہوتی ہو تم ناریاں — کر رہا ہے کون پینگلے اب بتا گلکاریاں
اب بتا تیرے پتن ہونے میں ہے کتنی کسر — تیری کرنی ہے امر یہ کہہ رہا ہے پھل امر
ہے مناسب اب یہی ساری حقیقت کھول دے
اپنی کرتوتوں کا قصہ خود زباں سے بول دے

پینگلا - (خوف اور ندامت سے پانی پانی ہو کر) (دل ہی دل میں) جگت ماتا دھرتی! اب تو ہی مجھے جگہ دے کہ غرق ہو جاؤں - بھلا کس طرح انکار کروں۔ کس منہ سے اقرار کروں۔ ارتھ کیا پاپ کیا - پریم کے پجاری اپنے سچے ہتکاری پتی دیو کو دھوکا دیا - اپنا پتی برت دھرم بھنگ کیا - داسی کے جھکے میں آ گئی - نیچ کی سنگت نیچ بنا گئی - کہاں ستر ونسکاری پرواپکاری دھرم کی تصویر سیرت اور صورت میں اپنی آپ نظیر پران آدھار مہاراج بھرتری - کہاں ایک کم حیثیت طویلے کا جمعدار اشوپال بد افعال - مگر نوشتہ تقدیر نے بھلا ڈالا۔ بگڑے مقدر نے بھرما ڈالا گو ابھی ست بھنگ نہیں کر پائی مگر اب اعتبار کہاں۔

بھرتری - کیوں خاموش کیوں ہے - کیا کوئی نرالی چال سوچ رہی ہے - اپنے بچاؤ کی کوئی نئی ڈھال سوچ رہی ہے۔

پینگلا - (ہاتھ جوڑ کر آنکھوں میں آنسو بھر کر) مہاراج خطا ہو گئی - دشٹا داسی کے جھکے میں آ کر اشوپال پر فدا ہو گئی نیچ کی سنگت ہی نے بیڑا غرق کیا - مجھے میری تقدیر نے دھوکا دیا - اب میری لاج آپکے ہاتھ ہے - پران ناتھ کھما کیجئے داسی کا اپرادھ کھما کیجئے - دھرتی ماتا تو ہی پھٹ جا - مجھے اپنے اندر سمانے دے - مجھے اپنا کلنکی شریر چھپانے دے - سوامی! آپ ہی تلوار کو حرکت دیجئے میرا کام تمام کیجئے سے

کیا کہوں کیسے کہوں ہے ہو گئی جبکہ خطا — دیجئے مجھکو سزا ہے آپ کی جو بھی رضا
ہے یہی بہتر کہ کردو میرا فوراً سر قلم
تاکہ ہو مجھ پاپنی کا آج ہی قصہ ختم

بھرتری - تجھ پر دھکار - ہزار لعنت کروڑ پھٹکار راجہ کو چھوڑ کر چاکر سے دل لگایا - اور راجاؤں کی کُل کو کلنکت بنایا - ہا غضب دوسری تین سو رانیوں کو چھوڑ کر تجھ سے پیار کیا تجھے اُن سب کا سردار کیا - تیرے دُکھ سے دُکھی اور تیرے سُکھ سے سُکھی ہو کر

تُو نے میرے اُس ایثار کا خوب بدلا دیا۔ کہاں جا کر مُنہ کالا کیا۔ کُل میں کلنک لگایا۔ اپنے آپ کو بدنام بنایا۔ سچ کہتے ہیں کہ دُنیا کا اعتبار نہیں۔ یہاں کسی کے من کو قرار نہیں۔ کسی دل میں سچا پیار نہیں۔ اگر میں خود غلطی نہ کھاتا ایک بے پتہ بدمعاش کو مُنہ نہ لگاتا اُسے سر نہ چڑھاتا۔ تو نہ ہی وہ رنواس میں آنے پاتا۔ اور نہ ہی وشواس گھات کر کے میرا دل دُکھانے پاتا۔ بس اب یقین ہو گیا کہ اس ناپائدار سنسار کی کوئی وستو پائدار نہیں۔ کوئی سچا غمخوار نہیں۔ اچھا دُشٹا پنگلا! یہ میری آخری ملاقات ہے۔ تجھے سزا دینے کا خیال واہیات ہے۔ بھرتری کا دل اب راج پاٹ سے اچاٹ ہے تُو اپنی کرنی کا پھل خود پا لے گی۔ رخصت اے رنگ محل رخصت رخصت اے تاج و تخت رخصت جا بدکارنی کہیں چلو بھر پانی میں ڈوب مر ؎

کر چکی وشواس گھات تُو ہے بدکارنی
اب تلک دیتی رہی دھوکہ مجھے ہتیارنی

ہو چکا اندھا دِشوں میں سُوجھتا کچھ بھی نہ تھا
تیری اُلفت کا جنوں تھا پوچھتا کچھ بھی نہ تھا

چھوڑ کر راجہ کو ہے نوکر سے مُنہ کالا کیا
اور مجھکو میری اُلفت کا صلہ اچھا نہ دیا

حیف ایسی زندگی پر حیف ایسے راج پر
حیف ایسے تخت پر ہے حیف ایسے تاج پر

چھوڑ کر دُنیا کو پارس بن کو جانا چاہیئے
ایشور کے ذکر میں آیُو بِتانا چاہیئے

(بھرتری کا محل سے باہر نکلنے لگنا اور پنگلا کا ہاتھ پکڑ کر روکنا)

پنگلا۔ ٹھہریئے مہاراج ٹھہریئے۔ مجھے میرے پاپ کرموں کی ضرور سزا دیجئے۔ زندہ دیوار میں چنوا دیجئے۔ میری بوٹیاں کتوں سے نُچوا دیجئے۔ لیکن تخت و تاج چھوڑ کر بن کی راہ نہ لیجئے۔ مجھے زندگی بھر کا ڈر نہ دیجئے۔

بھرتری (ہاتھ چھوڑا کر) کرنا ایسا ہی کرتا۔ اگر راجہ رہتا تو تجھے اور اس دُشٹ کو من مانی سزا دیتا۔ زمانے کو دکھا دیتا کہ کُکرم کرنیوالے کی یہ دُرگت ہوتی ہے۔ مگر اب تو نہ ہی میں راجہ رہا اور نہ ہی میرا راج رہا۔ اب کسی کو ڈنڈ دینے کا مجھے ادھیکار نہیں ہے کسی کی بُری بھلی کرنی سے مجھے سروکار نہیں ہے ؎

اب تو میرا ہے یہاں سے آب و دانہ اُٹھ گیا
آج اس سر سے میرے تاج شاہانہ اُٹھ گیا

پنگلا؎ میری وینتا نال دلیل سُن لے میتوں ہو ونی لیا بھلا ہیتم
داسی بیچ وے سنگ ست بھنگ کیتا میتوں پاپ نے بھو سزا ہیتم

عزت شان نے رتبہ تکیا ناں اُدنے اداس تے ہوئی فدا ہیتم
وینّدی رہی دھوکہ مالک جان دیتوں کردی رہی ہیں کپٹ سدا ہیتم

کھا کے قسم پرانتا آکھنی ہاں۔ کیتا سنگ نہیں غیر دینال سوامی
رب جانندا دمدیاں وچہ پارس رہیا ٹالدا اے اشوپال سوامی

بھرتری؎ بس بس نہ ہور سنتا ہُنتا تیرے ست نُوں لیا پچھان پنگلا
کیتا وزادِ چار ہتیارئیے نال ڈُوگھے بوڑ دتی عزت شان پنگلا

گھنڈے گیا اوہ نیتی برت دھرم تیرا رہیا ست دا نہیں نشان پنگلا
رکھیا جان نُوں وہ دھیاں تیرا تُو ناں نکلی نری حیوان پنگلا

دِسی دُنیا ہیچ پرنکھ مینوں بھلساں کدی نہ اہ احسان تیرا
چھوٹے وِشنے تیاگ کے بن جوگی پارس کرساں سدا اُگن گان تیرا

پنگلا؎ نینوں واسطہ ربدا ٹھہر جا تُوں جلدی وچہ نہ راج تیاگ راجہ
لکھیا لیکھ تقدیر دا ہو گیا ہیں ہیسی ہودنی وے سنتھ واگ راجہ

کیتا قہر نے جان کے زہر کھادسی پھیر مُکے نندڑے بھاگ رلیہ　　میری بھُل نوں بھُل یا وندڑ دیدے سُتی ہوئی خوابِ غفلت وچ جاگ رام

دھو دھو چہڑا اپیاں بخشیں بھُل جیکر میرا جیندیاں سانُوں نہ چھوڑ بیٹھیم

میرے عیب گُناہ تے پا پردہ پارس شوہ دے وچ نہ لوڑ بیٹھیم

بھرتری سے ہنجوں ڈول کے پتی بھر بانہیں کا ہتھوں میرا ہویا پریت پراگ بنیگا ✿ دسّے داسناں وچ پدمنت ہے ساں تیری ہوئی کر بیا جاگ بنیگا

فانی جگ دے ہین سب یار فانی گیا مٹ دو نیشاں تے راگ بنیگا ✿ تیری اہ کر تُوت بہانڑا سی میرے دُھروں پے جاگ بھاگ بنیگا

کدے وچ سنسار نہ پھسنا ایں مینوں کڈھیا آپ دا تار بنیگا

دِنا دلوں تیاگ جنجال سارا - پارس نال جوگ ہُن دھار بنیگا

(مہاراجہ بھرتری کا محل سے باہر نکلنا پنگلا کا غش کھا کر گرنا -) (ڈراپ سین)

بارھواں سین　～～～～　جنگل

(مہاراجہ بھرتری کا دیوانہ وار جنگل میں پھرنے اور گنگنانے نظر آنا)

بھرتری سے　　(گانا)

مینوں سوہنی صورت دِکھا میرا سوہنا

میرے من دا مندر وسا میرا سوہنا

ہیں کوہجے نوں سوہنا بنا میرا سوہنا ، بگی ڈُلدی میری بچا میرا سوہنا - ہیں بھٹکے نوں راہ سدھے پا میرا سوہنا - ہیں بھلاتے نوں بھا میرا ...

شمع پریم دی تُو جگا میرا سوہنا ، ہیں گہیرے نوں جلنا بُجھا میرا سوہنا ، مرہم زخمی دل تے لگا میرا سوہنا ، ڈھٹھے دِلی ڈھارس بندھا میرا ...

ہیں رُسّے نوں چُپ تُو کرا میرا سوہنا ، ہیں دُکھیئے دے دُکھ سب مُٹا میرا سوہنا ، مینوں سوہنی صورت دکھا میرا سوہنا ، میرے من دا مندر وسا میرا سوہنا

وڈی اوکھی گھاٹی ہے تیری جدائی ، ہیں فرقت تیری وچ ہو یا سودائی ، مینوں طعنے دیندی ہے ساری خدائی ، تیرے بدلے سوہنا عزت شان گوائی

اجے وی تُو کر دا ہیں دا بےپروائی ، میرے حال تے نہ دیا تینوں آئی ، کدوں تیک رکھیں تُو چہرہ چھپائی ، میری جان لباں تے ہیں دیوان ...

ہیں مرنے نوں آ کے بچا میرا سوہنا ، تیرے ہتھ ہے میری دوا میرا سوہنا ، مینوں سوہنی صورت دکھا میرا سوہنا ، میرے من دا مندر وسا میرا سوہنا

ہیں اشادھن دی میں عیشاں نوں چھوڑاں ، رہاں بے تعلق سبھے ساک توڑاں ، زمانے دے کوڑے سبھے دھندے چھوڑاں ، عزت شان گوڑی دکھالے ...

دلوں وین دُنیا دلوں منہ نوں موڑاں ، تُدھے نال ہیں اک فقط جوڑ جوڑاں ، رضا مناں تیری نہ یوں گنگوڑاں ، کریں جو جی آدی نہ منگاں نہ ...

ایہا منگاں دم دم دُعا میرا سوہنا ، تیرے دل نوں تیری رضا میرا سوہنا ، مینوں سوہنی صورت ...

ڈھٹھے پیر مُرشد اِنو کھے نرالے ، نہ جمیا کہیں جی بھوں ویکھے بھالے ، ہو یا تھک کے آخر ہیں تیرے حوالے ، ہے تینوں شرم رکھ شرم شرماں والے

توہی بن کے مُرشد جے رستہ وکھالے ، مُکن سارے دھندے نہ کیچن کشالے ، چھکے پینڈا اساں دا گھڑیاں وچالے ، نکل جان شرم وحیا دے دول ...

نے بیخودی دی پلا میرا سوہنا ، میری عقل و دانش گنوا میرا سوہنا ، مینوں سوہنی صورت ...

میرے ویری میرا لہو پیندے جاندے ، میرا ماس بھُن بھُن کباباں پے کھاندے ، پنجے مِل کے شتر وپے دم دم ستاندے ، سبق اُلٹے مینوں ہمیشہ پڑھاندے

تیرا راہ بھُلاندے وچ پھاندے ، بھلے کموں روکن تے بدیاں سکھاندے ، منشا جنم میرا پے کھیہ ملاندے ، میرے عقل و دل تے پے ...

میرے دل دے پردے ہٹا میرا سوہنا ، مینوں ویریاں تھیں چھڑا میرا سوہنا ، مینوں سوہنی صورت ...

تیرے در تے ڈھٹھاں کراں بیا صدائیں ، ہیں مسکین پارس دی سُن التجائیں ، اُسکے کھیت تے مینہ عقل وا و سائیں ، کریں دُور دُوئی تے وحدت دکھائیں ...

کہیں یاد مینوں بھلین نوں بھلائیں، کریں مہر تو ہیں دے جھگڑے چکائیں۔ میں وچھڑے نوں پھر نال اپنے ملائیں، چوراسی دے چکروں مری جند چھڑائیں
گورو پورا مینوں ملا میرا سوہنا، جز و کُل دے جھگڑے چکا میرا سوہنا، مینوں سوہنی صورت وکھا میرا سوہنا، میرے من دا مندر وسا میرا سوہنا

(بھرتری کا گاتے گاتے آگے نکل جانا شوجی و پاربتی کا وارد ہونا)

شوجی (بھرتری کیطرف اشارہ کرکے) پاربتی! ادھر دیکھو دیوانوں کی طرح چکر لگاتا ٹھوکریں کھاتا اور گنگناتا ہوا کون جارہا ہے

پاربتی۔ یہ تو کوئی سودائی ہے جو اتنی گئی گذری حالت بنائی ہے۔ اسپر جیسے کوئی بھاری آپتی آئی ہے۔

شوجی۔ نہیں نہیں پران پیاری یہ وہی راجہ بھرتری ہے جو کہ پنگلا کے وِیوگ میں وِیوگی تھا۔ اب اسی پنگلا کے ہاتھوں ذلیل و خوار ہے راج پاٹ چھوڑ کر جوگ کا طلبگار ہے۔ اتی ویراگ کے کارن بے قرار ہے ہوش حواس کھو چکا ہے پاگل سا ہو چکا ہے

پاربتی۔ ہیں کیا کہا؟ انھی پنچی بمنا پنگلا کے ہاتھوں رسوائی جس نے پتی کی مرتیو کی خبر سنکر جان گنوائی۔ اب اسی نے پتی کی آتما دکھائی۔

شوجی۔ ہاں پیاری! عورت ذات کا کیا اعتبار ہے اگر آج جان نثار ہے تو کل درپے آزار ہے اگر آج پتی برت دھرم کی شیدائی ہے تو کل کسی غیر سے آنکھ لڑائی ہے۔ یہ سب کل جگ کی برکت ہے۔ کہ ست دھرم اور شوبیش کی صفائی ہے سو پنگلا نے بھی راجہ کی محبت سے منہ موڑ کر ایک ادنٰے غلام اشوپال کو دل دیدیا۔ راز افشا ہوگیا۔ بھرتری کا دم فنا ہوگیا۔ جھوٹے سنسار کی جھوٹی محبت سے منہ موڑ چکا ہے۔ راج پاٹ سے رشتہ توڑ چکا ہے۔ گورو کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ حیران و پریشان ہے۔

بھرتری۔ (پیچھے مڑتے ہوئے) کہاں جاؤں کس سے دل بہلاؤں کیسے حال سناؤں کس طرح کلپنا مٹاؤں پتا ادم تو ہی رہنمائی کر مشکل کشائی کر رستہ دکھا پورن گورو ملا بہت چکر لگائے بہت دھکے کھائے مگر دل کی کلی نہ کھلی من کی مراد نہ ملی دل کو قرار نہ آیا کسی نے بھرم نہ مٹایا کسی کو گورو نہ بنایا۔ کیا یونہی تڑپتا رہوں گا مچلتا رہوں گا پربھو کیا میرا کلیان نہیں ہوگا تو مہربان نہیں ہوگا۔ دل گھبرا رہا ہے سر چکرا رہا ہے آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا رہا ہے (بھرتری کا غش کھا کر گرنا)

پاربتی۔ مہاراج! اسقدر تیاگ ہے کتنا ویراگ ہے جب آپ کہتے ہیں کہ یہ جوگیوں کی روح ہے تو پھر کیوں بھٹک رہا ہے کیوں تڑپ رہا ہے۔ کرپا کرکے اسے رستہ دکھائیے گورو مچھندر ناتھ کا پتہ بتائیے اس کی کلپنا مٹائیے اسے شانتی دلائیے۔ اسے سچ گھر پہنچائیے۔

شوجی۔ کیوں پیا نہیں کہتا تھا۔ کہ پنگلا کے بیوفا ہونیپر زیادہ دکھ پائیگا۔ اچھا اب اس کا دکھ دور ہوگا۔ بھرتری مسرور ہوگا سنسار بھر میں مشہور ہوگا۔

بھرتری۔ (غشی کھلنے پر) چاہتے چاہتے اچھا دانا تیری مرضی میرے اپنے کرموں کا دوش نہ کسی پر گلہ نہ کسی پر افسوس (شوجی اور پاربتی کو سامنے آتا دیکھ کر) بھگوتی آتماؤ پرنام کرتا ہوں۔ چرنوں پر سیس دھرتا ہوں۔ میری رہنمائی کیجئے۔ مشکل کشائی کیجئے

شوجی۔ ہاں کیوں نہیں کس طرف جانا ہے کہاں ٹھکانا ہے جس جگہ کا کہو رستہ دکھا دیں گے پتہ بتا دیں گے۔

بھرتری۔ اگر منزل مقصود کا پتہ پاتا تو نہ پہنچ جاتا۔ گم راہی کے دھکے کیوں کھاتا۔ آپ ہی مجھے ٹھکانا بتائیں رستہ دکھائیں مجھے سچ گھر پہنچائیں۔

شوجی۔ اچھا تو پھر یہاں سے تھوڑی دور اسی طرف اسی جنگل میں گورو مچھندر ناتھ جوگی کا ڈیرا ہے وہاں ہی تیرا اصل مقام ہے اُنہی سے تیرا کام ہے۔ وہیں تیری منزل کا اختتام ہے۔ یہاں سے سیدھا چلا جا من مانی مراد پا (بھرتری کا پرنام کرکے چلنا)

تیرھواں سین

(ڈیرہ مچھندر ناتھ جوگی)

(مچھندر ناتھ کا تمام چیلوں سمیت بیٹھے نظر آنا)

مچھندر (چیلوں سے) بہت دن بیت گئے مگر گورکھ اب تک نہیں آیا کہیں پنگلا کے حسن کی شمع کا پروانہ نہ بن گیا ہو پنگلا کے عشق کا دیوانہ نہ بن گیا ہو۔ کامدیو کے تیروں کا نشانہ بن گیا ہو اپنی اصلیت بھول نہ بیٹھا ہو۔ پنگلا ہی کی محبت میں مشغول نہ ہو بیٹھا ہو۔

چیلا۔ (دور سے گورکھ ناتھ کو آتا دیکھ کر) لو مہاراج! وہ گورکھ آرہا ہے (گورکھ ناتھ کا آنا)

گورکھ۔ نموشرے آدیش گورو مہاراج پرنام کرتا ہوں۔

مچھندر۔ ہاں بچہ سکھی رہو۔ سناؤ کیا بنا آئے۔ کیا گل کھلا آئے۔ ابھی ابھی تیری ہی یاد ہو رہی تھی۔

گورکھ۔ یہ سب کچھ آپ کے چرنوں کی برکت آپ کے اپدیش کا پرتاپ ہے۔ ہاں مہاراج وہ دیکھئے بھرتری ادھر ہی آرہا ہے دیوانوں کی طرح قدم اٹھا رہا ہے۔ پورن ویراگی بن چکا ہے۔ سچ مچ تیاگی بن چکا ہے۔

بھرتری۔ (گورو مچھندر ناتھ کے چرنوں میں ساشٹانگ ڈنڈوت کر کے)

ویناناتھ اناتھ آگیا شرنی ڈگیا ندی لج پال ناتھا
چھٹ گئے جگ دی ویکھ کے پریت جھوٹی آیا چھوڑ کے کوڑا جنجال ناتھا

تخت تاج تے راج سماج سارا میں نوں سپنا خواب خیال ناتھا
دنیاں وش بھریاں جیہن نشٹ کیتا امرت نام پیال جوال ناتھا

کلپت من دی کلپنا ہر و ساری مینوں کر کے نام اپدیش ناتھا
کنیں پا کے مندراں کرو جوگی پارس من دل مٹے کلیش ناتھا

مچھندر۔ بچہ جوگ کماونا بڑا اوکھا اتے دھار تلوار دی چلنا ایں
گرمی سردی بھکھ پیاس کٹنی دکھ سکھ سر تے جھلنا ایں

رکھنی طلب نہ سدا بے طلب رہنا کسے سکھ سہانے گھلنا ایں
مرناں جیندیاں مارناں نفس تاہیں شمع پریم دی تے تن جلنا ایں

وسنے واسنا من بھر ماونا ایں پنجاں ویریاں پاونے جال تینوں
پارس راج دے بھوگ وہناں سنجوگ ناہیں ندوں ہون گئے کھمال تینوں

گورکھ۔ ہتنی عمر بھوگ بھوگیندے کوں من تاں بھوگ وہناں سنجوگ ناہیں
کیتا گھائل ویراگ دے تیر کاری ملنا داروگیاں بن روگ ناہیں

ویری ہنر کوئی نظر آوندا ناں خوشی کسے دی کسے دا سوگ ناہیں
چرنیں پیا دیدیا نگا جان اپنی دنیاں جان کے تساں جے جوگ ناہیں

سبھے ڈھیریاں ڈھاہ کے دلوں پارس رکھیا لیا ندی ڈھیری تے ہتھ ناتھا
میرے دکھ دی کرو دوا آپے دسو آپ ہی ہتھ کو ہتھ ناتھا

مچھندر۔ چھڈ دے فکر ادکار ہشیار ہو جا تیرا لیا اے صدق آزما بچہ
بھلی آتما بھال کے گھر آگئی دنا شواں نے میل ملا بچہ

دلوں دین دنیا دلیوں موڑ منہ لوں رتے بھبکیوں نے جوگ کما بچہ
گہنے کپڑے تنوں اتار شاہی کھپر جھولی تے کفنی پا بچہ

تیرے شاہی گھمنڈ نوں توڑنا ایں گورکھ نال جا شہر اجین بچہ
پرجا انتے پروار توں منگ بھچیا غو طے ویکھ کٹمب نہ بین بچہ

بھرتری۔ کیتو ناتھ وہ بڑا اپکار مینڈے توں تھاں تھاں ویں توں آپ سوامی
میرے من دی کلپنا دور کیتی میرے ہرے تاپ سنتاپ سوامی

کنیں مندراں گل پا کفنی دسو اوم دے نام دا جاپ سوامی
رہساں سدا اڈول نہ ڈولساں میں تیری مہر دا وہ پرتاپ سوامی

بھکچھیا شہر اوجین جا کراں گھر گھر اپنے من اڑمن نوں مار نا نفا ئو
یُو ہے الکھ جگا میں، جا رانیاں دے پاس بھگوے بھیس نوں دھارنا نفا

{بھرتری کا شاہی لباس اُتارنا گورو مچھندر ناتھ کا کان پھاڑ کر مُندراں پہنانا کھپر جھولی ٹوپی سیلی دیکر گورکھ ناتھ کی ہمراہی میں اُجین نگری کو بھکچھیا کرنے کے لئے روانہ کرنا}

(ڈراپ سین)

چودھواں سین

(اُجین نگری)

(مہاراجہ بھرتری کا جوگی کے بھیس ہیں گورکھ ناتھ کی نگرانی میں اپنی راجدھانی ہیں گھر گھر بھکچھیا کرتے اور گاتے نظر آنا) گانا

ہے بھوگ جو اُس کا سوگ نہیں
ہے بھوگ جو اُس کا سوگ نہیں

ہے واہ واہ بیش جو آتی ہے — تجھے بھائے اُسے جو بھاتی ہے
رکھے جس طرح رہنا پڑتا ہے — سب دُکھ سُکھ سہنا پڑتا ہے
پھر کاہے من بھٹکاتا ہے — کیوں وِشیوں کو للچاتا ہے
من مندر جب لگ مَیلا ہے — پھر اِس شے وِکار کا تھیلا ہے
کیوں بیچ گھر بھولا پھرتا ہے — کیوں بیچ رساتل گرتا ہے
جب پار تس ہوش گنوائے گا
پھر ہوگا کبھی دیوگ نہیں

کیوں اُلٹ پُلٹ کچھ ہوگ نہیں — ہے بھوگ جو اُس کا سوگ نہیں
یہ بس اپنے کا روگ نہیں — ہے بھوگ جو اُس کا سوگ نہیں
رکھ ان سے کچھ سنجوگ نہیں — ہے بھوگ جو اُس کا سوگ نہیں
ہو سکتا تب تک یوگ نہیں — ہے بھوگ جو اُس کا سوگ نہیں
کیوں من سے تیاگ بھوگ نہیں — ہے بھوگ جو اُس کا سوگ نہیں
ہو پاگل پاگل جائے گا
ہے بھوگ جو اُس کا سوگ نہیں

بھرتری ۔ (گاتے گاتے چکر لگاتے مہارانی پنگلا کے محل کے دروازے پر پہنچکر) الکھ نرنجن ! آدیش ماتا بھکچھیا دان کرنی
پنگلا ۔ (آواز پہچان کر دل ہی دل میں) ہو گیا ہو گیا میرے لش اور کیرتی کا ناش ہو گیا ۔ مہاراجہ کی شاہی پوشاک اُتر چکی جوگیا بھاسی ہو گیا میرے ہی کارن اُنہیں راج پاٹ تیاگنا پڑا جوگیوں کی طرف بھاگنا پڑا ۔ اب میرا جینا حرام ہے میری زندگی کی شام ہے (دروازے پر آکر ظاہرا) پریتم یہ کیسا رُوپ دھارا ہے کیسے ماتا کہہ کر پکارا ہے ۔
بھرتری ۔ پنگلا متیا ! یہ تیرا ہی اُپکار ہے ۔ میرا تیرے چرنوں میں نمسکار ہے اب جلدی بھکشا دان دیجئے اور دلی آسیس لیجئے سے
ہو رہی ہے دیر متیا پنگلا بھکشا دیجئے
نہ کمی گفتگو میں وقت ضائع کیجئے
پنگلا سے کینو قہر چا جو گئے پیہر و ستر بخشی گئی نہ میری خطا راجہ
بھکنہار سنسار سب آکھدا نے میری کُھل نوں دلوں بھلا راجہ
زندہ رکھ یا مار مُکا مینوں اِکوار محل وچہ آ راجہ
پہر لو بچے شاہی پوشاک سگویں خاک پا تو ہو دان فدا راجہ
گیا دھرم نے کرم نہ رکھ شرم میری مہری کرنہ مہی ضد پلیت راجہ
میں نے پریت دی ریت نوں پالیا نہ توں ہی پال جا پریت دی ریت راجہ
بھرتری سے اینتھے بیٹھ نوں جنم نہ لگی اس اُتے پئی نہ وین اُلا ماتا
نیئں تاں بھلنے نوں جا ٹریا نہ اسدے تیری سمجھاں کی خطا ماتا
لیا جنم سنوار اُپکار تیرا تیری کراں میں صفت ثنا ماتا
چھڈ دے وہم نے کر جا رحم بیٹھے بھیں اپنی بھکچھیا پا ماتا
در تے کھلا الکھ جگائے جوگی ۔ خالی در توں اُنہوں نہ موڑ دیوی

ویدے بھیجیا دیوں پرمن ہو کے پارس ہور خیال ست چھوڑ دیوی

بینگلا: بھلا ایہے اپا دھا پراوھنی داپھیر بھی ویدے کھما داواں راجہ — پردے تھنی ٹبے ٹپی ڈھمک لینند امبر تاجھل تے وی نہ وهباں راجہ

میں نوں ہے اپنا پاڑ ھسنڈ سینے سجوں بہوگ شاہی پھیر ماں راجہ — تیز اگر ہے لپینہ بچہ انت قدماں میں نوں قسم تھتیوں داراں جان راجہ

میں نوں مار جدائی دے تیر ناہیں۔ میں نوں جوگ دے وچ نہ سوکل راجہ

لاہ چاکفنی پہن پوشاک شاہی۔ پارس چھوڑ سہاں پلہ نہ ھوکل راجہ

بھرتری: ماں لگادتی کنھاں کہیا جنوں تنہوں جوگی دے ہوں ہمیت ماتا — دنیاں وچ ہن کدے نہ پھنسا ایہہ لیا من اتوں نوں جیت ماتا

تو وی بھج بھگوان نوں چھوڑ دھندے ٹھگوراں دے گان گرگیت ماتا — سارے جگت نوں جان توں روپ اپنا اپنے آپ بچ بنھیا گدو پریت ماتا

لکھیا دھر درگاہ دا ملے سب نوں دیئے کسے نوں کدے نہ دوس ماتا

پارس نرے پرتاپ تھیں جوگ پایا کریں کا ستوں توں افسوس ماتا

بینگلا: ہور نہیں تے کرو منظور اتنا تھوڑا ٹھہر کے کرو انتظار راجہ — ہتھ بنھ کے بھیجیا دیوتی ہاں ہوندے پیکے جاں تیار راجہ

اینے کمی نہ کسے وی چیز دی ہے جوگیاں لئی نے جاوے بھنڈار راجہ — جیہڑا صبر دا مور تہ دیہو بیٹھیاں میں کرو جا ابہہ انکار راجہ

دیہو بیٹھ کے گھڑیاں دو درشن اکھیں ٹھنڈیاں ہین نہار بھگون

میرا انتہ نہ کریں سوال پارس بیٹھی پڑا لبو ہے کھلار بھگون

بھرتری: سچے سادھواں دا ایہہ کم ناہیں۔ بہنا گھر گرہستی دے جا ماتا — ڈاڈھا سخت ہے گوراں دا حکم میں نوں گلاں وچ نہ وقت گنوا ماتا

کسے کم پچوان نہ سادھواں دے رکھی کھی دے جھٹ پھڑ ماتا — ساڈوں توڑ دے چھوڑ خیال سارے اسیں کرتا ایں نگر گدا ماتا

مردا نہیں جے کجھ جواب دیدے گلاں وچ نہ پئی توں ٹال ماتا

میری سیک تے چیک نہ رکھ پارس رکھیں بھگتی دا ول خیال ماتا

بینگلا۔ (ہاتھ جوڑ کر بھکشا دیتے ہوئے) اچھا مہاراج لیجئے روکھا سوکھا ٹکڑا گرہن کیجئے۔

(بھرتری بھکشا لے کر) اچھا مائی گورو مہاراج تیرا بھلا کرے — (بھرتری کی چھوٹی سی بچی کرشنا کا آنا)

کرشنا۔ (بھرتری کا پلہ پکڑ کر) پتا پتا یہ کیا روپ دھار لیا ہے شاہی لباس اور تاج کیوں اتار لیا ہے بھکشا کے لئے ہاتھ کیوں پسارا ہے۔ (دگو رکھ ناتھ سے) کیوں بابا! میرے پتا جی نے تیرا کیا بگاڑا ہے انہیں کیوں در در پھرا رہا ہے کیوں بھکشا کرا رہا ہے۔ چھوڑ دے چھوڑ دے ہمارا بھاگ چھوڑ دے۔ میری ماتاؤں کا سہاگ چھوڑ دے۔

بھرتری۔ جا بچہ کھیل سے

کون کسی کی تیری کون کسی کا باپ

چار دنوں کا میل تھا نہ کر تو ورلاپ

اب نہ ہی تو میری لڑکی ہے نہ ہی میں تیرا پتا ہوں۔ چار دن کا سنجوگ تھا ہو چکا۔ اب تو میں اپنی ہستی بھی کھو چکا دراصل دنیا میں کوئی کسی کا رشتہ دار نہیں اس ناپائدار باغ میں سدا بہار نہیں۔ یہ سب سنساری استریاں پرش بیٹے بیٹیاں متر ویری پچھلے کرموں کا بدلہ چکانے آتے ہیں۔ اور اپنا لین دین صاف کر کے رفو چکر ہو جاتے ہیں۔ وہ مہاں مورکھ ہیں جو کسی کے مرنے بچھڑنے پر یا برا بھلا کرنے پر آنسو بہاتے یا برا بھلا مناتے ہیں۔

کرشنا۔ پرنتو آپ کے بغیر ہمارا سہارا کون ہے؟

بھرتری۔ جس نے تجھے جنم دیا ہے جس نے جنم دینے سے پہلے ماتا کی چھاتیوں میں دودھ پیدا کیا ہے۔ اب بھی وہی رکھوالا ہے

اُسی کا سہارا ہے وہی پالنہارا ہے۔

کرشنا۔ اچھا پربھو اچھیا! تو پھر مجھے بھی بھکشا لائے دیجئے۔ دِل کا ارمان مٹانے دیجئے۔ بھرتری۔ تیری اچھیا ہے آ۔

(کرشنا کا بھکشا لا کر بھرتری کی جھولی میں ڈالنا یہ نظارہ دیکھ کر تمام حاضرین کا دھاڑیں مار مار کر رونا بھرتری کا دیر۔ ہ کی طرف واپس لوٹنا۔ پنگلا کا اشکبار آنکھوں سے محل کی چھت پر چڑھ کر بھرتری کو جاتے ہوئے دیکھنا بھرتری کا آنکھوں سے اوجھل ہونا تو پنگلا کا بے قرار ہو کر ورلاپ کرنا۔

پنگلا۔ سے رہیا کون سنسار دبوجھ دردی وردی رُلا دا کنا ڈھ وکھائی جاوے ۔ والی سِر دا دھار کے جوگ آیا کو ہیجھی نار نُوں مات بلائی جاوے

میرا جیونا ں کو رُطبنائی جاوے سینے مِر سے رتھیاں لائی جاوے ۔ کدی موئی دیو جہ سی جان بابی مُن جینا یاں مار مکائی جاوے

نتی جوگ وِداے بنی ناتیں بھوگاں نال نہ کدے پیار رکھی

مردی ہار محل توں چھال بنی آں پارس یاد راہ گل سنسار رکھی

(پنگلا کا ورلاپ کرتے کرتے محل سے چھلانگ لگانا اور نیچے گرتے ہی پران پکھیرو کا اڑ جانا نٹ اور نٹی کا آنا اور مشترکہ گانا)

(نٹ اور نٹی کا مشترکہ گانا)

پربھو رنگ ہیں رنگ لے چولا پربھو رنگ ہیں

باقی کے ہیں سب رنگ پھیکے جھوٹے ہیں بہلاوے جی کے یہ ہی رنگ انمولا۔ پربھو رنگ ہیں پربھو رنگ ہیں رنگ ۔۔۔

کالا پیلا بھگوا ساوا چار دِنوں کا ہے پہراوا نت رنگنے کا رولا۔ پربھو رنگ ہیں پربھو ۔۔۔۔۔۔

جبھی چڑھا پربھو رنگ شفقی پھر رنگت نہیں ہو گی پھیکی نہیں گُھلنے کا کولا۔ پربھو رنگ ہیں پربھو رنگ ۔۔۔۔۔

دِن دِن ہو گا رنگ سوایا بیاپے گی نہ جھوٹی مایا پھر رہے گا نہ برڑبولا۔ پربھو رنگ ہیں پربھو رنگ ۔۔۔۔۔

الیہا رنگ رنگا کے پارس تن من اِک بنائے پارس

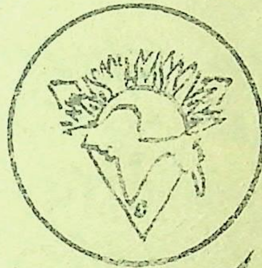
بن جا آلا بھولا پربھو رنگ ہیں۔ پربھو رنگ ہیں رنگ لے چولا پربھو رنگ ہیں ۔۔۔۔

(ڈراپ سین)

ڈرامہ ختم

دی سنلائٹ آف انڈیا

انشورنس کمپنی لمیٹڈ



صفِ اوّل کا ہندوستانی ادارہ

موجودہ کاروباری سرمایہ زائد از تین کروڑ ستر لاکھ ۳،۷۰،۰۰،۰۰۰/-

جمع شدہ سرمایہ زائد از ایک کروڑ ۱،۰۰،۰۰،۰۰۰/-

کلیمز کی فوری ادائیگی زائد از چونتیس لاکھ ۳۴،۰۰،۰۰۰/-

جسکی پشت پر زائد از ۲۲ سالہ پبلک خدمات مضبوطی حفاظت اور استحکام کا شاندار ریکارڈ ہے۔

کلیموں کی فوری ادائیگی

تنخواہ پر کام کرنیوالوں کیلئے منافع بخش شرائط۔ ایماندار اور محنتی کارکنوں کیلئے شاندار مستقبل کی گارنٹی۔

ٹیلیفون نمبر ۴۷۳۹۷، ۴۳۸۹۹ — ۱۴/۱ے بلاک کناٹ سرکس نیو دہلی — تار کا پتہ "سنلائٹ"

بھگتی یوگ

شری جگن ناتھ جی کھنہ بی اے بی ٹی

بھگتی یوگ، سے مُراد بھگتی دوارا ایشور پراپتی سے ہے۔ کہنے میں تو یہ بڑا سُگم اُپائے پرتیت ہوتا ہے پرنتو اس کا پالنا بڑا کٹھن ہے۔ جب تک بھگت اپنا سروسو بھگوان کے ارپن نہ کر دے اور اس کو رجھانے کے لئے تن من دھن نہ لگا دے بھگوان پرسن نہیں ہوتے۔ یدی پرسن ہو جائیں تو وہ بھگت کے آدھین ہی ہو جاتے ہیں اور پھر بھگت کی ہر پرکار سے رکھشا کرتے ہیں۔ یہ بات بھگتوں کی جیونیوں سے سدھ ہو جاتی ہے کہ کس طرح آڑے وقتوں میں جب جب بھگتوں نے بھگوان کو یاد کیا تو انہوں نے جھٹ پرگٹ ہو کر ان کے سنکٹ کو ہر لیا۔ ہمارا اتہاس اس قسم کی کتھاؤں سے بھرا ہوا ہے۔ کسی ایک بھگت کے جیون پر درشٹی ڈالیں تو آپ اسی نتیجے پر پہنچیں گے کہ بھگوان اپنے بھگتوں کی خاطر کتنا کشٹ سہتے ہیں اور ان کو سُکھ پہنچانے کے لئے کیا کچھ نہیں کرتے۔

واستو میں بھگوان کا ساکار روپ میں پرگٹ ہونا کیول بھگتوں کے ہتارتھ ہی ہوتا ہے۔ اگر سگن روپ میں بھگوان پرگٹ نہ ہوں اور اپنے بھگتوں کی لاج نہ رکھیں تو بھکتی کی بنیاد ہی نہیں رہتی۔ جہاں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بھگوان بھگتوں کے لئے بڑی کٹھنائیاں سہہ کر انکی سہائتا کرتے ہیں وہاں ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھگت بھی ایسے ہوتے ہیں جنہیں بھگوان کے پریم میں اپنے شریر کی بھی سُدھ بدھ نہیں رہتی۔ نرنتر اس کی سیوا میں لگے رہتے ہیں اور انہیں سوائے بھگوان کو رجھانے کے اور کوئی فکر نہیں ہوتی ان کا پریم نشکام اور اننیہ ہوتا ہے۔ اور یہی بھکتی کا سب سے بڑا لکشن ہے۔ جب تک بھگت پورا پورا آتم سمرپن نہیں کر دیتا تب تک بھگوان بھی اس کی سہائتا کے لئے نہیں آتے۔ آپ دروپدی کی ہی مثال لیجئے۔ جب دُشاسن بھری سبھا میں اُسے ننگن کرنے کو تیار ہوا تو اُس نے پانڈووں کی طرف دیکھ کر کہا کہ دیکھو تمہاری پتنی کا کتنا اپمان ہو رہا ہے اور تم لوگ چپ چاپ بیٹھے دیکھ رہے ہو۔ جب پانڈو اس کی سہائتا کرنے میں اسمرتھ رہے تو اُس نے سبھا میں اپستھت بڑے بوڑھوں کو مخاطب کر کے اُن سے بھی اپیل کی کہ دیکھو آپ کے سامنے کتنا انیائے ہو رہا ہے پرنتو وہ بھی دریودھن کے بھے سے وِوش ہی رہے، اور اس کی سہائتا نہ کر سکے۔ جب چاروں طرف سے دروپدی نراش ہو گئی تو آرت ہو کر شری بھگوان کو یاد کیا، ہا گوبند! ہا کرشن، ہا دوارکا ناتھ! آئیے اب آپ ہی میری لاج بچائیے۔ آپ کی داسی کو ان سنگھ روپ کوروں نے پکڑ رکھا ہے۔ اور اس کا گھور اپمان کرنے کو اُتر رہے ہیں۔ آئیے! آئیے۔ اگر اس میں تنک بھی دیر لگی تو پھر آپ کا آنا نہ آنے کے برابر ہوگا۔ لیکن جب وہ شبد کہہ رہی تھی۔ تو اُس نے ایک ہاتھ اپنی چھاتی پر اپنی رکھشا کے لئے رکھا ہوا تھا اور دوسرا آگے پھیلا کر بھگوان کو یاد کر رہی تھی۔ جب اُس وقت بھی بھگوان نہ آئے تو اُس نے دوسرا ہاتھ بھی آگے بڑھا دیا۔ اور دونو ہاتھوں سے آرت ہو کر بھگوان کو بلانے لگی۔ تو اسی وقت بھگوان وستر روپ میں پرگٹ ہو کر اس کی رکھشا کرنے لگے۔ اور طرح طرح کی رنگین ساڑھیوں کے ڈھیر لگ گئے جن کو اُتارنے کے لئے دُشاسن نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ لیکن دس ہزار ہاتھیوں کا بل رکھنے کے باوجود بھی وہ تھک کر چور ہو گیا اور

اور ہانپنے لگا۔ اُدھر دریودھن نے اس پر آوازے کسنے شروع کیے کہ دُشاسن تم اتنے بلوان ہو کر ایک ابلا استری کے کپڑے بھی نہیں اتار سکتے۔ لیکن اُس کی کچھ پیش نہیں گئی اور وہ شرم سے سرنگوں ہو کر رہ گیا۔ اور اس کی تمام شیخی کرکری ہو گئی۔ بعد میں شری بھگوان نے دروپدی سے کہا کہ بھاوج میں تو تمہارے پاس ہی تھا۔ پرنتو جب تم نے مجھے دوارکا ناتھ کے نام سے بلایا تو مجھے پہلے وہاں جانا پڑا اور پھر وہاں سے لوٹ کر آنا پڑا اس وجہ سے کچھ دیر ہو گئی۔ یہ ہے بھگوان کی کرپا۔ وہ کس طرح اپنے بھگت کی رکھشا کے لئے بے تاب ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ ہوتا تب ہے جب بھگت آتم سمرپن کر کے انہیں یاد کرے۔

تو وہ بھگتی میں آتم سمرپن کا سب سے بڑا درجہ ہے۔ باقی قسم کی بھگتیاں تو محض ابتدائی اور نچلے درجہ کی ہی ہیں۔ جب اس بھگتی کا آسرا لیا جاتا ہے تو بھگوان کی طرف سے آنے میں یا سہائتا کرنے میں ذرا دیر نہیں لگتی

بھگوان بھاؤ کے بھوکے ہیں، پدارتھوں کے نہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو شبری کے جوٹھے بیر کھا کر بھگوان رام کیوں کہتے کہ شبری جیسا بھوجن میں نے آج کیا ہے اس سے پہلے کبھی نہیں کیا۔ تمہارے بیر کتنے سوادشٹ اور میٹھے ہیں۔ اور بیر بھی وہ جو کئی سالوں سے اس نے چن چن کر رکھا رکھے تھے۔ وہ بظاہر بے رس تھے۔ پرنتو بھگوان کو وہ کتنے میٹھے معلوم ہوئے۔ اسی طرح جب سداماں جی دوارکا پوری میں بھگوان کے درشن ارتھ پدھارے تو بھگوان شیام سندر جو اس وقت دوارکا دھیش تھے اتینت پرسن ہوئے اور ان کو اپنے سنگھاسن پر بٹھایا۔ آپ نے بھگت جی کی ودھی وت پوجا کی اور ان کے چرنوں کو دھونے کے لئے ایک پرات میں جل منگوایا لیکن اُسے چھوا تک نہیں اور اپنے آنسوؤں کے جل سے ہی ان کے چرن دھو دیئے

دیکھ سداماں کی دین دشا، کرونا کر کے کرونا ندھی روئے

جب بھوجن آدی کر چکے تو آپ بھگت جی کی اپنے ہست کملوں سے چرن سیوا کرنے لگے۔ سداماں جی اس وقت چاولوں کی پوٹلی دبائے ایک پہلو پر لیٹے ہوئے تھے بھگوان نے یہ دیکھ کر کہا کہ مہاراج آپ کروٹ بدل لیں تاکہ اس طرف بھی آپ کے چرنوں کی سیوا کر سکوں۔ تو بھگت جی لجت ہو کر کہنے لگے کہ نہیں اس طرف مجھے کوئی تکان معلوم نہیں ہوتی۔ لیکن بھگوان نے نہ مانی اور اچک کر ان کی بغل سے وہ پوٹلی نکال کر ہی دم لیا۔ اور اسی وقت اس پوٹلی کو کھول کر اس میں سے ایک مٹھی چاول منہ میں ڈال کر چبانے لگے اور اس کے بعد پھر ایک اور مٹھی اسی طرح پھانک کر چبا لی۔ سداماں جی تو اس وجہ سے لجت ہو رہے تھے کہ میں ان کے لئے سوغات بھی کیا لایا۔ یہ اتنے سکمار اور سکومل ہیں، یہ چاول کھا کر انہیں تکلیف ہو گی۔ لیکن بھگوان مکت کنٹھ سے ان چاولوں کی سراہنا کر رہے تھے۔ آپ نے کہا کہ سداماں جی میں نے ایک بار پہلے اس قسم کا بھوجن کیا تھا جب شبری کے جوٹھے بیر کھائے تھے یا آج آپ کے تندل کھا کر مجھے پرسنتا ہوئی ہے۔ کیا واقعی ان کچے چاولوں کو چبانے میں ایسا لطف آ سکتا ہے جو بھگوان تریلوکی ناتھ اس وقت محسوس کر رہے تھے درا صل وہ پریم بھاؤ تھا جس کا انہیں انبھو ہو رہا تھا نہ کہ پدارتھ کا۔

جب مہابھارت یدھ کے بادل بھارت ورش کے آکاش پر منڈلا رہے تھے تو بھگوان کرشن چندر جی اُس اَپوَے گھور یدھ کو روکنے کے لئے ہستناپور پدھارے اور پانڈوؤں کی طرف سے صلح کی شرائط پیش کیں لیکن دریودھن نے ان کی ایک نہ مانی اور اپنی ضد پر قائم رہا۔ اس موقعہ پر آپ نے دریودھن کی مہمانی چھوڑ کر بدر جی کے ہاں کھانا کھانا سویکار کیا۔ بدر جی اس وقت گھر پر نہیں تھے بدرانی جی اکیلی تھیں۔ وہ بھگوان کو گھر میں آتے دیکھ کر از خود رفتہ ہو گئیں۔ انہیں اتنی خوشی ہوئی کہ اپنے جسم کی سدھ بدھ بھی بھول گئیں اور لگیں بھگوان کی تواضع کرنے۔ ان کے پاس کچھ کیلے پڑے تھے۔ وہ ان کو چھیل چھیل کر انہیں کھلانے لگیں لیکن لطف یہ کہ چھلکے بھگوان کو دیتی گئیں اور اس کے اندر کا حصہ جو کھایا جاتا تھا زمین پر پھینکتی گئیں بھگوان یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے لیکن بڑے آنند سے وہ چھلکے ہی کھاتے رہے اور ساتھ ساتھ ان کیلوں کی اپما

یعنی تعریف کے پُل باندھ دیئے۔

اس سے کیا ثابت ہوتا ہے کیا بھگوان پدارتھ چاہتے ہیں یا بھاؤ، اگر پدارتھ کھانا ہی انہیں پسند ہوتا تو وہ سیدھے دریودھن کے ہاں جاتے اور وہاں طرح طرح کے وینجن کھاتے جس کے لئے انہوں نے تیاری کر رکھی تھی۔ ایسے بھگتوں کے لکشن بھگوان گیتا کے بارہویں ادھیائے میں خود بتاتے ہیں۔ جن کا سنکشیپ سے یہاں اُلیکھ کرنا ادتیک معلوم دیتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ میرے بھگت جو ایکاگر چت ہو کر شردھا پوروک میرے سگن رُوپ کو بھجتے ہیں اور میرے دھیان میں لگے رہتے ہیں انہیں ہی اتی اُتم یوگی مانا گیا ہے۔ اور جو بھگت نراکار، اوناشی اور اچل برہم کو دھیاتے ہیں اور سب بھوت پرانیوں سے ہت کرتے ہیں ایسے بھگت بھی سامیہ بُدھی والے یوگی ہو کر مجھے پراپت ہو جاتے ہیں۔ کنتو یہ بات یاد رکھنے کے یوگیہ ہے کہ نراکار، اویکت، برہم کی اپاسنا کرنے والے بھگتوں کو بہت سی کٹھنائیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پرنتو جو بھگت میرے پرائن ہوا اپنے سب کرم میرے ارپن کر دیتا ہے اور اننیہ یوگ سے مجھ سگن رُوپ پرمیشور کو بھجتا ہے وہ یوگی اتی اُتم ہے۔ جو پریمی بھگت کیول مجھ میں چت لگاتے ہیں وہ اس مرتیو رُوپ سنسار سے شیگھر ہی تر جاتے ہیں مانو لئے رہے ارجن! تو من بُدھی کو مجھ میں لگانے سے مجھکو پراپت ہو جائے گا۔ ارجن مجھے وہ بھگت بہت پیارا ہے جو من بُدھی میرے ارپن کر دے۔ جو کسی کو دُکھ نہیں دیتا اور نہ ہی اُسے کوئی دُکھ پہنچاتا ہے۔ جو اکانکشا رہت (یعنی خواہشات نفسانی کو ترک کر کے) اور ابھیمان رہت ہوتے ہوئے نرپکش سا رہتا ہے۔ وہ بھگت مجھے اتی پیارا ہے۔ آگے فرماتے ہیں ؎

جو ہرش دویش سے رہت ہوا نہیں کرتا شوک اور اچھیا بھی
جیسے شترو متر میں بھید نہیں سم مان اپمان میں رہتا ہے
جو ہے نِندا استتی میں سم رہتا، مل جائے جو اسی میں تشٹ رہے
یہ دھرم واکیہ امرت رُوپی شردھا سے پان جو کرتے ہیں

ہے شبھ اشبھ کو جو دیتا تیاگ، وہ بھگت مجھے ہے پیارا اتی
جو شیت اُشن دُکھ سُکھ آدک کو اناسکتی سے سہتا ہے
نہیں ہیچھا گھر وہ بنا کے کہیں سنشر بُدھی ہے بھکت وہ پیارا مجھے
اتی شے وہ بھگت مجھے پیارے ہیں ہت نام جو میرا سمرتے ہیں
(گیتا ادھیائے بارہواں شلوک ۱۷ - ۲۰ تک)

یاد رہے کہ ایسے اننیہ بھگت تو بھگوان کا روپ ہی ہو جاتے۔ اُن میں اور بھگوان میں کچھ فرق نہیں رہتا۔ جیسا کہ ایک کوی نے کہا ہے ؎

بھگت اور بھگوان میں کچھ بھی انتر ناہیں
بھگت لبیں بھگوان ہیں، وہ اُنکے اُر ماہیں

اسی بھاؤ کو فارسی کے ایک کوی نے اس طرح پرگٹ کیا ہے ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

ارتھات:۔ میں تو ہو گیا اور تو میں ہو گیا، میں جسم بن گیا تو تو اس میں جان بنا تاکہ بعد میں کوئی یہ نہ کہے کہ مجھ میں اور تجھ میں کوئی بھید ہے یا تو اور میں غیر غیر ہیں یا بھن ہیں۔

یہ بھگتی کی آخری منزل ہوتی ہے اور ایسا بھگت خود بھگوان ہی بن جاتا ہے۔

عشق حقیقی اور مجازی میں فرق:۔ جہاں تک عشق اور محبت کا تعلق ہے ان میں کچھ فرق نہیں۔ دونو ایک ہی چیز ہیں اور ایک ہی قسم کی منزلوں کو طے کرنے کے بعد کہیں

قرب یا وصل کی نوبت آتی ہے۔ البتہ فرق ہے تو یہ کہ عشق مجازی میں محبوب ایک محدود سی ہستی والا منش ہوتا ہے لیکن عشقِ حقیقی میں طالب اس لامحدود اور طاقتِ کُل ہستی سے وصال چاہتا ہے۔ جس سے مل کر پھر اُسے دنیاوی چکر میں نہیں پھنسنا پڑتا۔ اور وہ اُس ذاتِ بالا صفات سے ایک ہو کر وہی رُوپ ہو جاتا ہے۔ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ عشق مجازی عشقِ حقیقی کے لئے ایک سیڑھی کا کام دیتا ہے تو کچھ مبالغہ نہیں ہو گا۔ کیونکہ 'عاشق' یا بھگت ہوتے ہی ہر دا و نثار ہو جاتا ہے۔ اور یہی خواہش بڑھتی رہتی ہے کہ کس طرح اپنا سب کچھ محبوب کے آگے رکھ کر اس کی نظرِ عنایت یا نگاہِ ناز کا مستحق ہو سکے۔ عاشق کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی اور وہ اس کے حصول کے لئے ہی اپنی عمر گزار دیتا ہے اور پھر بھی یہ ضروری نہیں کہ اُسے دولت وصال حاصل کرنے کا موقعہ مل سکے۔ لہٰذا اوقات یہی ہوتا ہے کہ محب اور محبوب باہم نہیں مل سکتے اور محب غمِ فراق یا ویوگ میں ہی اپنے پران تیاگ دیتا ہے۔ اور اسی طرح سے اپنے پریتم سے اُس کا میل ہوتا ہے۔ پنجابی کے ایک کوی نے عشق کے متعلق یہ کہا ہے:- ؎

پر چپّا تے چڑھن سُکھالڑا ہے ۔۔۔ گھُٹ ساہ اکو چھال مار دینی
نرو پریم دی کھیڈنی بڑی اَوکھی ۔۔۔ ترس ترس بازی جان وار دینی
جیہڑے عشق دی موت نوں پھڑن وڈے ۔۔۔ وانگ کھوتیاں عمر گذار دے نی

دوسرے الفاظ میں اس کا یہ کہنا ہے۔ کہ اگر کوئی مریضِ عشق نہیں ہوا تو اس کی زندگی محض گدھے جیسی ہے۔ یا انسان وہی ہے جو اس چاشنی کو چکھ کر پھر اور کوئی چیز نہیں چاہتا۔ عشق کیا ہے؟ اس کے جواب میں ایک اور صاحب فرماتے ہیں ؎

از خودی بیزار گشتن دوست را جستن ز جاں ۔۔۔ ترکِ درماں کردن و با دردِ عشقش ساختن
اے پسر عشق است جانت خویشتن را عشق داں ۔۔۔ ایں چنیں باشد بمعنی خویش را بشناختن

جس کا بھاوارتھ یہ ہے کہ اپنے آپ سے بیزار ہو کر اپنے پریتم یا محبوب کی تلاش میں نکلنا چاہیئے۔ علاج کا خیال ترک کر کے عشق کے درد کو (حتی المقدور جہاں تک ہو سکے) برداشت کرنا چاہئے۔ اے عزیز یہ عشق تو تمہاری جان ہے اور تو اپنے آپ کو عشق ہی سمجھ، اور اپنی اصلیت کو سمجھ لینے سے ہی یہ بات تمہارے ذہن میں بیٹھ سکتی ہے۔
فارسی کے ایک اور کوی فرماتے ہیں کہ ؎

عمرہا باید کہ تا گردون گرداں یک شبے ۔۔۔ عاشقے را وصل بخشد یا غریبے را وطن

جس کا مطلب یہ ہے کہ عمر گزر جانے کے بعد کہیں عاشق کو اپنے محبوب سے ملنے کا موقعہ ملتا ہے اور اسی طرح سے کسی غریب الوطن کو اپنے وطن میں آنے کا سوبھاگیہ پراپت ہونے میں عمر ہی گذر جاتی ہے اس میں تعجب کی کیا بات ہے، ہمارا تو یہ خیال ہے کہ اگر اُسے اپنی زندگی میں ہی اپنے محبوب سے ملاپ ہو جائے تو یہ اس کی خاص خوش قسمتی ہے۔ اگر یہ حالت عشقِ مجازی کی ہے تو عشقِ حقیقی میں وصالِ حقیقی کے لئے کتنی مدت چاہئے پرماتما کا ساکشاتکار کوئی آسان بات نہیں لیکن ہوتا اُنہی کو ہے جو اس راستہ پر گامزن ہوتے ہیں اگر اس جنم میں نہ ہو تو اگلے جنم میں ہی سہی اور اگر اُس جنم میں بھی ایسا نہ ہو سکے تو پھر اُس سے اگلے جنم میں ہی سہی۔ اگر اس کے لئے دلی خواہش اور طلبِ حقیقی ہے تو ضرور ایسا ہو کر رہے گا۔ اس کے لئے وقت کی میعاد کا خیال کرنا بالکل فضول اور بیہودہ ہے۔ بھگوان سے ہمارا پریم کیسے ہو سکتا ہے؟
نراکار بھگوان سے پریم ہونا تو بہت مشکل ہے۔ البتہ ساکار اور سگن رُوپ والے بھگوان سے جو رُوپ کی راشی

اور سوندریہ کے بھنڈار ہیں پریم کرنے میں کٹھنائی نہیں ہوتی۔ اس کے لئے دل میں جگہ چاہیئے۔ اگر ہم بھگوان کو بھی چاہیں اور سنساری پدارتھوں کو بھی تو یہ کھیل کھیلنا بہت مشکل کیا ناممکن ہے سے

ہم خدا خواہی و ہم دُنیائے دوُں   ایں خیال است و محال است و جنوُں

تعجب نہیں کہ ہم ایسے بھگوان سے پریم کرنا پسند کرتے ہیں جو خوبصورتی کا مجسمہ ہوں۔ ہر قسم کی دولت اور سمپتی بخش سکتے ہوں اور سروشکتی سمپن ہوں یعنی تمام طاقتوں کے خزانہ ہوں۔ اگر ایسا ہو تو ہم سہج ہی میں انکی طرف راغب ہو سکتے ہیں۔ جب ہمارے دل میں ان کی پراپتی کی سچی خواہش پیدا ہوگی تو وہ خود بخود اس حصول مدعا کے لئے ہماری سہائتا کریں گے۔ صرف یہ چاہیئے کہ ہم نشکپٹ بھاو سے انہیں دھیائیں، وہ بڑے کرپالو ہیں اگر ہم ایک قدم انکی طرف بڑھائیں تو وہ دس قدم ہمارے نزدیک آتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے۔ اگر ہم خود ہی ان کے نزدیک جانے سے کتراتیں اور موہ ممتا کا شکار ہو کر اپنا جیون پشوؤں کی طرح گزارنا چاہیں تو اُس میں انکا کیا دوش۔ ایک کُتا تو اپنے مالک کو دیکھ کر اچھلنے کودنے لگتا ہے اور پریم سے بیہول ہو جاتا ہے دُم ہلا ہلا کر مالک کے نزدیک آکر اپنی عقیدت یا شردھا کی بھینٹ پیش کرتا ہے۔ لیکن کیا ہم انسان ہوتے ہوئے کبھی مالک حقیقی کو اتنا چاہتے ہیں جتنا ایک کُتا اپنے مالک کو چاہتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ یدی ہم کُتے سے ہی یہ شکھشا گرہن کریں تو ہمارا جیون سپھل ہو جائے۔

شریمد بھگوت گیتا اور بھگتی یوگ:۔

شریمد بھگوت گیتا میں شری بھگوان نے جو اُپدیش امرت ارجن کو پان کرایا ہے۔ وہ اُپدیش سننے اور پڑھنے والے کے ہردے میں بھگتی کے بھاو اُتپن کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ درحقیقت یہ اپدیش شروع ہی اِس لئے ہوتا ہے کہ بھگوان ارجن کو اپنا بھگت سمجھتے ہیں اور وہ خود ایسا ظاہر کرتا ہے۔ "شادی ام تواں پرپنّم"

شبد کہکر وہ بھگوان کی شرن گرہن کرتا ہے اور انت میں بھگوان سرو دھرمان پری تیج مامیکنگ شرننگ ورج۔

ارتھات ہے ارجن سمست دھرموں کا آشرا تیاگ کر کیول میری ہی شرن میں آجا، اُسے ان کی شرن میں آنے کی آگیا دیتے ہیں۔ چوتھے ادھیائے کے تیسرے شلوک میں بھگوان ارجن کو پُراتن گیان کا اُپدیش دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہے ارجن! "بھگتو اسی مے سکھا" تو میرا بھگت اور پریہ سکھا ہے اس لئے یہ یوگ جو اُتی اُتم ہے اور ایک رہسیہ ہے یعنی پوشیدہ راز ہے تمہیں سنایا گیا ہے۔ واستو میں شریمد بھگوت گیتا ایک بھگتی پردھان گرنتھ ہے، اور ہر ادھیائے میں کچھ نہ کچھ پرسنگ بھگتی کا آوشیہ آجاتا ہے۔ بارھویں ادھیائے میں جیسا پہلے بیان کیا جا چکا ہے بھگوان نے بھگتوں کے لکشنوں کی بڑی ویاکھیا کی ہے اور صاف صاف کہہ دیا ہے کہ انہیں کس قسم کا بھگت پیارا ہوتا ہے اس سے بڑھ کر اور وہ کیا کہتے۔ جو پُرش ایسے گن پیدا کرے۔ وہ بھگوان کا پیارا بھگت بن سکتا ہے اور سچا یوگی کیونکہ بھگتی یوگ سے بڑھ کر اور کیا یوگ ہو سکتا ہے۔

استغراق

(از شری بھگن ناتھ کھنہ صفی بی اے بی ٹی)

۱۔ دوش ما دیدیم شخصے پارسا
چشم بستہ محو در یادِ خدا

۲۔ آں چناں در یادِ حق او محو بود
کو ہمہ احساسِ ہستی در ربود

۳۔ ہم لبش لبستہ و گوش ہوش او
کرد دنیا را چناں فراموش او

۴۔ فارغ از بندِ ہستی آنچناں
قالبِ او گشتہ مشتِ استخواں

۵۔ یادِ حق در باطنش چوں بر فزود
سر بسر او صورتِ حق مے نمود

۶۔ در عبادت ہر کہ ایں منزل رسد
نورِ حق اندر دلش ہم میدمد

۷۔ خود بود معبود، خود عابد شود
خود شود محمود، خود حامد شود

۱۔ کل ہمیں ایک مہاتما کے درشن ہوئے جو آنکھیں موند کر بھگوان کے بھجن میں لین تھے

۲۔ وہ بھگوان کے بھجن میں اتنے محو ہو چکے تھے کہ انہیں اپنی ہستی کا بھی احساس نہیں ہو رہا تھا۔

۳۔ انکے ہونٹ بند تھے اور وہ کانوں سے سُن بھی نہیں رہے تھے اور وہ واستو میں دُنیا کو بالکل بھول چکے تھے۔

۴۔ انہیں اپنی ہستی کا بھی کچھ خیال نہیں تھا (کہ میں کون ہوں اور کہاں بیٹھا ہوں) اور اسی وجہ سے ہڈیوں کی ایک مٹھی ہی نظر آتے تھے (کیونکہ انہوں نے کھانا پینا بھی چھوڑ رکھا تھا)

۵۔ انکے ہردے میں بھگوان کی بھکتی کے بھاو اتنے بڑھے کہ وہ خود بھگوان کی صورت ہی دکھائی دینے لگے

۶۔ بھکتی میں جو کوئی اس انتہائی منزل کو پہنچ جاتا ہے تو پرماتما کی روشنی اسکے دل میں جھلک مارتی ہے۔ یہ اوستھا پراپت کر لینے پر بھگت خود بھگوان کا روپ ہی بنجاتا ہے اور آپ ہی اپنی مہما

کتھا

راجہ نرموہی

از قلم لالہ پرمانند جی ایم۔ اے۔

(حسب فرمائش شری رام چندرت خریدار ادم نمبر ۹۰)

موہ نرک کا ایک دروازہ بتلایا جاتا ہے۔ موہ کے بس میں آدمی ادھرم کو دہرم مان لیتا ہے۔ موہ کے کارن اپنے اور پرائے کا بھید کرنے لگ جاتا ہے۔ موہ کی وجہ سے اس ناشوان شریر کو لافانی سمجھتا ہے۔ دیکھو جڑ بھرت نے مرگ کا موہ کیا۔ تو اس کو مرگ کا جنم لینا پڑا۔ مہاراجہ دشرتھ کو موہ کی خاطر دیہہ تیاگنی پڑی۔ اور درون آچاریہ نے اپنے پتر کی موت کی جھوٹی خبر سن کر اور موہ کے بس ہو کر ہتھیار ڈال دیئے۔ اور موت کا لقمہ بنا۔ پرم آنند کی پراپتی موہ کی نورتی سے ہی ہوتی ہے جیسا کہ گورو واک ہے:۔

جہہ مایا ممتا تجی سبھ تے بھیو اداس
کہہ نانک سن رے منا تہہ گھٹ برہم نواس

موہ کی نورتی کیسے ہو سکتی ہے۔ اور جیو نرموہ اوستھا کو کیسے پہنچ سکتا ہے۔ اس کے لئے راجہ نرموہی کی کتھا کو ورنن کیا جاتا ہے۔ یہ کتھا پہلے رسالہ "ادم" کے شانتی انک ۱۹۳۲ء میں شائع ہوئی تھی۔ اب حسب فرمائش شری رام چندرت ابھے پور خریدار نمبر ۹۰ دوبارہ اس پرچہ میں شائع کی جا رہی ہے۔ تاکہ جو سجن ۱۹۳۹ء میں رسالہ ہذا کے خریدار نہ تھے۔ وہ بھی لابھ اٹھا سکیں۔

ایک راجہ تھا۔ جس کا نام راجہ نرموہی مشہور تھا۔ اس نے ۲۶ برس تک تپسیا کی۔ تب کہیں جا کر نرموہ اوستھا کو پراپت ہوا اور راجہ جنک کی مانند راج کاج کرتا ہوا آتمانند میں مگن رہتا تھا۔ اس کی بابت یہ روائت بھی ہے۔ کہ اس کے تمام سمبندھی اور کٹمب والے اس کی جیونی سے متاثر ہو کر وہ بھی نرموہ اوستھا کو پانے والے ہوئے۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس کا ایک لڑکا تھا۔ وہ ایک روز جنگل میں گیا۔ وہاں ایک تپسوی کی کٹیا تھی۔ جس میں داخل ہو کر وہ نمسکار کر کے بیٹھ گیا۔ تپسوی نے پوچھا تم کس کے لڑکے ہو۔ لڑکے نے جواب دیا۔ کہ میں راجہ نرموہ کا بیٹا ہوں۔ تب تپسوی نے دریافت کیا۔ کہ کیا وہ سچ مچ راجہ نرموہ ہے۔ یا نام ہی ایسا رکھا گیا ہے۔ لڑکے نے کہا کہ وہ اسم بامسمیٰ ہے۔ تب تپسوی نے کہا۔ کہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ راج پاٹ کرتے ہوئے کوئی بھی نرموہی ہو سکے۔ تب راجکمار نے کہا۔ مہاراج وہ کیا۔ ان کا پریوار ہی نرموہی ہے۔ اگر آپ کو یقین نہ آوے تو آپ آزما لیں۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ تب تپسوی نے راج کمار سے کہا کہ اچھا تم اپنے کپڑے مجھے اتار دو۔ جب راجکمار نے اپنے بستر (کپڑے) اتار دیئے تو تپسوی آزمائش کی خاطر شہر کو چلا گیا۔ اور راستے میں خون کے چھینٹے ان کپڑوں پر ڈال دیئے جب تپسوی محل کے دروازہ پر پہنچا۔ تب اسے راجہ کی داسی (خادمہ) ملی اور اس کو وہ خون آلودہ کپڑے دکھا کر یہ کہنے لگا:۔

تپسوی اور راجہ نرموہی کی داسی:۔

تپسوی بولا:۔ توں سن چیری شیام کی۔ بات سناؤں تو ہے
کنور بناسیو سنگھ نے آسن پر بیٹھو موہے

ترجمہ :۔ اے راجہ کی داسی میں تمہیں ایک غمناک بات سناؤں۔ تمہارے راجہ کے لڑکے کو شیر نے مار ڈالا ہے اور اس کی لاش میری گود میں پڑی ہے۔

داسی نے جواب دیا :۔ نہیں چیری شیام کی، نہیں کوئی میرا شیام
پراربدھ وش میل ہے سنو رکھی ابھیرام

ترجمہ :۔ اے تپسوی۔ نہ تو میں کسی کی داسی ہوں اور نہ ہی میرا کوئی شیام (راجہ) ہے۔ اے رشی یہ چاروں کا سنساری میل جول ہے۔ اپنے پورب لے سنسکاروں کی وجہ سے ہے۔ اور چھوٹتا ہے۔

یہ سُنکر تپسوی حیران رہ گیا۔ اور اُس داسی سے دریافت کرنے لگا کہ اے داسی یہ کیا وجہ ہے کہ تو اس دل کو پھاڑ دینے والی خبر سنکر چنتاتر کیوں نہ ہوئی۔ داسی نے جواب دیا۔ کہ مہاراج میں نے اس سنسار میں عجیب و غریب دکھ دیکھے اور سنے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں راجکمار کی مرتو کچھ بھی نہیں۔ میرے حالات اس سے بھی زیادہ ہولناک ہیں۔ اور میں تمہیں سناتی ہوں سنو۔

داسی کی کتھا :۔ اس داسی اوستھا سے پہلے پہلے میں ایک سوداگر کی عورت تھی۔ میرا پتی پردیس چلا گیا تھا۔ میں ایک روز اشنان کرکے اپنے کوٹھے پر بال سکھا رہی تھی۔ کہ راجہ کی نظر مجھ پر پڑی۔ میرے سندر سروپ کو دیکھ کر راجہ اپنے دھرم پر قائم نہ رہا مجھے زبردستی میری خواہش کے برخلاف اپنے رنواس (حرم سرائے) میں منگوا لیا۔ اور مجھے اپنے ساتھ شادی کرنے کے لئے کہا۔ میں نے مہلت مانگی۔ راجہ نے منظور کر لی۔ اور تلوار اپنے سرہانے رکھ کر سو گیا۔ اس وقت مجھ پر گویا ایک مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا اور میں رو رو کر نڈھال ہو رہی تھی۔ ادھر جب میرا پتی اپنے گھر آیا۔ اور وہاں پہنچکر اسکو میرا زبردستی اٹھائے جانا معلوم ہوا تو وہ بہت ہی بیاکل ہوا۔ اور روتا پیٹتا محل کے نیچے اس جگہ پہنچا۔ جہاں میں دریچہ میں بیٹھ کر اپنی قسمت کو رو رہی تھی۔ میں نے اوپر سے اپنے پتی کو دھارس دی کہ میرا ست قائم ہے۔ اور میں تمہارے پاس ابھی آیا چاہتی ہوں۔ چنانچہ میں نے اپنی تمام طاقت کو سمیٹ کر راجہ کو اسی تلوار سے قتل کیا۔ جو اس کے سرہانے پڑی تھی۔ اور بذریعہ کمند دریچہ سے نکل کر اپنے پتی کے پاس محل کے نیچے آ ملی ہم دونوں اکٹھے ہوکر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جنگل کی جانب روانہ ہوئے۔ تاکہ راجہ کے آدمی ہمارے مکان پر جاکر ہمارا تعاقب کرکے ہم کو گرفتار نہ کرلیں جنگل میں اتفاق سے میرے پتی کا پاؤں ایک سرپ پر پڑا جس نے اس کو کاٹا اور وہ وہیں چت ہو رہا۔ میں اس خوفناک جنگل میں ادھر اُدھر بھاگی پھرتی تھی۔ کوئی غمگسار و مددگار نہ تھا۔ ایسی بے بسی کی حالت میں ایک ڈاکوؤں کا گروہ آیا۔ اور انہوں نے میرے زیورات اُتار لئے۔ اور مجھے خوبصورت دیکھ کر کسی اور دیش میں ایک بیسوا کے پاس بیچدیا۔ تب میں بیسوا روپ سے رہنے لگی۔ اور ایسی حالت میں مجھے کافی عرصہ گذر گیا۔ ایک رات ایک سوداگر کا لڑکا آیا اور میں نے اس کے ساتھ سنگ کیا۔ میں نے اس سے اس کا حسب نسب دریافت کیا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ میرا ہی بیٹا تھا۔ میں نے اس کو اپنی سرگذشت بیان کی اور ہم دونوں اپنے کئے ہوئے بڑے بھاری پاپ سے کانپنے لگے۔ پنڈتوں سے اس پاپ کی نورتی کا اُپائے دریافت کیا۔ تو انہوں نے یہی کہا کہ ندی یا دریا کے کنارے چتا بناکر اور اس پر بیٹھ کر جیوت جی جل جانے سے اس پاپ کی نورتی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ ہم دونوں نے ایسا ہی کیا۔ لڑکا تو جل گیا۔ اور ٹھیک اسی وقت جب میں جلنے کو تھی تو دریا میں ایک زبردست سیلاب آیا۔ جس سے میں دریا میں بہہ چلی۔ اور ایک لکڑی کے سہارے کنارے پر پہنچی۔ وہاں سے گوجر مجھے اٹھا لے گئے اور میرا علاج کرکے مجھے دودھ بیچنے کے کام میں لگا دیا۔ گویا میں گوجری بن گئی۔

ایک روز میں چھاچھ کے مٹکے کو لئے جا رہی تھی۔ کہ راجہ نرموہ کی سواری راستہ سے گذری۔ راستہ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا میرے ساتھ اور گوجریاں بھی تھیں۔ ٹھیک جب راجہ نرموہ ہمارے آگے سے گذرنے کو تھا تو دھکم پیل سے ہمارے چھاچھ کے مٹکے دھڑام سے نیچے گر پڑے۔ اور گوجریاں تو رونے لگ پڑیں۔ اور میں نے کھل کھلا کر ہنس دیا۔ راجہ کی نگاہ میرے اوپر پڑی تب اُس نے مجھ سے مخاطب ہوکر دریافت کیا۔ کہ تم کیوں ہنسی اور باقی گوجریاں کیوں نہیں۔

گوجری ۔ مہاراج ! مجھ ابھاگن سے یہ بر تانت نہ پوچھیں ۔
راجہ نرموہ ۔ تمہیں ہنسنے کا کارن بتانا پڑے گا ۔
گوجری ۔ اگر ایسا ہی ہے تو پھر سنیئے :۔

نرپ مار چلی پتی آپن سوں ۔ پتی سانپ ڈسیو دکھیوں بھرموں
ست سنگ کیو نب جرن چلی ۔ مل کاٹھ کے سنگ ندی ترموں
بن ماجھ گئی بن جھاڑ لئی ۔ تن بیچ دئی گنگا گرہ ہوں
مہاراج میں گوجری ہوں ۔ اب چھاچھ کا شوک کہاں کروں

تنپسوی سے مخاطب ہو کر گوجری کہنے لگی کہ مہاراجہ نرموہ نے جب ان دل ہلا دینے والے واقعات کو سنا تو حیران اور ششدر رہ گیا ۔ اور مجھے اپنے رنواس میں داسی بنا کر رکھا ۔ اور خود نرموہ اوستھا کو پراپت ہوا ۔ مہاراج اب آپ ہی بتلائیے ۔ جب میں اس قدر مصائب جھیلے اور تکلیفیں اٹھائیں ۔ تو اب میں راجکمار کے مر جانے کا کیا افسوس کروں ۔ گیان کے پراپت ہونے سے میں نے سب سنسار اور اس میں جس قدر پدارتھ ہیں ۔ ان تمام کو جھوٹا جانا ہے ۔ اور موہ سے نورت ہوں ۔

تنپسوی اور راجہ نرموہ کی بہو :۔

ایسا سنکر تنپسوی کے من میں وچار آیا کہ یہ تو داسی ہے اس کو راجکمار سے موہ کیسا ؟ راجکمار کی استری کو ضرور موہ ہوگا اس کی آزمائش کرنی چاہئیے ۔ چنانچہ تنپسوی راجکمار کی استری کے پاس گیا ۔ اور کہا ۔

تنپسوی :۔ توئں سن چاتر سندری ۔ ابلا جوبن وان
دیوی وا بن دل ملیو تر و سری بھگوان

ترجمہ :۔ اے عقلمند ، خوبصورت اور جوان عورت (مجھے یہ تمہیں بتلا کر افسوس آتا ہے) کہ تمہارے سری بھگوان (یعنی پتی) کو شیر نے جنگل میں مار ڈالا ہے ۔ اس کو سنکر راجکمار کی استری نے تنپسوی کو یہ جواب دیا :۔

تنپسیا پورب جنم کی ۔ کیا جانت ہیں لوگ
ملے کرم وسیان ہم ۔ اب بدھ کین وجوگ

ترجمہ :۔ ہے تنپسوی پورب جنم کے کرموں کو لوگ نہیں جانتے ۔ پچھلے کرموں کی بنا سے میرا پتی کے ساتھ ملاپ ہو کر سہارا اکھٹا رہنا ہوا ۔ اب لینا دینا بھگت چکا اور بدھاتا نے وجوگ یا جدائی کر دی یعنی اس سنسار میں اپنے کرموں کے مطابق میل اور جدائی ہوتی ہے تو پھر افسوس کس بات کا ۔ کرموں کی آشچریہ گتی ہے ۔ بیان نہیں ہو سکتی ۔

تنپسوی اور راجکماری ۔

یہ سنکر تنپسوی دھنیہ دھنیہ کہکر راجکماری کی بہن کے پاس گیا اور من میں وچار اکہ بہن کو بھائی کی موت کا حال سنکر ضرور موہ پیدا ہوگا ۔ اس کو آزمانے کی خاطر راجکماری سے یوں مخاطب ہوا :۔

تنپسوی :۔ راج ستا سن بات مم کرے جو دل کو شور
ویر ہنا سیو بن میں سنگھ سگور مے تور

ترجمہ :۔ تنپسوی نے کہا ۔ اے راجہ کی لڑکی تو میری بات سن ۔ جنگل میں جو شیر گرجتے ہیں ۔ ان میں سے ایک نے تمہارے ویر یعنی بھائی کو مار ڈالا ہے ۔ یہ سن کر راجکماری نے جواب دیا ۔

راجکماری :۔ بن میں مرنے جیو بہت رچے جو اتش انت
شوک کروں میں کون کا ۔ جاؤ کٹی تم سنت

ترجمہ :۔ سنسار روپی بن میں ایشور رچت جیووں کا جنم مرن پرواہ چلا آتا ہے ۔ اب بتلاؤ میں کس کس کا شوک یعنی افسوس کروں ۔ ہے سنت مہاراج مجھے بھائی کے مرنے کا شوک کیوں ہو ۔ آپ اپنی کٹیا کو پدھاریں ۔

تنپسوی اور راجہ نرموہ کی رانی

تنپسوی یہ سنکر اور بھی زیادہ حیران ہوا اور دھنیہ دھنیہ کرتا ہوا راجکمار کی ماتا کے پاس گیا اور راستہ میں خیال کرنے لگا ۔ کہ

ماتا کو پُتر بہت پیارا ہوتا ہے۔ اس لئے ماتا کو اپنے پُتر کی مرتیو کا سماچار سُنکر ضرور موہ پراپت ہوگا۔ اور ضرور ہی شوک کو پراپت ہوگی

تنلیپوی :۔ رانی تمکو وپت ات ۔ سُت کھائیو مرگ راج
ہم نے بھوجن نہیں کئیو ۔ تس مرنک کے کاج

ترجمہ :۔ اے رانی تمہارے اُوپر ایک بڑی بھاری مصیبت پڑی ہے۔ کیونکہ تمہارے بیٹے کو مرگ راج یعنی شیر نے کھا لیا ہے اور اس کے مرنے کی وجہ سے مجھے اس قدر افسوس ہُوا کہ میں نے اپنا کھانا بھی تیاگ کر دیا۔ اور تمہیں یہ دل ہلا دینے والی خبر سُنانے کے لئے مجھے یہاں آنا پڑا۔

رانی نے سُنکر یہ جواب دیا :۔

رانی :۔ ایک برچھ ڈالی گھنی پنچھی بیٹھے آئے ۔
یہو بھانی پیلی بھئی اُوڈ اُوڈ چہوں دِس جائے

ترجمہ :۔ جیسے ایک درخت پر بہت سی ڈالیاں ہوتی ہیں۔ اور رات کو پنچھی بیٹھ کر رات کاٹ کر سویرے چلے جاتے ہیں۔ ایسے ہی یہ گھر رُوپی ایک درخت ہے۔ اس پر پنچھی رُوپی سمبندھی اکٹھے ہو کر اپنی اپنی آئیو رُوپی راتری میں کرم بھوگ کر اپنے اپنے کرموں کے مطابق بچھڑ جاتے ہیں۔ رانی نے کہا کہ ہے تنلیپوی جب ایسا ہی حال ہے۔ تب میں افسوس کس بات کا کروں

تنلیپوی اور راجہ نرموہ

یہ سُنکر تنلیپوی کی حیرانگی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ اور خیال کیا کہ اگر ماتا کو شوک نہ ہُوا۔ تو ممکن ہے۔ پتا کو ضرور شوک ہوگا چنانچہ راجہ کی آزمائش کرنے کے لئے اس کے پاس گیا اور یہ کہا :۔

تنلیپوی :۔ راجہ مُکھ سے رام کہہ ۔ پل پل جات گھڑی
سُت کھائیو مرگ راج نے کُٹیا لوتھ پڑی

ترجمہ :۔ اے راجہ۔ منہ سے رام رام کہو۔ کیوں کہ لحظہ بہ لحظہ یہ عمر گذر رہی ہے۔ تمہارے لڑکے کو شیر نے کھا لیا ہے اور اس کی لاش میری کُٹیا میں پڑی ہے۔

یہ سُنکر راجہ نرموہ نے کہا :۔

راجہ :۔ تنپسیا تپ کیوں چھاڈیو ۔ ایہاں پلک نہیں شوک
واسا جگت سرائے کا ۔ سبھی مسافر لوگ

ترجمہ :۔ اے تنلیپوی۔ مسافروں کی سرائے والا یہ میل ہے۔ خواب کی طرح سمبندھیوں کا سنجوگ ہے۔ اے تنلیپوی تُوں اپنے تپ کو چھوڑ کر یہاں کیوں آیا۔ یہاں تو رتی بھر بھی شوک نہیں۔ اپنا سوروپ تو برہم، اجر، امر، اکھنڈ، نت، ست چیتن ہے۔ نام اور سروپ سبھ کلپت ہے۔ اب بتلاؤ شوک کس بات کا کریں۔

تنلیپوی اور راجکمار

ایسا سُنکر تنلیپوی تصویرِ حیرت ہو گیا اور راجہ نرموہ کی اُستتی کرتا ہُوا پھر جنگل کی طرف واپس چلا گیا۔ اور راستے میں خیال کیا کہ اب کنور کی پریکھشا کرنی چاہئے۔ اور ایسی بات گھڑنی چاہئے جس کے سنتے ہی اس کے اوسان خطا ہو جائیں اور وہ روتا چلاتا ہُوا زمین پر گر پڑے۔ کُٹیا میں پہنچکر راجکمار سے یُوں مخاطب ہُوا :۔

تپسی کہے سُن کنور تُوں راج گرہ کا حال
اگن جلائیو گرہ کو سہت کٹمب سب مال

یعنی راج محل کو آگ لگی اور وہ مع تمہارے سگے سمبندھیوں اور مال متاع جل کر خاکستر ہو گیا ہے۔ یہ سُنتے ہی راجکمار بولا:۔

کنور کہے سُن رکھی جی۔ جو اُپجیو جگت ماہیں
نرسندیہہ ہیں جانیا۔ کال اگن مُکھ پاہیں

ترجمہ:۔ راجکمار نے کہا کہ جو کچھ بھی پیدا ہوا ہے۔ وہ سب ناشوان ہے۔ میں نے یقیناً جان لیا ہے۔ کہ کال کی اگنی کے مُکھ میں سب پڑے ہوئے ہیں۔ اس لئے کٹنب۔ مال اور دھن کا کیا افسوس کیا جائے اور ان کے موہ میں کیوں پھنسا جاوے گیان کے پربھاؤ سے میرا یہ یقین پختہ ہو چکا ہے۔ یہ سُنکر تپسوی کو یقین ہو گیا کہ نہ صرف راجہ نرموہ بلکہ اس کا تمام کٹنب نرموہ اوستھا کو پہنچ چکا ہے، چنانچہ وہ بولا:۔

دھنیہ دھنیہ تمہارا پتا ہے۔ دھنیہ تمہارا دیس
دھنیہ تمہارا ستگورو۔ جن کیا اُپدیش
کیا راجہ کیا رنک ہے کیا تپسّی کے مان
جس پر پربھو کرپا کرے سو مورت بھگوان
نرسندیہہ ہیں جانیا راجہ بڑ بھر نرموہ
ایہہ دھارنا دھار سی سُکھی ہووے نرسو

کتھا سے سبق

راجہ نرموہ کی کتھا سے ہر ایک منش کو یہ سبق لینا ہے۔ کہ یہ جگت متھیا ہے۔ اس میں لپٹے ہونا اپنی عاقبت کو خراب کرنا ہے۔ جگت کے سب کام کرتے ہوئے اور جگت میں رہتے ہوئے یہ پربھو پریم میں رت رہنا ہی اس منش جیون کا لابھ ہے۔ جگت سے نرموہ ہونا ضرور اپنے پُرشارتھ سے ہے۔ مگر جب تک پربھو کرپا نہ ہو۔ جیو اس اوستھا کو نہیں پہنچ سکتا۔ جیو بندھنوں سے تب آزاد ہو سکتا ہے۔ جب سب کارجوں کے کرنے ہارا جو ہری یا پرماتما ہے۔ اس کی شرناگت اختیار کرتا ہے۔ تب جیو نہ صرف اپنا اُدھار کر سکتا ہے بلکہ دُوسروں کو اس جگت سے پار اُتارنے اور چیرم آنند پد ہے۔ اس مقام تک پہنچانے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ جیسا کہ گورو تیغ بہادر جی مہاراج کا واک ہے۔

جیہہ پرانی ممتا تجے لوبھ، موہ، اہنکار — کہے نانک آپن ترے اورن لیت اُدھار

"اوم شم"

طائرِ روح سے خطاب

دُور دیس ہے جانا پنچھی - دُور دیس...
چلی پُونیا پیاری پیاری
کھولے پنکھ اُڑاری ماری
اِت اُت ڈول رہا ہے پنچھی
بھُولا - ٹھور ٹھکانا - دُور دیس...
اپنی ڈگریا بھُول گیا تو
پی کی نگریا بھُول گیا تو
اپنے ہاتھوں بیر کما کر
پاچھے کیا پچھتانا - دُور دیس...
راہ کٹھن اندھیاری رتیاں
جیارا ڈولے دھڑکت چھتیاں
برہا اگنی دھدک رہی ہے
پاچھے کیا پچھتانا - دُور دیس...
دُکھ سُکھ کے ہچکولے کھا کر
آشاؤں کی بھینٹ چڑھا کر
سمجھا اب یہ بھید کہ ہے کیا
اپنا آپ گنوانا
دُور دیس ہے جانا

تیج بہوا نیگڈھوی

ایک ٹیک رگھوناتھ

:(از شری رام بخش جی تلونی بی اے ایل ایل بی):

بابو کشور چند دھرم کوٹ کے چوٹی کے وکیل گنے جاتے تھے۔ تھوڑے عرصہ کی وکالت میں ہی کافی شہرت کے مالک بن گئے تھے۔ بر لب سڑک ایک عالیشان کوٹھی بھی تعمیر کی آدمی بارسوخ تھے۔ ہر انتخاب میں بلا مقابلہ کمیٹی کے ممبر بنتے سائلوں کی ہر ایک بات غور سے سنتے اور اُن سے خندہ پیشانی سے پیش آتے۔

انکی بیوی دھارمک خیال رکھنے والی دیوی تھی۔ ہر روز علی الصبح اُٹھ کر اشنان کرتی۔ پھر کچھ عرصہ پُوجا میں مشغول رہتی۔ پتی سیوا اُس کے لئے سب سے اہم فرض تھا۔ گھر میں کام کرنے کے لئے کافی نوکر تھے۔ مگر کشور چند کو کھانا وہ اپنے ہاتھ سے کھلاتی۔ اور اُن کے نہانے کے لئے پانی خود بھرتی۔ ان دو کاموں میں اسے حد درجہ مسرت حاصل ہوتی تھی۔ اس کا نام لکشمی تھا۔

بابو کشور چند کا حلقۂ احباب بہت کافی وسیع تھا۔ لکشمی کے جذبات کا احساس کرتے ہوئے وہ اپنے مکان پر کبھی شراب کا استعمال نہ کرتے اور نہ رسوئی میں گوشت پکنے کی اجازت دیتے۔ گھر کے باہر جب کبھی کسی پارٹی میں شامل ہوتے تو یار دوستوں کے اصرار پر ایک دو گھونٹ لال پری کے پی لینے میں چنداں نقصان خیال نہ کرتے تھے۔

انکے اکلوتے لڑکے مدن کی عمر تین سال کی تھی۔ مدن سنسکار کیلئے رام نومی کا دن مقرر تھا۔ یار دوستوں نے اس تقریب کے موقعہ پر ایک پُر تکلف دعوت کا مطالبہ کیا تھا۔

(۲)

بابو کشور چند یوں تو ہندو سنسکاروں کی اہمیت اور فضیلت کے قایل نہ تھے۔ مگر لکشمی کا انہماک دیکھکر وہ بھی خوشی خوشی حصہ لے رہے تھے۔ چندن، دھوپ، چاول، سامگری، پھول، ناریل غرضیکہ سب چیزیں خُود جا کر خریدیں۔ دوستوں کی ضیافت کے لئے سامان اس مقدار میں آیا کہ لکشمی ہنس کر بولی "کہ ایسی پُر تکلف دعوت کا انتظام تو آپ کے بیاہ پر بھی نہ ہُوا ہوگا"

کشور چند اس پُر مسرت مذاق کا مزہ لیتے ہُوئے بولے "اس کمی کو آج پُورا کر رہا ہوں۔ اچھا اب دیکھ لو۔ اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو اب کہدو کل کو دوستوں کے مجمع میں مجھے بلا بلا کر تنگ نہ کرتا"

میرے خیال میں پُوجا کا سب سامان پروہت جی کے ارشاد کے مطابق آ گیا ہے۔ آپ برہم بھوج کے لئے گیارہ برہمنوں کو نمنترن دینے کا پربندھ کر دیں۔

بابو کشور چند انگریزی تعلیم یافتہ تھے مغربی خیالات کافی حد تک انکے دل پر غلبہ پا چکے تھے۔ مشرقی خیالات کی کمزور دیوار مغربی تمدن کی طغیانی میں آہستہ آہستہ گر رہی تھی۔ اِن کے دِل میں براہمنوں کی نسبت شردھا کا جذبہ نہ تھا۔ اِن کی دِلی خواہش تھی کہ سنسکار کے پروگرام میں سے برہم بھوج کی مد معدُوم ہو جائے۔ مگر لکشمی کی برہم بھوج کے لئے عاجزانہ التماس کو وہ ٹھکرا نہ سکا ان میں حوصلہ نہ ہُوا۔ بولے برہم بھوج! "یہ بھی ہو جائے گا"

(۳)

رام نومی کے دن صبح ہی اُن کی کوٹھی پر بینڈ بجنے لگا۔ ۹ بجے دوست متر آنے شروع ہو گئے۔ ڈاکٹر دینا ناتھ، ماسٹر بیج ناتھ، بابو تاراچند اور لالہ آنند سروپ انکے خاص دوستوں میں تھے۔ پروہت نے سنسکار کی کارروائی شروع کی۔ لکشمی اپنے پتی کے ساتھ آسن پر بیٹھی۔ بابو کشور چند نے بیٹھتے ہی پروہت جی کو جلدی کرنے کے لئے کہا۔ ان کے چاروں دوست خاص بیٹھک میں تاش کھیل رہے تھے اور ساتھ ساتھ شیشہ و ساغر کا شغل بھی چلتا تھا۔ اُنہیں اُمید تھی کہ ایسے خوشی کے موقعہ پر لکشمی اُن کے اس شغل کو بُرا نہ منائے گی۔

سنسکار کی کارروائی میں دو گھنٹے صرف ہوگئے۔ مدن کے سر کے بال اُتارے گئے۔ ریشمی صافہ اور ریشمی کوٹ پہنائے گئے۔ بابو کشور چند فارغ ہوتے ہی مدن کو اُٹھائے ہوئے بیٹھک میں داخل ہوئے۔ دوستوں نے مبارک مبارک کہکر استقبال کیا۔ ڈاکٹر دینا ناتھ نے ساتھ ہی گلاس بھی پیش کر دیا۔ بابو کشور چند نے فوراً ہی منہ سے لگا لیا۔ دوستوں نے تالی بجائی۔ نوکر آ کر مدن کو لکشمی کے پاس لے گیا۔ اُسکی خوشی کا ٹھکانا نہ تھا۔ سہیلیوں میں لڈو تقسیم کئے گئے۔ غربا میں پیسے بانٹے گئے۔ ادھر لکشمی اپنے کام میں مشغول تھی۔ ادھر بابو کشور چند اپنے دوستوں کے پاس بیٹھے شغل کر رہے تھے۔

ایک سادھو گلی میں گاتا ہوا جا رہا تھا

سنگ سکھا سب تج گئیو کوئی نہ نبھیو ساتھ — کہہ نانک اس بپت میں ایک ٹیک رگھوناتھ

سادھو بیٹھک کے سامنے آکر رُک گیا اور دُہی پر زور سے گانے لگا۔ لالہ آنند سروپ بولے۔ "او فقیر! کیا تو بیوقوف ہے ایسے خوشی کے موقعہ پر ایسا راگ گاتا ہے۔"

"سادھو کے لئے ہر وقت ہی خوشی ہے"

بابو تاراچند سادھو کو دھمکاتے ہوئے بولے کیوں بے معنی بکواس لگائی ہے۔ دُور ہو جاؤ۔

"سادھو کی بات بے معنی نہیں ہوتی۔"

ڈاکٹر دینا ناتھ سادھو کو بحث کرتے دیکھ کر تلملا گئے۔ اور سادھو کو کھسیانا کرنے کے لئے اس کے برتن میں ایک گلاس کی باقی ماندہ شراب اُلٹا دی اور ساتھ ہی سادھو کو کان سے پکڑ کر باہر نکال دیا۔

(۴)

لکشمی برہم بھوج کی تیاریوں میں مشغول تھی۔ اس نے بڑی شردھا سے خود برتن صاف کئے۔ مدن کو اس نے بیٹھک میں بھیج دیا۔ بابو کشور چند اپنے دوستوں کو ساتھ لے کر پروگرام کے مطابق دریا کی سیر کو روانہ ہو گئے۔ ایک نوکر مدن کو گودی میں لے کر ساتھ گیا۔ دریا پر پہنچکر شراب کا شغل پھر جاری ہو گیا۔ تاش کی بازیاں کھیلی جانے لگیں۔ مدن اُچھل کود کر کھیل رہا تھا۔ کشور چند اس کی متوالی چال کو دیکھ کر مسرور ہو رہا تھا۔

بارش ہونے کی وجہ سے دریا چڑھاؤ پر تھا۔ بابو تاراچند سادھو کی نقل اُتارتے ہوئے گا رہے تھے۔

سنگ سکھا سب ساتھ ہیں بوتل اور گلاس — کہہ تاراچند سادھو تو کرتا تھا بکواس

اس پر سارے دوست کھِل کھلا کر ہنس پڑے۔ اور تاراچند کو دوبارہ یہی پد گانے کی فرمائش کی۔ تاراچند سادھو کی طرح آواز بنا کر گانے لگا۔

سنگ سکھا سب . . . .

ابھی پد ختم بھی نہ ہوا تھا کہ نوکر دوڑتا ہوا آیا اور روتے روتے بولا "بابو جی! مدن . . . . . . دریا۔"

وُہ آگے نہ بول سکا۔ آنکھوں سے دریا کی طرف دیکھ رہا تھا اور ہاتھوں کو مل کر بے بسی کا اظہار کر رہا تھا۔ معاً خوشی کی محفل غم میں تبدیل ہو گئی۔ کوئی بھی تیرنا نہیں جانتا تھا۔ بابو کشور چند غش کھا کر دھڑام سے گر پڑے۔ ہر ایک کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے۔ نوکر اپنی جان پر کھیلتے ہوئے مدن کی تلاش میں دریا میں کود پڑا۔ مگر نصف گھنٹہ کی تلاش بھی بے سود ثابت ہوئی۔ سب کے سب بچشم پُرنم گھر کی طرف روانہ ہوئے۔

(۵)

لکشمی کو ایک نوکر کی زبانی پتہ لگ گیا تھا۔ کہ بابو کشور چند مدن کو ساتھ لے کر اپنے دوستوں کے ہمراہ دریا کی سیر کو گئے ہیں۔ ابھی نوکر نے ساد ہو کے نراور والی بات بھی گوش گذار کر دی تھی۔ لکشمی کی خواہش تھی کہ وہ گھر میں آئے ہوئے براہمنوں کے پاؤں اپنے پتی سے دھلوائے گی خواہ اس کو اس مطلب کے لئے ان سے لڑنا جھگڑنا بھی پڑے مگر ان کو غیر حاضر پا کر وُہ بہت مایوس ہوئی جس طرح کوئی پیاسا مسافر کوئیں کے پاس جا کر کو آں خشک پائے۔ براہمنوں کے پاؤں اس نے خود دھوئے بڑے پریم اور شردھا سے اُنکو کھانا کھلایا۔ جب براہمن کھانا کھا چکے تو اُن کو دکشنا کے طور پر ایک ایک روپیہ اور ایک ایک دھوتی دی، براہمن لکشمی کے دھارمک بھاؤ اور شردھا سے نہایت پرسن ہوئے اور ہر ایک نے ہاتھ جوڑ کر پرارتھنا کی کہ ہے پربھو مدن کی آیو بڑھے اور وُہ دُنیا میں نام پیدا کرے۔ جس وقت براہمن یہ پرارتھنا کر رہے تھے اُسیوقت بابو کشور چند روتے چلاتے کوٹھی میں داخل ہوئے اور ہائے مدن ہائے مدن کہہ کر صحن میں گر پڑے۔ شہر کے لوگ اِن کے پیچھے آ رہے تھے۔ جو سُنتا رو پڑتا۔ کوئی کہتا "بابو جی! اس صدمہ کے اہل نہ تھے۔ نہ معلوم بھگوان نے انہیں ایسا دُکھ کیوں دکھایا"۔ دوسرا بولا "ہری اچھیا کے آگے چارہ نہیں۔ خوشی اور غمی ایک ہی وقت۔" لکشمی کے پاؤں تلے زمین نکل گئی۔ وہ کچھ عرصہ بُت بہ دیوار بنی رہی۔ پھر غش کھا کر زمین پر گر پڑی۔ جہاں خوشی کے باجے بج رہے تھے وہاں رنج و افسوس کی چیخیں سُنائی دینے لگیں کون کسی کو سمجھاتے۔ لکشمی کی سہیلیاں اس کی غشی کو ٹالنے میں مصروف تھیں۔ بابو کشور چند کے دوست حواس باختہ دوڑے پھرتے تھے۔ ڈاکٹر دینا ناتھ نے اپنے آپ کو قابو میں کیا اور پتی پتنی کی تیمارداری میں لگ گئے۔ لکشمی کو تین گھنٹے کے بعد ہوش آئی۔ ہوش آتے ہی اس کی زبان سے یہ شبد نکلے "پربھو یہ کیوں؟"

(۶)

دُنیا میں ہر جگہ خیال کی حکومت ہے۔ ہر ایک شخص اپنے خیال کے مُطابق واقعات سے نتیجہ اخذ کرتا ہے۔ خوشی اور غمی کا وجود بھی خیال پر ہی انحصار رکھتا ہے۔ رات کو بابو کشور چند ایک کمرہ میں لیٹے ہوئے تھے۔ آنکھوں میں نیند مطلق نہ تھی۔ خیالات کے سمندر میں مستغرق وہ صبح سے لے کر شام تک کے واقعات پر غور کر رہے تھے۔ مدن کی یاد اُن کے دل کو تڑپا رہی تھی۔ اسی طرح سوچتے سوچتے آدھی رات ہو گئی۔ خیال آیا کہ لکشمی کی نسبت کوئی پتہ نہیں لیا ماں کی ممتا کوئی چھپی ہوئی بات نہیں اُسے جا کر حوصلہ دینا چاہئے اور نہیں تو اس کے پاس بیٹھ کر دل کی بھڑاس نکلے گی۔ دو نوں مل کر مدن کی یاد میں روئیں گے۔ تو دل کا بوجھ ہی ہلکا ہوگا۔ لکشمی کی آنکھوں سے نیند کوسوں دُور تھی۔ تعجب کی بات یہ تھی۔ کہ اس کی آنکھوں سے ایک بھی قطرہ آنسوؤں کا نہ نکلا تھا۔ ماتا کا دریا اوپر سے پُرسکون نظر آتا تھا۔ مگر اس کی نچلی سطح پر لہریں پورے جوش سے اُٹھ رہی تھیں وہ اپنے دل کو سمجھانے کی کوشش کرتی، مگر مدن کی تصویر آنکھوں کے سامنے کھچ جاتی اور اُسے بے چین کر دیتی۔ ایسے وقت میں اس کے دھارمک خیالات کام آتے۔ آتما کہتی "ہونی پر وشواس کرو۔ ہری اچھیا یہی تھی" انہیں خیالات میں مگن۔ آدھی رات کیوقت وہ پوجا کے کمرہ

میں گئی بھگوان کی مورتی کے سامنے جا کر اس سے نہ رہا گیا۔ جوش کا دریا اُمڈ آیا۔ آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہہ نکلا۔
روتے روتے بولی" پربھو! یہ کیوں؟" .... آواز آئی" ہری اچھیا!"
پربھو! میرے ساتھ!"
"نہیں لکشمی! میرے ساتھ!!" یہ کہتے ہوئے بابو کشور چند پوجا والے کمرے میں داخل ہوئے آج پہلی مرتبہ بھگوان کے چرنوں میں جھک کر انہیں شانتی کی جھلک کا احساس ہوا لکشمی کا استقلال دیکھ کر ان کے دل میں ڈھارس بندھ گئی۔

دونو اسی کمرہ میں بیٹھ گئے۔ لکشمی بولی "پران ناتھ! وہ سادھو کیا گا رہا تھا" اس سوال نے کشور چند کے دل کو بہت دُکھی کیا۔ وہ مدن کی جدائی کو سادھو کے نرادر سے منسوب کرنے لگا۔ بولا" لکشمی بھول ہو گئی" ...... "نہیں پران ناتھ ہری اچھیا یہی تھی"۔ "سادھو کا نرادر ...."

"جانے دو سوامی! وہ سادھو کیا گاتا تھا؟" "مجھے مکمل طور پر یاد نہیں کچھ ایسا پد تھا" سنگ سکھا سب ..."
بھگوان کی مورتی کے آگے دو زانو ہو لکشمی گانے لگی۔

سنگ سکھا سب تج گیو کوئو نہ نبھیو ساتھ
کہہ نانک اس بپت میں ایک ٹیک رگھو ناتھ

(۷)

ایشور کی رچنا میں تو یہ ایک معمولی واقعہ تھا۔ مگر کشور چند کے دل پر اس نے غیر معمولی اثر کیا۔ اب اس کی کوٹھی پر سادھو لوگ جمع رہنے لگے۔ وہ اُن کی سیوا میں لگا رہتا۔ صبح شام لکشمی کے ساتھ پوجا والے کمرے میں کافی وقت گذارتا۔ اور اپنے دل میں قدرے تسکین محسوس کرتا۔

وقت جادوگر ہے۔ مدن کو دریا میں ڈوبے دس سال ہو گئے۔ سادھوؤں کے ست سنگ و بھگوت ارادھنا میں مصروف رہنے کی وجہ سے کشور چند کے خیالات بہت اُونچے ہو گئے۔ وکالت کا کام انہوں نے ترک نہیں کیا تھا۔ وقت کٹی کے لئے کچہری جاتے پوجا کے وقت کئی دفعہ وہ اور لکشمی مل کر سنگ سکھا والا پد گایا کرتے تھے اور گاتے گاتے دونو کا سر بھگوان کے چرنوں میں جھک جاتا مدن کی یاد اب ان کے دل میں بے چینی پیدا نہ کرتی تھی۔ بلکہ بھگوان کے لئے شردھا بڑھاتی آنکھوں سے پریم کے آنسو نکلتے۔ اور فضا میں پریم کی بارش برساتے۔

رام نومی کا دن تھا۔ کشور چند کے مکان پر جو سادھو جمع تھے۔ وہ میدان میں یہ دن منانے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ سنکھ گھڑیال ڈھولک اور کھڑتالیں جمع کی گئیں۔ سادھوؤں کی یہ تیاری دیکھ کر کشور چند اور لکشمی کو دس سال پہلے کی رام نومی یاد آ گئی تھی۔ یہی دن تھا۔ جب مدن ان سے جدا ہوا تھا۔ کس شان سے انہوں نے مدن کو اپنے سے جدا کیا تھا۔

سادھوؤں نے کیرتن شروع کیا۔ ہرے رام ہرے رام مہا منتر کا جاپ شروع ہوا۔ شہر کے مرد اور عورتیں دیکھنے کے لئے جمع ہوئے ہوئے تھے۔ بھگتی کی لہریں وایو منڈل میں اُٹھ رہی تھیں۔ پریم اور شردھا کا دریا زوروں پر تھا۔ مہا منتر کا جاپ ختم ہوا۔ کشور چند اور لکشمی اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور بھگوان کی مورتی کے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے۔ سب لوگ حیران تھے۔ وہ کشور چند میں غیر متوقع تبدیلی دیکھ کر بھگوان رام کی جے بلانے لگے۔ کشور چند اور لکشمی نے بڑے پریم سے گانا شروع کیا۔

سنگ سکھا سب تج گیو کوئو نہ نبھیو ساتھ
کہہ نانک اس بپت میں ایک ٹیک رگھو ناتھ

لوگوں پر سحر کا عالم طاری تھا۔ ہر ایک کی آنکھوں میں پریم کے آنسو اُمڈے ہوئے تھے۔ خاموشی اور شانتی اس قدر تھی کہ سانس کی آواز بھی سنائی نہ دیتی تھی۔ ابھی یہ پد ختم بھی نہ ہوا تھا کہ ایک سادھو ایک تیرہ سالہ بچے سادھو کے ساتھ یہی پد گاتا ہوا اس طرف آتا دکھائی

دیا۔ ان کے سُر میں کشش تھی۔ گیروے کپڑے پہنے ہوئے دونوں سادھو یہ گاتے ہوئے اس جگہ پر پہنچ گئے۔ لکشمی اور کشور چند بیخود بھگوان کی مُورتی کی طرف دیکھ رہے تھے۔

نووارد سادھو گانے لگے۔ بچّہ کے ہاتھ میں کھڑتالیں تھیں۔ وُہ اُچھل اُچھل کر گا رہا تھا۔ اُن کی آواز نے لکشمی اور کشور چند کا سلسلہ خیالات منقطع کر دیا۔ لکشمی بچہ کو دیکھتے ہی غش کھا کر گر پڑی۔ مجمع حیران دیکھ رہا تھا۔ بوڑھے سادھو نے اپنے تھیلے میں سے ایک بُڑیا اُس کے ناک سے ٹپکائی۔ ہوش آتے ہی اس نے اپنے بازو بچہ سادھو کی طرف پھیلا دیئے۔ اور پکارا "مدن!"

(۸)

بابو کشور چند نے غور سے دیکھا۔ بوڑھا سادھو وُہی تھا۔ جو آج سے دس سال پہلے مدن کے منڈن سنسکار والے روز نراد رسے دھتکارا گیا تھا۔ اس نے سادھو کے پاؤں پکڑ لئے اور آنسوؤں کے پانی سے اُنہیں دھونے لگا۔

"پربھو! یہ کیسی لیلا ہے"، کشور چند نے پُوچھا۔

"ہری اچھیا" سادھو بولا۔

"یہ بچہ ...."

"مدن ہے"

بچہ لکشمی کی چھاتی سے چمٹا ہُوا رو رہا تھا۔ سادھو لوگ گا رہے تھے سے

سنگ سکھا سب تج گیو کوئیہ نہ نبھیو ساتھ
کہہ نانک اس بپت میں ایک ٹیک رگھو ناتھ

بوڑھے سادھو نے آج سے دس سال پہلے کی رام نومی والے واقعہ کو مختصراً بیان کرتے ہُوئے بتایا۔ کہ بچّہ کی لاش اُسے آٹھ میل کے فاصلہ پر جا کر دریا کے کنارے پڑی ہوئی ملی۔ اس نے محسُوس کیا۔ کہ بچہ میں زندگی کے آثار موجود ہیں جڑی بوٹیوں کے گرم پانی سے لاش کو اشنان کرایا۔ اور ناک میں متواتر دوائی ٹپکانے سے بچّہ کو چھینک آگئی۔ پھر اُس کے پیٹ سے پانی خارج کیا گیا۔ بچہ تندرست ہو گیا۔ دس سال تک اس کو گائن وِدّیا سکھائی گئی ہے۔ تیرتھوں پر بھرمن کیا۔ کل دس سال کے بعد واپس آئے تھے۔ بھگوت اچھیا سے رام نومی کے اُتسو میں شامل ہونے کے لئے آئے تھے۔

سادھو کی اس مختصر وِیاکھیا نے صورتِ حالات سب پر روشن کر دی۔ مریادا پرشوتم بھگوان رام کی جے کے نعرے بلند ہُوئے سے

سنگ سکھا سب تج گیو کوئیہ نہ نبھیو ساتھ
کہہ نانک اس بپت میں ایک ٹیک رگھو ناتھ

اس پد کے آخری لفظوں نے بابو کشور چند پر وجد کا عالم طاری کر دیا۔ "ایک ٹیک رگھو ناتھ" وہ یہ کہتے ہوئے مُورتی کی طرف بڑھ رہے تھے۔ بے خود جا رہے تھے۔ انہیں محسوس ہو رہا تھا۔ کہ مُورتی ہنس رہی ہے۔ اور اپنی نُورانی کرنوں سے سارے سنسار کو روشن کر رہی ہے۔ بھگوان کے چرنوں میں جا کر بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ بوڑھے سادھو نے بچہ کو اشارہ سے کہا۔ "اپنے پتا کو اُٹھا دو"

بچہ آگے بڑھا۔ بھگوان کو نمسکار کرنے کے بعد بولا۔

"پتاجی! آؤ سب مل کر گائیں"

"ایک ٹیک رگھو ناتھ بھئی سنتو۔ ایک ٹیک رگھو ناتھ"

(ختم شُد)

من

از قلم حکیم رگھونندن لال جی نندن

من بڑا چنچل ہے تو اُلٹا سدا چلتا رہا
تیری ہر اک بات مانی ناز سے پلتا رہا
وہ کیا تو نے جو چاہا چاہے دل جلتا رہا
مجھ کو جس سانچے میں ڈھالا اسمیں ہی ڈھلتا رہا

تیری بیہ بے زیب حرکت اب سہی جاتی نہیں
تو نے جو حالت بنادی وہ کہی جاتی نہیں
من بڑا چنچل ہے تو

ہیچ ہے دُنیا کی ہر شے کچھ نہیں تجھ کو خبر
سوچتا یہ بھی نہ اسمیں فائدہ ہے یا ضرر
کیا کہوں اب حد سے زیادہ بڑھ گیا تو اسقدر
سرکشی کرنے لگا پیدا ہوئے تجھ میں شرر

دیکھ لیتا ہے اگر خوش رنگ گُل بوٹے کو تو
اُس کو چُننے کیلئے ہوتی ہے تیری آرزو
من بڑا چنچل ہے تو

تیری ضد پوری نہ ہو اور سخت ہو تجھ پر نظر
حرکتیں کرتا نہیں ہے شے نہیں ملتی اگر
کاٹتا ہے چکریں جس پر ہوا تیرا اثر
ٹھوکریں کھاتا پھرا وہ بن کے مجنوں در بدر

ہاتھ خالی ہی رہے بیکار کھوئی زندگی
عاقبت کے بھی لئے کرنے نہ دی کچھ بندگی
من بڑا چنچل ہے تو

راگ و رنگ کی محفلوں میں دوڑ کر جاتا ہے تو
ذکر حق بھاتا نہیں ہے اس سے گھبراتا ہے تو
فعل بد کرنے میں ہرگز کچھ نہ شرماتا ہے تو
فکر و غم دیتا ہے کیا کیا آفتیں لاتا ہے تو

حرکتیں چھوڑے گا تو نندن کی اس تدبیر سے
تجھکو باندھا جائیگا بس گیان کی زنجیر سے
من بڑا چنچل ہے تو

پرم یوگی
شری گورو ارجن دیو جی مہاراج

از قلم شریان سردار بھگوان سنگھ جی

شری گورو ارجن دیو جی مہاراج بھگتی، پریم، شانتی کشما تحمل و بردباری کا ایک بے نظیر نمونہ تھے۔ اُن کی ذات بابرکات پر ہم جس قدر بھی ناز کریں تھوڑا ہے، دہرم اور سچائی کے لئے جام شہادت نوش کرتے والوں میں اس عظیم الشان ہستی کا نمبر سب سے اول شمار کیا جا سکتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ انھیں شہید اعظم کا لقب دیا جاتا ہے۔

گورو ارجن دیو جی سکھوں کے پانچویں گورو یا پانچویں بادشاہی کے نام سے مشہور ہیں۔ اور سچ پوچھو تو نہ صرف سکھ فرقہ بلکہ تمام ہندو قوم کا بچہ بچہ ان کے احسانات کا زیر بار ہے وہ شری گورو رامداس جی یعنی چہارم گورو عرف چوتھی بادشاہی کے چھوٹے فرزند ارجمند تھے۔ اُن کے بڑے بھائی کا نام پرتھوی چند تھا۔ جو کہ بوجہ اپنی ناقابلیت کے گوریائی کی گدی سے محروم رکھا گیا

گورو ارجن دیو جی بمقام گوئندوال ضلع امرت سر بتاریخ ۱۹ ویساکھ سمت ۱۶۲۰ بکرمی مطابق ۱۵ اپریل ۱۵۶۳ء ماتا بھانی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے عالم طفولیت میں ہی اُن کا رجحان طبع صحبت عارفان اور اعمال نیک کی طرف حد سے زیادہ تھا۔ اور یہ روز و شب پرماتما کی بھگتی اور مہاتماؤں کی سیوا میں مصروف رہتے تھے۔

جب ان کی عمر اٹھارہ یا انیس سال کی ہوئی تو ان کے والد بزرگوار نے انھیں اُن کے بڑے بھائی کے مقابلہ میں ہزار گنا قابل، فرمانبردار، ایشور بھگت، ہمدرد، بنی نوع انسان، ایثار مجسم، شیدائی دہرم اور نمونہ حلم و انکسار پاکر گوریائی کی گدی ان کے حوالہ کر دی۔ نابکار پرتھوی چند نے انھیں ذلیل و خوار کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ بجائے اس کے کہ وہ اپنے برادر خورد کے اخلاق حمیدہ کا گرویدہ ہو کر راہ راست پر آجاتا۔ وہ اُلٹا ان کا جانی دشمن ہو گیا۔ اور کئی ایک بدباطن اشخاص کو اپنا رفیق کار بنا کر انھیں باپ کی نظر عنایت سے محروم رکھ کر گوریائی کی گدی حاصل کرنے کے لئے جوڑ توڑ کرتا رہا لیکن بقول ؎

سچائی چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

اس ناہنجار کی کوئی دال نہ گلی۔ اس کے خبث باطنی کا ایک ادنیٰ نمونہ حسب ذیل ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ گورو ارجن دیو جی نے اپنے پتا جی کو جو کہ اس وقت امرت سر میں مقیم تھے بشوق ملاقات کا اظہار کرتے ہوئے ایک چھٹی لکھی جس میں یہ چوپائی قلم بند کی۔

میرا من لوچے گورو درشن تائیں — بلپ کرے چاترک کی نیائیں
ترکھا نہ اُترے شانت نہ آوے — بن دیکھے گورو دربارے جیو
ہوں گھولی جیو گھول گھمائی
گورو درشن سنت پیارے جیو

یہ چھٹی لے کر جب گورو رامداس جی کی بارگاہ میں داخل ہوا۔ تو بدقسمتی سے بدبخت پرتھوی چند کا سامنا ہوا جس نے چھٹی تو خود اپنی جیب میں ڈال لی۔ اور قاصد کو کچھ کھلا پلا کر رخصت کر دیا جب اس چھٹی کا کوئی جواب نہ ملا تو ارجن دیو جی نے بہت بے تاب ہو کر ایک چھٹی ارسال کر دی جس میں یہ چوپائی درج کی ؎

تیرا مکھ سوہاوا جیو سہج دھن بانی — چر ہویا دیکھے سارنگ پانی
دھن سو دیس جہاں تو وسیا — میرے سجن میت مرارے جیو!
ہوں گھولی جیو گھول گھمائی — گورو سجن میت مرارے جیو!

اس چھٹی کا بھی وہی حشر ہوا جو کہ پہلی کا ہوا تھا۔ پھر تو ارجن دیو جی کی بے قراری حد سے بڑھ گئی۔ اور اسی عالم اضطراب میں انھوں نے تیسری چھٹی لکھ کر ارسال کی جس میں یہ چوپائی درج کی کہ ؎

اک گھڑی نہ ملتے تاں کلجگ ہوتا — ہُن کد ملیے پریہ تدھ بھگونتا
ہوں گھولی جیو گھول گھمائی — تس سچے گورو دربارے جیو

جب یہ چھٹی دربار میں پہونچی تو اتفاق سے پرتھوی چند وہاں موجود نہیں تھا۔ اور چھٹی گورو رامداس جی کے دست مبارک میں پہونچ گئی۔ جب انھوں نے یہ پریم بھری اور اضطراب مجسم چھٹی پڑھی تو آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔ اور فوراً بھانپ گئے۔ کہ اس سے پہلے

بھی ایک دو بیتر ضرور آئے ہونگے، جو کسی نابکار کے ہاتھ آئے ہوں گے یہ سوچ کر ارجن دیوجی کو بڑے اشتیاق سے ایک پریم بھرا پیغام ارسال کر کے بُلا بھیجا جب وہ حاضر خدمت ہوئے تو پرتھوی چند کو بھی بلایا اور اُس کے رُوبرو استفسار حال فرمایا

ارجن دیوجی نے عرض کی کہ "اس سے پیشتر بھی دو چٹھیاں ارسال خدمت کر چکا ہوں، شاید حضور انور کو دکھلانے کے بغیر ہی کسی نے گم کر دی ہوں۔ یہ سُنکر گورو جی مہاراج نے پرتھوی چند سے دریافت کیا کہ تمہیں کچھ خبر ہو، یہ شرارت تو اُس کی ہی تھی لیکن وہ صاف ہی مُنکر ہو گیا۔ کہ مجھے تو کوئی خبر نہیں نہ صرف اسی پر اکتفا کی بلکہ کچھ نازیبا کلمات بھی گورو جی کی شان میں کہہ ڈالے۔ گورو جی تو انتریامی تھے۔ ان سے بھلا کون سی بات پوشیدہ تھی۔ بہت ناراض ہوئے اور فوراً ہی ایک شخص کو پرتھوی چند کے گھر بھیجکر دونوں چٹھیاں جُوں کی توُں منگوا کر پرتھوی چند کو دکھا کر ندامت دلوائی۔ لیکن بجائے اس کے کہ وہ اپنے اعمال بد پر شرمسار ہوتا اُلٹا اپنے قابل تعظیم والد بزرگوار کو سخت سُست کلمات کہہ ڈالے جس پر گورو جی نے اپنے خشم آلود لہجہ میں فرمایا کہ اس نابکار کی تو یہی ہوئی کہ اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے! جا چلا جا میری آنکھوں سے دُور ہو جا۔

الغرض جب پرتھوی چند مُنہ کی کھا کر چلا گیا۔ تو گورو جی نے اپنے سچے سپوت ارجن دیوجی کو بڑے پیار سے چھاتی سے لگا لیا۔ اور فرمایا۔ کہ میرے ہونہار فرزند جس طرح سے تو نے یہ تین چوپائیاں لکھی ہیں۔ اسی طرح سے ایک چوتھی چوپائی بھی لکھکر اس پریم بھری نظم کو پایۂ تکمیل تک پہونچا دو۔ وہاں کیا دیر تھی۔ ارجن دیوجی نے جو کہ ایک اعلیٰ قابلیت کے مالک تھے۔ فوراً ہی چوتھی چوپائی تیار کر کے حاضر کر دی۔ جو کہ حسب ذیل ہے۔

بھاگ ہو یا گورسنت ملایا — پربھ ابناشی گھر میں پایا
سیو کری پل چساں نہ وچھڑاں — جن نانک داس تہارے جیو
ہوں گھولی جیو گھول گھمائی
تس سچے گور دربارے جیو

پھر کیا تھا۔ گورو جی مہاراج نے اپنے اس ہونہار فرزند کو فرط محبت سے گلے سے لگا لیا۔ اور گوریائی کی گدی پر سرفراز فرما دیا یہ مبارک واقعہ ماہ بھادوں سمت ۱۶۳۸ بکرمی کا ہے۔

جب پرتھوی چند گوریائی کی گدی سے محروم رہ گیا۔ تو اس نے گورو ارجن دیو کو ہر طرح سے تنگ کرنا شروع کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ امرتسر کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ کر کچھ فاصلہ پر ایک گاؤں بڈالی نامی میں جا بسے۔ جہاں پر انھوں نے اپنے ہزاروں شردھالوؤں کو بھگتی اور دھرم پریم کی تعلیم دینی شروع کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے معتقدوں کی تعداد لاکھوں تک جا پہونچی۔ اور پھر اپنے دھرم کارجوں کے نرواہ کے لئے تمام سکھوں سے ان کی آمدنی کا دسواں حصہ جو کہ دسوندھ کہلاتا ہے۔ وصول کرنا شروع کیا جس سے لنگر اور دیگر رفاہ عام کا کام چلتا تھا۔ ان کی وفات کے بعد بھی ان کے جانشین گوروؤں نے بھی اس رسم کو جاری رکھا۔ اور اب تک بھی جاری ہے۔

سنگدل پرتھوی چند نے یہاں بھی انھیں چین نہ لینے دیا۔ اور ان کا جانی دشمن بن کر اور چند ایک اور بدنہادوں کو گانٹھ کر ان کی تباہی کے منصوبے سوچنے لگا۔ بالآخر اس نے شہنشاہ جہانگیر کے دربار میں پہونچکر اسے گورو ارجن دیوجی کے خلاف یہ بہتان باندھ کر کہ ارجن دیو حضور کے بھائی شہزادہ خسرو سے جو کہ حضور کا دشمن ہے۔ ساز باز کر کے حضور کو تخت سلطنت سے بے بہرہ اور تباہ و برباد کرنے کے درپے ہے۔ بھڑکانے کی کوشش کرنے لگا جس میں وہ شیطان کامیاب ہو گیا۔

بادشاہ جہانگیر اس شکایت کو سُنکر آپے سے باہر ہو گیا۔ اور گورو جی مہاراج کی جان کا لاگو بن گیا۔ اس نے اس امر کا عظم مصمم کر لیا۔ کہ یا تو گورو جی کو حلقہ بگوش اسلام بنایا جائے۔ ورنہ ان کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ چنانچہ اس نے گورو جی کو موضع بڈالی سے فوراً پکڑ منگوایا۔ اور اپنی جفا کاری کا آغاز یوں کیا کہ گورو جی پر بغاوت کا الزام لگا کر دو لاکھ روپیہ جرمانہ عائد کر دیا لیکن گورو جی نے اپنے آپ کو بالکل بے قصور ظاہر کرتے ہوئے۔ جیسا کہ فی الحقیقت تھے ادائیگی جرمانہ سے صاف انکار کر دیا۔

پھر بادشاہ نے اپنے مدار المہام جس کا نام دیوان چندو لال تھا حوالہ کر کے سزائے موت دینے کا حکم صادر کر دیا۔ اب غضب یہ ہوا کہ بدبخت چندو پہلے ہی گورو جی کے خون کا پیاسا ہو رہا تھا جس کی وجہ یہ تھی۔ کہ گورو جی نے چندو کی لڑکی کا ناطہ اپنے فرزند ارجمند شری ہرگوبندجی کے لئے جو کہ چھٹے گورو کے نام سے گوریائی کی گدی پر رونق افروز ہوئے قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ کیونکہ چندو ایک نہایت ہی مغرور نخوت شعار، ظالم اور بدنہاد حکمراں تھا پس اس بے ایمان کو گورو جی سے اپنے پُرانے کینہ کے عملی اظہار اور بدلہ لینے کا سنہری موقعہ ہاتھ آگیا۔

جہانگیر تو اپنا نادر شاہی فتوے صادر کر کے کشمیر چلا گیا۔ اور چندو شاہ نے گورو ارجن دیوجی پر بڑے ظلم و ستم شروع کر دیئے۔ اور وہ وہ سختیاں کیں کہ جن کا ذکر کرنے سے قلم کا کلیجہ شق ہوتا ہے۔

چنانچہ اس نابکار نے گوروجی کو طرح طرح کی خلاف انسانیت اذیتیں دیں۔ انھیں آگ میں تپائے ہوئے توے پر بٹھایا گیا۔ اُبلتے ہوئے پانی کے دیگوں میں غوطے دیئے گئے۔ جلتی ہوئی ریت کے کڑچھے ان کے ننگے جسم پر گرائے گئے۔ آگ کی طرح سُرخ کی ہوئی گرم سلاخوں سے ان کے جسم مبارک کو چھلنی کیا گیا۔ سنگدلی کی حد ہو گئی۔ غضب خدا کا کہ اس قسم کے وحشیانہ مظالم جیٹھ اساڑھ کی جھلس دینے والی دوپہر کی دھوپ میں کئی دنوں تک ڈھائے جاتے رہے۔ پرم یوگی گورو ارجن دیوجی نے اپنی یوگ شکتی سے ان تمام شریرک کشٹوں کو برداشت کیا۔ اور ان میں خود ایسی یوگ شکتی تھی کہ وہ سب کو اپنے شاپ سے ہی بھسم کر سکتے تھے۔

جب ظلم و ستم کا پیمانہ لبریز ہو چلا تو شری گورو جی مہاراج نے ہر طرح سے لاچار اور مجبور ہو کر جان کو ہتھیلی پر رکھ کر دریائے راوی میں چھلانگ لگا دی اور ایسے غائب ہوئے کہ اُن کی پیاری پیاری من موہنی نورانی صورت ہمیشہ کے لئے آنکھوں سے اوجھل ہو گئی اور نابکار ستم شعار چندو اور اس کے ساتھی اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔ یہ حادثہ ۱ ماہ جیٹھ سمت ۱۶۶۳ بکرمی میں ظہور میں آیا جبکہ گوروجی مہاراج صرف تینتالیس سال ایک ماہ کی عمر میں اپنے پرم پتا پرماتما کی آغوش شفقت میں جاگزیں ہو گئے۔ اور اپنے ہزاروں شردھالوؤں کو دھرم پر جان قربان کرنے کا عملی سبق پڑھا گئے ؎

وہ صُورتیں الٰہی کس جا پہ بس رہی ہیں !
اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترس رہی ہیں !

اُن کے شردھالو سکھوں نے شاہی قلعہ لاہور کے عین سامنے ان کی ایک عالیشان یادگار گوردوارہ کی صُورت میں تعمیر کروا دی۔ جو کہ ڈیرہ صاحب کے نام سے مشہور ہے اور اب بھی اپنی پُوری آن بان کے ساتھ جلوہ گر ہے جس کے پاس ہی مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سمادھ بھی رونق افروز ہے۔

گورو ارجن دیوجی کو دھرم کے کاموں کا از حد شوق تھا۔ اپنے چوبیس سالہ عہد گوریائی کے دوران میں انھوں نے وہ کارہائے نمایاں کئے۔ کہ جو رہتی دُنیا تک صفحہ ہستی پر قائم و برقرار رہیں گے۔ انھوں نے کئی ایک دھرم استھان تعمیر کرائے مثلاً امرت سر کا ہر مندر جو کہ دربار صاحب کے نام سے مشہور ہے۔ اور جہاں کروڑوں یاتری بلا لحاظ مذہب و ملت برہمن سے لے کر شودر تک بغرض اشنان و تیرتھ آ کر اپنا جنم سپھل کرتے ہیں سمت ۱۶۴۵ بکرمی میں تعمیر کرایا۔ لاہور میں باؤلی صاحب (جو کہ ڈبی بازار میں واقع ہے) اور گوروندوارہ جنم استھان گورو رام داس جی جو کہ چونے منڈی میں واقع ہے ان کے علاوہ شری ترنتارن کا قصبہ بھی آپ ہی نے بسایا تھا ان کے علاوہ اور بھی کئی ایک دھرم استھان قائم کئے جن کا بیان خالی از طوالت نہ ہو گا۔

ناظرین اس سچے گورو کی شانتی اور ایثار نفسی کی تعریف زبان اور قلم کی طاقت سے باہر ہے اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے۔ کہ اگر وہ ظالموں سے ان کے ظلم و ستم کا بدلہ لینا چاہتے۔ تو بڑی آسانی سے لے سکتے تھے کیونکہ ان کے لاکھوں معتقد ان کی امداد کے لئے کمربستہ تھے لیکن انھوں نے ایسا ہرگز نہیں کیا۔ کیونکہ وہ رضائے بہ رضا رہنے کا عزم کئے ہوئے تھے۔ اور ان کی زبان سے یہی الفاظ نکلتے تھے کہ ؎

تیرا بھانا میٹھا لاگے ہر نام پدارتھ نانک مانگے

سائیں میاں میر جی ایسے ظلم کو سُن کر ان کے درشن کے لئے آئے تو گوروجی سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ اگر آپ کا حکم ہو تو لاہور کی اینٹ سے اینٹ ٹکرا کر ان دشٹوں کا ناش کر دوں۔ مہاراج جی نے مسکرا کر فرمایا۔ کہ سائیں جی ہماری اچھیا (خواہش) بھگوان کی اچھیا کے مطابق ہے۔ ہم قدرت کے حکم کی مخالفت نہیں چاہتے۔ بلکہ اس کے حکم کی تعمیل ہی کریں گے جو ہو رہا ہے واہگورو کے حکم سے ہو رہا ہے۔ ہماری اچھیا واہگورو کی اچھیا سوروپ ہے اسلئے یہ دکھ ہیں سکھ رُوپ ہی میں پرتیت ہو رہے ہیں یہ پانچ بھوتک شریر ناشوان ہے۔ اور آتما (میرا اپنا آپ) لازوال پرم شانت رُوپ ہے۔ یہ آتما کسی کال میں بھی نہ جنمتا ہے اور نہ مرتا ہے۔ شریر کے ناش ہونے پر یہ ناش نہیں ہوتا۔ مجھے اس شریر کے چھوڑنے کا کچھ بھی رنج نہیں۔ میرے اس امر آتما کو ہتھیار کاٹ نہیں سکتے۔ آگ جلا نہیں سکتی۔ جل گیلا نہیں کر سکتا اور ہوا سُکھا نہیں سکتی۔ میرا آتما ہمیشہ قائم رہنے والا اسروپا یک اور سناتن ہے۔ میں رنج و غم اور شریر کے دُکھ سُکھ سے ایک ساکھشی درشٹا کی طرح لاتعلق ہوں۔ اس لئے سائیں جی آپ چنتا نہ کریں۔ اور ان نادان لوگوں پر ناراض نہ ہوں۔ یہ لوگ پتلیاں ہیں۔ پُتلی گر د پرماتما ، ان کے اندر سے تار ہلا کر ان کے ہی کرموں کے مطابق ان کو نچا رہا ہے۔ ان کا کوئی قصور نہیں۔ واہگورو کا بھانا ایسا ہی ہے جو کہ مجھے اتی پیارا اور میٹھا لگ رہا ہے۔ میں اس کے پاس اب جلدی ہی جا رہا ہوں۔ سائیں جی گوروجی کا منوہر اُپدیش سُن کر شانت ہو گئے۔ اور واہ واہ دھنیہ دھنیہ کی صدا ہر چہار اطراف سے آنے لگی۔ (اوم شم)

شنکا سمادھان

رادھا سوامی مت اور سناتن دھرم میں تفاوت کیوں؟

پرشن

شریمان ایڈیٹر صاحب! سپریم رادھا سوامی قبول ہو۔ آپ کی خدمت میں نویدن ہے کہ میں رسالہ اوم کا تقریباً سات آٹھ سال سے خریدار ہوں۔ اور ہمیشہ اس کے مضامین سے آنند ملتا رہا ہے۔ لیکن چند مہینوں سے رادھا سوامی مت پر کچھ کٹاکش کئے جا رہے ہیں۔ جن سے من کو دُکھ پہونچتا ہے رادھا سوامی مت کسی بھی مذہب کے خلاف نہیں ہے۔ لوگ جھوٹ موٹ شکایت کرتے ہیں۔ آپ "یوگ انک" میں سُرت شبد پر اپنا مضمون شایع کریں۔ اور اپنی صحیح رائے دیویں۔ نیز شریمان داتا دیال فقیر چند صاحب مہاراج ہوشیار پور یا شریمان داتا دیال، پوجیہ نندو سنگھ بھائی جی مہاراج نظام آباد سے اس بارے میں مضمون منگوا کر رسالہ میں شائع کریں۔ تاکہ اوم کے گراہکوں کی غلط فہمیاں جو رادھا سوامی مت یا سُرت شبد یوگ کے متعلق پیدا ہو گئی ہیں۔ وہ رفع ہو جاویں۔

"داسوں کا داس"

رامیشور گراہک نمبر ۳۷۷

اُتر

شریمان جی۔ نمسکار! آپ کی چھٹی شری مہاراج داتا دیال فقیر چند جی کو ہوشیار پور بھیجدی گئی ہے اور اُن سے پرارتھنا کی گئی ہے کہ وہ اپنا مضمون برائے اشاعت رسالہ اوم بھیجنے کی کرپا کریں جس میں ہندو دھرم اور رادھا سوامی مت میں جو تفاوت پیدا ہو رہی ہے۔ اور دھارمک جگت میں جو منافرت کا بیج۔ انکر بن کر اپنا سر اٹھا رہا ہے۔ اُس کو اکھاڑ دیا جاوے اور اس کی جگہ پریم۔ اور آشتی کا بیج بویا جاوے۔ جس سے دھرم کی سچی سپرٹ کے خوشنما پھول پرگٹ ہوں۔ اور ہمارا دیش بھگوان رام اور بھگوان کرشن کے نقش قدم پر چلکر صحیح معنوں میں انسانی دھرم کو اپنائے۔ ہمارا جیون ایک آدرش جیون بنے ہم یوگی بن کر بھی کرم۔ اُپاسنا اور گیان کو تلانجلی نہ دیں۔ بلکہ ہم اپنے ورن اور آشرم کے دھرموں کو شاستر ودھی انوسار پالن کرتے ہوئے اپنے دیش اور جاتی کو اونچا لے جانے کی کوشش کریں۔

برہم لین شری مہاتما شو برت لال جی پکے ہندو تھے جہاں تک ہمارا وچار ہے ان کا رادھا سوامی مت میں پرویش کرنے کا محض یہی مقصد تھا کہ رادھا سوامی مت میں جو خامیاں پیدا ہو رہی ہیں وہ رفع کی جائیں۔ اور لوگوں کو صحیح مارگ پر لگایا جاوے۔

بھگوان رام اور بھگوان کرشن کو عزت کی نگاہ سے نہ دیکھنا اور اُن کو کال کا اوتار سمجھنا دانائی میں شامل نہیں۔ وہ انسانی دھرم کے جگمگاتے ہوئے مینار ہیں۔ اُن کی طرف سے آنکھیں موند لینا منش ماتر کے لئے نقصان دہ ہے جو انسانی دھرم ہمیں بھگوان رام نے سکھایا۔ وہ سوائے رامائن کے ہمیں کہیں سے بھی نہیں مل سکتا جو گیان ہمیں گیتا سے مل رہا ہے وہ دنیا کی کسی اور پستک میں تلاش کرنے سے بھی نہیں مل سکتا۔ اور یہ صرف ہمارا ہی خیال نہیں بلکہ موجودہ زمانہ کے تمام عقلمند انسانوں کا عقیدہ ہے۔ اس لئے ہم رادھا سوامی مت کے ست سنگیوں کو نویدن کریں گے۔ کہ وہ ویدوں اور شاستروں سے متنفر ہو کر اپنے بزرگوں کی کمائی سے محروم نہ ہوں۔ بلکہ یوگ ودّیا کو صحیح معنوں میں حاصل کرنے کیلئے گیتا اور اپنشدوں کا سوادھیائے کریں اور رامائن جیسی لاجواب پستک کا نتیہ پاٹھ کر کے نیتی اور دھرم کو جان کر اپنے گرہست آشرم کو سپھل بنائیں۔ یہی ہماری ہاردک اِچھا ہے۔

آشا ہے کہ رادھا سوامی مت کے دیگر نیتا بھی اس پہلو پر اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔ اور سناتن دھرم جگت میں رادھا سوامی مت کے متعلق جو غلط فہمیاں پیدا ہو رہی ہیں اُن کو رفع کرنے کی کوشش کرینگے رسالہ اوم کے صفحات ان کیلئے حاضر ہیں۔ رسالہ اوم کا مقصد دھرم کا پرچار ہے اور یہ صرف سناتن دھرم کا پرچار کرنا ہی اپنا مقصد نہیں سمجھتا بلکہ تمام دھارمک جگت کی سیوا کرنا اسکا آدرش ہے۔ گورکھ ناتھ تنڈن

نراکار یا ساکار

از شری سنت بُوڑ سنگھ جی بیر

اے بھائی مَیں تم کو سُناؤں کیا
پتا کا جنم پوُت کیسے کہے
وہ مالک بڑا جو ہے سب سے بڑا
ہے سُورج کو گرمی اُسی سے ملی
وہ بلبل کی نغمہ سرائی میں ہے
حسینوں کے حسنوں میں رہتا ہے وہ
وہ تلوار کی رن میں جھنکار ہے
دھیانی کے رہتا ہے وہ دھیان میں
شہیدوں کے لطفِ شہادت میں ہے
وہ مستوں کی آنکھوں کی مستی میں ہے
وہ ہے ایک اسمیں سمائے انیک
عجب روز جلوے دکھاتا ہے وہ
وہ موجود دُنیا کی ہستی میں ہے
عجب رنگ اپنے دکھاتا ہے وہ
جو اپنے خیالوں کو اونچا کرے
خرد نے خرد سے کیا ہے بیاں
جو خود ہو خدائی کی خود شان ہو
کوئی اسکے بھیدوں کو پائے کیا
مگر ہے جہاں تک کسی کا خیال
وہ ہر رنگ میں ہو وہ ہر بات میں
وہ پھولوں کی رہتا ہے مہکار میں
گویوں کی شیریں مقالی میں ہے
وہ راگی کے بستا ہے ہر راگ میں
سنجوگی کے بستا ہے سنجوگ میں
طبیبوں کی طب و طبابت میں ہے
جوانوں کی اُٹھتی جوانی میں ہے
وہ قادر ہے قدرت کا خود باپ ہے
عزیزوں کی آنکھوں میں روتا ہے وہ
وہ ہر رنگ میں ہے وہ ہر حال میں
بھگت کے وہ بھجنوں کی ہر تان میں
یہ سب اپنا اپنا ہی وچار ہے

بتا بیر کیا تیرا وچار ہے
میں اسرار مخفی بتاؤں کیا
سمندر کو قطرہ بیاں کیا کرے
جسے سارا عالم ہے کہتا خدا
قمر کو بھی ٹھنڈک اُسی نے ہو دی
وہ خود آپ ساری خدائی میں ہو
زباں بن کے کہنا جو کہتا ہے وہ
وہ شمشیر کی لڑائی میں ٹنکار ہے
گیانی کے رہتا ہے وہ گیان میں
وہ عابد کے شوقِ عبادت میں ہے
مقام اُسکا پریتوں کی بستی میں ہے
انیکوں میں رہتا ہوا پھر ہے ایک
اشارے سے قدرت چلاتا ہے وہ
فقیروں کی موجود مستی میں ہے
نئے سوانگ بھر بھر کے آتا ہے وہ
ڈراوے نہ خود نہ کسی سے ڈرے
جہاں تک کہ اُسکو ملا ہے نشاں
بیاں وہ کسی سے کیا بھگوان ہو
کوئی راز اس کے بتائے کیا
وہ واں تک بیاں اُسکا کرتا ہی حال
وہ دن میں بھی ہو اور وہی رات میں
حسیں بن کے بستا ہے گلزار میں
محبت کی مے کی پیالی میں ہے
وہ یوگی کے رہتا ہے ویراگ میں
وہی بستا بھوگی کے ہے بھوگ میں
وہ مُنکر کی بھی چشمِ حیرت میں ہے
وہ دریا کی عمدہ روانی میں ہے
بنایا نہیں ہے وہ خود آپ ہے
گلوں کی نزاکت میں ہوتا ہے وہ
وہ ہر ایک جگہ ہے وہ ہر کال میں
وہ ہر آن میں ہے وہ ہر شان میں
نراکار ہے یا کہ ساکار ہے

نراکار مولا یا ساکار ہے؟
وہ ہر شان میں ہے وہ ہر جان میں
مگر بھید سارا وہ پا نہ سکی
کریں اُس کی خوبی کو کیا کیا بیاں
یہ ہے ٹھیک بالکل وہ ہے لامکاں
یہ سب دُنیا داروں کا وچار ہے
جہاں تک بیاں ہے کیا وہ گیا
عقل اسکے کہنے سے محتاج ہے
عجب رنگ اُس پہ چڑھا دیتا ہے
اُسے پریم کرنا سکھا دیتا ہے
محبت کے ساغر پلا دیتا ہے
مگر رعب ایسا جما دیتا ہے
عجب رنگ کی پر وہ سرکار ہے
ارے بھائی دُنیا کے جھگڑے یہ چھوڑ
نہ ہندو ہی بن نہ مسلمان بن
محبت میں رہتا ہے خود وہ خدا
وہ شاعر کی نازک بیانی میں ہے
اگر تو حقیقت سے دیکھے گا یار
بھلا ذرّے ذرّے میں جسکی ہو شان
وہ خود اپنے بھیدوں کو ہے جانتا
عقل جتنی گہرائی میں جائے گی
جسے بھید اپنا بتاتا ہے وہ
خودی و گماں سب مٹا دیتا ہے
سبھی فکر اُس کے ہٹا دیتا ہے
ملا لیتا ہے تب اُسے نور میں
جہاں تک میرا بیر وچار ہے
وہ موجود ہر جائی کرتار ہے
محبت کی دُنیا سے دل تو لگا
محبت کے گانے تو سب کو سُنا
پرندوں کے دیکھے وہ پرواز میں
وہ ہر رنگ میں ہے وہ ہر ساز میں
اگر بیر درکار محبوب ہے

مگر آتا ہے اس کی پہچان میں
وہ آدھا خدا تک بھی جا نہ سکی
کہ ہے ذرّے ذرّے میں اسکا نشاں
مگر بیر اُسکے ہیں سارے جہاں!
نراکار ہے یا کہ ساکار ہے
وہ اُس سے بھی اونچا ابھی ہے بڑا
وہ خود اپنا کاشف مہاراج ہے
گناہوں سے اُسکو بچا دیتا ہے
جہاں کا پریمی بنا دیتا ہے
انوکھی سی مستی چڑھا دیتا ہے
کہے نہ کسی کو بتا دیتا ہے
نراکار ہوتے بھی ساکار ہے
دغا باز دُنیا کے رشتے کو توڑ
تو انساں ہو بھائی انسان بن
خدا ہے محبت۔ محبت خدا
وہ ناشر کی سو کھشم معانی میں ہے
ہے خدمت سے خوش ہوتا پروردگار
کوئی اُسکو کیسے کہے بے نشان
وہ خود اپنی ہستی ہے پہچانتا
اُسے اُتنا گہرا ہی وہ پائے گی
اُسے اپنا جیسا بناتا ہے وہ
محبت کے کلمے پڑھا دیتا ہے
غم و غصّہ بالکل بھلا دیتا ہے
بسے اُسکے دیدہ مخمور میں
بلا شک وہ داتا نراکار ہے
مگر چشم بینا کو دیدار ہے
تو ہر ایک سے پریم سچا کما
محبت سے ہر اک کو اپنا بنا
کئی راز ہیں اُس کے اک راز میں
شبد بن کے رہتا ہے آواز میں
کسی خوش بیاں نے کہا خوب ہے

عبادت بجز خدمتِ خلق نیست
بتسبیح و سجادہ و دلق نیست

کلیان بھاؤنا

از
بابو گنیش داس جی پورن

सर्वत्र सुखिना: सन्तु सन्तु सर्वे निरा मया: ।
सर्वे भद्राणि पश्यन्तु या कश्चिद दु:ख मापनुयात् ॥

سب سکھی ہوں اس جہاں میں مت کوئی بیمار ہو
سب کوئی کلیان دیکھیں مت کسے آزار ہو

ہاتھ پاؤں سے کریں سب کام تیرے ہی لئے
کاروبارِ دُنیا کرتے دل میں تیرا پیار ہو

سب کی خواہش ہو رہیں ہم ست کی سنگت میں سدا
دل میں سب کے ہو تڑپ یہ "کب تیرا دیدار ہو"

مُرشدِ کامل کی خاکِ پا لگاویں آنکھ میں
دُور ہو غفلت سبھوں کی ہر کوئی بیدار ہو

آنکھ سے سب حق کو دیکھیں، کان سے حق کو سُنیں
ہر زباں پر نام حق ہو حق کی ہی گفتار ہو

آنکھ سے جب رُوپ دیکھیں، آنکھ میں اُو رُوپ ہی
ہستی تیری ہو عیاں سب کا ہی حق دلدار ہو

سب یہی سمجھیں کہ تو ہے چر، اچر کا آتما
نیک ہوں سب کے عمل سب کو بدی سے عار ہو

ہر گھڑی رٹتے رہیں ہم نام تیرا ہی پربھو
یاد کی مستی سے تیری ہر کوئی سرشار ہو

نام تیرے میں ہی ڈھونڈیں فرحت و آرام سب
رنج و راحت میں برابر دل میں تیری یاد ہو

اسقدر پھیلے خوشی ان چودہ طبقوں میں تیری
جس طرح چاروں طرف مانو کھلی گلزار ہو

خُوش و خُرم یاد تیری سے رہیں خورد و کلاں
ہر جگہ موجود پُورن سب کو ہی دیدار ہو

(حسب فرمائش ٹھاکر شمشیر سنگھ پرمار، ماخوذ از شانتی اٹک سنہ ۱۹۳۹ء)

ایک رادھاسوامی پنتھی سے گوشٹ

از قلم یوگیراج مہاتما منگت رام جی:-

رادھاسوامی:-

رادھاسوامی پد جو پاوا ۔ اور سنت وہ پد نہیں گاوا
رام کرشن سب اُرے رہائی ۔ رادھاسوامی سنگ آگے جائی
رادھاسوامی اونچ مقامی ۔ جن پر سا سد نام اناقی

اُتّر اگمّ صاحب:-

سُن جگیاسو ہمرے بینا ۔ ست وچار ملے سُکھ چینا
ست چت آنند مِلن گایا ۔ سارنت کا بھید لکھایا
تس کی مہماں گیتا گائے ۔ نانک تس کے بل بل جائے
سب گوروں نے اکھر گایا ۔ اک اونکار بنا سب مایا
ست چت تنکر بیاسا گاویں ۔ سچدانند سروپ بتاویں
سُوکھشم کارن اور استھول ۔ سگلے درشیہ کا مایا مول
چکمر جن برن نہیں کوئے ۔ سچدانند سروپ ہے سوئے
سب کا ساکھی سب سے نیارا ۔ برہما وشن نہ پاویں پارا
رام کرشن جن انتر پیکھا ۔ تِن مایا کا کھایا دھوکا
جمبینی مایا کے یہ چالے ۔ رنگ رنگ کے روپ دکھالے
جب لگ ورشٹی تب لگ رولایا ۔ انوبھو روپ ہے ست سروپا
ارجن سے یہ کرشن بکھانا ۔ ہمراشتہ سروپ ہے گیانا
ورشٹا ورشٹی بھید نہ کوئے ۔ آتم نت نرالم سوئے
نِرت جوت میں جو کچھ پیکھا ۔ سوکھشم کا سو بھرم بھلیکھا
کارن مایا کی چترائی ۔ انتر درشیہ جو دیکھے وکھائی
بھان ششی میں جو کوئی اٹکا ۔ تِن کا گینا مایا جھٹکا
رام کرشن کو کال بتایا ۔ تِن مایا کا دھوکا کھایا
وہ تھے یوگی یوگ آچاری ۔ تِن لینی ست دھام اٹاری
تِن پر سا اک شبد اکھنڈا ۔ سوکھشم کارن چھوڑا انڈا
نِت بِن بیچ رہا لین سمائے ۔ کال کرم نہیں سو بھرمائے
تن کو ہے پرنام ہمارا ۔ جن سِلا ابھید نیارا

سادھ ویدوں نے

اور سہ رنگی تصاویر سے مزین اور قیمت صرف تین روپے چار آنہ -/3/4

گیتا یوگ درشن گیان کرم اور بھگتی یوگ پر بہترین مضامین کا مجموعہ۔ ملک کے چوٹی کے شعراء کا وجد آور کلام خوبصورت مجلد قیمت تین روپے بارہ آنے (-/3/12)

اُپاسنا انک سال ۱۹۵۴ء کا سالنامہ یوگ ابھیاسیوں کے لئے کار آمد پستک قیمت صرف دو روپیہ (-/2)

یوگ انک سالنامہ ۱۹۵۵ء۔ یہ پستک یوگ درشن کا ساہے نہایت قیمتی مضامین سے لبریز قیمت دو روپیہ

ایشور درشن کے ابھیاس از مہاتما بھاگ مل جی ساہنی قیمت صرف آٹھ آنے۔

نارائن انک ایشوری گیان کو پراپت کرنے کے لئے اس پستک کا مطالعہ کیجئے اس میں کئی ودوان پرشوں کے لیکھ ہیں اس میں نارائن اپنشد کا مفصل ترجمہ اور شلوک ہیں۔ نیز ہندی رامائن منظوم۔ اپنشد امرت مانڈوکیہ اپنشد سار، سادھن کی کھوج میں یوراج سدھارتھ گیتا کی عظمت۔ بھگوت گیتا منظوم بطرز رامائن رادھے شیام چوراسی چھید ن منظوم نارائن رودر روپ میں کہانی دھرو بھگت غرضیکہ یہ پستک، کہانیوں کتھاؤں اور شاندار نظموں کا مجموعہ ہے قیمت صرف تین روپے چار آنے (-/3/4)

ہندو دھرم کی عظمت ہندو سنسکرتی اور سبھیتا کا عظیم الشان گرنتھ وید شاستروں کا نچوڑ جلد خوشنما سنہری کاغذ اعلیٰ سفید۔ قیمت تین روپے بارہ آنے

گوبند پرکاش اردو مصنفہ سوامی گوبند آنند جی مہاراج قیمت صرف ۱۴/

آستک ناستک سنواد مصنفہ سوامی شوانند جی سرسوتی قیمت آٹھ آنے۔

برہمچریہ ڈرامہ مصنفہ سوامی شوانند جی قیمت بارہ آنے

رہبر صحت!

مصنفہ خاندانی حکیم لالہ نند لال صاحب لودی حکیم حاذق پنجاب یونیورسٹی۔ رجسٹرڈ پریکٹیشنر۔

اس میں صحت و تندرستی کو قائم رکھنے کے لئے ایسے ایسے قیمتی راز درج ہیں جن کو عمل میں لانے سے کھوئی ہوئی جوانی اور طاقت دوبارہ حاصل ہو جاتی ہے۔ اور لطف یہ کہ کوئی رقم خرچ کرنے کی ضرورت نہیں۔ صرف ہوا۔ پانی۔ خوراک اور ورزش اور برہمچریہ کے صحیح استعمال سے ہی یہ سب کچھ حاصل ہو جاتا ہے جن کا ذکر بڑی تفصیل کے ساتھ اس کتاب میں کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں دنیا بھر کے بڑے آدمیوں کی تندرستی کے راز اور ان لوگوں کی زندگی کے حالات جنہوں نے سو سال سے زائد عمر پائی ہے۔ انکی اپنی زبانی درج کئے گئے ہیں جو آپکی رہنمائی کے لئے رہبر کامل کا کام دے سکتے ہیں۔

قیمت دو روپے

یوگ واشسٹ مکمل چھ پرکرن (اردو میں) قیمت پانچ روپیہ

کلیات نظیر اکبر آبادی قیمت بارہ روپے -/12

شریمد بھاگوت مہاپران مطبوعہ لکھنؤ قیمت بارہ روپے

لالہ کانشی رام صاحب چاولہ کی ہردلعزیز

کتابیں

(۱) **انسان** قیمت سوا روپیہ۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ انسان کیا ہے۔ انسانیت کیا ہے۔ انسان کے فرائض کیا ہیں۔ کونسی باتیں اسے نیچے گرانے والی ہیں اور کونسی اوپر اٹھانے والی۔ اس کا مطالعہ واقعی انسان کو انسان بنا دیتا ہے۔

(۲) **لطف زندگی** قیمت دو روپیہ۔ زندگی کو بالطف کون نہیں بنانا چاہتا لیکن باوجود خواہش کوشش کے آج کے انسان کی زندگی دکھ بھری اور خالی از لطف ہے اس میں موجودہ بے لطفی کی وجوہات بتا کر وہ تمام گر بتائے گئے ہیں جن سے زندگی سرور و راحت کا چشمہ بنائی جا سکتی ہے۔

(۳) **نادانیاں** قیمت سوا روپیہ۔ کون کون کیا کیا نادانی کرکے

کیا کیا مصیبت اٹھاتا ہے۔ اس میں پڑھیے کوئی غیر کسی کو تکلیف نہیں دیتا انسان خود ہی اپنی نادانی سے دکھ اٹھاتا ہے وہ نادانیاں کونسی ہیں اور ان سے کیسے بچنا چاہیئے اس میں معلوم ہوگا۔

(۴) امرت کنڈ قیمت ڈیڑھ روپیہ۔ جیسے روزانہ غسل کے ذریعہ جسم کو صاف رکھنا ضروری ہے ایسے ہی نیک خیالات کے امرت سے من کو بھی پاک رکھنا ضروری ہے۔ اس کتاب کا ایک باب روزانہ پڑھیئے من کی میل دور ہوتی رہے گی اس کا ہر ایک مضمون امرت کا فوارہ ہے۔ یہ کتاب راہ زندگی کی ایک مشعل ہے۔

(۵) نعرہ حق قیمت دس آنے۔ جیسے ہر ایک چلنے والا آدمی سمجھتا ہے کہ چاند اس کے ساتھ جا رہا ہے۔ ایسے ہی ایک انسان سمجھتا ہے کہ وہ حق پر ہے لیکن دراصل حق کیا ہے وہ اس میں دیکھیئے حقیقت سے بے خبری ہی ہمیں ٹھوکریں لگواتی ہے۔ اگر ہم حقیقت کو جان جائیں تو ٹھوکر کھا کر لڑھکنے سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

(۶) ذرا سا قیمت آٹھ آنے۔ آگ کی چنگاری کتنی ہوتی ہے۔ لیکن وہ کیا کیا غضب ڈھاتی ہے۔ بڑ کا بیج کتنا ننھا ہوتا ہے لیکن اسی سے کتنا بڑا درخت کھڑا ہو جاتا ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ کون کونسی ذرا سی غلطی ہمارے لئے آفتوں کا پہاڑ بن جاتی ہے اور کس کس طرح سے ذرا ذرا سی خوبی سرچشمہ رحمت کی شکل اختیار کرتی ہے۔

(۷) نورانی کہانیاں عرف آپ بیتی قیمت سوا روپیہ کہانیاں تو آپنے بیشمار پڑھی ہوں گی لیکن کہانیوں کے ذریعہ اگر آپ اپنے اندر نور لانا چاہتے ہیں تو اس کتاب کا مطالعہ کیجئے۔ ہر ایک کہانی پڑھنے کے بعد انسان مجبور ہوتا ہے کہ وہ اپنی اور سماج کی حالت پر غور کرے۔

(۸) اتحادی شمع قیمت ایک روپیہ۔ جب سے انسان نے اتحاد و اتفاق کی برکتوں کو فراموش کیا۔ تب سے ہی وہ گمراہی میں بھٹک رہا ہے موجودہ زمانہ کی ۹۹ فیصدی بلاؤں کی ذمہ دار انسانوں۔ جماعتوں اور ملکوں کی باہمی پھوٹ ہے۔ وہ پھوٹ کس طرح ہمارے لئے مصیبت جان بن رہی ہے اور کیسے دور کی جا سکتی ہے اس میں ملاحظہ کیجیے۔

(۹) گیتا مہک
(۱۰) گیتا چہک
(۱۱) گیتا ٹہک
(۱۲) گیتا لہک

قیمت فی حصہ ایک روپیہ۔ بھگوان کرشن کی گیتا انسانی زندگی کا مکمل ضابطہ ہے لیکن اس کی تعلیم کو کس طرح جزو زندگی بنانا چاہیئے یہ بہت کم لوگ جانتے ہیں ان چاروں حصوں میں بتایا گیا ہے کہ ہماری روزانہ زندگی میں گیتا کی تعلیم کس طرح ہماری رہبری کر کے ہمارے جیون میں نئی امنگیں نئے ابھار اور نئے رنگ لا سکتی ہے اور ہمیں نہال اور خوش حال بنا سکتی ہے

(۱۳) رفیق صحت قیمت چھ روپے۔ ہمارا اس زندگی کے سفر کی گاڑی ہمارا جسم ہی ہے۔ اگر یہ گاڑی ٹھیک رہے تو ہماری جیون یاترا بڑے سکھ چین سے پوری ہو سکتی ہے اس میں وہ تمام باتیں لکھی گئی ہیں جن سے یہ گاڑی ٹھیک حالت میں رکھی جا سکتی ہے اس گاڑی میں خرابی پیدا کرنے والی تمام باتوں کو بھی تشریح سے بتا کر ان کا ردعمل بھی بتلایا گیا ہے صحت پر جتنی کتابیں اس وقت تک نکل چکی ہیں ان سب کو اس نے مات کر دیا ہے علم جنسیات پر بھی پوری روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ ایسی کتاب ہے جس سے آپ خود مستفید ہوں گے ہی آپ کے بیٹے پوتے بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

(۱۴) جیون چرتر سوامی خزان چند قیمت پونے دو روپے (-/۲/۱) یہ ایک جین مہاتما کے تیاگ اور تپسیا کی کہانی ہے کسی نے سچ کہا ہے کہ اگر تم زندگی کو کامیاب بنانا چاہتے ہو تو مہاپرشوں کے جیون چرتر پڑھو۔ وہ روشنی کے مینار ہوتے ہیں۔

(۱۵) آدرش گرہست (پنجابی) قیمت ایک روپیہ۔ انسان کا سورگ اور نرک اس کے اپنے گھر کی حالت پر منحصر ہے اس کتاب میں بڑی وضاحت کیساتھ بتلایا گیا ہے کہ گھروں کو کیسے سورگ بنایا جا سکتا ہے۔ خاوند بیوی کو جن باتوں کا دھیان رکھنا چاہیئے انکی پوری پوری تشریح کی گئی ہے۔ ان پر عمل کرنے سے گھر میں ان بن نہیں رہ سکتی۔ دہیز کی برائیاں بھی بتائی گئی ہیں۔

(۱۶) آدرش تہذیب (پنجابی) قیمت آٹھ آنے۔ مغربی اور

مشرقی تہذیب کا فرق بتلا کر دکھایا گیا ہے کہ کس طرح مغربی تہذیب نے ہم کو پستی کے گڑھے میں گرایا ہے اور کس طرح ہم پھر اٹھ کر اپنی پرانی شان قائم کر سکتے ہیں۔

پریت سنہے (17) (پنجابی) (قیمت دس روپے) ایک چیز جس کے سہارے یہ دنیا کھڑی ہے اور قائم رہ سکتی ہے۔ وہ ہے پریم۔ پریم کے نہ رہنے سے اس دنیا کا ڈھانچہ ہی قائم نہیں رہ سکتا۔ پریم کو کھو کر ہم کیا کیا دکھ اٹھا رہے ہیں اور پریم کو پھر اپنا کر ہی ہم سکھی ہو سکتے ہیں۔ یہ بات اس میں بڑے روچک ڈھنگ سے بتائی گئی ہے۔

ہندی کتابیں

آدرش پریوار (18) قیمت ڈیڑھ روپیہ) اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ آج جو پریواروں میں کڑواس آگئی ہے اسکی کیا وجوہات ہیں اور وہ کس طرح دور کر کے گھروں کو سورگ دھام بنایا جا سکتا ہے۔ دہیز کی بد رسم پر بھی بحث کیگئی ہے۔ دیکھنے کے پڑھنے کے قابل ہے۔

من جیتے جگ جیت (19) قیمت پونے دو روپے۔ انسان کو کون دکھی کرتا ہے اور سکھی کرتا ہے۔ کوئی دوسرا نہیں بلکہ اپنا ہی من ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ من کا کیا سبھاؤ ہے اسکی چنچلتا کے کیا کارن ہیں اور اسے کس طرح سے قابو میں کیا جا سکتا ہے۔ اس میں ایک مہاتما کے لیکچروں کے ذریعہ اس مضمون پر پوری پوری روشنی ڈالی گئی ہے

شانتی منتر (20) (قیمت چار روپے) شانتی انسان کا جنم سدھ ادھیکار ہے لیکن وہ اس سے محروم ہے اس میں شانتی پراپت کرنے کے سادھن بتائے گئے ہیں۔ پڑھیے اور شانتی حاصل کیجئے

آنند ستوتر (21) قیمت چار آنے۔ آنند کون نہیں چاہتا لیکن کیا ہر ایک کو وہ پراپت ہے۔ اس ستوتر کا چھ ماہ تک روزانہ نیم پوروک پاٹھ کیجئے اور بھگوان کی لیلا کے نظارے دیکھیے

خونی نیتے منی (22) (قیمت چار آنے) ایک قاتل ڈاکو کس طرح سے

ست سنگ کے ذریعہ مہاتما بن جاتا ہے اس میں پڑھیے۔

ساڑھے بچے (گورمکھی) پانچ آنے۔

جیون آنند (ہندی) پانچ آنے۔

جیون امرت:- پانچ آنے۔

سکھی بھارت:- پانچ آنے

فطرت نگار سدرشن کی تصانیف

سولہ سنگار (بہترین کہانیوں کا مجموعہ ہے) قیمت چار روپے

قدرت کے کھیل مصنفہ بنکم چندر چیٹر جی:- قیمت ڈیڑھ روپیہ

ٹیگور کے ڈرامے:- دو روپے چار آنے۔

بابو شو برت لال جی ورمن کی پستکیں

طوفانِ جنگ (یہ مہارانہ پرتاپ کی مکمل سوانح عمری ہے قیمت صرف دو روپے آٹھ آنے۔

روحانی اشارے:- قیمت ایک روپیہ چار آنے۔

کبیر بھجناولی:- قیمت ایک روپیہ چار آنے۔

سائیں کے سو خیال:- قیمت ایک روپیہ چار آنے۔

راج بھگتی (میراں بائی کی دردناک کہانی) قیمت دس آنے

شاہراہ زندگی:- مصنفہ پروفیسر رام سروپ کوشل ایم اے قیمت 1/12

مہاتما گاندھی کا بیش قیمت لٹریچر

انیتی کی راہ پر یعنی اصول ضبط:- برہمچریہ پر بہترین پستک قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔

شاہراہ تندرستی:- ایک روپیہ آٹھ آنے۔

کستوربا گاندھی:- ایک روپیہ چار آنے

بیراگی بیر مصنفہ بھائی پرمانند جی ایم اے قیمت ایک روپیہ بارہ آنے

مشہور ڈرامسٹ کشن چند زیبا کے لاجواب ڈرامے

گریجویٹ مزدور	1/8/-	دیو سنگرام	1/8/- روپیہ
بیوی اور بیسوا	1/4/-	دان ویر کرن	1/8/- روپیہ

مرلی منوہر :- ایک روپیہ آٹھ آنے۔
نوین بھارت (سوانحری بھگت کبیر) قیمت ایک روپیہ

مہاتما ٹالسٹائی کی تصانیف

سرگذشت ٹالسٹائی :- قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے
راجا پرجا :- قیمت ایک روپیہ چار آنے۔

مذاہب اور انسانیت - از لالہ ہردیال ایم اے 3/8/-
بھرتری ہری شتک مترجمہ شری لال چند فلک -/8/-
بالمیکی رامائن - از افق دس روپے آٹھ آنہ 10/8/-
تلسی رامائن ہندی - مکمل از گیتا پریس گورکھپور قیمت دس روپے
پرکاش ساگر - یہ شری کرشن لیلا کی باتصویر منظوم پستک ہے جس کے مصنف راجزادہ نوبت رائے جی بالی ہیں بھگوان کرشن کے بھگتوں کے لئے نادر تحفہ ہے۔ قیمت دو روپے چار آنے۔

شکتی انک سنہ ۱۹۴۸ء :- دھارمک نظموں، روح کو ابھارنے والے پاکیزہ جیون چرتروں، ڈراموں و کہانیوں کا مخزن، رنگین سرورق لکھائی چھپائی بہترین صرف چند کتابیں رہ گئی ہیں۔ خواہشمند فوراً منگوالیں۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ۔

شریمد بھگوت گیتا انک

یہ رسالہ "اوم" سنہ ۱۹۵۳ء کا سالانہ نمبر ہے سنسکرت کے شلوک معہ ارتھ اور مفصل تشریح درج ہیں۔ اس کا ترجمہ پروفیسر نرمل چند رجی نے کیا ہے۔ اردو میں ایسی لاجواب گیتا آپ کو نہیں مل سکتی۔ کاغذ اعلیٰ سفید ۲۴ پونڈ مضبوط جلد میں ملبوس بیسوں تصاویر سے مزین۔ بڑے صفحات ۵۵۲۔ قیمت مجلد دس روپے آٹھ آنہ بلا جلد آٹھ روپیہ

امرت سرور

مصنفہ مہاتما بھاگمل جی سیٹھی

اگر آپ پریم بھگتی اور گیان کے دلکش نظارے اپنی برہنہ آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہیں تو اس انمول کتاب کا مطالعہ کیجئے۔ اس میں نہایت شیریں اور موثر مثالیہ قصوں کے سلسلہ میں سچے اخلاق و پریم اور معرفت کا جوہر بھرا ہوا ہے۔ عام شکایت ہے کہ ایشور نہیں ملتا۔ شانتی پراپت نہیں ہوتی۔ پیارے دوستو! پرماتما سے زیادہ آپ دنیا سے پریم کرتے ہیں۔ جب حال یہ ہے تو پھر شکایت کس منہ سے کرتے ہیں۔ جو ایشور سے پریم کرتا ہے وہی اس کا درشن پاتا ہے دوسرا نہیں۔ آجکل ہمیں دھن دولت اور استری۔ بال بچے پیارے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایشور نہیں ملتا اور ہم دکھ کے بھنور میں چکر کاٹ رہے ہیں۔ یہ چند روزہ خوشیاں ہم سے چھین لی جائیں گی اور ہاتھوں میں ترسول لئے یمراج بے رحم سنار کی مانند ہم کو اس وقت تک بار بار چتاؤں کی پرچنڈ اگنی میں جلاتے رہیں گے جب تک ہم کندن کی مانند نہیں چمکتے اگر آپ بار بار آگ میں جلایا جانا پسند نہیں کرتے تو امرت سرور منگوا کر امرت رس پیئیں اور امر بن جائیں قیمت فی جلد ایک روپیہ بارہ آنے۔

ہندو دھرم درپن

مصنفہ لالہ ہرگوبند جی ریٹائرڈ (پی سی ایس)

اس بے نظیر پستک میں دھرم کے ہر ایک پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے نئی روشنی سے جن کی آنکھیں چکا چوند ہو گئی ہیں اور اپنے پراچین سناتن ویدک دھرم کو جو لغو اور بوسیدہ خیال کر کے تلانجلی دے چکے ہیں ان کے لئے یہ پستک بہت مفید ثابت ہو چکی ہے کیونکہ اس میں دلائل سے ہر شکوک کا مکمل جواب دیا گیا ہے۔ کاغذ اعلیٰ سفید۔ ٹائٹل شاندار قیمت صرف دو روپے۔

خمخانہ خوشتر

یعنی حیدر آباد دکن کے مشہور شاعر راجے کشن سنگھ صاحب خوشتر کی منظوم تصنیف لطیف۔ یہ مختصر کتاب بلند خیالی اور وسعت نظری کا ایک مرقع ہے۔ ایک ایک خاص مضمون ایک ایک غزل میں نہایت خوبصورتی میں ختم کیا ہے یعنی مستی ایمان، بادۂ وحدت کثرت میں وحدت۔ کرشن۔ ارجن۔ حسن خود بیں۔ مئے خانہ علم و عمل وغیرہ وغیرہ پچاس سے اوپر موضوعات پر روحانیت کے رنگ میں رنگی ہوئی نظموں کو جمع کر کے اس کتاب کو تکمیل کیا گیا ہے۔ اہل ذوق اصحاب کے لئے نہایت قدر کی چیز ہے۔ کاغذ لکھائی چھپائی نہایت اعلیٰ اور قیمت صرف دو آنے (۲/)

منشی سورج نرائن صاحب مہر کا شاندار لٹریچر

گیان کتھائیں :-	قیمت	صرف	ایک روپیہ
گیتا نظم مشرح مہر	"	"	سوا روپیہ
وچار ساگر	"	"	ڈیڑھ روپیہ
یوگ وششٹ سار	"	"	ڈیڑھ روپیہ

قدرتی طریقہ علاج

یعنی جسم کی محافظت بذریعہ پانی ہوا، روشنی، مٹی، پھلوں اور سبزی کی خوراک سے جس کو سردار بھاگ سنگھ صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر نے انگریزی کتاب ریٹرن ٹو نیچر (RETURN TONATURE) مصنفہ جرمنی کے مشہور ڈاکٹر ایڈلف جسٹ سے ترجمہ کیا ہے۔ قیمت صرف چار روپے۔

انگریزی کتابیں

ILLUMINATION OF LIFE

قیمت دو روپے۔ اس میں سچے دھرم کا خاکہ بنا کر جملہ مذاہب کی کتب مقدسہ سے حوالہ جات دیکر بتایا گیا ہے۔ کہ سبھی دھرم آشتی میل۔ ملاپ پیار۔ پریت۔ رواداری اور بردباری کی تعلیم دیتے ہیں اور لڑائی جھگڑے۔ حسد کینے کی نندا کرتے ہیں۔

WAY TO HAPPINESS

قیمت دس آنے۔ خوشی کی تمنا سب کو ہے لیکن اس کے حاصل کرنے کے لئے ڈھنگ نہیں جانتے۔ اس میں ایسے بے چوک طریقے بتائے گئے ہیں جن سے خوشی از خود آحاضر ہوتی ہے۔

WAY TO SELF UPLIFT

قیمت دس آنے۔ انسان آپ ہی اپنا سدھار اور ادھار کر سکتا ہے لیکن وہ کیسے ہو اس میں پڑھیئے اور اپنے جیون میں ابھار لائیے۔

رتن رامائن منظوم اردو مجلد

مصنفہ پنڈت رتن چند جی رتن - قیمت دو روپے آٹھ آنے

ساکھا چتوڑ اردو " دس آنے

امولیہ رتن ہندی " دو آنے

حب وطن کی پستکیں

حب وطن مجلد از تمہ صاحب نظموں کی بے نظیر پستک قیمت سوا روپیہ

تعمیری پروگرام قیمت چھ آنے

پوتھی آتم پرکاش " دو روپے

درگا سپتشتی چنڈی شکتی　قیمت بارہ آنے

استری دھرم انگریزی مصنفہ سوامی شوانند جی قیمت ایک روپیہ

ڈرامہ آزادی　قیمت ایک روپیہ

ستیہ وان ساوتری　" ایک روپیہ آٹھ آنے

سرون کمار　" ایک روپیہ چار آنے

تلسی رامائن　اردو بمعہ شلوک مجلد باتصویر　قیمت دس روپے آٹھ آنے

کلیات رام تین حصص　فی حصہ چار روپے　4/-

معیار المکاشفہ　مصنفہ باوا انگینہ سنگھ جی　قیمت دو روپیہ　2/-

جلبحیت پرگیا　قیمت ایک روپیہ

ہندوستان کے مشہور و معروف وید پنڈت رام گوپال جی شاستری ویدک سکالر کی چند آزمودہ

تیر بہدف ادویات

۱۔ **کاسا** :- کالی کھانسی کی اچوک دوا ہے۔ جب بچوں کو کالی کھانسی ہوتی ہے تو کھانستے کھانستے اُلٹی ہو جاتی ہے منہ نیلا اور لال ہو جاتا ہے سانس رُکنے لگتا ہے۔ اگر اس کا علاج نہ کیا جائے تو یہ تین تین مہینے تک رہتی ہے۔ اور ایک سے دوسرے بچہ کو لگ جاتی ہے۔ اُسے دُور کرنے کے لئے کاسا جادو کا اثر رکھتی ہے۔ جہاں بڑے ڈاکٹروں کے ٹیکے فیل ہو جاتے ہیں۔ وہاں کاسا کامیاب ہو جاتی ہے۔ قیمت فی ٹیوب (بیس ٹکیہ) ایکروپیہ کالی کھانسی کو جڑ سے اکھاڑنے کے لئے تین ٹیوب کافی ہیں۔

۲۔ **ڈرمینا گولی، اور ڈرمینا مرہم** :- پھلبہری کی بے نظیر دوا ہے ہینکڑوں لوگ اس نامراد بیماری میں مبتلا ہیں اُن کے چہرے اور جسم بدنما ہو جاتے ہیں۔ لڑکی لڑکوں کی شادیاں رُک جاتی ہیں ڈرمینا گولیوں کے کھانے اور ڈرمینا مرہم کے لگانے سے سفید داغ ہٹ جاتے ہیں۔ اور چہرہ کچھ وقت کے بعد اصل رنگ میں آجاتا ہے۔ دوسرے مہینہ کے آخر میں داغوں کی رنگت میں تبدیلی کا اثر نمایاں ہونے لگتا ہے۔ ایک مہینہ کے علاج کی قیمت دس روپے (-/-/۱۰)

۳۔ **شکتی کلپ** :- دل کی کمزوری۔ جگر کی بیماری اور دھاتو یعنی ویریہ کی دُربلتا کو ٹھیک کرنے میں لاثانی اثر رکھتا ہے۔ دل کی دھڑکن۔ ٹھنڈے پسینے آنا۔ خون کی کمی۔ ہڈیوں کی کمزوری۔ سر میں چکر کا آنا۔ ٹانگوں کا لڑکھڑانا۔ دھاتو کا پتلا پن۔ ان سب قسم کی تکلیفوں کو ایک ہی دوائی دُور کر دیتی ہے۔ یہ موتی، مونگا فولاد وغیرہ قیمتی دوائیوں کا مرکب ہے۔ قیمت آٹھ روپے (-/-/۸) ایک پیکٹ (۱۶ کیپسول)

۴۔ **سُودھنی کریم** :- جوانی کے کیل منہ کے مہاسے اور چھائیاں دُور کرتی ہے چہرے کو سندر اور ملائم بناتی ہے قیمت ایک ڈبیہ ایک روپیہ (-/-/۱)

۵۔ **برہمیو** :- دماغی کام کرنے والوں کے لئے یہ ایک نایاب تحفہ ہے۔ دماغ کی تھکاوٹ اور یادداشت کی کمی کو ٹھیک کرتی ہے۔ پڑھنے والے ودیارتھیوں اور دماغی کام کرنیوالوں کو اس کا استعمال ضرور کرنا چاہیے یہ دوائی برہمی بوٹی۔ شنکھ پشپی۔ ورچ وغیرہ کئی بوٹیوں سے بنتی ہے۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے (2/8/-) ایک بوتل ۴۰ دن کے لئے۔

۶۔ **بال شکتی** :- بچوں کو موٹا تازہ بناتی ہے۔ اور دانت نکالنے میں مدد کرتی ہے قیمت ایک شیشی ایکروپیہ -/۱

۷۔ **دھول (گولیاں) اور نیل** :- جن لوگوں کے بال چھوٹی عمر میں سفید ہو جاتے ہیں۔ انہیں دھول کی گولیاں اور نیل ضرور استعمال کرنا چاہیے۔ دھول کا استعمال بالوں کو جڑ سے کالا کرتا ہے قیمت چونسٹھ گولیاں ایکماہ کے لئے چار روپے تیل ایکروپیہ دس آنے کل پانچ روپے دس آنے (5/10/-)

۸۔ **بھیم سینی سُرمہ**:۔ دُھندلا، جالا، لالی، ککرے وغیرہ کو دُور کر کے آنکھوں کی روشنی کو بڑھاتا ہے قیمت ایک روپیہ فی پیکٹ

۹۔ **کنٹھ کوکلا**:۔ کھانسی اور گلے کی سوجن کو ٹھیک کر کے آواز کو کوئل کی طرح میٹھا بناتی ہے۔ قیمت ایک روپیہ فی شیشی ہے۔ ۱/-/-

۱۱۔ **رکت شودھک**:۔ گندے خون کو صاف کر کے شریر میں نیا خون پیدا کرتا ہے۔ سال میں دو چار شیشی استعمال کرنے سے پھوڑے پھنسیاں نہیں نکلتے قیمت فی شیشی ایک روپیہ (۱/-/-)

۱۲۔ **کرشنی**:۔ جسم کا موٹاپا آدمیوں کو بھدا اور عورتوں کو بانجھ بناتا ہے (ذیابطیس) پیشاب میں شکر کی بیماری موٹاپے سے پیدا ہوتی ہے کرشنی کا استعمال جسم سے فالتو چربی کو نکال کر جسم کو سڈول بناتا ہے، قیمت پانچ روپیہ بیس دن کی دوا۔

۱۳۔ **انسٹک**:۔ کھانے کو ہضم کر کے پیٹ کے اپھارے کو دور کرتی ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنے (چوبیس ٹکیہ)

۱۴۔ **پاچک**:۔ بدہضمی کی اعلیٰ دوا ہے۔ بھاری بھوجن کے کھانے سے پتھر کی طرح رکے ہوئے معدہ کو فوراً ٹھیک کرتی ہے۔ اور الٹیوں کو پندرہ منٹ میں بند کر سکتی ہے، قیمت فی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنے (۳۲ گولیاں)

۱۵۔ **ریچن**:۔ یعنی قبض کشا ٹکیہ۔ ایک ٹکی رات کو لینے سے صبح پاخانہ کھل کر بلا تکلیف آجاتا ہے۔ قیمت فی شیشی بارہ آنے (۱۲ ٹکیاں)

۱۶۔ **سُدھا کر وٹی**:۔ جسم اور دھات کی کمزوری کے لئے مجرّب ہے۔ قیمت ایک روپیہ چار آنہ (۲۴ گولیاں)

۱۷۔ **سُدھا کر چورن**:۔ کھانے میں ذائقہ دار اور نہایت ہاضم ہے۔ قیمت بارہ آنے فی شیشی

۱۸۔ **شولیہ شترو**:۔ گردے کی درد کو ایک دم آرام کرتا ہے۔ جن لوگوں کو گردے کی درد کا دورہ ہوتا ہو انہیں یہ گولیاں استعمال کرنی چاہئیں۔ اس سے گردے اپنی اصلی حالت پر آجاتے ہیں اور آرام ہو جاتا ہے، قیمت ۳۲ گولیاں تین روپے

۱۹۔ **"رودھک"**:۔ احتلام کی لاثانی دوا ہے۔ نیا ہو یا پرانا۔ بدہضمی سے ہو یا کسی غلطی سے ہو "رودھک" کا استعمال اس کو جڑ سے اکھاڑ دیتا ہے۔ قیمت فی شیشی (۴۰ گولی ۲۰ دن کیلئے) پانچ روپے (۵/-/-)

۲۰۔ **مینسو**:۔ ماہواری کے دنوں میں عورتوں کی درد کو آرام دیتی ہے۔ قیمت فی پیکٹ ۱/۸/- روپیہ (ڈیڑھ روپیہ)

۲۱۔ **دیپن**:۔ بھاری سے بھاری خوراک کھا لینے پر معدہ کا اپھارہ اور بھاری پن دور کرتا ہے، چاہے کسی قسم سے بدہضمی ہو گئی ہو اس گولی سے فوراً دور ہو جاتی ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ (۳۲ گولیاں)

۲۲۔ **آمہ**:۔ نئی اور پرانی پیچش، مروڑ، پیٹ درد سے ٹٹی آنا، ٹٹی میں خون آنا وغیرہ وغیرہ کسی قسم کی ہو بچوں اور بوڑھوں کی پیچش کو دور کرتا ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ (۴۶ ٹکیہ) (۲/-/-)

۲۳۔ **اپنڈی سائیٹس کورس**:۔ پیٹ میں اندھی آنت کی سوجن جسکو انگریزی میں اپنڈی سائیٹس کہتے ہیں بڑی خطرناک بیماری ہے جب اس کے دورے پڑتے ہیں تو اتنی تکلیف ہوتی ہے کہ مریض اچھل اچھل کر لوٹ پوٹ ہونے لگتا ہے اگر اس کا علاج نہ کیا جاوے تو آنت پھٹ جانے سے زندگی کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے، ڈاکٹروں کے پاس سوائے اپریشن کے کوئی علاج نہیں۔ ہمارا اپنڈی سائیٹس کورس ۴۰ دن میں اسے ٹھیک کر دیتا ہے۔ قیمت پورا کورس ۴۰ دن ۴۴/-/- روپے آدھا کورس ۲۰ دن ۲۲/-/- روپے

ملنے کا پتہ:۔ دفتر رسالہ "اوم" اندرون اجمیری گیٹ دہلی

مسیح الملک حکیم اجمل خان صاحب مرحوم کے قائم کردہ

ہندوستانی دواخانہ دہلی

کے



چند نایاب تحفے

نوجیون

مروارید، سونا، مشک عنبر اور زعفران وغیرہ جیسی قیمتی ادویات کا یہ مرکب اعضائے رئیسہ شریفہ نیز عام جسمانی کمزوریوں کیلئے بہترین ٹانک ہے دل و دماغ اور جگر کے افعال کو باقاعدہ کرکے بکثرت خون صالح پیدا کرتا ہے۔ قوت میں غیر معمولی اضافہ کرتا ہے قیمت فی شیشی چھ روپے

اجمل ٹانک

کمزور نوجوانوں اور ضعیفوں کے لئے نایاب تحفہ ہے ضعف دماغ، ضعف معدہ اور ضعف اعصاب کیلئے بہترین اکسیر ہے قیمت فی شیشی چھ روپے

شانتی

عورتوں کی عام اور مخصوص بیماریوں کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی پانچ روپے

ہیرا

بچوں کے لئے بہترین ٹانک ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ

صفی

فساد خون اور جلد کے امراض کی مجرب دوا قیمت فی شیشی ایک روپیہ

دواء الشفا

خون کے دباؤ، ہسٹیریا اور پاگل پن کا شرطیہ علاج قیمت فی شیشی پانچ روپے

ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس ۲۲ بلیماران دہلی

(زیر نگرانی بورڈ۔ قائم کردہ۔ دہلی گورنمنٹ)

تمام شہروں میں ایجنٹ اور اسٹاکسٹ مقرر کئے جارہے ہیں۔ آپ بھی اس موقع سے فائدہ اٹھائیے

